فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مدلل و مکمل

اضافۂ جدیدہ

دارالافتاؤں میں رائج الوقت نسخوں کے مطابق تخریج کے ساتھ جدید کمپیوٹرایڈیشن

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مُدلّل و مکمّل

جلد ہشتم

کتابُ النکاح (نصف آخر)

افادات: مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ
(مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند)

حسب ہدایت: حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیّب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتب: مولانا محمد ظفیر الدّین صاحب شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

اضافہ تخریج جدید
مولانا مفتی محمد صالح کاروڑی رفیق دارالافتاء جامع علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارالاشاعت
اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ستمبر ۲۰۰۲ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : ۳۲۰ صفحات
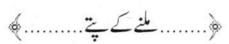
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد ہشتم مدلل ومکمل

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
باجازت ولی اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنی قوم سے جائز ہے یانہیں	۱۷۲
سیدزادی کا نکاح غیرسید سے درست ہے یانہیں	۱۷۲
بالغہ سیدزادی کی شادی ولی کی رضا سے غیرکفو میں جائز ہے	۱۷۲
غیرکفو میں شادی جائز ہے یانہیں	۱۷۳
دھوکہ سے جونکاح ہوااس میں اختیار فسخ ہے یانہیں	۱۷۳
تقیہ کے معنی کیاہیں اور شیعہ دھوکہ دے کرسنی لڑکی سے جونکاح کرتے ہیں اس کاحکم کیاہے	۱۷۵
بنت صالحہ کافاسق سے نکاح جائز ہے یانہیں	۱۷۶
فاسق صالحہ کاکفو ہے یانہیں	۱۷۷
بہن بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یانہیں	۱۷۸
ساتواں باب:	۱۷۹
فصل اول: مسائل واحکام مہر	۱۷۹
بیوی کے مرنے کے بعد مہر کارو پیہ وارثوں کو دیاجائے یا خیرات کردیاجائے	۱۷۹
مہر کے بدلے مکان دیاتو کیاحکم ہے	۱۷۹
مہر معجّل چارسال بعد بھی ادانہیں کئے توحق زوجیت ہے یانہیں	۱۷۹
مہر لینے کے لئے عورت اپنے کوروک سکتی ہے یانہیں	۱۸۰
جوعورت شوہر سے طلاق حاصل کرلے کیاوہ مہرلے سکتی ہے	۱۸۰
مہر معجّل اور مہر مؤجل کسے کہتے ہیں	۱۸۰
مہر نصف معجّل ہواور نصف مؤجل تو مطالبہ کرنا کیساہے	۱۸۰
جب مہر میں تفصیل نہ ہوتو مطالبہ کاکیاحکم ہے	۱۸۱
مہر معجّل اداکئے بغیر بھی بیوی کوبھیجا جاسکتاہے اور بیوی کاتکلیف بیان کرناجرم نہیں	۱۸۱
مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتاہے اور جائداد میں دونوں بیویوں کی اولاد کاحق ہے	۱۸۲
لڑکی کے ولی کومہر لے کرخرچ کرنا اور مہر سے زیادہ روپیہ لینا کیساہے	۱۸۲
شوہر بعدنکاح مہر بڑھادے توبیوی اس کی بھی مستحق ہوگی	۱۸۳
مطلق مہر کی صورت میں طلاق کے بعد عورت مہر کامطالبہ کرسکتی ہے	۱۸۳

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ
شوہر کو دودھ پلانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	۳۰۷
دودھ پلانے والی کی تمام اولاد دودھ پینے والے رضاعی بھائی بہن ہیں	۳۰۷
تھوڑا دودھ بھی باعث حرمت رضاعت ہے	۳۰۸
صحیح مدت رضاعت کیا ہے	۳۰۹
رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں	۳۱۰
جس عورت کا دودھ پلایا گیا اس کی نواسی سے شادی جائز نہیں	۳۱۰
زید نے جب پھوپھی کا دودھ پیا تو اس کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا	۳۱۰
رضاعی باپ کے اس بیٹے سے جو دوسری بیوی سے ہے اپنی بیٹی کی شادی نہیں کرسکتی ہے	۳۱۱
ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری کی اولاد سے بھی حرمت ثابت ہوگی	۳۱۱
جس لڑکی کے منہ میں عورت نے اپنا دودھ ڈالا اس سے اس کے لڑکے کی شادی جائز نہیں	۳۱۱
ایک بچی نے منھ میں چھاتی لے لی مگر پیٹ میں دودھ جانے کا یقین نہیں ہے کیا حکم ہے	۳۱۲
بچہ جب دودھ پیتا تھا قے کردیتا تھا اس سے حرمت ثابت ہوگی یا نہیں	۳۱۲
خالد کے جس بھائی نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا ہے اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے ہوسکتا ہے	۳۱۳
دودھ پینے والے بھائی کی بہن سے رضاعت ثابت نہیں ہوئی نکاح جائز ہے	۳۱۳
زید کا دادا اس کی رضاعی ماں سے نکاح کرسکتا ہے	۳۱۴
جب زید کی ساس نے اس کی بچی کو دودھ پلایا تو کیا بیوی کے مرنے کے بعد	۳۱۴
زید کی شادی سالی سے درست ہوگی	۳۱۴
چھوٹے لڑکے نے دودھ پیا کیا اس کے بھائی کی اولاد سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی جائز ہے	۳۱۴
شوہر والی زانیہ کے رضاعی بیٹے سے زانی کی پوتی کی شادی درست ہے یا نہیں	۳۱۵
صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے	۳۱۵
جس لڑکی کو دودھ پلایا اس کے بھائی سے مرضعہ کی لڑکی کی شادی جائز ہے	۳۱۵
پستان سے پانی منہ میں جائے تو کیا حکم ہے	۳۱۶
رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں	۳۱۶
دادی کا جب دودھ پیا تو پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں	۳۱۷
جس بچہ نے دادی کی چھاتی چوسی اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

پانچواں باب

نکاح میں ولایت کن لوگوں کو حاصل ہے

فصل اول

اس باب سے متعلق مسائل واحکام

عصبہ اور ماں نہ ہونے کی صورت میں ماموں ولی ہے

(سوال ۸۷۰) ہندہ نابالغہ کے کوئی عصبہ نہیں ہے اور نہ ماں ہے بلکہ فقط ذوی الارحام سے ایک ماموں علاتی اور ایک خالہ عینی ہے پس حق ولایت نکاح کس کو پہنچتا ہے؟

(الجواب) ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں ماموں علاتی کو ہے کما فی الدر المختار ثم لذی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات الخ [1] پس خال بجمیع اقسامہ خالات سے ولایت نکاح میں مقدم ہے لہذا ماموں علاتی خالہ عینی سے مقدم ہے۔ فقط

علاتی بھائی اور چچا کے ہوتے ہوئے ماں کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں

(سوال ۸۷۱) ایک لڑکی جس کی عمر تخمیناً گیارہ سال تھی اس کے ولی یہ ہیں والدہ حقیقی اور سوتیلا باپ اور سوتیلے بھائی اور تایا و چچا لڑکی کی والدہ نے اپنے خاوند کو لڑکی کے نکاح کی اجازت دی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اب پانچ سال کے بعد لڑکی دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) بھائی علاتی بالغ اور چچا تائے کے ہوتے ہوئے والدہ کو اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے اور نہ سوتیلے باپ کو اختیار ہے کیونکہ اس صورت میں اول ولی بھائی علاتی تھا اس کے بعد تایا چچا ولی ہیں [2] لہذا وہ نکاح جو والدہ

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰، ط.س. ج۳ ص۷۹. ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار ط.س. ج۳ ص۷۶) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ ثم لاب (رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۲۸. ط.س. ج۳ ص۷۶) ظفیر

اور سوتیلے باپ نے کیا علاتی بھائی کی اجازت پر موقوف رہا اگر بھائی نے اجازت دی تو وہ نکاح صحیح ہوا[1] ورنہ باطل ہوا بصورت بطلان نکاح کے لڑکی کو بعد بالغہ ہونے کے اختیار ہے کہ کفو میں اپنا نکاح کرے یا اس کا ولی اس کا نکاح کفو میں اس کی اجازت سے کر دیں۔ فقط

پندرہ سالہ لڑکی بالغہ ہے نابالغہ کا ولی چچا ہے

(سوال ۸۷۲) کریم جس نے اپنی نواسی شکورن کا کہ جس کی عمر اس وقت قریب پندرہ سال کی ہے نکاح شیخ محمد سے کر دیا ہے اس کی ماں اور چچا کہتے ہیں کہ شکورن کی عمر گیارہ سال کی ہے آیا نانا کو حق نکاح کرنے کا بغیر رضا چچا و ماں ہے کہ نہیں؟

(الجواب) لڑکی جب تک پوری پندرہ برس کی ہو کر سولھواں سال شروع نہ ہو جاوے اس وقت تک شرعاً اس کے بالغہ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا جب کہ اور کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر نہ ہو اور غیر بالغہ کے نکاح کا ولی بصورت موجود ہونے چچا حقیقی کے نانا نہیں ہے، پس نانا نے جو نکاح شکورن نابالغہ کا بلا اجازت چچا کے کیا وہ موقوف ہے چچا کی اجازت پر اگر چچا اس کو جائز رکھے تو صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جاوے گا۔[2] فقط

چچا کے رہتے ہوئے ماں کی ولایت نہیں

(سوال ۸۷۳) ہندہ بیوہ ہو گئی اور اس کی دو لڑکیاں نابالغ ہیں ہندہ نے دوسرا نکاح کیا اور اب شوہر ثانی سے لڑکیوں کا عقد کرانا چاہتی ہے، تو لڑکیوں کا چچا مانع ہوتا ہے اگر ماں یا شوہر ثانی لڑکیوں کا عقد کر دیویں تو کوئی حرج و گناہ تو نہیں ہے اور ہندہ کے شوہر متوفی کے ذمہ جو قرضہ تھا اس کا دیندار کون ہوگا؟

(الجواب) اس صورت میں ولی نابالغوں کے نکاح کا ان کا چچا ہے، موجودگی چچا کے ماں کو ولایت نکاح کی نہیں پہنچتی اور شوہر ثانی کسی حال میں ولی نہیں ہے اور شرعی مسئلہ یہی ہے[3] اور قرضہ متوفی کا کسی کے ذمہ نہیں ہوتا اگر بہت کچھ ترکہ چھوڑے تو اس میں سے ادا کیا جاوے اور اگر نہ چھوڑے تو وارثوں کے ذمہ ادا کرنا قرض کا لازم نہیں ہے اگر تبرعاً کوئی ادا کر دے تو اس کو اختیار ہے۔ فقط

نابالغہ کا نکاح ولی کے ذریعہ کیا جائے یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کیا جائے؟

(سوال ۸۷۴) ایک لڑکی گیارہ سالہ نابالغہ کی شادی کا انتظام کیا گیا لیکن اس کے اولیاء میں سے سوائے نانا اور نانی

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر (۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (ایضاً ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص ۷۶) ظفیر

(۳) اقرب الاولیاء الی المراة الابن ثم ابن الابن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ لاب وام ثم الاخ لاب ثم ابن الاخ لاب وام ثم ابن الاخ لاب وان سفلوا ثم العم لاب وام ثم العم لاب ثم ابن العم الخ (عالمگیری کشوری کتاب النکاح الباب الرابع الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۱ .ط.س. ج۳ص ۲۸۳) ظفیر

کے اور کوئی بھی نہیں وہ بھی یہاں سے چار ہزار میل کے فاصلہ پر افریقہ میں ہیں آیا اس کی چچی ولی ہو کر نکاح کر سکتی ہے یا کیا؟

(الجواب) اولیاء کے بعد ولایت نکاح صغیرہ کی بادشاہ اسلام اور قاضی کے لئے ہے پس جب یہ نہیں تو انتظار بلوغ کیا جاوے نانانانی سے بذریعہ تحریر اجازت طلب کی جاوے کما فی الدرالمختار فان لم یکن عصبة فالو لایة للام ثم لام الاب الخ وفی الشامی فتحصل بعد الام ام الاب ثم ام الام ثم الجد الفاسد الخ ثم لذوی الارحام الخ ثم للسلطان ثم لقاض نص علیه فی منشوره ثم لنوابه الخ [1] فقط

بھائیوں کے ہوتے ہوئے ماں کا نکاح کرنا درست نہیں

(سوال ۸۷۵) ایک لڑکی جس کی عمر تیرہ سال کی ہے اس کے دو بھائی بالغ موجود ہیں اس کا نکاح بلا رضامندی بھائیوں کے والدہ نے کر دیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور یہ لڑکی مذکورہ بالغہ ہے یا نابالغہ ؟

(الجواب) اس صورت میں والدہ نے جو نکاح بدون اجازت بھائیوں کے کیا وہ بھائیوں کی اجازت پر موقوف ہے اگر ان میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نکاح کی دے دی اور اس نکاح کو جائز رکھا تو صحیح ہو گیا اور اگر دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی اور انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ ھکذا فی کتب الفقه [2] (تیرہ سالہ لڑکی میں جب تک علامت بلوغ نہ پائی جائے حکماً نابالغ ہے ظفیر)

بالغہ خود اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۸۷۶) عمر کی نواسی بعمر تخمیناً پندرہ سال ہے اور علامت بلوغ کی موجود ہیں اور لڑکی کی ماں باپ اور بھائی کوئی نہیں ہے لڑکی کے حقیقی دادا کے بھائی زید اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ لڑکی کا ولی میں ہوں بغیر میری رضامندی نکاح نہ ہونا چاہئیے لڑکی بالغہ ہے یا نہیں اور لڑکی عمر کی رضامندی سے اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے اور زید جو اپنے کو ولی کہتا ہے وہاں کرنا نہیں چاہتا اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) علامت بلوغ لڑکی کے لئے حیض وغیرہ کا ہونا ہے اگر کوئی علامت بلوغ کی موجود نہ ہو تو پورے پندرہ برس کی عمر ہو کر سولھواں سال شروع ہو جاوے اس وقت شرعاً لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے پس اگر علامت بلوغ کی موجود ہے مثلاً اس کو حیض آنے لگا ہے تو وہ بالغہ ہے۔ [3] اس حالت میں خود لڑکی کی رضامندی سے اس کا نانا عمر اس کا نکاح کر سکتا ہے لیکن چونکہ نانا ولی شرعی نہیں ہے بلکہ ولی شرعی دادا کا بھائی ہے لہذا نانا کے سامنے جب تک وہ لڑکی بالغہ زبان سے اپنی رضامندی کا اظہار نہ کرے اس وقت تک نکاح صحیح نہ ہو گا چپ

---

(۱) دیکھئے رد المحتار مع متنه الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ و ج ۲ ص ۴۳۰ ط.س. ج۳ص۷۸) ظفیر

(۲) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۳۲) .ط.س. ج۳ص ۸۱. ظفیر

(۳) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والا نزال الخ والجاریته بالاحتلام والحیض والحبلالخ فان لم یوجد فیهما شئ حتی یتیم لکل منهما خمس عشره سنته به یفتی (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل ج ۱ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۳ص ۱۵۳)

ہو جانا لڑکی کا جیسا کہ ولی کے استیذان پر معتبر اور کافی ہے وہ یہاں معتبر نہ ہوگا۔ کذافی الدرالمختار[1] فقط

نابالغ کا نکاح ولی کے ایجاب وقبول سے ہوتا ہے

(سوال ۸۷۷) نابالغ بچوں کا نکاح صرف والد کے ہی ایجاب وقبول سے ہوتا ہے یا ہر جائز ولی بھائی چچا وغیرہ کے ایجاب وقبول سے بھی؟

(الجواب) صغیر اور صغیرہ کا نکاح انکے ہر ولی جائز کے ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے لیکن ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد کو نکاح کا حق حاصل نہیں ہے پس اس میں اب وجد و دیگر اولیاء حسب درجات یکساں ہیں۔

باپ اگر اجازت دے تو نانا نابالغہ نواسی کا نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۸۷۸) ایک شخص نے اپنے خسر کو اسٹامپ لکھ دیا اور کہہ دیا کہ میری دختر نابالغہ کا نکاح میرا خسر جہاں چاہے کر دے اب اگر شخص مذکور کا خسر اپنی نواسی کا نکاح کرادے تو بلا اجازت اس کے والد کے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا اس کا باپ ہے لیکن اگر باپ نے نابالغہ کے نانا کو اجازت دے دی اور اس نے نکاح کر دیا تو وہ نکاح صحیح ہے۔[2] فقط

سولہ سالہ لڑکی کا نکاح جبراً جائز نہیں

(سوال ۸۷۹) دختر سولہ سالہ کا نکاح ولی نے جبراً کر دیا آیا بالغہ کا نکاح بلا اس کی مرضی کے ولی جبراً کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضا اور اجازت کے صحیح نہیں ہے اور کسی ولی کو اختیار نہیں ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کی رضامندی کے کرے اگر نکاح کر دیا اور بالغہ راضی نہ ہوئی اور اس نکاح کو جائز نہ رکھا تو وہ نکاح باطل ہے اور عمر بلوغ کی شرعاً پندرہ برس ہے پس سولہ برس کی لڑکی شرعاً نابالغہ ہے البتہ ولی کے استفسار اور اطلاع پر سکوت کرنا نابالغہ کا رضاء اور اجازت سمجھا جاتا ہے اور تمکین وطی وغیرہ کو بھی فقہاء نے اجازت شمار کیا ہے۔ ھکذا فی الدرالمختار[3] فقط

---

(۱) وان فعل ھذہ غیر ولی یعنی استامر غیر الولی اوولی غیرہ اولی منھہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ ای لم یکن سکوتھا ولا ضحکھا رضا (فتح القدیر باب فی اولیاء ج ۳ ص ۱۶۵ .ط.س.ج۳ص [illegible]) ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۳ص۷۶) ظفیر

(۳) ولا یجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ الخ فان استاذنھا ھوای الولی الخ فسکتت الخ فھو اذن ایضاً ج۲ ص ۴۱۰ .ط.س.ج۳ص۵۸) ظفیر

جس کا کوئی ولی نہ ہو حاکم ولی ہے

(سوال ۸۸۰) ایک عورت جو بطور طوائف اپنا پیشہ کرتی تھی اسی اثناء میں اس کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا باپ معلوم نہیں بعد اس عورت نے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا اور آٹھ روز بعد انتقال کر گئی عمر لڑکی کی دس سال ہے سوتیلے باپ نے لڑکی کو ایک طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا چاہا اہل محلّہ نے مزاحمت کی سوتیلے باپ نے جوانٹ مجسٹریٹ کے یہاں نالش کر دی حاکم نے بعد تحقیقات لڑکی کو ایک معمر شخص کے سپرد کر کے ہدایت کر دی کہ اس کا نکاح کسی محتاج شخص سے کر دیا جائے لہذا اس لڑکی کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا اب یہ نکاح جو سوتیلے باپ کی بلا اجازت ہوا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) سوتیلا باپ اس لڑکی کا ولی نہیں ہے بلکہ ایسے لاوارث بچوں کے نکاح کا ولی حاکم ہی ہوتا ہے لہذا نکاح مذکور درست ہے۔[1] فقط

اس صورت میں ولی بھائی ہے لڑکی کی ماں کا شوہر ولی نہیں

(سوال ۸۸۱) زید نے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی ہاجرہ نابالغہ کو ذمہ اپنی اخیافی بہن فاطمہ کے کیا اور ہاجرہ فاطمہ کے لڑکے عمر سے منسوب تھی اور وصیت کی زید نے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کر دینا فاطمہ موافق وصیت کے ہاجرہ کو مع اس کی ماں حقیقی زینب اور ہاجرہ کے سوتیلا بھائی بکر کے اپنے یہاں لے آئی لیکن ہاجرہ کی ماں زینب چونکہ جوان تھی اس لئے فاطمہ نے اس کا نکاح کر دیا اور اپنے شوہر کے ہاں چلی گئی اور زید کی ماں چوں کہ زندہ تھی اور اس نے بعد انتقال والد زید کے ایک شخص سے نکاح کر لیا تھا وہ اپنے شوہر کے یہاں رہتی تھی بکر بھی وہیں اپنی دادی کے پاس چلا گیا اور ہاجرہ کی ماں زینب اور اس کا بھائی بکر جب تک کہ فاطمہ کے یہاں رہے یہی کہتے رہے کہ ہاجرہ کا نکاح عمر سے کر دینا لیکن جب فاطمہ نے نکاح ہاجرہ کا عمر سے کر دیا تو زینب کا شوہر جدید مخالف ہوا اور اس نے زینب و بکر اور بکر کی دادی کو اپنا ہم خیال بنا لیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) زینب کے شوہر جدید کو ولایت نکاح ہاجرہ نابالغہ کا حاصل نہیں ہے لہذا اس کی مخالفت سے تو کچھ نہیں ہوتا البتہ بکر برادر ہاجرہ ولی ہے فاطمہ نے جو نکاح ہاجرہ کا عمر سے کیا تو وہ بکر کی اجازت پر موقوف ہے اگر بکر اجازت دے دے تو صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جاوے گا[2] اور زید کی وصیت کا دوبارہ نکاح بعد وفات زید کے شرعاً کچھ اعتبار نہیں رہا۔

عاقلہ بالغہ کفو میں نکاح خود کر سکتی ہے

(سوال ۸۸۲) عورت عاقلہ بالغہ کہ در کفو یا غیر کفو نکاح خود کند بلا رضا ولی آیا نکاح جائز است یا نہ؟

(الجواب) اقول قال فی الدرالمختار وهو ای الولی شرط صحته نكاح صغير و مجنون و رقيق لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضى ولى الخ والدليل فيه قوله عليه الصلوة والسلام الا يم احق

---

(۱) ثم للسلطان ثم لقاضی نص له فی منشوره ثم لنوابه (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۰ . ط.س. ج۳ص ۷۹) ظفير (۲) فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۲ . ط.س. ج۳ ص ۸۱)

بنفسها من وليها رواه مسلم وغيره وفي رد المحتار والايم من لا زوج لها بكراً او لاشامى جلد [۱] ۲ و تاويل لا نكاح الا بولى او فنكاحها باطل معروف و مذكور فى الفتح والشامى وغيرهما وفى الدر المختار مکلفہ بالغہ بلا رضاء ولی در کفو جائز است ودر غیر کفو صحیح نیست وهو المفتى به　فقط

چچا کے ہوتے ہوئے چچا کا لڑکا ولی نہیں ہے

(سوال ۸۸۳)ما قول العلما الشافعيه فى بنت شافعية المذهب حنفية . النفقة و غير ها عمر ها ثمان سنين وهى تحت كفالة امها الشافعية الرشيده ولها ابن عم شافعى المذهب حاضر أراد ان يتزوجها بغير رضا ها ولا رضا امها لما بينهم من التنافر والعداوة و حيث انه لم يجد الى ذلك سبيل فى مذهب الشافعى ؒ اراد تقليد الامام الا عظم ابى حنيفة ؒ فى هذا الامر المخالف لمذهب الشافعى فهل يجوز له ان يزوجها من نفسه تقليداً اذا فرضنا ان مذهب الامام الاعظم يجيز ذلك بغير ضرورة الىٰ ذلك الرواج والتقليد ام لا يجوز .

(الجواب) قواعد الحنفية تقتضى جواز ذلك النكاح ان لم يكن ولى اقرب من ابن عم و ان كان اقرب منه مثلاً يكون عم الصغيرة موجوداً فلا ولاية لابن العم مع وجود العم ولا يجوز نكاحه بلا رضا عم وقد وقع التصريح به فى مواضع عديدة [۲]　فقط

بالغہ خود بلا ولی نکاح کر سکتی ہے باپ کا ناجائز لڑکا نہ ولی ہے نہ لڑکا

(سوال ۸۸۴) بالغہ باکرہ کا عقد شرعاً بلا ولی کے صحیح ہے یا نہیں باپ کا ناجائز لڑکا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں نکاح میں کچھ خرابی نہ ہوگی اور باپ کا ناجائز لڑکا اگر باکرہ بالغہ کا عقد کر دے گا تو اس سے وہ باپ کا بیٹا صحیح النسب بن جاوے گا یا نہیں اور وارث باپ کا ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) باکرہ بالغہ کے نکاح کے جواز کے لئے عند الحنفیہ ولی کا ہونا شرط نہیں ہے مسنون ہے کذافی الدر المختار پس باکرہ بالغہ کی اجازت سے ہر ایک شخص اس کا نکاح کر سکتا ہے [۳] باپ کا ناجائز لڑکا بھی اس کام کو باجازت باکرہ بالغہ کر سکتا ہے اور عقد صحیح ہو جاوے گا کچھ خرابی اس میں نہ ہوگی اور جو ناجائز لڑکا باپ کا ہے وہ اس نکاح باجازت باکرہ کر دینے کی وجہ سے باپ کا صحیح النسب لڑکا نہ بنے گا لیکن اگر در حقیقت وہ پہلے ہی ثابت النسب اپنے باپ سے ہے تو وہ جائز بیٹا اپنے باپ کا ہے اور وارث ہوگا۔ فقط

---

(۱) رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۰۷ و ج ۲ ص ۴۰۸ .ط.س.ج۳ص ۵۵. ظفير

(۲) الولى فى النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على الترتيب الارث والحجب فيقدم ابن المجنونه (درمختار) ثم يقدم الاب ثم الاخ الشقيق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه كذلك (ردالمحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۸ .ط.س.ج۳ص ۷۶) ظفير

(۳) ولا تجبر البالغة البكر فى النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ص ۴۱۰ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۵۸) ظفير

بالغہ بیوہ کی اجازت سے جو نکاح ہو وہ صحیح ہے اب انکار سے کچھ نہیں ہوتا

(سوال ۸۸۵) ہندہ بیوہ نے زید سے اپنی شادی کر دینے کی اجازت بموجود دو عورت اور ایک مرد کے اپنی ماں کو دی اس کا عقد زید سے کر دیا گیا اور چند تحائف کا استعمال بھی کیا جو کہ زید کی جانب سے موقع عقد پر حسب دستور بھیجے گئے تھے زید کے گھر جانے سے پہلے بوجہ بھکانے مخالفین زید کے ہندہ کہتی ہے کہ میں نے اجازت نہیں دی کیا ہندہ کا انکار صحیح ہے اور کیا زید اس کو زبردستی اپنے گھر لا کر وظائف زوجیت ادا کر سکتا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ منعقد ہو گیا اور اب انکار کرنا ہندہ کا لغو ہے مسموع نہ ہوگا اور زید ہندہ کو رخصت کرا سکتا ہے اور وظائف زوجیت ادا کر سکتا ہے۔ فقط

باپ اپنے لڑکے کو اجازت دے تو اس کی اجازت سے نکاح جائز ہے

(سوال ۸۸۶) والدہ کی موجودگی میں بھائی اجازت نکاح کی دے سکتا ہے اور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر باپ نے اپنے پسر یعنی نابالغہ کے بھائی کو اجازت دے دی اور اختیار دے دیا تو بھائی کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ فقط

بلا ولی اصلی کی اجازت کے نابالغہ کا نکاح درست نہیں

(سوال ۸۸۷) محمد بخش فوت ہو گیا ایک لڑکی صغیرہ بعمر ۵ سالہ اور ایک عورت اور دو چچازاد بھائی محمد سعید و محمد صالح، محمد سعید جو ولی اصلی ہے اس کے فرزند نے بغیر رضا و اجازت باپ کے نابالغہ کا نکاح کر دیا جب ولی اصلی کو خبر ہوئی تو اس نے مجلس عام میں کہہ دیا کہ یہ نکاح جو میرے لڑکے نے کر دیا ہے اس پر میں راضی نہیں ہوں شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) بدون ولی اصلی کی رضامندی واجازت کے نابالغہ کا نکاح صحیح نہیں ہو سکتا پس ولی کے فرزند نے بموجودگی ولی کے جو نکاح نابالغہ کا بدون اجازت ورضامندی ولی کے کیا اور بعد نکاح کے ولی نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور اس کو رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔ هکذا فی الدر المختار وغیرہ [1] فقط

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے

(سوال ۸۸۸) نابالغہ کا نکاح اسکے بھائی نے کر دیا اور لڑکی صغر سنی سے اس نکاح پر رضامند نہیں تھی بعد بالغہ ہونے کے بھی عدم رضامندی ظاہر کی آیا اختیار فسخ نکاح لڑکی کے لئے باقی ہے یا نہیں؟

(الجواب) لڑکی کو اس صورت میں بعد بالغہ ہونے کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط

---

(۱) فلو زوج الولی الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفیر

ہے اگر قاضی نہ ہو تو نکاح فسخ نہ ہوگا اس صورت میں شوہر بالغ کی طلاق دینے کے بعد نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔[1] فقط

ولی اقرب دو سو میل کی دوری پر ہو اور ماں نکاح کردے تو کیا حکم ہے

(سوال ۸۸۹) عبداللہ ایک دختر نابالغہ اور ایک زوجہ چھوڑ کر فوت ہوا متوفی کے کوئی بیٹا اور بھائی نہیں تھا چچازاد بھائی ہیں دختر نابالغہ اپنی پھوپھی کے پاس پرورش کرتی ہے جو دو سو میل کے فاصلہ پر متوفی کے چچازاد بھائیوں سے ہے اور دختر نابالغہ کی والدہ ۴۸ یا ۵۰ میل پر ہے اور متوفی نے قبل مرگ چھ ماہ اپنی حقیقی ہمشیرہ کے بیٹے سے نابالغہ کو منسوب کیا تھا اگر دختر نابالغہ کی والدہ حسب وعدہ خاوند متوفی اس کی ہمشیرہ زاد سے تین روز کی مسافت پر جا کر نکاح کردے تو جائز ہے یا نہیں کیوں کہ متوفی کے بھانجہ سے کفو میں نکاح ہوگا؟

(الجواب) اس غیبت میں کہ جس کی وجہ سے ولی ابعد کو نکاح کا اختیار ہو جاوے دو قول ہیں ایک مسافت قصر دوسرا یہ کہ اقرب کے انتظار میں کفو فوت ہو جاوے اور اسی کو محققین نے راجح کہا ہے شامی میں ہے اختلف فی حد الغيبة فاختار المصنف تبعاً لكنز انها مسافة القصر ونسبه في الهداية لبعض المتاخرين والزيلعي لا كثرهم قال و عليه الفتوى آه وقال في الذخيرة الاصح انه اذا كان في موضع لو انتظر حضوره او استطلاع رايه فات الكفو الذى حضر فالغيبة منقطعة و اليه اشار في الكتاب اه و في البحر عن المجتبى و المبسوط انه الاصح وفي النهاية واختار اكثر المشائخ وصححه ابن الفضل وفي الهدايه انه اقرب الى الفقه وفي الفتح انه الاشبه بالفقه وانه لا تعرض بين اكثر المتاخرين واكثر المشائخ اى كان المراد من المشائخ المتقدمون وفي شرح الملتقى عن الحقائق انه اصح الاقاويل و عليه الفتوىٰ آه و عليه مشى في الاختيار و النقاية ويشير كلام النهر الى اختياره وفي البحر والا حسن الافتاء بما عليه اكثر المشائخ.[2]

ان عبارات سے واضح ہے کہ راجح عند المحققین قول ثانی یعنی فوت کفو ہے پس نابالغہ کے پاس جا کر یا اس کو اپنے پاس بلا کر اس کا نکاح کفو سے کردیوے تو صحیح ہوگا۔ فقط

پھوپھی نے نکاح کیا اور ولی نے رد کردیا تو نکاح نہیں ہوا

(سوال ۸۹۰) ایک یتیمہ کے چار ولی ہیں اس ترتیب سے باپ کا سوتیلا چچا، نانا حقیقی، بہن حقیقی، پھوپھی حقیقی، پھوپھی نے اپنے لڑکے سے اپنی اجازت سے یتیمہ کا نکاح پڑھوا لیا تینوں ولیوں نے جب سنا تو رد کردیا تو عند الشرع نکاح فسخ ہو لیا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں ہے الولي في النكاح العصبة[3] الخ پس صورت مذکورہ میں ولی نابالغہ یتیمہ کے

---

(۱) وان كان الزوج غير هما اى غير الاب و ابيه الخ لهما خيار الفسخ بالبلوغ الخ شرط القضاء للفسخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س. ج۳ص۶۸) ظفير

(۲) رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س. ج۳ص۸۱' ظفير

(۳) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ۴۲۷ .ط.س. ج۳ص۷۶ ' ظفير

نکاح کا اس کے باپ کا علاتی چچا ہے پس جب کہ نکاح مذکور اس نے رد کر دیا وہ نکاح فسخ ہو گیا۔[۱] فقط

والدہ سوتیلا باپ اور ماموں میں ولی کون سا ہے

(سوال ۸۹۱) ایک لڑکی کی والدہ زندہ ہے باپ، دادا، چچا وغیرہ مر چکے ہیں سوتیلا باپ اور ماموں موجود ہے ان تینوں میں لڑکی کا ولی کون ہے لڑکی بالغہ ہے ولایت نکاح کس کو ہے ؟

(الجواب) عصبات کے بعد والدہ ولی نابالغہ کے نکاح کی ہوتی ہے[۲] اور صورت مسئولہ میں چوں کہ لڑکی بالغہ ہے تو اس کی والدہ اس سے اجازت لیکر نکاح اس کا کر سکتی ہے اور لڑکی کا سکوت والدہ کی اجازت لینے پر کافی ہے سکوت بھی اجازت سمجھا جاتا ہے۔[۳] فقط

اٹھارہ سالہ لڑکی اپنا نکاح خود کر سکتی ہے

(سوال ۸۹۲) ایک لڑکی جس کی عمر تقریباً اٹھارہ سال کی ہے اس کا والد اس کے عقد نکاح سے بالکل بے فکر ہے راج گیری کا پیشہ کرتا ہے اور اعمال بد اطوار میں ملوث ہے اور شراب خور ہے ایسی حالت میں اس لڑکی کو اپنی اجازت سے نکاح کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق لا مکلفة فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضی ولی الخ الی ان قال و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلاً وھو المختار الخ[۴] پس معلوم ہوا کہ اگر لڑکی بالغہ کفو میں اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کر لیوے تو صحیح ہے فقط

ماموں، نانی اور ماں میں ولایت کس کو حاصل ہے

(سوال ۸۹۳) ہندہ اور زبیدہ دو حقیقی بہنیں ہیں ہندہ کا ایک لڑکا خالد ہے اور زبیدہ کی دختر عائشہ ہے اور عائشہ کی دختر ساجدہ ہے زبیدہ کا شوہر اور عائشہ کا شوہر انتقال کر گیا ساجدہ نابالغہ کا بعمر ۹ سال زبیدہ نے اپنی ولایت سے ہندہ کے لڑکے یعنی خالد سے نکاح کر دیا حالانکہ عائشہ کے بھائی تین نفر جو ساجدہ نابالغہ کے ماموں حقیقی ہیں موجود تھے آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے کیا ماموں حقیقی کی موجودگی میں نانی کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اب ساجدہ بالغہ ہوئی تو کیا وہ فسخ نکاح خالد سے کر سکتی ہے یا نہیں یا تجدید نکاح کیا جاوے ؟

---

(۱) فلو زوج الابعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته(درمختار.ط.س.ج۳ص ۸۱) فلم یجعلوا سکوته اجازته والظاهران سکوته هنا کذلك فلا یکون سکوته اجازةً لنکاح الا بعد وان کان حاضر ا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالة(رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۳۲ ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س.ج۳ص ۸۱) ظفیر

(۲) فان لم یکن عصبة فالولا یة للام (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۹ .ط.س.ج۳ص۷۸)

(۳) لا تجبر البالغة البکر علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة الخ فسکتت عن رده مختارة الخ فهو اذن (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ .ط.س.ج۳ص۵۸) ظفیر

(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ .ط.س.ج۳ص ۵۵.

(الجواب) نانی کی ولایت مقدم ہے ماموں سے۔ پس جب کہ کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ ہو تو ولایت نکاح ماں کو ہے پھر دادی کو، پھر نانی کو۔ الخ اور ماموں ذوی الارحام میں سے ہے بموجودگی ذوی الفروض ان کو ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے[1] پس صورت مسئولہ میں اگر عائشہ بھی اس نکاح سے راضی رہی تو وہ نکاح منعقد ہو گیا اور ساجدہ بعد بالغہ ہونے کے خود اپنا نکاح فسخ نہیں کر سکتی بلکہ اس کے فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے[2] اور قاضی شرعی موجود نہیں ہے[3] اور دیگر شرائط کا تحقیق بھی دشوار ہے لہذا فسخ نکاح کا حکم اب نہیں ہو سکتا۔ فقط

مرتد باپ کو نابالغ لڑکا لڑکی پر کوئی حق ولایت نہیں

(سوال ۸۹٤) (۱) ایک شخص مسلمان آریہ ہو گیا ہے اس کے ایک لڑکی بعمر دس سال اور لڑکا بعمر ۸ سال ہے لڑکی اپنی ماں کے ہمراہ اپنے نانا کے مکان پر پرورش پاتی ہے اور دادا بھی موجود ہے کیا باپ کو کوئی حق اولاد کے بارے میں حاصل ہے لڑکی کا نکاح دادا کی اجازت سے ہو سکتا ہے یا نانا کی اجازت سے؟

مرتد مسلمان ہو جائے تو وہ اپنی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

(۲) اگر باپ پھر مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی پہلی بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اپنی اولاد پر قابض ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) باپ چوں کہ مرتد ہو گیا اس کو کچھ حق اور تعلق اولاد سے نہیں رہا ولی اولاد نابالغہ کا اس صورت میں ان کا دادا ہے دادا کی اجازت سے نکاح ان نابالغوں کا صحیح ہو سکتا ہے نانا کی اجازت سے نہیں ہو سکتا۔[4]

(۲) اگر باپ مسلمان ہو جائے اور تائب ہو جائے تو اپنی زوجہ سابقہ سے نکاح کر سکتا ہے اور اولاد پر بھی اسکا حق ہو جائے گا اور ولایت ثابت ہو جائے گی۔[5] فقط

بوقت نکاح بھائی بنانے کا رواج غلط ہے

(سوال ۸۹۵) یہاں کابل اور پشاور میں یہ دستور ہے کہ ماں باپ موجود ہوں یا نہ ہوں نکاح کے وقت غیر آدمی کو

---

(۱) الولی فی النکاح لا فی المال العصبة بنفسه الخ بترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالو لایة للام ثم لام الاب الخ ثم للجد الفاسد الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷ ط.س. ج۳ص ۷٦، ظفیر (۲) بشرط القضاء للفسخ (درمختار ط.س. ج۳ص ۷۰) و حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۱ ط.س. ج۳ص ۷۰) ظفیر

(۳) علماء نے جو اس کا حل تجویز کیا ہے اس کے لئے دیکھئے الحیلة الناجزة للمرشد التهانوی، ظفیر

(٤) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار) هذا عندهما خلافا لمحمد حیث قدم الاب الخ ثم یقدم الاب ثم ابوه الخ (رد المحتار باب الولی ۲ ص ٤۲۷ ط.س. ج۳ص ۷٦) ظفیر

(۵) اس لئے کہ مرتد ہونے کی وجہ سے دین اسلام سے خارج ہو گیا تھا اور سارے حقوق سے محروم ہو گیا تھا جب مسلمان ہو گیا تو پھر اسے باپ کے حقوق حاصل ہو جائیں گے اور شادی کا حق بھی حاصل ہو جائے گا اس لئے کہ فقہاء صراحت کرتے ہیں و بقی النکاح ان ارتدا معا بان لم یعلم السبق الخ فاسلما کذلك (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۱ ط.س. ج۳ص ۱۹۵، ۱۹٦) ظفیر

بھائی بناتے ہیں بغیر اس کے نکاح نہیں کرتے اور ہمارے ہند کا یہ دستور ہے کہ ماں باپ خود اجازت دیں یا لڑکی خود ہوشیار ہو اور اجازت دے دونوں باتیں درست یا کچھ فرق ہے؟

(الجواب) جو ہمارے ملک کا رواج ہے کہ نابالغہ کے لئے اس کے اولیاء یعنی باپ دادا وغیرہ اجازت دیتے ہیں اور جو لڑکی بالغہ ہو تو خود اس کے گوش گزار کیا جاتا ہے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے کیا جاتا ہے اس پر وہ سکوت کرتی ہے اور یہ سکوت اجازت ہے شرعاً یہی صحیح ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے [1] بھائی بنانے کی صورت فضول ہے اور اس کی کچھ اصل معلوم نہیں ہوتی۔ فقط

ماں نے نکاح کر دیا بھائی خاموش رہا کیا حکم ہے؟

(سوال ۸۹۶) ولی اقرب یعنی برادر کی موجودگی میں ولی ابعد یعنی والدہ نے نکاح نابالغہ کا کر دیا اور اقرب نے سکوت کیا لیکن کوئی علامت رضا کی ظاہر نہیں ہوئی نہ صراحتاً اور نہ دلالتہً تو یہ نکاح فاسد ہوا یا باطل؟

(الجواب) في الشامي على قوله توقف على اجازته الخ والظاهران سكوته هذا كذلك فلا يكون سكوته اجازة لنكاح الا بعد وان كان حاضراً في مجلس العقد مالم يرض صريحاً او دلالة تامل [2] پس جب تک ولی اقرب راضی نہ ہوگا صراحتاً یا دلالتہً اس وقت تک نکاح موقوف رہے گا نہ صحیح ہوگا نہ باطل۔ فقط

چودہ سالہ لڑکی جو اپنے آپ کو بالغ بتاتی ہے اس نے دادا کے نکاح کو رد کر دیا

(سوال ۸۹۷) دادا نے اپنی پوتی چودہ سالہ کا نکاح اپنے پوتے کے ساتھ کرا دیا بوقت نکاح لڑکی کسی اور شہر میں تھی لہذا دادا نے نہ اجازت نکاح کی لی اور نہ یہ دریافت کیا کہ تم بالغہ ہو یا نہیں، لڑکی کو جب نکاح کی خبر ملی تو اس نے یہ کہا کہ ہم کو یہ نکاح منظور نہیں ہے میں نکاح کے وقت بالغ تھی مجھ کو مدت سے حیض آتا ہے چنانچہ وہاں دو شخص معتبر عادل بھی موجود تھے کہتے ہیں کہ ہم نے انکار بھی سنا اور دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ زمانہ سے بالغ ہے اور سچ کہتی ہے ایسی عمر میں دعویٰ بلوغ کا جو خلاف ظاہر نہ تھا جیسا کہ گواہان معتبر سے معلوم ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں اور بعد ثبوت بلوغ کے انکار صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) مراہقہ کا قول دربارہ بلوغ معتبر و مصدق ہوتا ہے اور وہ لڑکی جس کی عمر چودہ سال کی ہے بالیقین مراہقہ ہے درمختار میں ہے فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر [3] الخ وقال قبيله واد نى مدته له اثنتى عشرة سنة ولها تسع سنين [4] الخ اور بالغہ کا نکاح بلا اس کی اجازت کے

---

(۱) لا تجبر البالغة البكر على النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ فان استاذنها هو اى الولي وهو السنة اووكيله او رسوله او زوجها وليها واخبر ها رسوله، او فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة الخ فهو اذن (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۰ ج۲ ص ۴۱۱ .ط.س. ج۳ ص۵۸)

(۲) رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س. ج۳ ص ۸۱، ظفير

(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ .ط.س. ج۳ ص ۱۵۴ . ظفير

(۴) ايضاً ج ۵ ص ۱۳۳ .ط.س. ج۳ ص ۱۵۴، ظفير

معتبر و صحیح نہیں ہوتا لہذا نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا۔ [1] فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ کرے تو دور کا ولی کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۸۹۸) ہندہ اپنے نابالغ لڑکے بکر کا نکاح حمیدہ نابالغہ سے کرنا چاہتی ہے لیکن بکر کا دادا اپنے پوتہ سے ناراض ہے اور اپنے لڑکے کے مرنے کے بعد اس کو اور اسکی والدہ کو اپنے مکان سے نکال دیا اسی وجہ سے وہ بکر کے نکاح کی اجازت دینے سے انکاری ہے اور چچا حقیقی بکر کا نکاح کی اجازت دینے کو تیار ہے نیز حمیدہ کا ولی چچا حقیقی اور خالہ موجود ہیں مگر اس کی حمیدہ کے باپ سے رنجش تھی اس بناء پر حمیدہ کے نکاح کی اجازت نہیں دیتا اس صورت میں بکر کا حقیقی چچا اور حمیدہ کی خالہ دونوں ان کے نکاح کے ولی ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے کہ اگر ولی اقرب نکاح صغیر کفو میں کرنے سے مانع ہو تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا حاصل ہو جاتا ہے و یثبت للا بعد من اولیاء النسب الخ التزویج بفضل الا قرب ای بامتناعه عن التزویج [2] الخ بناءً علیہ بکر نابالغ کا نکاح اس کا چچا کر سکتا ہے اور حمیدہ نابالغہ کا چچا اگر نکاح سے مانع ہے تو اس کے بعد حسب ترتیب ولایت جو ولی ہو گا وہ نکاح حمیدہ نابالغہ کا کر سکتا ہے اور ترتیب یہ ہے کہ عصبات کے بعد والدہ ولی ہے اس کے بعد دادی نانی بہن وغیرہ ولی ہیں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو اور خالہ سے مقدم کوئی ولی عصبات و ذوی الفروض میں سے نہ ہو تو خالہ نکاح کر سکتی ہے۔ [3] فقط

وصیت کا اعتبار نہیں اور چچازاد بھائی کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں ہے

(سوال ۸۹۹) زید نے اپنے مرض الموت میں اپنی عورت سے کہا کہ میری صغیرہ لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دینا جس کے ساتھ میں قبل اس کے صغیرہ مذکور کی منگنی کر چکا ہوں پھر زید نے عمرو خالد کو کہا کہ اگر میری عورت میری لڑکی صغیرہ کا نکاح بکر کے ساتھ نہ کرے تو تم کر دینا میں تم کو اجازت دیتا ہوں زید کے مرنے کے بعد زید کی عورت نے صغیرہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا اس نکاح کے ہو جانے کے بعد زید کے ابن الاخ نے صغیرہ مذکور کا نکاح بولایت اپنے ساتھ پڑھالیا یہ ابن الاخ زید کا بالغ ہے اس کے سوا اور کوئی جدی رشتہ دار زید کا نہیں زید کی عورت صغیرہ کی والدہ ہے شرعاً پہلا نکاح جائز ہے یا دوسرا؟

(الجواب) زید کی وصیت کا تو اس بارے میں کچھ اعتبار اور لحاظ نہیں ہے۔ اور زید کے انتقال کے بعد ولایت

---

(۱) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب و سلطان بغیر اذنها بکرا کانت او ثیبا عالمگیری کشوری باب الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۵ ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ و ج ۲ ص ٤۳٤ .ط.س. ج۳ص ۸۲. ظفیر

(۳) اقرب الاولیاء الی المراة الابن ثم ابن وان سفل ثم الاب ثم الجد وابو الاب الخ ثم الاخ ثم ابن الاخ الخ ثم العم الخ ثم ابن العم الخ ثم عم الاب الخ ثم بنوهما الخ و عند عدم العصبة کل قریب یرث الصغیر والصغیرة من ذوی الارحام یملك تزوجها الخ والا قرب عند ابی حنیفة الا م ثم البنت الخ ثم الاخت الخ ثم اولادهم الخ و بعد اولاد الاخوات العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنت الاعمام الخ (عالمگیری کشوری باب الاولیاء ج ۱ ص ۲۹۱ .ط.س. ج۳ص ۲۸۳)

نکاح ہندہ نابالغہ کی زید کے ابن الاخ کو ہے پس ہندہ کی والدہ نے جو نکاح کیا وہ زید کے ابن الاخ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اس نکاح موقوف کو باطل کر کے اپنا نکاح اس نابالغہ سے کیا تو ابن الاخ کا نکاح صحیح ہو گیا اور پہلا نکاح جو والدہ نے کیا تھا باطل ہو گیا قال فی الدر المختار الولی فی النکاح العصبة [1] الخ فقط

ولی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں جب غیر ولی نکاح کردے

(سوال ۹۰۰) ہندہ نابالغہ کا حقیقی بھائی خالد بالغ مکان پر موجود نہ تھا بوجہ ملازمت ایک روز کی مسافت پر تھا خالد کی عدم موجودگی میں اس کی حقیقی ماں اور سوتیلے باپ نے ہندہ نابالغہ کا نکاح کردیا نکاح کے بعد خالد مکان پر آیا نکاح کی خبر سن کر خاموش رہا نکاح کو قریب دو برس کے ہوئے اس درمیان میں کئی بار خالد اپنے مکان پر آیا اور پھر گیا مگر ہر بار بجز سکوت کے انکار نہیں کیا اب تقریباً دو برس کے بعد کہتا ہے کہ ہم راضی نہیں ہیں ایسی حالت میں ہندہ نابالغہ کا نکاح جائز ہوا یا بھائی دوسری جگہ نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) سکوت ولی کا اس صورت میں اجازت نہیں ہے کما فی الدر المختار فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته وفی الشامی فلم یجعلوا سکوته اجازة والظاهران سکوته ههنا کذلك فلا یکون سکوته اجازةً لنکاح الا بعد وانکان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالةً تامل [2] الخ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں ماں کا کیا ہوا نکاح نہیں ہوا بھائی دوسری جگہ نکاح اس کا کر سکتا ہے۔ فقط

ماں نے نکاح کردیا باپ جاہل نے لکھوایا کہ مجھے پسند نہیں کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۰۱) ایک ناخواندہ شخص مسمی زید کی نابالغہ لڑکی کا عقد لڑکی کی ماں اور ماموں نے کفو میں ایسی جگہ کردیا کہ جس سے اور بہتر ممکن نہ تھا اور یہ عقد اس حالت میں کیا گیا کہ زید یعنی نابالغہ کا باپ مسافت بعیدہ پر تھا لڑکے والے اتنی مہلت نہیں دیتے تھے کہ نابالغہ کی ماں اپنے شوہر زید کی منظوری بذریعہ خط منگوا سکتی کچھ دنوں بعد زید کا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ اس کو یہ نکاح پسند نہیں ہے پس اس خط سے نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور ناخواندہ شخص کے خط کا جو ڈاک کے ذریعہ سے آیا ہو باب فسخ نکاح میں معتبر ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی حالت میں کہ باپ دور ہو اور ولی ابعد کفو میں نابالغہ کا نکاح کرے نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور پھر ولی اقرب اسکو فسخ نہیں کر سکتا قال فی الدر المختار ولا یبطل تزویجه السابق بعود الاقرب لحصوله بولایة تامة الخ [3] اور والدہ کی ولایت عصبات کے بعد ہے پس جب کہ کوئی عصبہ موجود نہ ہو اور باپ دور ہو تو والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے اور باپ کے اس لکھنے سے کہ مجھ کو یہ نکاح پسند نہیں ہے وہ نکاح فسخ نہیں ہوگا اور خط اگرچہ ایسے امور میں معتبر ہوتا ہے لیکن اس موقع پر اس تحریر سے نکاح فسخ نہ ہوگا جیسا باپ کے زبانی کہنے سے

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰. ط.س. ج۳ص۷۶. ظفیر
(۲) دیکھئے رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲' و ص ۴۳۳ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۸۱' ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۴ .ط.س. ج۳ص۸۳' ظفیر

بھی نکاح مذکور فسخ نہیں ہوسکتا۔ فقط

صورت مسئولہ میں دادا کا بھائی ولی ہے

(سوال ۹۰۲) ہندہ کا باپ اور دادا مرگیا مگر دادا کا بھائی زندہ ہے ہندہ کی دادی نے دادا کے بھائی کی عدم موجودگی میں مگر دادا کے بھائی کے لڑکے کی موجودگی میں ہندہ کا نکاح کردیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ہندہ نابالغہ مرگئی شوہر کے پاس نہیں گئی کل مہر پاوے گی یا کم یا بالکل نہیں؟

(الجواب) ولی نکاح بالغہ ہندہ کا اس صورت میں دادا کا بھائی ہے اور اگر دادا کا بھائی کہیں دور ہو کہ اس کو اطلاع کرنے اور اجازت لینے میں حرج تھا تو اس کے پسر کی ولایت اور اجازت سے نکاح ہوسکتا ہے[۲] اور زوجہ کے نابالغہ ہونے کی حالت میں انتقال کر جانے سے شوہر کے ذمہ پورا مہر لازم ہوتا ہے[۳] نصف اس میں سے شوہر کا حق ہے وہ ساقط جاوے گا باقی نصف دیگر ورثاء کو ملے گا۔[۴] فقط

دادا کے رہتے ہوئے ماں نکاح کردے تو کیا کیا جائے؟

(سوال ۹۰۳) زید کے دو لڑکے حامد و محمود تھے حامد کا انتقال زید کی حیات میں ہوا حامد ایک لڑکی اور بیوہ چھوڑ کر فوت ہوا بیوہ حامد نے حامد کی لڑکی نابالغہ کو ایک دوسرے مقام پر لے جاکر شخص غیر سے بلا رضامندی زید و محمود مسماۃ ہندہ زوجہ زید کے اس کا نکاح کردیا تھا چند روز سے جب سے لڑکی نابالغہ کو ہوش ہوا ہے وہ ایسے نکاح سے نارضامند ہے لہٰذا ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ولی نابالغہ کا اس کا دادا زید ہے بدون اجازت زید کے نکاح نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا پس بیوہ حامد نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کیا وہ زید کی اجازت پر موقوف ہے اگر زید نے اجازت دی تو صحیح ہوا اور نہ باطل ہوا[۵] اور ترتیب ولایت نکاح کی اس صورت میں اس طرح ہے کہ زید ولی ہے اس کے غائب ہونے کی صورت میں محمود ولی ہے پھر جب کوئی عصبہ نہ ہو تو والدہ اس نابالغہ کی یعنی بیوہ حامد کی ولی ہے[۶] پس بیوہ حامد اگر اپنی دختر کو اتنی دور لے گئی کہ زید، محمود وہاں سے مسافت شرعیہ یعنی تین دن کے سفر پر ہیں اور بالقول ثانی جو کہ معتمد و

---

(۱) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۴ .ط.س. ج۳ص۸۳. ظفير

(۲) الولى فى النكاح العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب الخ وللولى الا بعد التزويج بغيبة الا قرب الخ مسافة القصر واختاره فى الملتقى مالم ينتظر الكفو والخاطب جوابه الخ(الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۷۶) ظفير

(۳) والمهر يتاكد باحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة و موت احد الزوجين الخ حتى لا يسقط منه شئ بعد ذالك الا بالا براء (عالمگیری مصری الباب السابع فى المهر فصل ثانى ج۲ ص ۲۸۴) ظفير

(۴) واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان اسفل (سراجى ص ۷ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفير

(۵) فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۰) ظفير

(۶) فان لم يكن عصبة فالو لاية للام (ايضاً ج ۲ ص ۴۲۹ .ط.س. ج۳ص۷۸) ظفير

مفتی بہ ہے اتنی دور ہے کہ کفو خاطب انتظار زید و محمود کے جواب کا نہیں کر سکتا اور وہاں جا کر بیوہ حامد نے اس لڑکی کا نکاح کفو میں کیا ہے تو صحیح ہو جاوے گا کما فی الدر المختار و للولی الا بعد التزویج بغیبه الاقرب الخ مسافة القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفوالخاطب جوابه واعتمده البا قانی و نقل ابن الکمال ان علیه الفتوی[1] الخ فقط

ہندہ مجنونہ کا ولی کون ہے اور اس کا جہیز کس کی ملکیت ہے

(سوال ۹۰٤) زید کی زوجہ ہندہ مجنونہ ہو گئی اس کے ایک لڑکی موجود ہے جس کو زید کی والدہ نے پرورش کیا اور اپنے پاس رکھتی ہے زید نے اپنی زوجہ مجنونہ اور لڑکی کے اخراجات کا ذمہ دار ہے اور اس میں کوئی کمی نہیں کرتا ہندہ اکثر زید کے ساتھ رہتی ہے البتہ کبھی کبھی اپنی والدہ کے پاس چلی جاتی ہے زید کا ارادہ دوسرا نکاح کرنے کا ہے جس وقت سے یہ ارادہ ظاہر ہوا ہے ہندہ کی والدہ اسکو زید کے ہاں نہیں بھیجتی ہندہ کے بھائی بہن اور والدہ دوسرے نکاح کا ارادہ سن کر مطالبہ کرتے ہیں کہ ہندہ کو جو جہیز دیا گیا تھا واپس کر دیا جاوے کیوں کہ ان کا خیال ہے کہ دوسرا عقد کر لینے کے بعد زید ہندہ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی کرے گا جہیز میں سامان خانہ داری تھا اور زیور اور کپڑا تھا نقد یا جائیداد کچھ نہیں تھی خانہ داری کے سامان میں سے بعض چیزیں استعمال میں بالکل ضائع ہو چکی ہیں اور بعض نا قابل استعمال ہو گئی ہیں اور بعض اچھی حالت میں موجود ہیں کپڑے کا اکثر حصہ استعمال ہو چکا ہے زیور بعض بجنسہ موجود ہے بعض کو ہندہ نے قبل جنون توڑ اکر اور کچھ زیور بنوالیا تھا خلاصہ یہ کہ جو سب گھروں میں جہیز کی حالت ہوتی ہے وہی ہوئی اس حالت میں حسب ذیل سوالات کا جواب مرحمت ہو۔

(۱) ہندہ کا ولی اس جنون کی حالت میں کون ہے اس کو کس کے پاس رہنا چاہئیے ؟

(۲) ہندہ کی والدہ اور بھائیوں اور بہن کو جہیز کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں ؟

(۳) جہیز کس کی ملکیت ہے ہندہ کی یا اس کی والدہ وغیرہ کی۔

(۴) اگر ہندہ کی والدہ وغیرہ جہیز کا مطالبہ کر سکتی ہے تو کیا جو چیزیں موجود ہیں وہی دی جانی چاہئیں یا اس کل مال کی قیمت دینا ہو گی جو بوقت نکاح ہندہ کو دیا گیا تھا؟

(الجواب) (۱) مجنونہ کے نکاح کے ولی عصبات ہوتے ہیں علی الترتیب اور مجنون کے مال کا ولی خاص باپ دادا وغیرہ ہیں ماں اور بھائی بہن وغیرہ کو مجنونہ کے مال کی ولایت نہیں ہے[2] اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ جنون کی وجہ سے نکاح فسخ نہیں ہوتا لہذا وہ مجنونہ اپنے شوہر کے پاس رہے جس وقت اس کی حق تلفی ہو اس وقت البتہ اس کے حقوق کے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئیے[3] اور اگر شوہر کے پاس رہنا دشوار ہو تو پھر اپنے پاس رکھنا چاہئیے اس

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٣٢ و ج ۲ ص ٤٣٣ .ط.س. ج۳ص ۸۱ ' ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ (درمختار .ط.س. ج۳ص ۷٦) قوله لا المال فان الولی فیه الاب ووصیه والجد ووصیه ' والقاضی و نائبه فقط الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢٧ .ط.س. ج۳ص ۷٦) ظفیر

(۳) ولا یتخیراحد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون وجذام و برص الخ(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۲ .ط.س. ج۳ص ۵۰۱) ظفیر

وقت اس کا سامان جہیز بھی جو موجود ہو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔

(۲و۳) جہیز ملک زوجہ ہوتا ہے نہ شوہر کی ملک ہے اور نہ والدہ وغیرہ کی پس جہاں زوجہ رہے وہاں اس کا سامان مملوکہ رکھنے کا حق ان لوگوں کو ہے جن کے پاس وہ رہے اگر شوہر کے پاس رہے تو اس کا سامان وہاں پر رہے اور اگر والدہ وغیرہ کے پاس رہے تو وہاں رہے۔ پس اگر ہندہ کو اس کی والدہ وغیرہ بوجہ مجنونہ ہونے کے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا جہیز موجود بھی وہاں اپنی حفاظت میں رکھ سکتے ہیں۔[1]

(۴) ہندہ مجنونہ کی والدہ وغیرہ اگر ہندہ کو اپنے پاس رکھیں تو وہی اشیاء جہیز کی لے سکتے ہیں جو موجود ہیں ضائع شدہ کی قیمت شوہر ہندہ سے نہیں لے سکتے۔ فقط

قریب کا ولی جب نکاح نہ ہونے دے تو ماں جو ولی بعید ہے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں

(سوال ۹۰۵) ایک لڑکی یتیمہ کا ولی سوائے اس کی مادر حقیقی و برادر علاتی کے کوئی نہیں اب زید جو لڑکی یتیمہ کا کفو ہے بعوض دین مہر مہر مثل اس سے نکاح کی درخواست کرتا ہے برادر علاتی نکاح یتیمہ مذکورہ سے مانع ہے اس صورت میں ماں کو ولایت اور اختیار نابالغہ کے نکاح کا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بصورت امتناع ولی اقرب عن التزویج بالکفو ولی ابعد کو جو کہ اس صورت میں والدہ ہے ولایت و اختیار نکاح یتیمہ حاصل ہے اور اگرچہ فقہا کو اس میں کلام ہے کہ ولی اقرب کے امتناع کے وقت ولایت قاضی کی طرف منتقل ہوتی ہے یا ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف لیکن جب کہ فتویٰ فقہاء کا اس پر بھی ہے کہ ولی ابعد من اولیاء النسب کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے تو بالخصوص اس زمانہ میں اس پر فتویٰ دینا صحیح ہے قال فی الدر المختار و یثبت للابعد من اولیاء النسب الخ التزویج بفضل الاقرب الخ[2] فقط

باپ کا علاتی چچا ولی ہے اس کے رہتے ہوئے بہن اور پھوپھی ولی نہیں

(سوال ۹۰۶) ایک یتیمہ نابالغہ ہے اسکا ولی اس کے باپ کا علاتی چچا اور اس کی بہن حقیقی اور پھوپھی حقیقی ہیں اب زید جو کہ اس یتیمہ کا ہم کفو ہے بعوض مہر مثل کے اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سوتیلا چچا اور بہن انکار کرتی ہیں اس صورت میں حق تزویج پھوپھی کو بھی حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار الولی فی النکاح الخ العصبة بنفسه الخ علی الترتیب الارث والحجب[3] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ولی اس صورت میں اس نابالغہ کے باپ کا علاتی چچا ہے بہن کا درجہ بھی اس سے مؤخر ہے اور پھوپھی کسی طرح انکی موجودگی میں ولی نہیں ہے اور در مختار میں جو عضل اقرب کی

---

(۱) جهرابنته بجهاز و سلمها ذلك ليس له' لااسترداد عنها و لا لورثته بعده ان سلمها ذلك فی صحة تختص به وبه يفتی (ايضاً باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ درالمختارعلی رد المحتار. ط.س. ج۳ص ۱۵۵) ظفير

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۳ ج۲ و ۴۳۴ ج ۲. ط.س. ج۳ص ۸۲' ظفير

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ص ۷۶. ظفير

صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح شرح وہبانیہ سے نقل کی ہے علامہ شامی نے اس کے خلاف کو موجہ کہا ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کو ولایت نکاح نہیں ہے بلکہ قاضی کو ہے۔[1] فلیراجع فقط

بھتیجہ اور ماں نکاح کے ولی ہیں مال کے نہیں

(سوال ۹۰۷) نابالغہ کے مال کا ولی بھتیجہ ہے یا ماں؟

(الجواب) بھتیجہ متوفی کا نابالغہ کے نکاح کا ولی ہے اس کے مال کا ولی نہیں ہے اور نہ ماں ولی ہے نابالغہ کا حصہ حاکم جس کے پاس مناسب سمجھے امانت رکھے اور یا جو طریق اس کے مال کی حفاظت کا ہو وہ طریق اختیار کیا جاوے۔[2] فقط

اچھے رشتہ کی امید پر اگر ولی رکے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۰۸) ہم کفو مہر مثل پر جب پیام دے تو کیا ولی اقرب صغیرہ کو اقرار کرنا ضروری ہے اگر نہ کرے گا تو کیا ظلم علی الصغیرہ لازم آئے گا اور عاصی قرار پائے گا عبارت شامی و در مختار سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کفو کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اور ظلم علی الصغیرہ لازم آتا ہو اس وقت امتناع عضل ہوگا نہ مطلق امتناع پس اگر کفو فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور حسب منشاء اچھے پیام کا منتظر ہو اور اس وجہ سے انکار کرے جیسا کہ مروج ہے تو یہ عضل ہوگا یا نہیں؟

(۲) ولی اقرب صغیرہ اور ولی ابعد (جسکی تربیت میں صغیرہ ہے) ہیں یا خود صغیرہ اور ولی اقرب میں میل و محبت نہ ہو یا مال وغیرہ کی وجہ سے باہم مخالفت ہو قطع نظر اس سے کہ کون حق پر ہے تو کیا اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جائے گی انتقال ولایت تو غیبت اور عضل ولی اقرب کی صورت میں لکھتے ہیں یہ صورت تو جداگانہ ہے نیز اکثر تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اپنے نفع و نقصان کی وجہ سے جابے جا جھگڑے اور قصے کرتے ہیں لیکن تزویج کے وقت اس کے بد خواہ نہیں ہوتے کفو میں اور مہر مثل ہی پر کرتے ہیں تو باوجود اس تجربہ کے بھی کیا ولایت منتقل ہو جائے گی حالانکہ احتمال ضرر تو یہاں بہت ضعیف ہے۔

(الجواب) (۱) عبارت شامی کا حاصل یہ ہے کہ اگر دوسرا کفو موجود و حاضر ہو تو کفو اول سے انکار کرنا عضل نہیں ہے البتہ اگر کوئی دوسرا کفو موجود نہ ہو اور کفو خاطب سے نکاح کرنے سے انکار کیا جائے تو یہ عضل ہے پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ ولی اقرب کے عضل کی صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل ہو جاتی ہے یا

---

(۱) و یثبت الابعد من اولیاء النسب شرح وهبانیه لکن فی القهستانی عن الغیاثی ولو لم یزوج الا قرب زوج القاضی عند فوت الکفو التزویج بعضل الا قرب (درمختار .ط.س.ج۳ص ۸۲) ذکر فی انفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیرة اب امتنع عن تزویجها لا تنتقل الولایة الی الجد بل یزوجها القاضی و نقل مثله ابن الشحنه الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س.ج۳ص ۸۲) ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال (درمختار) قوله لا المال فان الولی فیه الاب و وصیة والجد وصیه والقاضی ونائبه فقط (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۷ .ط.س.ج۳ص ۷۶) ظفیر

قاضی کی طرف اور اس کی تصحیح کی گئی ہے۔ کذافی الشامی [1]
(۲) اس صورت میں ولی ابعد کی طرف ولایت منتقل نہیں ہوتی۔[2] فقط

دادا کی اولاد ماں دادی پر مقدم ہے

(سوال ۹۰۹) ایک لڑکی جس کی عمر گیارہ سال ہے اس کے باپ دادا بھائی بھتیجے مر چکے ہیں لیکن اس کے پردادے کے بھائی کی اولاد میں بعض اولاد ذکور اور اس کی ماں دادی پھوپھی موجود ہیں ان میں سے ولایت تزو کس کے لئے ہے پردادے کے بھائی کی اولاد کے ہوتے ہوئے ماں یا دادی کو ولایت حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولایت تزویج نابالغہ عصبات کو ہوتی ہے علی الترتیب، پس جبکہ عصبہ قریب موجود نہیں ہے تو دا کے بھائی کی اولاد ذکور میں جو قریب تر ہو وہ ولی ہے اس کی موجودگی میں والدہ اور دادی پھوپھی کو ولایت نکاح نہیں ہے۔ کذافی الدر المختار [3] فقط

نابالغہ کی جبراً بلا اجازت ولی جو شادی ہوئی وہ درست نہیں

(سوال ۹۱۰) زید نے اپنی سالی مسماۃ ہندہ کو بحیلہ ملاقات اپنے ہمراہ لے جا کر بغیر اجازت اس کے والد عبداللہ کے کسی دوسری جگہ نکاح کر دیا قبل اس کے عبداللہ نے اپنی دختر ہندہ کو بکر کے ساتھ نامزد کیا ہوا تھا ہندہ کی ع چودہ سال کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں ہوں میرا یہ نکاح جبراً پڑھایا گیا ہے اب اس کا وال عبداللہ اپنی دختر کا نکاح بکر سے کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح اس صورت میں نہیں ہے نکاح مذکور جو بلا رضامندی و بلا اجازت ہند اور اس کے والد عبداللہ کے ہوا وہ باطل اور ناجائز ہوا [4] عبداللہ اس کا نکاح بکر سے کر سکتا ہے۔ فقط

---

(۱) ویثبت للا بعد الخ التزویج بعضل الا قرب ای بامتناعه عن التزویج اجماعا (درمختار. ط.س. ج۳ ص ۸۲) ای من کفو بمهر المثل اما لو امتنع عن غیر الکفوء او لکون المهر اقل من مهر المثل فلیس بعاضل واذا امتنع عن تزویجها من ھ الخاطب الکفو لیزوجها من کفوء غیره، استظهر فی البحر انه یکون عاضلا الخ قلت و فیه نظر لانه متی حضر الکفو الخاط لا ینتظر غیره خو فامن فوته الخ نعم لو کان الکفوء الاخر حاضرا ایضاً و امتنع الولی الاقرب من تزویجها من الکفوء الاو لا یکون عاضلا الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ و ج ۲ ص ۴۳۴. ط.س. ج۳ ص ۸۲) ظفیر

(۲) و یثبت للا بعد عن اولیاء النسب وهبانیه لکن فی القهستانی عن الغیاثی لو لم یزوج الا قرب زوج القاضی درمختار. ط.س. ج۳ ص ۸۲) ذکر فی انفع الوسائل عن المنتقی اذا کان للصغیرة اب امتنع عن تزویجها لا تنقل الولایة ال اخر بل تزوجها القاضی الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳. ط.س. ج۳ ص ۸۲) ظفیر

(۳) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار با الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفیر

(۴) الولی فی النکاح لا المال العصبته بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوجها الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷. ط.س. ج۳ ص ۷۶) ظفیر

ورت کا صرف انگوٹھا لگوانے اور بعد میں گواہ بنانے سے نکاح نہیں ہوتا

سوال ۹۱۱) ایک شخص کا بھائی تین بچے اور بیوہ چھوڑ کر مر گیا متوفی کے بھائی نے بچوں کی ہمدردی کے لئے
ہ بھاوج کے ساتھ نکاح کرنا چاہا وہ رضامند نہ ہوئی اس کو مجبور کر کے نشان انگوٹھا نکاح نامہ پر لگایا گیا عورت نے
راہ یہ عمل کیا کوئی گواہ بوقت نکاح موجود نہ تھا بعد ازاں دو گواہوں کی شہادت نکاح نامہ پر ثبت ہوئی دوڈھائی سال
ے بعد مرد کو اس نکاح کے متعلق تشویش ہوئی اور اس نے جواز نکاح سے انکار کر دیا لیکن عورت اب اس بات پر
ندر رہنا چاہتی ہے یہ امر احکام شریعت کا محتاج ہے اور سابقہ نکاح کے بارے میں جواز یا عدم جواز مطلب ہے؟
لجواب) جب تک دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور جبراً نشان انگوٹھا لگوا لینا
ازت نکاح کی نہیں ہے پس جب کہ عورت اس وقت نکاح پر راضی نہ تھی اور بوقت نکاح کوئی گواہ نہ تھا تو وہ
اح صحیح نہیں ہوا [1] اب جب کہ عورت راضی ہے تو دوبارہ اس سے باقاعدہ دو گواہوں کے سامنے نکاح کیا
وے [2] اور پہلے جو فعل حرام کا ارتکاب ہوا اس سے توبہ کی جائے اور استغفار کیا جائے۔ فقط

پ کے رہتے ہوئے ماں نے نابالغہ لڑکی کی شادی کی
رباپ نے انکار کر دیا تو نکاح درست نہیں ہوا

سوال ۹۱۲) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں کی اجازت سے ہوا لڑکی کا باپ انکار کرتا رہا حتی کہ مجلس نکاح
ں بھی شریک نہیں ہوا لڑکی اب بالغہ ہوئی اور اس نے کہا کہ میں اب بالغہ ہوئی اور شریعت کے قاعدہ سے میں اس
ص کے نکاح سے باہر ہوئی جس کے ساتھ میری ماں نے نکاح پڑھایا ہے اب میں اپنے باپ کی مرضی سے
ح کروں گی لڑکی کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں اور اس کا باپ اس کا دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟
لجواب) باپ کی موجودگی میں ماں کو ولایت اور اختیار نکاح کرنے کا نہ تھا اگر ماں نے بلا اجازت باپ کے نابالغہ
کاح کیا تو باپ کی اجازت پر موقوف تھا اگر باپ نے رد کر دیا اور انکار کر دیا تو نکاح باطل ہو گیا [3] اس صورت میں
سرا نکاح لڑکی کا باپ کر سکتا ہے اور خیار بلوغ کی صورت اس وجہ سے نہیں چل سکتی کہ اس میں قاضی شرعی کی
رورت ہوتی ہے بدون قضاء قاضی نکاح فسخ نہیں ہوتا اور قاضی شرعی اس زمانہ میں نہیں ہے [4] اور اگر حکم کو
ں اختیار فسخ ہونا مان لیا جائے تو حکم بتراضی فریقین ہوتا ہے۔ ھکذا فی الدر المختار [5] فقط

) و منها الشهادة قال عامة العلماء انها شرط جواز النكاح هكذا فى البدائع (عالمگیری كتاب النكاح باب الاول ج ۲
، ۲۵۰ .ط.س. ج۳ص ۲۶۷) ظفیر (۲) ولا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين الخ (هدايه
اب النكاح ج ۲ ص ۲۸۶ .ط.س. ج۳ص ۳۰۶) ظفیر
) فلو زوج الا بعد على حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص
۴۳ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر (٤) لهما اى لصغير و صغيرة و ملحق بهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم
كاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (درمختار .ط.س. ج۳ص ۶۹) و حاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير
ب والجد فلهما الخيار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (ردالمحتار باب الولى ج ۲
، ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۰) ظفیر (۵) خیار بلوغ کی تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزۃ للتھانویؒ ظفیر

بلا اجازت ولی فضولی نے جو نکاح کیا اور ولی نے انکار کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا

(سوال ۹۱۳) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ کے شوہر ثانی نے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ کر دیا لڑکی نابالغہ کے سوائے دو سوتیلے بھائیوں کے اور کوئی وارث نہیں ہے بوقت نکاح کے سوتیلے بھائیوں سے کسی نے اجازت نہیں لی بلکہ عرصہ کے بعد سوتیلے بھائیوں کو خبر ہوئی تو سوتیلے بھائی ناراض ہوئے کہ ہماری بلا اجازت کیوں نکاح کر دیا اور نکاح سے پہلے والدہ لڑکی نابالغہ کی مر چکی تھی اس صورت میں لڑکی دوسری جگہ بعد بالغہ ہونے کے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) والدہ کا شوہر ثانی اس نابالغہ کا ولی نہیں ہے بلکہ ولی عصبہ ہوتا ہے اور اگر ولی قریب کوئی موجود نہ تھا تو سوتیلے بھائی یعنی علاتی بھائی ولی ہیں بدون اس کی اجازت کے نکاح صحیح نہیں ہو سکتا پس جب کہ علاتی بھائی نے بعد خبر پانے کے ناخوشی اس نکاح سے ظاہر کی تو وہ نکاح جو موقوف تھا باطل ہو گیا [1] لہذا اب اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے۔ فقط

بیوہ کا جبریہ نکاح درست نہیں ہے

(سوال ۹۱۴) ایک شخص نے اپنی بیوہ بھاوج سے جبراً نکاح کیا جس وقت قاضی نے عورت سے ایجاب و قبول کرایا تو عورت نے قاضی کے ہر سوال پر اس طرح جواب دیا کہ یہ میرا بھائی ہے مگر رفتار زمانہ کے موافق قاضی اور شاہدوں نے اس جواب پر کوئی توجہ نہیں کی کچھ عرصہ بعد وہ عورت اپنے باپ کے گھر چلی آئی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں ایسی حالت میں شوہر متوفی کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس عورت کا درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر اس بیوہ عورت نے نکاح کے بعد بھی اس نکاح سے انکار کیا اور وطی وغیرہ برضاء نہیں پائی گئی تو وہ نکاح باطل ہو گیا [2] اور شوہر کے رشتہ کے چچا سے نکاح اس کا درست ہے بلکہ شوہر کے حقیقی چچا سے بھی نکاح درست ہے لیکن جب تک شوہر اول کے نکاح کا بطلان محقق نہ ہو جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اس وقت تک کسی دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط

بالغہ کا نکاح درست ہے یا نہیں جب کہ وہ سن کر رونے پیٹنے لگے یا معلوم ہو کہ شوہر کا نسب غلط ہے

(سوال ۹۱۵) زید نے بکر سے کہا کہ تم میری شادی اپنی لڑکی کے ساتھ کر دو بکر نے زید سے کہا کہ تمہارا حسب نسب کیا ہے زید نے کہا کہ میں خاص قریشی ہوں بکر نے اپنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا بکر نے گھر

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج۳ص ۷۶) ظفیر

(۲) فلا تجبر البالغة علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۱۰ ط.س. ج۳ص ۵۸) ظفیر

جاکر لڑکی سے کہا کہ میں نے تیرا نکاح زید کے ساتھ کردیا ہے تو وہ لڑکی جو بالغہ تھی رونے پیٹنے لگی جس کو باہر کے لوگوں نے سنا اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ وہ قریشی نہیں ہے بلکہ ترک ہے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے اس صورت میں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ نکاح موافق تصریحات فقہا صحیح نہیں ہوا کہ اولاً بالغہ کی بے اجازت اس کا نکاح نہیں ہوتا اور سکوت اور رونے کو اگرچہ فقہاء نے اجازت پر محمول فرمایا ہے مگر یہ رونا پیٹنا جیسا کہ سوال میں درج ہے دلیل اجازت نہیں ہے بلکہ انکار کی دلیل ہے دوسرے شوہر نے اپنا نسب قریشی بتلایا اور اس پر بکر نے اپنی دختر کا نکاح اس سے کیا اور پھر ظاہر ہوا کہ شوہر کا نسب قریشی نہیں ہے تو اس صورت میں نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے قال فی الشامی کیف والبکاء بالصوت والویل قرینة علی الرد و عدم الرضاء الخ ص ۲۹۹ .ط.س. ج۳ص ۵۹ وفی الدرالمختار او تزوجته علی انه حراو سنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط اوابن زنا کان لها الخیار الخ [1] فقط

بالغہ کا کسی گناہ کی وجہ سے جبراً نکاح کردیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۱۶) محمودہ بیوہ ایک زمیندار عورت ہے اس کا کارندہ ایک کافر ہے اس سے محمودہ کا ناجائز تعلق ہے اسی وجہ سے محمودہ باوجود کوشش کے بھی کسی طرح نکاح ثانی پر تیار نہیں ہوتی ایسی حالت میں محمودہ کی والدہ محمودہ کا نکاح جبراً کر سکتی ہے یا نہیں' یا عدالت سے چارہ جوئی کر کے اس کافر کو محمودہ کے گھر آنے سے روک سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) محمودہ کا نکاح بدون اس کی اجازت ورضاء کے اس کی والدہ جبراً نہیں کر سکتی [2] البتہ اس میں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کا فراجنبی سے تعلق ناجائز قطع کرایا جاوے اور پردہ کرایا جاوے اور جس طریق سے بھی موقع تہمت سے اس کو بچایا جاوے اس میں سعی کی جاوے۔ فقط

نابالغہ سمجھ کر باپ نے نکاح کیا مگر لڑکی بالغہ تھی' انکار کردیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۱۷) زید نے اپنی لڑکی کا عقد اس کو نابالغہ سمجھ کر ایسے لڑکے کے ساتھ کردیا کہ وہ لڑکی اپنے شوہر سے کسی طرح راضی نہیں اور شوہر کسی طرح طلاق دینے پر راضی نہیں ایسی حالت میں اگر محلّہ کی پنچوں کو جمع کیا جاوے جس میں ایک عالم بھی ہو اور ان سے تفریق کا حکم کرالیا جاوے یا اکثر جگہوں میں اسلامی قاضی مقرر کئے گئے ہیں وہ اگر تحقیق کر کے تفریق کا حکم دے دیں تو یہ تفریق معتبر ہوگی اور اس کا حکم طلاق کا ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) ان وجوہ سے تفریق نہیں ہو سکتی اور وہ تفریق شرعاً معتبر نہیں ہے اور طلاق نہیں ہے البتہ اگر زید

---

(۱) رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۶ .ط.س. ج۳ص ۸۵ تحت قوله والکفاءة هی حق الولی لا حقها نیز دیکھئے الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره قبیل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۲ .ط.س. ج۳ص ۵۰۱' ظفیر مفتاحی

(۲) ولا تجبر البالغة البکر علی النکاح کا نقطاع الولایة بالبلوغ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۲۹۰ .ط.س. ج۳ص ۵۸) ظفیر

نے اپنی دختر کو نابالغہ سمجھ کر بدون اس سے اجازت لینے اور دریافت کرنے کے اس کا نکاح کر دیا تھا اور در حقیقت وہ بالغہ تھی اور اس نے اطلاع پانے پر فوراً انکار کر دیا تو وہ نکاح اول سے ہی باطل ہوا تفریق کی ضرورت نہیں ہے لیکن اگر اس نے اجازت لینے کے وقت یا اطلاع پانے کے وقت سکوت کیا تو نکاح ہو گیا اور وجوہ مذکور کی وجہ سے تفریق نہ ہو سکے گی بلکہ شوہر کی طرف سے طلاق دینے کی ضرورت ہے۔ فقط

نابالغہ لڑکی کے باپ کے ایجاب اور نابالغ کے باپ کے قبول سے نکاح ہو گیا

(سوال ۹۱۸) لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے باپ نے نابالغ لڑکے سے کر دیا' لڑکے بالغ کے باپ نے ایجاب کیا' پھر لڑکے کا باپ لڑکے کو اجازت دیوے تب لڑکے کا حق ہو تا یا دوسری دفعہ اجازت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی؟

(الجواب) دوسری دفعہ ایجاب دینے کی ضرورت نہیں ہے پس جب کہ دختر نابالغہ کے باپ نے ایجاب کے ساتھ تکلم کیا اور شوہر نابالغ کے باپ نے قبول کر لیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔

لڑکی کا نکاح ماں نے کیا چچا نے رد کر دیا پھر اجازت دی تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۱۹) ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر کا نکاح اپنی ولایت سے کر دیا لیکن لڑکی کے چچا زندہ ہیں وہ اس وقت موجود نہ تھے جب چچا کو خبر ہوئی تو انہوں نے شور و شر کے بعد بعوض کسی لالچ کے راضی ہو کر اسٹامپ پر تحریر کر دیا کہ ہم نے برضا و رغبت خود اسی نکاح کو منظور کیا شرعاً یہ نکاح معتبر ہے یا غیر معتبر؟

(الجواب) اس صورت میں ولی شرعی نابالغہ کے نکاح کا چچا تھا والدہ ولی نہ تھی لیکن اگر چچا اتنا دور تھا کہ اس سے رائے و مشورہ لینا دشوار تھا اور اس کے انتظار میں فوات کفو کا اندیشہ تھا اور عند البعض تین دن کے سفر پر تو والدہ ولی ہو گئی تھی اور اس کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور بصورت دوری مذکور نہ ہونے کے والدہ کا کیا ہوا نکاح چچا کی اجازت و رضاء پر موقوف تھا[1] جب اول خبر نکاح کی سن کر چچا نے انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا بعد کی رضامندی اور اجازت معتبر نہیں ہے پس وہ نکاح صحیح نہ ہو گا۔[2] فقط

غیر کفو میں چچا نے لڑکی کی جو شادی کی وہ صحیح نہیں ہوئی

(سوال ۹۲۰) میری طفولیت میں میرا باپ انتقال کر گیا چچا موجود ہے اور وہ تخمیناً پندرہ میل کے فاصلے پر ہے میری نابالغی کی حالت میں میری والدہ نے بغیر اطلاع میرے چچا کے ایک شخص غیر کفو کے ساتھ میری

---

(۱) الولی فی النکاح الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام الخ وللولی الابعد التزویج بغیبة الا قرب فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته مسافة القصر واختار الملتقی مالم ینتظر الکفوء الخاطب جوابه الخ (الدرالمختار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س.ج۳ص۷۶-۸۱) ظفیر

(۲) جیساکہ اس مسئلہ میں ہے ولو استاذنها فی معین فردت ثم زوجها منه فسکتت صح فی الاصح بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۳ .ط.س.ج۳ص۶۰)

شادی کردی از روئے شریعت یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہوں یا نہیں ؟

الجواب) در مختار میں ہے وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه الخ لا یصح النکاح من غیر کفو الخ [1] اس سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں جو نکاح نابالغہ کا سوائے باپ دادا کے دوسرا ولی کرے وہ صحیح نہیں ہے پس دوسرا نکاح درست ہے۔ فقط

بالغہ لڑکا لڑکی نے ایجاب و قبول نہیں کیا بلکہ دونوں کے والدین نے کیا نکاح ہوا یا نہیں

سوال ۹۲۱) ایک لڑکی کا بطور منگنی ایجاب ہوا لڑکی لڑکا ہر دو بالغ تھے مگر بوقت ایجاب حاضر نہ تھے ان سے ایجاب نہیں ہوا بلکہ ہر دو کے والد نے آپس میں کیا علماء بھی موجود تھے عام مجلس تھی اب وہ لڑکی اس لڑکے سے بوجہ ولد الزنا ہونے کے نکاح کرنا نہیں چاہتی اور لڑکی خواندہ قرآن ہے آیا وہ طلاق سے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا کہ بغیر اس کے ہو سکتا ہے عرصہ سے وہ اس تردد میں رہتی ہے ایک عالم جو کہ موجود تھا وہ کہتا ہے کہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتا اور دوسرا کہتا ہے کہ نکاح دوسری جگہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں واضح طور پر تحریر کیا جاوے ؟ فقط

الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد اور لازم نہیں ہوا کیوں کہ جب دونوں لڑکے اور لڑکی بالغ تھی اور دونوں یعنی لڑکے اور لڑکی بالغہ کی طرف سے ان کے باپ نے دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیا تو وہ نکاح اجازت پر لڑکے و لڑکی کے موقوف ہو گیا اور درصورت کفو میں کر دینے ولی کے لڑکی کی جانب سے سکوت اس کا رضاء کے لئے کافی نہیں تا وقتیکہ تصریح رضامندی کی نہ ہو اور جب کہ لڑکی رضامند نہیں ہے اور نکاح سے انکار کرتی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہوا جیسا کہ شامی میں ہے واختلف فیما اذا زوجها غیر کفءٍ فبلغها سکتت فقالا لا یکون رضاً [2] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم فقط

لڑکی کا ماموں اس کے باپ کی اجازت کے بغیر نکاح کر دے تو کیا حکم ہے

سوال ۹۲۲) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے باوجود اس کے والد اور دیگر قریبی رشتہ دار موجود ہونے کے ولی بن کر زید نابالغ سے کر دیا، جب ہندہ کو کچھ سمجھ پیدا ہوئی تو اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا اب جب وہ بالغہ ہوئی تو زید کو بلا کر کہا کہ میں چوں کہ تم سے راضی نہیں لہذا اپنا عقد توڑ دیا کیا ہندہ کا نکاح فسخ ہو گیا اور وہ دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کیا عدت کرنا پڑے گی ؟

الجواب) باپ دادا وغیرہ عصبات کی موجودگی میں ماموں ولی نہیں ہے اگر ماموں کے عقد کو باپ نے جائز رکھا وہ نکاح صحیح ہو گیا بعد بلوغ کے ہندہ کے اس کہہ دینے سے کہ میں نے عقد توڑ دیا نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسری جگہ ہندہ اپنا نکاح نہیں کر سکتی اور اگر ماموں کے عقد کی اجازت باپ وغیرہ اولیاء نے نہیں دی تھی اور

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۹ ط.س. ج۳ ص ۶۷ . ظفیر
(۲) رد المحتار للشامی باب الولی ج ۲ ص ط.س. ج۳ ص ۵۹ ' ظفیر

انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا پس ایسی حالت میں کہ پہلا نکاح صحیح نہیں ہوا ہندہ اپنا نکاح بعد بلوغ کے دوسری جگہ کر سکتی ہے۔[۱] فقط

نہ عدت میں نکاح درست ہے اور نہ بالغہ کی رضامندی کے بغیر

(سوال ۹۲۳) ایک بیوہ بالغہ نے عدت کے اندر بخوشی اپنے دیور سے نکاح کر لیا ابھی عدت ختم نہیں ہوئی تھی کہ لڑکی کا باپ جبراً لڑکی کو لے گیا اور ایک غیر شخص سے جس کی عمر پچاس سال ہے بلا رضامندی اس لڑکی کے نکاح کر دیا اور عورت کے دیور مذکور نے دخل زوجیت کا دعویٰ کر دیا ہے اس وجہ سے عورت کے باپ نے عورت کو اس کے دیور کے یہاں جس سے اول نکاح ہوا تھا بھیج دیا اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) عدت میں جو نکاح دیور سے ہوا وہ شرعاً باطل اور لغو ہے اس کا اعتبار نہیں ہے[۲] اور باپ نے جو نکاح لڑکی کا دوسرے شخص پچاس سالہ سے کیا وہ بھی بلا رضامندی و اجازت لڑکی کے صحیح نہیں ہوا[۳] کیوں کہ اس صورت میں لڑکی کی اجازت صراحتہً یا دلالۃً ضروری ہے اور دلالۃً اجازت یہ بھی ہے کہ مہر یا نفقہ کا مطالبہ شوہر سے کرے یا اس کو وطی پر قدرت دے **کما فی الدر المختار بل لا بدمن القول کالثیب البالغة الخ اوما هو فی معناه من فعل یدل علی الرضا کطلب مهر ها و نفقتها و تمکینها من الوطئ**[۴] **الخ** اور یہ رضا دلالۃً اس وقت معتبر ہو سکتی ہے کہ اس سے پہلے وہ لڑکی اس نکاح سے انکار نہ کر چکی ہو اور اگر انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا[۵] الغرض اگر لڑکی کی رضامندی قولاً یا دلالۃً نہیں پائی گئی تو دوسرا نکاح بھی باطل ہوا اس حالت میں دونوں میں سے کوئی نکاح بھی صحیح نہیں ہے اور کسی کے گھر بھی رخصت کرنا درست نہیں ہے اب جس سے لڑکی رضامند ہو اس کے ساتھ دوبارہ نکاح ہونا چاہئیے۔

(تنبیہ) (بجواب سوال مکرر) بندہ کی مراد اس سے وہ نکاح ہے جو باپ نے کیا تھا پس اگر پہلے سے لڑکی کو خبر نہ تھی تو بعد نکاح کے جب اس کو خبر ہوئی اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح باطل ہوا۔ اور اگر انکار نہیں کیا اور پھر اس خاوند کے گھر رخصت ہو کر وطی وغیرہ بخوشی واقع ہوئی تو یہ بھی رضامندی سمجھی جاتی ہے لہذا نکاح صحیح ہو گیا اور جس سے عدت میں نکاح ہوا وہ بالکل باطل ہوا عدت میں نکاح صحیح نہیں ہوتا اس میں قرابت داری کا کچھ لحاظ اور خیال نہیں ہے۔[۶] فقط

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (درمختار) والظاهران سکوته هنا کذلك فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر

(۲) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ج ۲ ص ۴۸۲ و باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص ۱۳۲)

(۳) ولا تجبر البالغة علی البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ .ط.س. ج۳ص۵۸) ظفیر

(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۳ و ج ۲ ص ۴۱۴ ط.س.ج ۳ ص ۶۲) ظفیر

(۵) بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد (ایضاً ج ۲ ص ۴۱۲ .ط.س. ج۳ص ۶۲) ظفیر

(۶) ولا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره و کذا المعتدة کذا فی السراج الوهاج (عالمگیری مصری کتاب النکاح القسم السادس ج ۲ ص ۲۶۲ .ط.س. ج۳ص ۶۰) ظفیر

دادا کے رہتے ہوئے چچا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۹۲۴) زید فوت ہوا اس نے زوجہ اور باپ اور چچازاد بھائی اور نابالغ اولاد چھوڑی زید کی نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا یہ نکاح جائز ہو لیا نہیں اور ولی نابالغان کا کون ہے؟

(الجواب) اس صورت میں زید کی اولاد نابالغہ کا ولی زید کا باپ ہے پس اگر وہ لڑکی جس کا نکاح کیا ہے نابالغہ ہے تو اس کے دادا کی اجازت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے (۱) چچا نے اگر دادا کی اجازت سے نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا۔(۲)

باپ کا کیا ہوا نکاح درست ہے بغیر طلاق دوسرا نکاح جائز نہیں

(سوال ۹۲۵) مسماۃ کریمن کا نکاح سات برس کی عمر میں اس کے باپ نے ایک شخص سے کر دیا تھا لیکن بعد دو سال کے اس کی ماں اپنی لڑکی کریمن کو لے کر بھاگ گئی اور بعد دو تین سال کے ... جب اس کی عمر گیارہ برس کی ہوئی تو اس کی ماں نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا باپ مر چکا تھا پھر وہاں سے بھی نکل گئی اب زید اس سے عقد کرنا چاہتا ہے اور ہر دو خاوند میں سے کسی نے طلاق نہیں دی تو زید عقد کر سکتا ہے یا کیا حکم ہے؟

(الجواب) پہلا نکاح جو باپ نے کیا تھا وہ صحیح ہو گیا تھا وہ فسخ نہیں ہوا زید اگر اس عورت سے نکاح کرنا چاہے تو شوہر اول سے طلاق دلوائے اس وقت زید نکاح کر سکتا ہے۔(۳) فقط

اجنبی اگر بالغہ لڑکی سے اجازت چاہے تو اس کا خاموش رہنا اجازت کے حکم میں نہیں ہے

(سوال ۹۲۶) ایک نا کتخدا بالغہ لڑکی سے ایک اجنبی شخص نے اجازت نکاح طلب کی وہ اجنبی نہ لڑکی کا محرم ہے اور نہ لڑکی اس کے سامنے آتی ہے اور لڑکی کے ولی یعنی لڑکی کے باپ کے چچازاد بھائی موجود ہیں لیکن ان کو کچھ اطلاع نہیں کی گئی اور یہ محض اس خیال سے کہ اگر ان کو اطلاع ہوئی تو معاملہ درہم برہم ہو جائے گا غرض خفیہ طور پر اس لڑکی سے اجازت نکاح طلب کی لڑکی نے کچھ جواب نہیں دیا بالکل ساکت رہی باہر آکر اس کا نکاح پڑھا دیا اور اس کے سکوت کو اجازت بتایا آیا صورت مذکور میں یہ سکوت اجازت ہو گیا یا نہیں اور یہ نکاح جو بلا اجازت و بغیر اطلاع ولی محض اجنبی کے کہنے سے کر دیا گیا منعقد ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اگر نا کتخدا بالغہ سے اجازت لینے والا ولی قریب کے علاوہ کوئی اور اجنبی شخص ہے تو تاوقتیکہ وہ زبانی اجازت نہ دے اور بہ تکلم رضامندی کا اظہار نہ کرے تو از روئے شرع رضامندی نہیں ہو سکتی اجنبی کے دریافت کرنے کی صورت میں سکوت رضامندی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا سکوت کا رضامندی پر دلالت کرنا صرف

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار. ط.س. ج۳ص ۷۶) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ(ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ج ۲ ص ۴۲۸ .ط.س. ج۳ص۷۶)(۲) فلو زوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص ۸۱) ظفیر

(۳) ویجوز نکاح الصغیر والصغیرة اذا زوجهما الولی بکرا کانت الصغیرة او ثیبا الخ فان زوجهما الاب والجد الخ فلا خیار لهما بعد البلوغ (هدایه باب فی الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۵ و ج۲ ص ۲۹۶ .ط.س. ج۳ص۳۱۶-۳۱۷) ظفیر

اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب اجازت لینے والا اولی قریب ہو چوں کہ صورت مذکورہ میں بالغہ مذکورہ نے زبانی اجازت نہیں دی اور رضامندی نہیں پائی گئی اور صحت نکاح کے لئے رضامندی اس کی ضروری تھی لہذا یہ نکاح منعقد نہیں ہوا ہدایہ میں ہے وان فعل هذا غير الولي يعني استامر غير الولي او ولي غيره اولیٰ منه لم يكن رضا حتى يتكلم[۱] اس صورت میں چوں کہ اجنبی نے نکاح کی اجازت مسماۃ سے طلب کی ہے تو مسماۃ کا زبانی اجازت دینا ضروری ہے خاموش رہنا کافی نہیں جب خاموش رہی نکاح نہیں ہوا فی الدر المختار فان استاذنها غير الا قرب كاجنبي اوولي بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لا بدمن القول كالثيب البالغة[۲]

الجواب الثانی سکوت بالغہ کا اس صورت میں اجازت اور رضا نہیں ہے اور اس سکوت کا اعتبار نہیں ہے فان استاذنها غير الاب كاجنبي او ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها الخ الدر المختار[۳] پس وہ نکاح موقوف رہے گا بالغہ کی اجازت پر ' اگر بعد نکاح اس نے صراحتاً اس نکاح کو جائز رکھا یا کوئی ایسا فعل کیا جو رضا پر دال ہو جیسے تمکین وطی ' طلب مہر و نفقہ و خلوت برضاء بالغہ تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا ورنہ ناجائز اور باطل ہو گا جیسا کہ درمختار میں ہے عبارت مذکورہ کے بعد یہ مذکور ہے بل لا بد من القول الخ او ما هو في معناه من فعل يدل على رضاء كطلب مهر ها و نفقتها او تمكينها من الوطئ و خلوته بها رضا ها[۴] الخ وفي الشامي عن الظهيرية ولو خلا بها برضا ها هل يكون اجازة لا روايته لهذه المسئلة و عندي ان هذا اجازة وفي البزازية الظاهرانه اجازة[۵] الخ (شامی ص ۴۱۳ ج۲) و في الدر المختار و نكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على الاجازة كنكاح الفضولي الخ وفي الشامي ايضاً واما الضحك فذكر في فتح القدير اولاً انه كالسكوت لا يكفي و مسلم ههنا ان يكفي الخ(رد المحتار باب الولي ج ۲) ظفیر

نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے نانا اس کا نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۹۲۷) ایک شخص کی لڑکی ابتداء سے اپنے نانا کے زیر پرورش رہتی ہے باپ نے اول سے اس لڑکی سے تعلق قطع کر رکھا ہے کسی قسم کی خبر نہیں لیتا اس حالت میں اس لڑکی کا عقد اس کا نانا کر سکتا ہے یا نہیں اور علامات بلوغ کیا ہیں ؟

(الجواب) جب کہ ابھی وہ لڑکی نابالغہ ہے بدون باپ کی رضامندی اور اجازت کے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیوں کہ ولی شرعی اس حالت میں باپ ہے[۶] البتہ جب وہ لڑکی بالغہ ہو جاوے تو خود اس کی اجازت سے کفو میں اس کا

---

(۱) هدايه باب في الاولياء ج ۲ ص ۲۹۴ ط.س. ج۳ص ۳۱۴' ظفیر
(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۳ ط.س.ج۳ص ۶۲ 'ظفیر
(۳) ایضاً ط.س.ج۳ص ۶۲.
(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۳ ط.س.ج۳ص ۶۲' ظفیر
(۵) رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۳ ط.س.ج۳ص ۶۳' ظفیر
(۶) الولي في النكاح لا المال العصبة بنفسه الخ على ترتيب الارث والحجب الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س.ج۳ص ۷۶) ظفیر

نکاح صحیح ہو جاوے گا اور بالغہ ہونا لڑکی کا حیض سے معلوم ہوگا اگر حیض نہ آوے تو پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغہ ہو جاوے گی یعنی سولھویں برس کے شروع ہونے پر۔ [۱] **هكذا في كتب الفقه** ، فقط

لا نکاح الا بولی کا مطلب

(سوال ۹۲۸) زینب بالغہ نے بغیر اذن ولی ابعد کے بموجودگی حقیقی دادی وعدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمر سے نکاح کر لیا اور ولی ابعد اور ماں اس نکاح سے راضی نہیں اگر یہ نکاح صحیح ہے تو حدیث لا نکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے ؟ اور اسکا کیا جواب ہوگا ؟

(الجواب) بالغہ کا نکاح بلا اذن ولی کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار اور یہی محمل ہے حدیث لا نکاح الا بولی کا ان فقہا کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں ان کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر اور مطلب یہ ہے کہ بدون ولی کی اجازت کے جو نکاح ہوگا وہ قریب ہے کہ ٹوٹ جاوے یعنی ولی اگر چاہے اس کو فسخ کر سکتا ہے اور شامی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے دوسری حدیث الا یم احق بنفسها من وليها رواه مسلم اور یہ قوی ہے اس حدیث لا نکاح الا بولی سے اس لئے راجح ہے اس پر۔ الحاصل صورت مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ نے کفو میں بموجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہو گیا۔ [۲] فقط

بغیر اجازت ولی نابالغہ کا نکاح درست نہیں

(سوال ۹۲۹) ہندہ کا نکاح بحالت نابالغی زید کے ساتھ ہوا اور کوئی ولی ہندہ کا بوقت نکاح موجود نہیں تھا آیا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغہ کا نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں ہوتا كذافي الدر المختار وهو اى الولى شرط صحته نكاح صغير [۳] الخ فقط

صغیر اولاد کے ولی باپ ہیں

(سوال ۹۳۰) ہم اپنی اولاد پر خود قادر ہیں جہاں چاہیں شادی کریں یا شریعت کے محتاج ہیں ؟

(الجواب) اولاد کا اختیار اللہ تعالیٰ نے باپ کو دیا ہے جہاں وہ مصلحت دیکھے نکاح کر دے شرعاً اس کو کچھ روک

---

(۱) وبلوغ الجارية بالحيض والا حتلام والحبل فان لم يوجد ذلك فحتى يتم لها سبع عشرة سنة عند ابى حنيفة وقالا اذا تم للغلام والجارية خمس عشرة سنة فقد بلغا وهو رواية عن ابى حنيفة (هدايه كتاب الحجر فصل فى حد البلوغ ج ۳ ص ۳۴۱ .ط.س. ج۳ص ۳۵۷) ظفير

(۲) فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵) ظفير

(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵ . ظفير

نہیں ہے۔[۱] فقط

دادا کا بھائی جو ولی ہے اگر لڑکی کی والدہ کو اختیار دے دے اور پھر خود ہی کر دے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۳۱) ایک لڑکی نابالغہ جس کا کوئی ولی اقرب سوائے برادر جد حقیقی کے اور والدہ کے اور کوئی نہیں ہے اور جد حقیقی کا بھائی اپنی پوتی کا اختیار عقد والدہ نابالغہ کو دیتا ہے اور تحریر بھی کر دیتا ہے کہ بلا رضامندی والدہ نابالغہ کے مجھے نکاح کا کچھ اختیار نہ ہوگا اس کے بعد بلا رضامندی والدہ کے نابالغہ کا نکاح کر دیتا ہے یہ عقد شرعاً جائز ہے یا اب والدہ ولی ہے؟

(الجواب) اس کہہ دینے اور لکھ دینے سے ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اخ الجد کے لئے جو ولی اقرب ہے ساقط نہیں ہوا البتہ اگر والدہ بوجہ اختیار دے دینے کے نکاح نابالغہ کا کر دیتی تو وہ بھی صحیح ہو جاتا لیکن اخ الجد کی ولایت اس سے سلب نہیں ہوئی پس جو نکاح اس نے اپنی ولایت سے کیا وہ صحیح ہے در مختار میں ہے والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر الخ شاء اوابی الخ وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر و مجنون[۲] الخ فقط

ولی نکاح چچا ہے ماموں نہیں اور مال کا ولی کوئی نہیں

(سوال ۹۳۲) مسماۃ کنیز و مریم یتیم ہیں اور ان کے ورثاء میں ایک چچا علاتی ہے اور ایک ماموں حقیقی ہے ابتدا سے زیر ولایت چچا کے رہیں اس چچا نے جو ان کا حصہ پدری ان کی جائیداد میں پہنچتا تھا ایک فرضی بیعنامہ ظاہر کر کے اس تمام جائیداد کو اپنے نام کر کے رقم کثیر میں رہن کر دی اب ماموں چاہتا ہے کہ وہ لڑکیاں چچا کی ولایت سے نکل کر میری ولایت میں آویں تاکہ ان کے حقوق تلف کردہ کو ثابت کرے اور قائم کرے ایسی حالت میں ولایت چچا نقصان پہنچانے والے کی منسوخ ہو کر ماموں کی طرف منتقل ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولایت نکاح نابالغہ اس صورت میں چچا کو ہے کیوں کہ وہ عصبہ ہے ماموں کو ولایت نکاح بموجودگی چچا کے نہیں ہے اور نابالغہ کے مال کی ولایت اور اختیار نہ چچا کو ہے نہ ماموں کو پس چچا نے جب کہ نابالغہ کو نقصان پہنچایا تو اس کو نابالغہ کے مال میں تصرف کرنے سے روکنا چاہیئے در مختار میں ہے الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ قولہ لا المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ الخ رد المحتار[۳] ج۲ ص ۱۱ وولیہ ابوہ ثم وصیہ الخ دون الام الخ (درمختار) قال الزیلعی واما ما عدا الاصل عن العصبۃ کالعم والاخ او غیر ھم کالام الخ لا یصح اذنھم لہ لانھم لیس لھم ان یتصرفوا فی مالہ الخ شامی[۴] ج ۵

---

(۱) نابالغ ہے تو باپ کی صوابدید پر ہے اور بالغ ہے تو اولاد کی اجازت ضروری ہے بالغ اولاد پر شادی میں جبر کا اختیار نہیں ہے الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ لا مکلفۃ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی الخ ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح (ایضاً ص ۴۰۷ ج۲ .ط.س. ج۳ ص ۵۵) ظفیر (۲) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۳ ص ۵۵'

(۳) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ ص ۷۶' ظفیر

(۴) رد المحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الولی ومن لہ' الولایۃ علیہ ج ۵ ص ۱۵۱ و ج ۵ ص ۱۵۲ .ط.س. ج۶ ص ۱۷۴

ان عبارات سے واضح ہوا کہ چچا کو بچہ کے مال کی ولایت نہیں ہے البتہ نکاح کی ولایت ہے سو ولایت نکاح ماموں کی طرف بحالت موجودہ منتقل نہ ہوگی۔ فقط

بالغہ نکاح میں خود مختار ہے مگر کفائت کا لحاظ ضروری ہے

(سوال ۹۳۳) زید نے انتقال کیا' بھائی' ماں' باپ' بیوہ' دختر چھوڑے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ماں باپ نے بھی انتقال کیا لڑکی بخوشی ورضامندی اپنی ونیز اپنی ماں کی بکر سے جو اس کی برادری سے ہے عقد کرنا چاہتی ہے چچا حقیقی معترض ہے کہ بکر کفو نہیں ہے اور اپنے بیٹے سے عقد کرنا چاہتا ہے جو لڑکی اور اس کی والدہ کو چند وجوہ سے ناپسند ہے اس صورت میں کیا حکم ہے اور لڑکی کتنی عمر میں بالغہ سمجھی جاتی ہے اور کیا زید کا بھائی حق ولایت رکھتا ہے کفو کا اعتبار کسی وقت ساقط ہو سکتا ہے یا نہیں ہندوستان میں کون کس کا کفو ہو سکتا ہے کفو وغیر کفو کی تعریف کیا ہے؟

(الجواب) شرعاً پندرہ برس کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور اگر اس سے پہلے کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ کے پائی جاوے تو پہلے ہی بالغہ ہو جاوے گی اور چچا بیشک اس صورت میں ولی ہے لیکن ولی کو نابالغہ پر تو جبراً اختیار نکاح کا ہے بالغہ پر نہیں ہے[1] بالغہ خود اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کر سکتی ہے غیر کفو میں نہیں کر سکتی غیر کفو میں بیشک ولی کو روکنے کا اختیار ہے اور کفو کا اعتبار کسی حال میں ساقط نہیں ہوتا اور کفو ہونا باعتبار نسب اور باعتبار دیانت وپرہیزگاری اور باعتبار تمول وعدم تمول اور باعتبار پیشہ کے معتبر ہے اور تفصیل ان سب امور کی کتب فقہ میں ہے یہاں اس کی تفصیل لکھنا دشوار ہے۔[2] فقط

لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح درست ہے

(سوال ۹۳۴) ملک بنگال میں اکثر یہ دستور ہے کہ ولی لڑکی بالغہ کو قبل عقد نکاح کے مع چند اقارب کے بارات کے ساتھ دولہا کے مکان میں رخصت کر دیتا ہے جب لڑکی دولہا کے گھر پہنچتی ہے تب تین شخص اس کے پاس جاتے ہیں اور ایک ان میں سے لڑکی سے پوچھتا ہے کہ تم بالوساطت میری وکالت کے بعوض مہر کذا وکذا اپنے نفس کو فلاں بن فلاں کی زوجیت میں دینا قبول کرتی ہو لڑکی کہتی ہے قبول تب یہ تینوں شخص مجلس دولہا میں آتے ہیں اور دولہا سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بنت فلاں نے بعوض مہر کذا اپنے نفس کو تمہاری زوجیت میں دیدیا ہے تم نے اس کو قبول کر لیا ہے تب دولہا قبول کہتا ہے اس طرح نکاح درست ہوتا ہے یا نہیں اور نابالغہ کو خیار بلوغ باقی رہتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں بالغہ کا نکاح منعقد ہو جانا تو ظاہر ہے کیونکہ خود بالغہ سے اجازت لی گئی ہے اور در مختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضى ولى الخ اور یہاں تو ولی کی رضامندی بھی ظاہر ہے اور نابالغہ

---

(۱) و ینعقد نکاح الحرة العاقله البالغة وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا الخ ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح (هدایة باب فی الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۳ و ج ۲ ص ۲۹٤. ط.س. ج۲ ص ۳۱۳) ظفیر

(۲) واذا زوجت المراة نفسها من غیر کفوء فللا ولیاء ان یفرقوا بینهما دفعا لضرر العار عن انفسهم (هدایة فصل فی الکفاءة ج۲ ص ۳۲۰. ط.س. ج۲ ص ۳۲۰)

کے نکاح کے لئے اگر ولی ان لوگوں کو جو نکاح خواں سے نکاح خوانی کو کہتے ہیں وکیل بنادیا جاتا ہے اور نابالغہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ کا بشرایطہ باقی رہتا ہے[1] کما فی الدر المختار وان کان المزوج غير هم ای غیر الاب و ابيه ولو الام اوالقاضی او وکیل الاب الخ لا يصح النكاح من غير كفو الخ وان كان من كفو و بمهر المثل صح ولكن لهما ای لصغیر و صغيرة وملحق بهما خيار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء[2] الخ فقط

چچا کا کیا ہوا نکاح لڑکی بغیر قضائے قاضی فسخ نہیں کر سکتی

(**سوال ٩٣٥**) ایک شخص نے انتقال کیا لڑکی نابالغہ و زوجہ اور ایک اپنا بھائی چھوڑا متوفی کی زوجہ نے اس کے بھائی یعنی لڑکی نابالغہ کے تایا سے نکاح کرلیا اور لڑکی نابالغہ کے تایا نے لڑکی مذکورہ یعنی اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے لڑکے سے کرلیا باہمی جھگڑوں کی وجہ سے لڑکی نے بالغہ ہوتے ہی اپنی والدہ کے ایما سے یا اپنی سمجھ سے نکاح سے انکار کردیا اور شوہر نے بھی اپنے دوستوں سے یہ کہا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں ایسی حالت میں لڑکی کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(**الجواب**) اس لڑکی کا ولی اس صورت میں اسکا تایا ہے اگر بحالت عدم بلوغ دختر کے اس کا نکاح اپنے لڑکے سے کیا تو وہ نکاح صحیح ہوا اور اس زمانہ میں قضاء شرعی نہ ہونے کی وجہ سے عورت کے انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوا[3] اور یہ کہنا شوہر کا کہ میرا کوئی تعلق اس عورت سے نہیں صریح طلاق نہیں ہوا بلکہ کنایہ ہے[4] اس میں نیت شوہر کا اعتبار ہے اگر وہ کہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی لہذا بدون طلاق اپنے شوہر کے اس عورت کا دوسرا نکاح درست نہیں ہے۔ فقط

مسلمان کسی غیر مسلم نابالغہ کا نکاح نہیں کر سکتا

(**سوال ٩٣٦**) ایک لڑکی برس ڈیڑھ برس کی تھی اس کے والدین مشرک تھے وہ مر گئے حاکم نے ایک مسلمان کے سپرد کردیا اب وہ مسلمان اس کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(**الجواب**) قال فی الدرالمختار ولا ينفذ للملتقط عليه نكاح وبيع الخ و فی الشامی لا نه يعتمد الولاية من القرابة والملك والسلطنة ولا وجود لواحد منها نهر الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وہ مسلم اس لڑکی نابالغہ کا نکاح نہیں کر سکتی البتہ بعد بلوغ اس کی اجازت سے نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ فقط

---

(١) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٠٧ .ط.س.ج٣ص٥٥ ' ظفير

(٢) ایضاً ج ٢ ص ٤١٩ .ط.س.ج٣ص٦٧' ظفير

(٣) ولهما الخ خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ اوا لعلم بالنكاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (درمختار.ط.س.ج٣ص٦٩) حاصله انه اذا كان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ اوالعلم به فان اختيار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٢٩ .ط.س.ج٣ص٧٠) ظفير

(٤) كناية مالم يوضع له' الخ فالكنايات تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال (درمختار) قوله قضاء قيد به لا نه لا يقع ديانة بدون النية (رد المحتار باب الكنايات ج ٢ ص ٦٣٦ .ط.س.ج٣ص٢٩٦) ظفير

بالغ کاولی نے نکاح کردیابالغ خاموش رہاپھرانکار کردیا

(سوال ۹۳۷) زید در مرض الموت خود عمرو پسر بالغ راہمراہ زینب نکاح ساخت۔ آنوقت عمر در مجلس نکاح حاضر نہ بود واست اکنوں عمرو نکاح خود ہمراہ زینب منظور نمی دارد۔ آیا نکاح زینب باعمرو درست است یانہ ؟

(الجواب) اگر عمرو بعد اطلاع آں نکاح پدر رارد نہ کرد د صراحتہ ودلالتہً آں نکاح را جائز داشت نکاح منعقد شد وبعد ازاں انکار عمرو وبطلان نکاح صحیح نخواہد شد واگر عمرو بعد اطلاع نکاح مذکور رارد کرد نکاح مذکور باطل شد ؟

غیر کفو میں ماں کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں ہے

(سوال ۹۳۸) زید سفر میں ہے زید کی عورت مسماۃ ہندہ نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے نابالغ سے جو غیر کفو ہے کیوں کہ لڑکے کا باپ بھٹیارہ ہے بغیر رضامندی اپنے شوہر یعنی لڑکی کے والد کے کردیا ماں کی اجازت سے جو نکاح لڑکی نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں ماں کی اجازت سے جو نکاح نابالغہ کا غیر کفو میں ہوا وہ صحیح نہیں ہوا۔ ھکذا فی الدر المختار [1] فقط

باپ کے رہتے ہوئے دوسرا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۹۳۹) زید کی دختر صالحہ کو جب کہ صالحہ کی ماں فوت ہوگئی تھی عمر نے پرورش کیا زید نے عمر کے حوالہ کردی تھی صالحہ کو عمر نے حالت نابالغی میں بکر کے ساتھ واسطے مناکحت منسوب کیا زید زندہ ہے کسی وجہ سے صالحہ کو بکر کے ساتھ منسوب کرنے میں رضامند نہیں اب عقد صالحہ نابالغہ کا باجازت عمر بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) صالحہ نابالغہ دختر زید کا ولی زید ہے عمر کی اجازت سے بلا اجازت زید کے صالحہ کا نکاح درست نہیں ہے۔ ھکذا فی عامۃ کتب الفقہ [2] فقط

بھائی کے رہتے ہوئے سوتیلا باپ ولی نہیں ہے

(سوال ۹۴۰) ایک لڑکی نابالغہ کا سوتیلا باپ اور حقیقی ماں موجود ہے اور لڑکی کا حقیقی بڑا بھائی بالغ ایک روز کی مسافت پر ہے اگر سوتیلا باپ اور حقیقی ماں کسی شخص سے نابالغہ کا نکاح کردیں اور حقیقی بھائی کو عقد کے بعد خبر ہو اور وہ اجازت نہ دے اور راضی نہ ہو تو ایسی حالت میں نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

---

(۱) ویفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹، ط.س. ج ۳ ص ۵۶ ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازتہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج ۳ ص ۷۶) ظفیر

(الجواب) ایسی حالت میں ولی شرعی اس نابالغہ کا اس کا حقیقی بھائی ہے اگر اس نے اجازت نہ دی تو نکاح نہیں ہوا۔

كذافي الدرالمختار وغيره [1] فقط

غیر ولی کا نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہے

(سوال ۹۴۱) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ جس کی ماں نے نکاح ثانی کرلیا ہے رشتہ کی نانی کی زیر پرورش رہی اس کا نکاح اس رشتہ کی نانی کی ولایت سے جب کہ وہ نابالغہ تھی کردیا گیا اب لڑکی جوان ہے اور اپنے شوہر سے بوجہ اس کی کم عمر ہونے کے متنفر ہے آیا وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں اور پہلا نکاح صحیح ہے یا کیا؟

(الجواب) وہ رشتہ کی نانی بموجودگی والدہ کے اس نابالغہ لڑکی کی ولی نہ تھی اس نے جو نکاح بحالت عدم بلوغ دختر کے کیا وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف تھا اور ولی نکاح میں عصبات ہوتے ہیں علی ترتیب الارث والحجب، پھر اگر کوئی عصبہ نہ ہو والدہ ولی ہے نانی سے والدہ کا درجہ مقدم ہے اگرچہ والدہ نے دوسرا نکاح کرلیا ہو پس اگر اس نکاح کی اجازت ولی نے دے دی تھی تو وہ نکاح صحیح ہوگیا اور اب بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت اس کے نکاح سے علیحدگی کی نہیں ہے اور اگر ولی جائز نے اس نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کردیا تھا تو وہ نکاح باطل ہوگیا اس صورت میں لڑکی دوسرا نکاح اپنے کفو میں کرسکتی ہے۔ [2] فقط

بالغہ کا نکاح اس کے علم کے بغیر کردیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۴۲) زید نے اپنی لڑکی مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح بکر سے کردیا مگر بوقت نکاح اس سے اجازت نہیں لی اور نہ اس کو اطلاع کی تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح موقوف رہا جس وقت لڑکی کو خبر نکاح کی پہنچی اگر وہ خاموش رہی اور انکار نہ کیا تو نکاح منعقد ہوگیا في الدرالمختار فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة اووكيله اورسوله اوزوجها وليها واخبرها رسوله او فضولى عدل فسكتت عن رده مختارة الخ فهواذن الخ [3] فقط

صرف نابالغ کے ایجاب و قبول سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۹۴۳) (۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۷) .ط.س.ج۳ص ۸۱.ظفير .

(۲) فلوزوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (درمختار .ط.س.ج۳ص ۸۱) فلا يكون لسكوته اجازة لنكاح الا بعد وان كان حاضرا في المجلس العقد مالم يرض صريحا او دلالة (رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳) .ط.س.ج۳ص ۸۱. ظفير

(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۰ و ج ۲ ص ۴۱۱ .ط.س.ج۳ص۵۸. ظفير

اس صورت میں کیا حکم ہے

(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا اور کسی ولی سے اجازت لیکر دو گواہوں کے ساتھ نابالغہ دولہن کے پاس آتے ہیں اور اس کلمہ کو پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح بعوض عہ ۸/ مہر کے فلاں کے لڑکے مسمی فلاں سے ہوتا ہے تم نے قبول کیا کہو ہاں قبول یا اسی طرح لڑکے سے کہلاتے ہیں غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتہ نہیں کیا شرعاً یہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے شرعاً جو طریقہ نکاح مسنون کا ہو تحریر فرمائیں؟

نابالغ کا ولی غیر سے ایجاب وقبول کرادے تو کیا حکم ہے؟

(۳) اگر ولی خطبہ پڑھنے یا صرف ایجاب وقبول کرنے پر قادر نہ ہو بوجہ شرم کے تو ایک غیر سے ایجاب وقبول کرانا کیسا ہے؟

(الجواب) (۱) نابالغوں کا ایجاب وقبول کو اگر ولی نے جائز رکھا تو نکاح صحیح ہو گیا۔

(۲) جب کہ نکاح خواں نے ولی کی اجازت سے ایسا کیا تو یہ نکاح صحیح ہو گیا اور ان دونوں طرف کے کلام میں سے پہلا ایجاب اور دوسرا قبول سمجھا جاوے گا اور اصل تو یہ ہے کہ نابالغ سے ایجاب وقبول کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہے ان کا ولی یا جس کو ولی اجازت دے ایجاب وقبول کر لیوے۔

(۳) اس میں کچھ حرج نہیں۔

مجنونہ کا نکاح بغیر ولی درست نہیں ہے

(سوال ۹۴۴) ایک شخص نے ایک عورت مہری مدہوش سے نکاح کر لیا اس کی ذات کی خبر نہیں ہے مولوی صاحب نے بغیر تحقیق اس کی ذات وغیرہ کے اس کا نکاح پڑھا دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وھو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون [1] الخ پس اگر وہ عورت مجنونہ ہے اس کو کسی وقت ہوش نہیں آتا تو نکاح اس کا بدون ولی کے یا حاکم مسلمان کے نہیں ہو سکتا اور اگر مجنونہ نہیں ہے تو خود اس کی اجازت ورضا سے نکاح ہو سکتا ہے۔ [2] فقط

نابالغ کا ایجاب وقبول باپ کی موجودگی میں اس کی رضاء سے ہوا تو نکاح صحیح ہے

(سوال ۹۴۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ جب کہ زید کی عمر پندرہ سال سے کسی قدر کم تھی ہوا، مجلس نکاح میں زید کا باپ موجود تھا مگر زید کے باپ کی ولایت سے نکاح نہیں ہوا زید نے خود ایجاب وقبول کیا کابین نامہ پر صرف زید کے باپ کے دستخط بطور گواہ کے ثبت ہیں یہ نکاح صحیح ہو یا دوبارہ نکاح ہونا چاہئیے؟

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷. ط.س. ج۳ص ۵۵. ظفیر

(۲) فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی والا صل ان من تصرف فی مالہ تصرف فی نفسہ وما لا فلا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ و ج ۲ ص ۴۰۸. ط.س. ج۳ص ۵۵) ظفیر

(الجواب) جب کہ زید کا باپ اس مجلس میں موجود تھا اور اس کی رضاء و اجازت سے زید نے قبول کیا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور مہر بھی جو کچھ لکھا گیا اور باپ نے اس پر دستخط کر دیئے صحیح ہوا دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

نابالغ کا نکاح والد کی موجودگی میں دوسرا شخص کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۹۴۶) نابالغ بچوں کا نکاح والدین کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغ بچہ کے نکاح کا ولی اول باپ ہے پھر دادا پھر بھائی وغیرہ، پس باپ کی موجودگی میں اگر کوئی دوسرا شخص نابالغ کا نکاح کرے تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دے گا تو نکاح ہو گا ورنہ نہیں۔[1] فقط

باپ کی اجازت سے نابالغ کا نکاح ہوا اور نابالغ نے قبول کیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۴۷) زید نے اپنی لڑکی نابالغہ کے نکاح پر اور عمرو نے اپنے لڑکے نابالغ کے نکاح پر راضی ہو کر نکاح خواں کو کہا کہ نکاح پڑھو نکاح خواں نے زید و عمرو کی موجودگی میں روبرو شاہدین نکاح کر دیا عمرو نے قبول نہیں کیا بلکہ لڑکے نے قبول کیا لہذا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ باپ اس نابالغ کا اس مجلس میں موجود تھا اور اس نے نابالغ کے قبول کو تسلیم رکھا تو وہ قبول باپ کی طرف سے منسوب ہو کر نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ صبی نابالغ ممیز کے اس قسم کے تصرفات جو متردد ہیں بین النفع والضرر ولی کے قبول پر موقوف رہتے ہیں اگر ولی جائز رکھے جائز ہوتے ہیں **وما تردد من العقود بين نفع و ضرر كالبيع والشراء توقف على الاذن الخ كتاب الماذون درمختار الخ**[2] اور نکاح بھی مثل بیع و شراء کے ہے۔ فقط

نابالغ کا ولی ایجاب و قبول کے بعد مر جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۴۸) زید نے اپنے پسر نابالغ کے لئے ایک دختر نابالغہ عقد نکاح میں قبول کی زید کا پسر نابالغ ہی تھا کہ زید مر گیا اور ولایت و قبولیت نکاح کسی ولی دیگر کو نہیں دے گیا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر زید نے اپنی حیات میں اپنے نابالغ پسر کا نکاح جو کہ نابالغہ لڑکی کے ولی کی ولایت سے ہوا تھا قبول کر لیا تھا اور ایجاب و قبول نکاح کا باقاعدہ شاہدین کے روبرو ہو گیا تھا تو وہ نکاح منعقد ہو گیا کیوں کہ نابالغوں کی طرف سے ان کا ولی ہی ایجاب و قبول کرتا ہے یعنی مر جانے کے بعد نکاح میں خلل نہیں ہوا، نکاح ہو چکا تھا۔

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۳ ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الماذون ج ۵ ص ۱۵۰ ط.س. ج۳ ص ۱۷۳. ظفير

نابالغہ کے لئے باپ کی اجازت کافی ہے مجلس میں اس کی موجودگی ضروری نہیں

(سوال ۹۴۹) ایک نکاح میں یہ صورت تھی کہ لڑکی کا باپ بارات میں نہیں آیا اور نکاح لڑکے کے مکان پر ہوا قاضی لڑکی کے باپ سے اجازت لیکر آیا تب نکاح پڑھایا گیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اگر دختر کا باپ اس نکاح ہونے کے بعد اس نکاح سے راضی رہا اور اجازت دے دی تو نکاح صحیح ہو گیا ۔ فقط

بالغہ کا نکاح باپ نے کر دیا مگر رخصتی کے وقت اس نے انکار کر دیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۵۰) زید کے پیر نے زید کو اس بات پر مجبور کیا کہ تم اپنی دختر کا نکاح بکر کے پسر سے کر دو اولاً زید انکار کرتا رہا مگر پیر صاحب کے زیادہ دباؤ دینے پر ناچار و مجبور ہو کر راضی ہو گیا اور اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح بکر کے بیٹے سے پڑھادیا لیکن اس کے بعد جب وہ لوگ رخصتی کرانے آئے تو زید نے رخصت نہیں کیا بلکہ دختر مذکور کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور نکاح اول کے وقت بھی نہ زید نے اپنی لڑکی سے نکاح کی اجازت لی نہ بعد میں اس کو اطلاع دی اس صورت میں کون سا نکاح جائز ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں پہلا نکاح صحیح ہو گیا لقوله عليه الصلوة والسلام ثلث جد هن جد و هز لهن جد الحديث در مختار میں ہے کہ سکوت عاقلہ بالغہ کا بوقت استیذان ولی اجازت ہے اور اس طرح عاقلہ بالغہ کو جس وقت اطلاع نکاح کرنے کی ہو اور وہ سکوت[1] کرے تو یہ بھی اجازت ہے پس دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوا لان نكاح منكوحة الغير باطل كذافى الدرالمختار والشامى قال الله تعالىٰ والمحصنات من النسآء[2] الاية (لیکن اگر بالغہ نے نکاح کی خبر سنتے ہی انکار کر دیا تو نکاح منعقد نہیں ہوا ظفیر)

اجازت کے بعد بالغہ کا نکاح درست ہے

سوال ۹۵۱) زید نے اپنی لڑکی کے نکاح کی تاریخ مقرر کر دی اور لڑکی کو تنہائی میں بٹھادیا غرض لڑکی کو ہر طرح سے یہ علم ہو گیا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوگا نکاح کے وقت زید نے قاضی سے کہا کہ لڑکی کا نکاح پڑھادو لڑکی کو نکاح کا علم ہو گیا ہے اس صورت میں نکاح ہو گیا ہے یا نہیں ؟

الجواب) باپ کے نکاح کرنے کی صورت میں لڑکی بالغہ کو نکاح کی اطلاع پر سکوت کرنا کافی ہے نکاح ہو جاتا ہے لیکن سنت یہ ہے کہ باپ اپنی دختر سے اجازت نکاح کی لے اور کہے کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص سے کرتا ہوں اس پر سکوت کرنا اس کی رضاء و اجازت ہے نکاح ہو جاوے گا۔[3] فقط

---

۱) دیکھئے ردالمحتار ' ج ۲ ص ٤٨٤ .ط.س.ج۳ص۵۹. ظفیر

۲) سورة النساء : ۲ ظفیر

۳) ولا تجبر البالغة البكر على النكاح الخ فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة الخ فسكتت عن رده مختارة او ضحكت غير مستهزئة الخ فهو اذن (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ص ٤٤١٠ و ج ۲ ص ٤١ .ط.س.ج۳ص۵۸)

بالغہ کی اجازت سے ماموں نے اس کا نکاح کر دیا تو وہ صحیح ہے

(سوال ۹۵۲) ایک لڑکی نے اپنے ماموں کے پاس پرورش پائی کیوں کہ اس کا باپ دس سال سے مفقود الخبر ہے اور ماموں نے لڑکی کے تائے کی موجودگی میں بعد بالغہ ہونے کے نکاح کر دیا اور لڑکی نے بوقت اجازت لینے کے سکوت کیا تائے نے کسی وجہ سے اجازت نہ دی تو نکاح ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) وہ نکاح اگر لڑکی بالغہ ہونے پر لڑکی کی اجازت سے کیا گیا ہے تو صحیح ہوا لیکن سکوت لڑکی کا بمقابلہ غیر ولی کے اجازت نہیں ہے اگر اس کے بعد دلالت رضا مثل وطی وغیرہ نہیں پائی گئی تو نکاح نہیں ہوا۔(۱) فقط

چچا نے بھتیجی کا نکاح کیا مگر بائیس سال کی عمر میں لڑکی نے دوسری شادی کر لی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۵۳) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے چچا اور ماموں اور والدہ نے پڑھا دیا ان کے سواء اور کوئی ولی نہ تھا بائیس سال کی عمر کے بعد لڑکی نے نکاح سے انکار کیا کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور سرکار میں دعویٰ کر کے دوسرا نکاح پڑھا لیا اور خاوند کے گھر چلی گئی بعد اتنی مدت کے دعویٰ لڑکی کا صحیح رہا یا نہیں اور دوسرے نکاح میں جو لوگ باوجود علم کے شامل تھے انکے نکاح باقی رہے یا ٹوٹ گئے ؟

(الجواب) جب کہ اور کوئی ولی اقرب نابالغہ کا مثل باپ دادا اور بھائی کے موجود نہ تھا تو چچا ولی تھا جو نکاح اس نے کیا وہ صحیح ہو گیا(۲) بائیس سال کی عمر میں لڑکی کا انکار اس نکاح سے معتبر نہیں ہے اور دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے جو لوگ باوجود نکاح اول کے علم کے دوسرے نکاح میں شامل و شریک و ساعی ہوئے وہ گناہ گار ہوئے توبہ کریں مگر ان کے نکاح نہیں ٹوٹے کیوں کہ نکاح مرتد و کافر ہونے سے ٹوٹتا ہے اور وہ کافر و مرتد نہیں ہوئے۔ فقط

نابالغی میں باپ نے جو نکاح لڑکی کا کیا وہ درست ہے دوسرا نکاح بعد بلوغ نہیں کر سکتی

(سوال ۹۵۴) ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا ایجاب و قبول اپنے بھتیجے کے لئے روبرو گواہان کے مجلس عام میں کیا یعنی شخص مذکور کے حقیقی بھائی نے قبول کیا اب جب کہ لڑکی بالغہ ہوئی تو اسکے باپ نے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا آیا نکاح اول بحال رہا یا فاسد ہو گیا اور نکاح ثانی کے لئے اور اس شخص کے لئے کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اگر ایجاب و قبول اول بطریق نکاح و مجلس نکاح میں کیا گیا روبرو گواہوں کے تو وہ پہلا نکاح ہو گیا دوسرا نکاح اس کا باطل اور ناجائز ہوا اور وہ لڑکی پہلے شوہر کو ملنی چاہیئے اور دوسرے شوہر سے علیحدہ رکھی جاوے اور شخص مذکور جس نے ایسا کیا اس فعل سے توبہ کرے یہی کفارہ اس گناہ کا ہے۔ فقط

---

(۱) فان استاذنها غير الا قرب كا جنبى اوولى بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لا بدمن القول كالثيب البالغة الخ اوما هو معناه من فعل يدل على الرضاء كطلب مهر هاو نفقتها و تمكينها من الوطئ و دخوله بها برضا ها الخ (الدرالمختار ع هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۳ و ج ۲ ص ۴۱۴ .ط.س.ج۳ص ۶۲) ظفير

(۲) اقرب الاولياء الا بن ثم ابن الا بن وان سفل ثم الاب ثم الجد ابو الاب وان علا الخ ثم الاخ الخ ثم العم لاب وام ا (عالمگيرى مصرى الباب الرابع فى الاولياء ج ۱ ص ۲۶۵ .ط.س.ج۳ص ۲۸۳) ظفير

ایک عورت نے کہا کہ میرا نکاح فلاں سے کردو قاضی نے کردیا کیا حکم ہے

(سوال ۹۵۵) مسماۃ سندر طوائف نے تین گواہوں کے روبرو اپنے نکاح کی اجازت دی کہ میرا نکاح رمضانی سے پڑھ دو تب قاضی نے نکاح پڑھا لیکن قاضی نے اپنے کان سے اجازت نہیں سنی تو یہ نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا۔[1] فقط

نابالغہ کی شادی اس کی مرضی کے بغیر ولی نے کردی تو وہ جائز ہے

(سوال ۹۵۶) ایک لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کے بھائی نے بلا رضامندی نابالغہ لڑکے چھ سالہ کے ساتھ کر دیا اس وقت سے اب تک وہ لڑکی ناراض ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اب اس لڑکی کی عمر پندرہ سال کی ہے اور لڑکے کی عمر دس سال کی ہے آیا اس لڑکی کا نکاح بلا طلاق دوسری جگہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ لڑکی مذکورہ کے تین بھائی ہیں ان میں سے دو بھائی پہلے بھی ناراض تھے اور اب بھی وہ ناراض ہیں؟

(الجواب) اگر بھائیوں کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی نابالغہ کا نہ تھا تو جس بھائی نے نکاح اس کا اپنی ولایت سے کفو میں کر دیا وہ صحیح ہو گیا[2] نابالغہ کی ناراضی شرع میں معتبر نہیں ہے[3] اور جب تک شوہر بالغ نہ ہو اس کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی[4] اور بدون طلاق کے دوسرا نکاح اس لڑکی کا صحیح نہ ہوگا۔[5] فقط

صرف بالغہ کی اجازت سے نکاح درست ہے

(سوال ۹۵۷) زید نے اپنے بیٹے بکر و عمر کے مکان پر تین آدمی ہمراہ کر کے روانہ کیا انہوں نے عمر کے مکان پر پہنچ کر عمر کی عدم موجودگی میں اور بلا اجازت صریحی یا ضمنی عمر کے' اس کے بیٹے شبیر حسن نابالغ اور اس کی زوجہ کو شامل کر کے عمر کی نابالغ لڑکی سے جس کی عمر پندرہ برس دو ماہ بارہ دن ہے نکاح کر لیا صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) پندرہ برس کی عمر میں لڑکی شرعاً بالغہ شمار ہوتی ہے[6] اور بالغہ کا نکاح خود اس بالغہ کی اجازت سے صحیح ہے اگر کفو میں نکاح ہو پس اگر لڑکی سے اس کی والدہ وغیرہ نے اجازت لیکر اس کا نکاح کیا روبرو شاہدین کے

---

(۱) قاضی کا سننا ضروری نہیں ہے لڑکی کی طرف سے کافی ہے۔ ظفیر

(۲) ولوزوجها الا قرب حيث هو جاز النكاح (و فيه قبله) ولو زوجها وليان مستويان قدم السابق (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س.ج۳ص ۸۱)

(۳) وهي نوعان ولاية ندب على المكلفة وولاية اجبار على الصغيرة الخ وهو اى الولى شرط صحة نكاح صغير و مجنون الخ ايضاً ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س.ج۳ص ۵۵ .ظفير

(۴) ولا يقع طلاق الصبى والمجنون والنائم لقوله عليه السلام كل طلاق جائز الا طلاق الصبى والمجنون ولان الاهلية بالعقل المميز وهما عديم العقل هدايه كتاب الطلاق ج ۲ ص ۳۳۵ .ط.س.ج۳ص ۳۵۸ ظفير

(۵) واما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۲ .ط.س.ج۳ص ۱۳۲) ظفير

(۶) بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال الخ والجارية بالا حتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعمار اهل زماننا (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ .ط.س.ج۳ص ۱۵۳) ظفير

تو نکاح مذکور صحیح ہو گیا۔ [1] فقط

جذام والے خاندان کے لڑکے سے شادی درست ہے

(سوال ۹۵۸) ایک بالغہ لڑکی زید سے نکاح کرنے پر راضی ہے مگر زید کے خاندان میں جذام ہے تو نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح کرنا درست ہے فی الحال کی حالت کا اعتبار ہے آئندہ کی خبر کس کو ہے ایسا وہم نہ کیا جاوے۔ فقط

لڑکی کا سکوت اجازت ہے یا نہیں

(سوال ۹۵۹) (۱) اگر لڑکی نے اجازت نکاح لفظوں میں نہ دی ہو اور صرف سکوت کیا تو یہ اجازت شمار ہو گی یا نہیں ؟

دوسرا نکاح صحیح نہیں

(سوال ۹۶۰) (۲) اب لڑکی اپنی ماں یا کسی اور رشتہ دار کے کہنے سننے سے اگر دوسری جگہ نکاح کرلے تو یہ دوسرا نکاح صحیح ہوگا یا نہیں ؟

باپ کے نکاح کر دینے پر لڑکی اپنی رضامندی ظاہر کر دے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۶۱) (۳) لڑکی کے باپ کو عمر کے لڑکے سے نکاح کرتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہنا اور بعد میں لڑکی کا یہ کہنا کہ جو ہونا تھا سو ہو گیا موجب نکاح ہے یا نہیں ؟

لڑکی غائب رہی تو کوئی حرج نہیں

(سوال ۹۶۲) (۴) دو دن لڑکی کے غائب رہنے اور اپنی ماں کے ساتھ کسی رشتہ دار کے یہاں رہنے سے نکاح میں کچھ خلل ہے یا نہیں ؟

نکاح ہونے کے بعد فسخ نہیں کیا جا سکتا

(سوال ۹۶۳) (۵) باوجود صحت نکاح زید اپنی بیوی کے کہنے سننے یا لڑکی اپنی ماں کے کہنے سننے سے نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

---

(۱) فنفذ نکاح حرة مکلفة بلارضا ء ولی الخ(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س.ج۳ص ۵۵) ظفیر

رخصتی کا شوہر کو حق ہے

(سوال ۹٦٤) (٢) زید نے اپنی بیوی یا کسی اور کے کہنے سننے سے نکاح سے نارضامند ہونے سے اور لڑکی کے زوج کے ساتھ نہ رخصت کرنے پر شرعی مطالبہ شوہر کو ہے یا نہیں؟

(الجواب) (١) سکوت لڑکی کا اس موقع پر کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے کذافی الدرالمختار[1] (٢) دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا۔[2]

(٣) لڑکی کا یہ کہنا بھی اجازت نکاح ہے اور زید نے تو خود ناکح کو امر نکاح خوانی کا کیا ہے اس کی اجازت ظاہر ہے (۴) کچھ خلل نہیں آتا (۵) فسخ نہیں کرسکتے (٦) جب کہ معلوم ہوا کہ نکاح صحیح ہوگیا تو شوہر کو رخصت کرانے کا شرعاً حق ہے۔ فقط

نابالغ کا نکاح باپ کی اجازت سے ہوا مگر قبول صرف نابالغ نے کیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ٩٦٥) زید اپنے بیٹے عمر کی بارات کی تیاری کر کے مع عمر خالد کے مکان پر گیا تمام لوگوں کو مجلس نکاح میں جمع کیا اور ملا کو یہ کہا کہ میرے بیٹے عمر کا نکاح خالد کی لڑکی سے کردو ملا نے باجازت زید نکاح عمر کا کردیا اور زید وقت ایجاب و قبول کے موجود تھا مگر قبول عمر نابالغ غیر عاقل نے کیا بموجودگی اپنے باپ زید کے۔ کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح شرعاً صحیح ہے کیوں کہ باپ کی رضا واجازت دلالۃً معلوم ہے فی الدرالمختار و یثبت الاذن دلالة[3] و فیه ایضاً وما تردد من العقود بین نفع و ضرر کالبیع والشراء توقف علی الاذن الخ فان اذن لهما الولی فهما فی شراء و بیع کعبد ماذون فی کل احکامه[4] و فیه ولا یتزوج الا باذن الخ من کتاب الماذون[5] فقط

پوتی کا دادا نے نکاح کردیا باپ نے خاموشی اختیار کی اور راضی رہا تو نکاح ہوگیا

(سوال ٩٦٦) زید کی لڑکی بوقت نکاح ۱۱ سالہ تھی زید کی عدم موجودگی میں زید کے باپ نے نکاح کردیا تھا اور زید کو اطلاع دی کہ فلاں تاریخ نکاح ہے تم آکر شریک ہو زید نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس سفر خرچ نہیں ہے اور وہ شریک نہ ہوسکا بعد چندروز کے زید آیا مگر اس نے کوئی اعتراض نہ کیا کہ میری عدم موجودگی میں کیوں نکاح کردیا پھر پردیس چلا گیا اس کے بعد پانچ چھ مرتبہ آیا مگر کسی سے اشارۃً یا کنایۃً نہیں کہا کہ میری مرضی سے نکاح نہیں

---

(١) فان استاذنها هو ای الولی الخ فسکتت الخ فهو اذن (ایضاً ج ٢ ص ٤١٠ .ط.س. ج٣ص٥٨)

(٢) اما نکاح منکوحة الغیر و معتدبه الخ لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب المحرمات ج ٢ ص ٤٨٣ .ط.س. ج٣ص ١٣٢) ظفیر

(٣) الدرا لمختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ج ٥ ص ١٣٥ .ط.س. ج٣ص ١٥٦. ظفیر

(٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الماذون ج ٥ ص ١٥٠ و ١٥١ .ط.س. ج٣ص ١٧٣. ظفیر

(٥) رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤١٣ و ٤١٤، ط.س. ج ٣ ص ٦٢

ہوا اس عرصہ میں زید کے باپ نے چار مرتبہ لڑکی کو رخصت بھی کیا اب کسی وجہ سے زید کہتا ہے کہ نکاح ہماری مرضی سے نہیں ہوا نکاح فسخ کرانا چاہتا ہے لہذا یہ نکاح جائز رہا یا ناجائز؟

(الجواب) یہ نکاح جو دادا نے کیا صحیح ہو گیا اب فسخ نہیں ہو سکتا کہ باپ کی رضا دلالۃً پائی گئی ہے شامی میں ہے فللولی الاعتراضة مالم یرض صریحاً او دلالة [1] اس سے معلوم ہوا کہ دلالۃ رضاء مثل صریحی رضاء کے ہے اور در مختار میں ہے وللولی الا بعد التزویج بغیبة الا قرب الخ مسافة القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابه [2] الخ پس صورت موجودہ میں غالباً دونوں وجہ جواز نکاح کی قائم ہیں لہذا زید اب اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط

ماں نے بالغہ کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر کے پاس رہی بھی نکاح ہوا یا نہیں؟

(سوال ۹۶۷) مسماۃ ہندہ جس کی عمر پندرہ یا سولہ سال کی ہے اس کا والد فوت ہو چکا ہے حقیقی تایا اور والدہ موجود ہیں بغیر اس کی رضامندی اور اس کے تایا سے بغیر دریافت کئے محض اس کی ماں کی اجازت سے زید کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا تین ماہ سے اس کے نکاح میں ہے دو ماہ تک شوہر کے یہاں رہی لیکن اب شوہر کے گھر رہنے پر رضامند نہیں آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہ اور اب علیحدگی کی کیا صورت ہے ہندہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

(الجواب) خلوت اور وطی اگر برضاء واقع ہو تو وہ بھی اجازت ہے کطلب مهرها و نفقتها و تمکینها من الوطی الخ درمختار [3] پس اگر ایسا ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا اور پندرہ سولہ سال کی عمر میں لڑکی بالغہ سمجھی جاتی ہے اور مہر اگر موجل ہے تو اس کی وصولی کا وقت طلاق یا موت ہے فی الحال نہیں لے سکتی۔ فقط

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی کو مار پیٹ کر اجازت لی اور نکاح کر دیا یہ درست ہے یا کیا؟

(سوال ۹۶۸) ایک عورت بیوہ کو اس کے والد نے کہا کہ فلاں شخص سے تمہارا نکاح کرتے ہیں اس نے انکار کیا مگر اس کے باپ اور بھائی دونوں نے اس بیوہ کو زدو کوب کر کے اجازت نکاح لے لی اور نکاح کر دیا اس صورت میں اس بیوہ کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) صورت مسئولہ متذکرہ بالا میں نکاح ہو گیا کما فی الشامی اذا حقیقة الرضاء غیر مشروطة فی النکاح لصحته مع الاکراه والهزل [4] الخ شامی جلد ثانی فی الدر المختار وقد نظم فی النهر ما یصح مع الاکراه فقال طلاق و ایلاء ظهار و رجعة نکاح مع استیلاد عفو عن العمد [5] الخ فقط

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س.ج۳ص ۸۱. ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار با ب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ۴۳۳ .ط.س.ج۳ص ۸۱.

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۴ .ط.س.ج۳ص ۶۳. ظفیر

(۴) رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۳ .ط.س.ج۳ص ۲۱. ظفیر

(۵) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق مطلب فی المسائل التی تصح مع الاکراه ج ۲ ص ۵۷۹. ط.س.ج۳ص ۲۳۶. ظفیر

باپ نے اپنی بالغہ لڑکی سے نکاح کے بعد پوچھا یہ نکاح منظور ہے یا نہیں وہ خاموش رہی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۶۹) زید نے اپنی دختر بالغہ کا عقد خالد سے کر دیا نکاح سے ۷ منٹ کے بعد عمر نے جو لڑکی کا بھائی ہے یہ کہا کہ زینب دختر مذکور انکار کرتی ہے زید نے پھر زینب سے دریافت کیا کہ تو نکاح سے راضی ہے یا نہیں اس پر اس نے سکوت کیا اس صورت میں یہ نکاح جائز ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا کما فی الدر المختار فان استاذنها هو ای الولی او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده الخ فهو اذن [1] فقط

لڑکی نے جب بلوغ کا اقرار کیا تو اس کی اجازت سے شادی درست ہو گئی

(سوال ۹۷۰) ایک فرقہ نے پندرہ برس سے کم عمر کی کسی یتیمہ لڑکی کا ماں اور نانی سے مشورہ لیکر بوقت شب اقرار بلوغ و حیض کرا کے وکالۃً نکاح پڑھا دیا صبح کو لڑکی کا چچا نکاح کی خبر سن کر لڑکی کو چھین کر لے گیا اور اپنے بیٹے سے نکاح کر دیا اس صورت میں انکار کرنا لڑکی کا بعد اقرار کے معتبر ہو گا یا نہیں اور کون سا نکاح صحیح ہے ؟

(الجواب) درمختار میں ہے کہ مراہقہ کا اقرار بالبلوغ معتبر ہے اور انکار بعد الاقرار معتبر نہیں فلا یقبل جحوده البلوغ بعد اقراره مع احتمال حاله درمختار واد نی مدته اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنین هو المختار کما فی الصفاء درمختار [2] لہذا نکاح اول صحیح ہو گیا دوسرا نکاح صحیح نہیں ہے۔ فقط

بڑا بھائی اگر بہن کا نکاح نہ کرے اور چھوٹا بالغ بھائی کر دے تو درست ہے

(سوال ۹۷۱) عمر خاں فوت ہوئے چار بیٹے اور چار بیٹیاں اور دو بیبیاں چھوڑیں ایک بیوی حاملہ چھوڑی جس کی عمر خاں کے بعد لڑکی پیدا ہوئی اب پہلی بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور بعد کی بیوی سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں پچھلی بیوی کے بڑے بیٹے مجید خاں نے بعد پندرہ سال کے جو لڑکی عمر کے بعد پیدا ہوئی تھی اپنے قبضہ میں لیکر اس کی جانب سے مقدمہ پہلی بیوی اور پچھلی بیوی کے جو وارث تھی مقدمہ لڑا کر تقریباً پچاس ہزار کی جائیداد حاصل کی اب لڑکی کی عمر ۲۵ یا ۳۰ سال ہے باوجود تقاضا کرنے کے مجید خاں برادر لڑکی اپنی نفع کی غرض سے شادی لڑکی کی نہیں کرتا ایسی صورت میں لڑکی کا دوسرا حقیقی بھائی جو مجید خاں سے چھوٹا ہے وہ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں مجید خاں لڑکی سے بات بھی نہیں کرنے دیتا جو اس کا منشاء معلوم ہو ایسی حالت میں کیا کیا جاوے ؟

(الجواب) مجید خاں کا دوسرا بھائی اگر جوان اور بالغ ہے تو وہ لڑکی کو اطلاع کر کے اس کا نکاح کر سکتا ہے مگر چوں کہ لڑکی بالغہ ہے اس لئے اس سے دریافت کرنا اور اس کی اجازت لینا ضروری ہے اور ساکت رہنا اس کا کافی ہے اور اجازت سمجھی جاتی ہے اگر نکاح ہونے کے بعد جس وقت خبر اس لڑکی کو پہنچے اور وہ انکار نہ کرے یعنی اپنی

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ ط.س. ج۳ ص ۵۸. ظفیر

(۲) الدر المختار کتاب الحجر فصل فی بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲ و ۱۳۳ ط.س. ج۳ ص ۱۵۴.

رضامندی ظاہر کردیوے اور سکوت کرے تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا۔[۱] فقط

عورت کی اجازت سے گونگے سے نکاح درست ہے

(سوال ۹۷۲) ایک گونگے مرد سے ایک عورت کا نکاح کرنے لگے عورت اول تو رضامند نہ ہوئی بہت دیر جھگڑنے کے بعد عورت بولی کہ "اچھا کردو" نکاح پڑھادیا اب وہ نکاح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ عورت بالغہ نے کہہ دیا کہ اچھا نکاح کردو گونگے سے اور نکاح کردیا گیا یعنی ایجاب و قبول رو برو دو گواہوں کے ہو گیا وہ نکاح صحیح ہو گیا اور گونگے کا قبول کرنا اشارہ سے ہو سکتا ہے۔ فقط

بالغہ لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کردیا لڑکی ناخوش ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۹۷۳) سید محمد صاحب نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح بغیر اجازت اس کے اور اس کی والدہ کے ایک شخص سے کردیا لڑکی سخت ناخوش ہوئی اور ناخوش ہے یہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس سے نکاح ہوتا لڑکی کا نام یوسف زماں عرف "جیا" ہے نکاح اس کے باپ نے صرف جیا کے نام سے کیا ہے یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) لڑکی کے باپ کو اپنی زوجہ یعنی لڑکی کی والدہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب کہ لڑکی بالغہ ہو تو لڑکی کو اطلاع کرنا اور اجازت لینا ضروری ہے اطلاع ہونے پر اگر لڑکی نے سکوت کیا اور نکاح کو رد نہ کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اگر دل میں لڑکی ناراض رہی لیکن اطلاع ہونے پر خاموش ہو گئی تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر انکار کرے تو نکاح باطل نہ ہو گا باپ نے اگر صرف جیا نام لیا تب بھی نکاح ہو گیا۔[۲] فقط

بیوہ بالغہ کے نکاح میں والد کی حاضری ضروری نہیں

(سوال ۹۷۴) بیوہ ہندہ کے والدین موجود ہیں کیا ان کی غیر حاضری میں نکاح جائز ہے کیا بلا مرضی بیوہ کے اس کا نکاح جائز ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) والدین کی حاضری بیوہ بالغہ کے نکاح کے لئے ضروری نہیں ہے لیکن بلا رضا بالغہ کے اس کا نکاح صحیح نہیں ہے۔[۳] فقط

---

(۱) لا تجبر البالغة البكر على النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ فان استاذنها هو الخ اوو كيله الخ فسكتت الخ فهو اذن الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤١٠ .ط.س. ج۳ص۵۸) ظفير

(۲) فان استاذنها هو اى الولى وهو السنة او وكيله او رسوله او زوجها وليها واخبر ها رسوله' او فضولى فسكتت عن رده مختارة الخ فهو اذن الخ ولو استاذنها فى معين فردت ثم زوجها منه فسكتت صح فى الاصح بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضيت لم يجز لبطلانه بالرد(الدرالمختار عى هامش رد المحتار ج ۲ ص ٤١٠ باب الولى.ط.س. ج۳ص۵۸) ظفير

(۳) ينعقد نكاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم يعقد عليها ولى بكرا كانت او ثيبا الخ ولا يجوز للولى اجبار البكر البالغة على النكاح (هداية باب فى لاولياء ج ۲ ص ۲۹۳ و ۲۹٤ .ط.س. ج۳ص۳۱۳)

زبردستی کا نکاح جسکو عورت نے قبول نہیں کیا درست نہیں

(سوال ۹۷۵) ایک عورت بالغہ کو چند اشخاص نے زبردستی جبراً گھر سے نکال کر ایک شخص کے ساتھ نکاح کردیا بحضور شاہدان آیا یہ نکاح صحیح ہے یا ناجائز اور اس عورت کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ بغیر فسخ کے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر اس بالغہ نے اجازت نکاح کی نہیں دی اور نہ بعد نکاح کے راضی ہوئی اور نہ اجازت دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا قال فی الدرالمختار فان استاذنها غير الا قرب كاجنبي الخ فلا عبرة لسكوتها بل لا بدمن القول كالثيب البالغة [1] الخ اور اگر مطلب اکراہ کا یہ ہے کہ جبراً و اکراہاً عورت سے ایجاب و قبول کے الفاظ روبرو شاہدین کے کہلائے تو اس سے نکاح منعقد ہو جائے گا لانه يصح النكاح مع الاكراه اى الايجاب او القول مكرهاً لحديث ثلث جدهن جدو هزلهن جد الحديث [2] فقط

بیوہ بالغہ خود مختار ہے دیور حق دار نہیں

(سوال ۹۶۷) زید کی لڑکی بیوہ ہو گئی تو اس کے شوہر کا چھوٹا بھائی اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے لڑکی انکار کرتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی کا حقدار اس کا دیور ہے صحیح ہے یا نہیں اور لڑکی کا نکاح جبراً اس سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اب یہ لڑکی خود مختار ہے بعد عدت گزرنے کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے کسی کو روکنے کا حق نہیں اس کے خاوند کے چھوٹے بھائی کا حق اس پر نہیں لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے اور نہ جبراً وہ نکاح میں لا سکتا ہے [3] فتاویٰ قاضی خاں میں ہے ولا يزوج البكر البالغة ابوها على كره منها خلافاً للشافعي و في الثيب لا يزوج بالا جماع فقط

بالغہ نکاح کر سکتی ہے جبراً نکاح حرام اور باطل ہے

(سوال ۹۷۷) زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا جو عاقلہ بالغہ حرہ عالمہ ہے اور ضروری شرائط مثل مہر وغیرہ ولی جائز والدین سے طے کئے مگر ایجاب و قبول کے وقت صرف دو گواہ موجود تھے عند الحنفیہ نکاح ہو لیا نہیں اگر ہو اور والدین نے اپنی ناراضی ظاہر کر کے جبراً ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا حالانکہ ہندہ نے نہ خلع کرایا نہ زید نے طلاق دی بکر سے نکاح ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) حرہ عاقلہ بالغہ اپنے نکاح کی خود مختار ہے اگر وہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو نکاح صحیح ہے اور کوئی ولی اس کو فسخ نہیں کر سکتا بس اس صورت میں جو نکاح باپ نے جبراً بکر سے کیا وہ باطل و حرام ہے

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۳ .ط.س.ج۳ص ۶۲ .ظفير
(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۳ .ط.س.ج۳ص ۶۳ ظفير
(۳) ولا يجوز للولى اجبار البكر البالغة على النكاح الخ لانها حرة فلا يكون الغير عليها ولاية الاجبار (هداية باب الاولياء ج ۲ ص ۲۹۴ ط.س.ج ۳ ص ۳۱۳ .ظفير

البتہ اگر وہ بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضامندی ولی کے کرے تو بقول مفتی بہ وہ نکاح فاسد ہے۔ قال فی الدرالمختار هو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر الخ لا مكلفة فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضی ولی الخ وله الاعتراض فی غیر الكفو الخ و یفتی فی غیر الكفو بعدم جوازه اصلاً وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان الخ وفی الشامی قوله وهو المختار للفتویٰ وقال شمس الائمة وهذا اقرب الی الاحتیاط كذافی تصحیح العلامة[1] قاسم الخ ص ۲۹۷ ج ۲ فقط

بالغہ نے کفو سے جو نکاح خود کیا درست ہے باپ نے جو زبردستی کیا وہ جائز نہیں

(سوال ۹۷۸) ایک جوان لڑکی بالغہ نے اپنا نکاح اپنی قوم کے لڑکے سے خود دو گواہوں کے سامنے کرالیا کچھ عرصہ کے بعد اس کے والد کو خبر ہوئی اس نے بلا طلاق شوہر اول کے دوسرے شخص سے اس لڑکی کا نکاح کردیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں لڑکی کے باپ اور معلم نکاح خواں کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر عورت اور خاوند کے علاوہ دو گواہ مسلمان اور موجود تھے اور ان کے سامنے نکاح ہوا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا دوسرا نکاح جو باپ نے کیا بدون طلاق دینے شوہر اول کے صحیح نہیں ہوا[2] اور باپ اور معلم جس نے باوجود علم نکاح اول کے دوسرا نکاح پڑھا گناہ گار ہوئے توبہ کریں اور نکاح اس معلم وغیرہ کا نہیں ٹوٹا۔ فقط

بالغہ نے جب وارثوں کے نکاح کو رد کر دیا تو صحیح نہیں ہوا

(سوال ۹۷۹) (۱) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح بلا رضا لڑکی کے اس کی والدہ اور دیگر وارثوں نے کر دیا جس وقت لڑکی کو خبر ملی تو وہ بہت روتی پیٹتی اپنے گھر پر آئی اور کہا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے یہ نکاح ہوا یا نہیں؟

اجازت کی گواہی اگر لوگ دیں تو............!

(سوال ۹۸۰) (۲) قاضی نکاح خواں اور دس بیس آدمی گواہی دیتے ہیں کہ لڑکی نے اور اس کے وارثوں نے اجازت دی تب نکاح پڑھا ہے لڑکی کہتی ہے کہ ہم نے اجازت نہیں دی یہ کام زبردستی ہوا ہے قاضی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور نکاح اس کار ہایانہ اور شرکاء نکاح کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) (۱) وہ نکاح باطل ہو گیا۔[3]

(۲) اگر لڑکی کی اجازت دینے کے دو گواہ ثقہ و معتبر موجود ہوں تو اجازت لڑکی کی ثابت ہو گی اور انکار

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷، ۴۰۸ ط.س. ج۳ ص ۵۵. ظفیر

(۲) ولا یجوز للولی اجبار البكر البالغة علی النكاح الخ لانها حرة فلا یكون للغیر ولاية الاجبار (هدایه باب الاولیاء ج ۲ ص ۲۹۴ ط.س. ج۳ ص ۳۱۴) ظفیر

(۳) لا یجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بكرا كانت او ثیبا فان فعل ذلك فالنكاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جازوان ردته بطل (عالمگیری مصطفائی باب رابع فی الاولیاء ج ۲ ص ۱۳ ط ماجدیة ج ۱ ص ۲۸۷) ظفیر

اس کا معتبر نہیں ہے نکاح ہو گیا۔ فقط

بالغہ کے ولی ماموں اور خالہ نہیں ہیں

(سوال ۹۸۱) ایک لڑکی جس کی عمر پندرہ سال ہے اور اس کی چھوٹی ہمشیرہ کی عمر سات سال ہے ان کے والدین فوت ہو چکے ہیں والدین کے قریب تر رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے ماموں و خالہ لڑکیوں مذکورہ کو اپنے ہمراہ لے آئے بڑی لڑکی کی منگنی ایک شخص سے کر دی بعد میں ایک شخص مبلغ تین سو روپے دینے والا ملا، ماموں و خالہ نے پہلے منسوب شدہ شخص کو انکار کر دیا اور زیادہ رقم دینے والا شخص سے نکاح کرنا چاہا چنانچہ یہ خبر لڑکی بالغہ کو پہنچی اس نے ماموں و خالہ سے علیحدہ ہو کر پہلے شخص سے عقد شرعی کر لیا کیا لڑکی ایسا کر سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کے ولی ماموں و خالہ ہیں یا بڑی ہمشیرہ ولی ہے؟

(الجواب) جب کہ وہ بڑی لڑکی بالغہ ہے تو اس نے اپنی رضامندی سے جو نکاح اپنا کفو میں کیا ہے وہ صحیح ہو گیا [1] ماموں وخالہ کو کچھ اختیار اور ولایت اس پر نہیں ہے اور چھوٹی لڑکی کے ولی اس کی بڑی بہن ہے ماموں و خالہ اس کے بھی ولی نہیں ہیں۔ [2] فقط

دس برس کی لڑکی جب کہے کہ حیض آتا ہے تو مانا جائے گا اس کا نکاح اس کی مرضی سے ہو گا

(سوال ۹۸۲) دس برس کی لڑکی کا نکاح اس کے دادا نے کرادیا جب اس کو خبر ملی تو انکار ظاہر کیا کہ میں بالغ ہوں مجھ کو حیض آتا ہے کیا ایسے انکار سے نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں اور اس کے بلوغ کو ثابت کرنے کے لئے اس کا قول معتبر ہے یا اور شہادت کی ضرورت ہے؟

(الجواب) در مختار میں ہے وادنی مدته له اثنتی عشرة سنةً ولها تسع سنین الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبهما الظاهر الخ [3] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول لڑکی مراہقہ کا دربارہ بلوغ معتبر ہے اگر قرائن سے اس کا کذب ظاہر نہ ہو (اور جب اس نے نکاح سے انکار کر دیا تو وہ صحیح نہیں۔

باپ بھی بالغہ لڑکی کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۹۸۳) ہندہ بالغہ اور مادر ہندہ یہ چاہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح غیر جگہ ہو اور پدر ہندہ راضی نہیں ہو تا اگر ہندہ بوجہ انزاع کے دوسری بستی میں چلی جاوے تو ایسی حالت میں ہندہ کی عدم موجودگی میں باپ اس کا نکاح

---

(۱) نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی (عالمگیری مصطفائی باب الاولیاء ج ۲ ص ۱۳ .ط.س.ج۳ص ۲۸۷) ظفیر

(۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط التی علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالو لایة للام الخ ثم للاخت لاب الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الاولیاء ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۰ .ط.س.ج۳ص ۷۶) ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲، ۱۳۳ .ط.س.ج۳ص ۱۵۴.

(۴) ینعقد نکاح الحرة العاقلة برضاء ها وان لم یعقد علیها ولی بکراً کانت اوثیباً (هدایه باب الاولیاء ج۲ ص ۲۹۳ .ط.س.ج۳ص ۳۱۳) ظفیر

کر سکتا ہے اور جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ کا نکاح خود اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے جب کہ وہ کفو میں نکاح کرے اور اس کا باپ بلا اس کی اجازت کے اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔[1] فقط

بالغ لڑکا لڑکی جو ہم کفو ہیں بغیر مرضی والدین نکاح کر سکتے ہیں؟

(سوال ۹۸۴) ایک لڑکے ۲۴ سالہ کا رشتہ ایک لڑکی ۷ اسالہ سے ہوا کچھ عرصہ کے بعد بغیر مرضی لڑکے کی شادی دوسری جگہ کر دی چند وجوہات سے بوقت نکاح لڑکا انکار نہ کر سکا لیکن پہلی لڑکی سے اس کو محبت رہی اور لڑکے سے فعل ناجائز ہوا اور عشق میں کمی نہیں یہ دونوں عثمانی ہیں اگر دونوں کا خون کر دیا جائے تو بے جا حرکت تو نہیں ہے اگر شادی کی جاوے تو کس کس کی منشاء ہونی چاہیئے۔ فقط

(الجواب) مار ڈالنا ان کو جائز نہیں اور نکاح دوسرا اس لڑکے کا لڑکی مذکورہ سے صحیح ہو سکتا ہے، نکاح کر دیا جاوے اور جب کہ لڑکی سترہ برس کی ہے تو وہ بالغہ ہے اس کی رضامندی سے اس کا نکاح شوہر مذکور سے ہو سکتا ہے اور چونکہ دونوں لڑکا و لڑکی ہم قوم و ہم کفو ہیں تو اگر لڑکی کے والدین وغیرہ کی اجازت نہ ہو تب بھی نکاح ہو سکتا ہے[2] اور اگر والدین راضی ہوں تو بہت اچھا ہے۔ فقط

زبردستی بالغہ سے اقرار کرالیا جائے تو نکاح ہو جائے گا

(سوال ۹۸۵) اگر لڑکی بالغ ہے اور اس کی مرضی نہیں ہے اگر کسی طرح اقرار کرالیا جائے تو نکاح ہو جاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) نکاح ہو جاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح نہیں ہے اور شوہر کے گھر نہ جانے سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا قال علیه الصلوة والسلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق الحديث[3] او كما قال فقط

باپ کی عدم موجودگی میں نابالغہ کا نکاح اگر دادا کر دے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۹۸۶) ایک شخص نے اپنی پوتی نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے یعنی لڑکے کے باپ کی عدم موجودگی میں کر دیا ہے یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) صغیرہ کا باپ جب کہ موجود نہ ہو اتنی دور ہو کہ اس کے انتظار میں کفو خاطب کے فوت ہونے کا خوف ہو یعنی وہ انتظار نہ کر سکتا ہو تو دادا ولی صغیرہ کا ہے اس کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے۔[4] فقط

(۱،۲) اذ حقيقة الرضا غير مشروطة فى النكاح لصحته مع الاكراه والهزل (الى قوله) لو اكرهت على ان تزوجته بالف و مهر مثلها عشر الاف زوجها اولياء ها مكرهين فالنكاح جائز الخ (رد المحتار ص ۳۷۳ ج ۲ كتاب النكاح. ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفير (۳) والولى الا بعد التزويج بغيبة الاقرب مسافة القصر و فى الملتقى مالم ينتظر الكفو الخاطب جوابه (درمختار) فلو كان الغائب اباها ولها جد و عم فالو لاية للجد (ردالمحتار باب الولى ج ٤ ص ٤٣٢. ط.س. ج۳ص ۸۱)

ولی ابعد نے نکاح کر دیا ولی اقرب نے انکار کر دیا پھر کچھ دنوں بعد میں اجازت دی کیا حکم ہے؟

سوال ۹۸۷) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی ماں اور حقیقی دادا کے بھائی نے لڑکی کے چچا حقیقی کی پوشیدگی ں جو شہر ہی میں تھا اور اس نکاح سے لاعلم تھا کر دیا بعد کو جب لڑکی کے چچا کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو اس نے منظوری کا اظہار کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد راضی ہو گیا تو یہ نکاح صحیح ہو لیا نہیں؟

لجواب) اس صورت میں جب کہ باپ دادا حقیقی موجود نہ تھا تو چچا ولی نابالغہ کا ہے والدہ اور دادا کا بھائی ولی نہیں ہے پس جب کہ چچا نے نکاح کی خبر سن کر انکار کر دیا وہ نکاح فسخ ہو گیا بعد میں راضی ہونے سے پھر وہ فسخ شدہ نکاح صحیح نہیں ہو گا۔ [1] فقط

ولی اقرب بہت دور ہو اور کفو رشتہ کے فوت کا اندیشہ ہو تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے

سوال ۹۸۸) مسماۃ رمضانو نابالغہ کا باپ مولا بخش پردیس تھا اس کی والدہ نے اس کا نکاح کر دیا تو یہ نکاح صحیح ولیا نہیں رمضانو بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب) ولی اقرب رمضانو کا اس صورت میں اس کا باپ مولا بخش ہے اور بصورت موجود نہ ہونے ولی قرب عصبات کی والدہ بھی ولی نکاح نابالغہ کی ہو سکتی ہے پس اگر مولا بخش بہت دور تھا اور اس سے اجازت منگانے ں کفو حاضر کے فوت ہونے کا اندیشہ تھا تو والدہ کی اجازت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے اور اس حالت میں کہ نکاح بالغہ کا باپ و دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی کرے لڑکی کو بعد بلوغ کے فسخ نکاح کا اختیار ہوتا ہے لیکن اس فسخ کے لئے ضاء قاضی شرعی شرط ہے جو کہ اس زمانہ میں مفقود ہے لہذا حکم کیا جاوے گا کہ والدہ کا کیا ہوا نکاح جو کہ بیوبتہ معتبرہ والد ہوا صحیح ہے اور بلا قضاء قاضی کے وہ فسخ نہیں ہو سکتا۔ [2] فقط

پ مفقود الخبر ہو تو چچا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور چچا کے اس نکاح کو باپ توڑ سکتا ہے یا نہیں

سوال ۹۸۹) اگر پدر نابالغہ مفقود الخبر باشد و برادران پدر موجود ولایت نکاح نابالغہ بآں برادران پدر ہست یا نہ؟ نکاحیکہ اوشان بہ غیبوبتہ پدر کنند اگر پدرش واپس آید آں نکاح را فسخ کردن می تواند یا نہ؟

الجواب) ہرگاہ پدر مفقود باشد برادران را ولایت نکاح نابالغہ ہست و نکاحیکہ اوشان کردند پدر بعد واپس آمدن را فسخ نمی تواند کرد۔ [3] فقط

---

۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۱ .ط.س. ج۳ص ۸۱) بخلاف مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلا نه بالرد(ایضاً ج ۲ ص ۴۱۲ .ط.س. ج۳ص ۶۰) ظفیر (۲) لهما خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده الخ بشرط القضاء للفسخ (درمختار ط.س. ج۳ص ۶۹) حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوا لعلم به فان ختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۰) ظفیر (۳) للولی الا بعد التزویج بغیبة الا قرب الخ ولا یبطل تزویجه السابق بعود الا قرب لحصوله بولاینه تامةٍ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۴ .ط.س. ج۳ص ۸۳) ظفیر

نابالغہ کا نکاح باپ لالچ کی وجہ سے غیر کفو میں کردے تو جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۹۹۰) اگر باپ اپنی نابالغہ کا نکاح کسی غیر کفو سے بغیر رضامندی برادری ور شتہ داران طمع نفس کی وجہ سے کردے تو وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ولی نابالغہ لڑکی کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور اگر باپ غیر کفو میں بھی اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کردیوے تو صحیح ہے لیکن یہ شرط ہے کہ باپ معروف بہ سوء الاختیار نہ ہو یعنی بد خواہی سے لڑکی کا نقصان نہ کرے۔ هكذا فى الدر المختار [1] فقط

نابالغہ کا باپ دباؤ میں آکر نکاح کردے تو یہ درست ہوگا یا نہیں ؟

(سوال ۹۹۱) ایک شخص اپنے لڑکے کی رشتہ کی گفتگو ایک شخص سے کر رہا تھا اس کی زوجہ اور عزیز و اقارب ناراض تھے ایک دن جنگل میں چار آدمی اکٹھے ہوئے اور لڑکے کو ساتھ لائے اور دختر والے کو بلا کر دباؤ دیکر نکاح کرالیا نکاح ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں جب کہ نابالغہ لڑکی کے باپ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح کردیا تو وہ نکاح ہو گیا اگرچہ باپ نے دوسرے لوگوں کے دباؤ سے نکاح کیا ہو پس اب وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ [2] فقط

نابالغ لڑکی کا نکاح جو ولیوں کے ذریعہ ہوا درست ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں

(سوال ۹۹۲) نابالغ لڑکا جسکی عمر چھ سال کی ہے اور نابالغہ لڑکی کی عمر پانچ سال کی ہے ان کا نکاح پڑھایا گیا لیکن لڑکا و لڑکی کلمہ نہیں پڑھ سکتے اور لفظ "قبول" اچھی طرح نہیں کہہ سکتے ہیں اس صورت میں بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ وہ دونوں بچے مسلمان کی اولاد ہیں تو بوقت نکاح ان کو کلمہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا ایجاب و قبول معتبر ہے بلکہ ان کے اولیاء کے ایجاب و قبول سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور بعد بلوغ نکاح ثانی کی ضرورت نہیں ہوگی [3] اور اگر اس وقت دونوں کے ولیوں نے ایجاب و قبول نہیں کیا صرف بچوں سے کہلا دیا تو اب تجدید نکاح ضروری ہے' فقط (جب خود ولیوں نے کہلوایا تو یہ دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی رضا کے بعد ایسا کیا یا ان کے حکم سے کیا یا اجازت سے اور ولی کا اس قدر کہنا ایجاب و قبول میں کافی ہے اس لئے ہمارے ملک میں رواج یہ

---

(۱) ولزم النكاح ولو بغبن فاحش او زوجها بغير كفو ان كان الولى ابا اوجد الم يعرف منها سوء الاختيار مجانة و فسقا ان عرف لا (درمختار) و فى شرح المجمع حتى لو عرف من الاب سوء الاختيار لسفهه او لطعمه لا يجوز عقده اجماعاً (رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۷۸ .ط.س.ج۳ص ۶۶) ظفير

(۲) فان زوجهما الاب اوالجد يعنى الصغير والصغيرة فلا خيار لهما بعد بلوغهما لانهما كاملا الرائى وافر الشفقة (هدايه كتاب النكاح باب فى الاولياء ج ۲ ص ۲۹۶ .ط.س.ج۳ص ۳۱۷) ظفير

(۳) وللولى النكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۷ .ط.س.ج۳ص ۶۵) ظفير

ہے کہ بچی کے والد قاضی سے کہتے ہیں میری لڑکی کا ان کے اس لڑکے سے نکاح کر دیجئے لڑکے کا باپ بچے سے کہتا ہے بیٹا کہہ میں نے قبول کیا اور وہ خود مجمع کے سامنے کہتا ہے، واللہ اعلم ظفیر)

نابالغہ کا نکاح بلا مرضی ولی درست نہیں، ہاں بالغہ اپنی مرضی سے کر سکتی ہے

(**سوال ۹۹۳**) ایک لڑکی کی عمر تیرہ یا چودہ سال ہے اس کا باپ دادا تاحیات ہیں دادا و تایا نے مشورہ کر کے لڑکی کا نکاح خفیہ کر دیا اور پہلے لڑکی کے باپ نے دوسری جگہ نسبت کر دی تھی آیا بلا اجازت باپ کے یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے؟

(**الجواب**) اگر لڑکی بالغہ ہے مثلاً اس کو حیض آگیا ہے تو خود لڑکی کی اجازت و رضاء سے اس کا دادا یا تایا وغیرہ نکاح اس کا کر سکتے ہیں اور نکاح صحیح ہے اور اگر لڑکی نابالغہ ہے جیسا کہ اس کی عمر سے ظاہر ہے تو بدون اس کے باپ کی اجازت کے دادا اور تایا نکاح بموجودگی باپ کے نہیں کر سکتے اور وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ جائز رکھے تو صحیح ہوگا اور اگر انکار کرے تو باطل ہوگا [1] اور لڑکی کے بالغہ ہونے کی علامت اول تو حیض وغیرہ علامات کا ظاہر ہونا ہے اگر کوئی ایسا علامت موجود نہ ہو تو پندرہ برس کی عمر میں بالغہ شمار ہوتی ہے۔ فقط

تایازاد بھائی ولی ہے اس کے رہتے ہوئے نانی ولی نہیں

(**سوال ۹۹۴**) کیا نابالغاں کی نانی جو نہ صرف نانی بلکہ وصی اور قائم مقام وصی نابالغان کے پدر متوفی کی ہے یعنی وصیت کر مرا تھا کہ نانی نابالغان کی پرورش کرے گی اور کہا تھا کہ ان کی ولی بعد مرنے میرے کے تم ولی ہو اس صورت میں ایسی نانی جو بمنزلہ قائم مقام کی ہے اس کے مقابلہ میں نابالغاں کے تایازاد بھائی کو نابالغان کے ولی ہونے میں ترجیح ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(**الجواب**) اس صورت میں تایازاد برادر ولی نابالغاں کا ہے نانی ولی نہیں ہے اگرچہ وہ وصی ہو۔ [2] فقط

لڑکی کا باپ ایک شخص سے نکاح پسند نہیں کرتا باپ کی ماں اصرار کرتی ہے کیا حکم ہے؟

(**سوال ۹۹۵**) زید کی ماں زید کی لڑکی کا نکاح خالد کے ساتھ کرنا چاہتی ہے جس کو زید قرین مصلحت نہیں سمجھتا اگر زید اپنی ماں کے کہنے پر عمل نہ کرے تو گناہ گار ہو گا یا نہیں؟

(**الجواب**) اس صورت میں ولی نکاح دختر کا زید ہے شریعت میں زید کو ولایت نکاح دختر خود حاصل ہے پس اگر زید اپنی دختر کا نکاح خالد سے کرنے میں مصلحت نہیں سمجھتا اور دختر کے حق میں یہ امر اس کو بہتر معلوم نہیں

---

(۱) فلو زوج الابعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (درمختار .ط.س.ج۳ص ۸۱) فلا یکون سکوتها اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضرا فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالة (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ و ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س.ج۳ص ۸۱) ظفیر

(۲) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم الاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم الاب ثم ابنه (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۲۸ .ط.س.ج۳ص ۷۶) ظفیر

ہوتا تو مصلحت دختر کو مقدم سمجھیں اور نکاح نہ کریں اور اپنی والدہ کی رائے کے خلاف کرنے میں اس پر اس وجہ سے کچھ مواخذہ نہ ہوگا اور زید اس وجہ سے اپنی والدہ کا نافرمان نہ ہوگا۔ فقط

منگنی کے بعد لڑکی بالغ ہوئی اور وہاں شادی سے انکار کرتی ہے کیا حکم ہے

(سوال ۹۹۶) ایک شخص نے اپنی دختر کی منگنی اور وعدہ دوسرے شخص سے کیا تھا اب لڑکی جوان ہو کر اس وعدہ اور منگنی کو نامنظور کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) لڑکی کے جوان اور بالغ ہونے پر بدون رضامندی لڑکی کے اس کا نکاح جائز نہ ہوگا پس جب کہ لڑکی اس شخص سے نکاح ہونے پر راضی نہیں ہے جس سے اس کے باپ نے وعدہ کیا تھا اور منگنی کی تھی تو باپ کو چاہیئے کہ وہاں نکاح نہ کرے اور اگر وہ بلا رضامندی لڑکی کے ایسا کرے گا تو وہ نکاح نہ ہوگا۔[1] فقط

باپ نابالغہ کا نکاح جہاں بھی کردے صحیح ہے

(سوال ۹۹۷) زید نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اس سے ایک چھوٹی لڑکی تھی زید کو چونکہ اپنی بیوی اور لڑکی سے ایک گونہ عداوت ہے اس نے فوراً لڑکی کی شادی لڑکی کی غیبت میں خفیہ طور پر کردی ایسی صورت میں زید اپنی لڑکی کا نکاح بغیر رضا والدہ کے کر سکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہے جب کہ زید کی نیت بد ہو اور طمع نفسانی سے روپیہ وغیرہ بھی لے لیا ہو تو زید لڑکی کا ولی رہ سکتا ہے اور اس کا کیا ہوا نکاح جائز ہے کیا زید لڑکی کا نکاح ایسی جگہ کر سکتا ہے جہاں لڑکی کا دینی ودنیاوی نقصان متصور ہو اور وہ نکاح باقی رہ سکتا ہے؟

(الجواب) جب کہ وہ لڑکی نابالغہ ہے تو ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں اس کے باپ کو ہے باپ بدون رضامندی والدہ وغیرہ کے نابالغہ کا نکاح کر سکتا ہے اور وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا اور نیت کا حال چوں کہ معلوم نہیں ہو سکتا اس لئے اس پر مدار ولایت وعدم ولایت کا نہیں ہو سکتا شریعت میں باپ لڑکی کا خیر خواہ ہی سمجھا جاتا ہے اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی نابالغہ دختر کا نکاح غیر کفو میں بھی کردے اور مہر مثل سے مہر میں کمی کردے تو پھر بھی نکاح صحیح ہے۔[2] فقط

ماں یا بھائی غیر کفو میں نکاح کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۹۹۸) ایک لڑکی کا نکاح اس کی والدہ اور بھائیوں نے غیر کفو میں کر دیا اگر باپ دادا کے سوا کوئی لڑکی کا

---

(۱) ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۰ .ط.س.ج۳ص۵۸) ظفير

(۲) وللولي النكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيبا ولزم النكاح ولو بغبن فاحش بنقص مهر و زيادة مهره او زوجها بغير كفؤ ان كان الولي الخ ابا او جداو لم يعرف منهما سوء الاختيار مجانة و فسقا (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۱۷ .ط.س.ج۳ص۶۶) ظفير

نکاح غیر کفو میں کردے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں اس صورت میں نکاح ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وان كان المزوج غير هما اى غير الاب او ابيه ولو الام اوالقاضى او وكيل الاب الخ لا يصح النكاح من غير كفوء او بغبن فاحش اصلاً [1] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ بھائیوں اور والدہ نے جو نکاح اس لڑکی کا غیر کفو میں کیا وہ صحیح نہیں ہوا فقط

ولی چچازاد بھائی اگر اپنے ساتھ نکاح کر لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۹۹۹) ایک نابالغ لڑکی جس کے والدین اور کوئی وارث اس کے چچا کے پسر کے سوا نہیں جس نے اس کو پرورش کیا ہے لڑکی کی نابالغی کی حالت میں اس چچا کے بیٹے نے اپنی ولایت سے اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ ولی اقرب اس نابالغہ کا وہی چچا کا بیٹا ہے تو اپنے سے نکاح کر لینا اس کا صحیح ہے کذافی کتب الفقه [2] (ولا بن العم ان يزوج بنت عمه الصغيرة من نفسه فيكون اصيلا من جانب وليا من اخر (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النكاح ج ۲ ص ٤٩٤) ظفير

نابالغ نکاح کا ولی نہیں ہو سکتا اسکا کیا ہوا نکاح درست نہیں

(سوال ۱۰۰۰) ایک یتیم نابالغ لڑکی کے دو چچا حقیقی سفر میں تھے اس کے تیسرے چچا مرحوم کے لڑکے نابالغ نے اپنی چچازاد بہن کا نکاح غیر خاندان میں کر دیا نکاح سے پہلے جب ان کو خبر ہوئی تھی تو بذریعہ خط کے انکار کر چکے تھے اور اب بھی اس نکاح کو منظور نہیں کرتے آیا نابالغ بموجود گی چچا کے ولی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغ کسی حال میں ولی نہیں ہو سکتا لہذا نکاح مذکورہ صحیح نہیں ہوا [3] ولی اس نابالغہ کا اس صورت میں اس کا ہر ایک چچا ہے بموجود گی چچا کے چچا کا بیٹا ولی نہیں ہے۔ فقط

بھائی ولی ہے اس کی اجازت کے بغیر چچا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۰۱) زید نے اپنے حقیقی چچا کو اپنی دو ہمشیر گان کے نکاح کی اجازت دی چچا نے ان کے نکاح کے بعد دوسری دو ہمشیر گان زید کا نکاح بلا اجازت زید کے اپنے لڑکوں سے کر لیا تو ان دونوں کا نکاح درست ہوا کہ نہیں ؟

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب اولى ج ۲ ص ٤١٩ .ط.س.ج۳ص٦٧. ظفير

(۲) الولى فى النكاح العصبة بنفسه على ترتيب الارث والحجب فيقدم ابن المجنونة على ابيها لا نه يحجبه حجب نقصان(درمختار) ثم يقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الخ ثم العم الشقيق ثم ابنه الخ كل هولاء لهم اجبار الصغيرين (رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤٢٨ .ط.س.ج۳ص٧٦) ظفير

(۳) بشرط حرية و تكليف' (درمختار) واحترز بالحرية عن العبد الخ و بالتكليف عن الصغير الخ علل الزيلعى عدم الولاية لمن ذكر بانهم ولا ولاية لهم عليانفسهم فاولى ان لا يكون لهم ولاية على غير هم لان الولاية على الغير فرع الولاية على النفس(رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤٢٨ .ط.س.ج۳ص٧٧) ظفير

(الجواب) نکاح ہر دو ہمشیرہ اخیرہ زید کا زید کی اجازت ورضا پر موقوف ہے اگر زید ان کے نکاح کو جائز رکھے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر انکار کر دے گا تو باطل ہو جاوے گا۔[۱] فقط

عصبات نہ ہوں تو ولایت نکاح ماں کو ہے

(سوال ۱۰۰۲) ایک شخص نے ربیبہ نابالغہ کا ناح بولایت خود کسی سے کر دیا ماں اس لڑکی کی اس نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہے اس کا دعویٰ شرعاً قابل قبول ہے یا نہیں؟

(الجواب) عصبات کے بعد ولایت نکاح نابالغہ کی ماں کو ہے[۲] پس اگر شوہر والدہ نے بلا اجازت والدہ کے نابالغہ کا نکاح کر دیا تو وہ نکاح والدہ کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے انکار کر دیا تو نکاح مذکور فسخ ہو گیا۔[۳] فقط

چچیرا دادایا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۰۳) چچیرا دادایا اس کی اولاد ولی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ ان سے اقرب عصبہ نہ ہو تو وہ ولی ہو سکتے ہیں۔[۴] فقط

پرورش سے حق ولایت حاصل نہیں ہوتا باپ ولی ہے پھوپھا پھوپھی نہیں ہیں

(سوال ۱۰۰۴) ایک شخص کی عورت انتقال کر گئی ڈھائی برس کی لڑکی چھوڑی اس لڑکی کو اس شخص کی بہن لے گئی اور پرورش کی جب لڑکی کی عمر ساڑھے گیارہ برس کی ہوگئی تب بلا اجازت لڑکی کے باپ کے لڑکی کی پھوپھی اور پھوپھا نے اسکا نکاح کر دیا باپ اور بھائی کی وہاں مرضی نکاح کرنے کی نہیں ہے؟

(الجواب) پھوپھی اور پھوپھا کو اختیار اس نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے پس جو نکاح انہوں نے کیا وہ باپ کی اجازت پر موقوف ہے اگر باپ اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر باپ انکار کر دے گا تو نکاح باطل ہو جائے گا اور باپ کی موجودگی میں بھائی کو بھی اختیار نکاح کا نہیں ہے۔[۵] فقط

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب تو قف علی اجازته (درمختار) فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحا او دلالة(رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۳ص۸۱)

(۲) فان لم یکن عصبة فالو لایة للام(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹)ط،س.ج۳ص۷۶

(۳) و نکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل (درمختار) الفضولی من یتصرف بغیره بغیر ولایة ولا وکالة او لنفسه و لیس اهلا (رد المحتار باب الکفاء ة ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س.ج۳ص۹۷) ظفیر

(۴) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س.ج۳ص۷۶) ظفیر

(۵) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۳ص۷۶و۸۱) ظفیر

موں کو عصبات وذوی الفروض کے بعد ولایت حاصل ہوتی ہے

سوال ۱۰۰۵) ایک نابالغ لڑکے ولڑکی کا نکاح لڑکی کے ماموں کی ولایت سے ہوا اور ایجاب وقبول کرایا' جائز وایا نہیں؟

الجواب) نابالغوں کا نکاح اگر ان کاولی شرعی جس کوولایت نکاح حاصل ہے کرے تووہ نکاح صحیح ہوجاتا ہے راگر نابالغوں کی زبان سے ہی ولی ایجاب وقبول کرادے اورولی اس نکاح کو جائز رکھے تووہ نکاح بھی صحیح ہے لیکن ضح ہوکہ ماموں حقیقی کی ولایت عصبات اور ذوی الفروض کی ولایت سے مؤخر ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔[1] فقط

پ کے مرنے کے بعد نکاح کے باب میں اس کی وصیت کا اعتبار نہیں

سوال ۱۰۰۶) ایک شخص نے وصیت کی کہ میری لڑکی کا ناطہ میری برادری میں نہ کیا جاوے باہر غیر قوم ں کر دیا جاوے اب اس لڑکی کا وارث اس کا چچا ہے اس کو اس لڑکی کا ناطہ کہاں کرنا چاہئیے؟

الجواب) اس وصیت کا اعتبار نہیں ہے اولیاء کو اختیار ہے کہ ہم قوم میں جہاں بہتر سمجھیں نکاح کر دیں متوفی ا وصیت کا بالکل خیال نہ کیا جاوے کیوں کہ یہ وصیت غیر معتبر ہے۔[2] فقط

پ نہیں تو دادا ولی ہے پھر اور عصبہ' عصبہ کے بعد ماں

سوال ۱۰۰۷) رحیم اللہ نے اپنی بھاوج بیوہ سے نکاح کیا اور اس عورت کے پہلے خاوند سے ایک لڑکی نابالغہ ہے لڑکی کی والدہ نے اجازت نکاح کی دی لڑکی کے دادا نے ولی بننے سے انکار کر دیا اس صورت میں والدہ کا کیا ہوا کاح صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب) اس صورت میں اگر لڑکی نابالغہ ہے تو ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اگر دادا کفو میں نکاح کرنے سے کار کرے اور مانع ہو اور کوئی دوسرا عصبہ بھی موجود نہ ہو تو ماں کو اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی ہے[3] اس کا کیا وا نکاح درست ہے اگر دادا مانع نکاح سے نہیں ہے تو بدون دادا کے اجازت کے وہ نکاح صحیح نہیں ہوگا اور اگر لڑکی غہ ہے تو خود لڑکی کی اجازت سے اس کا نکاح صحیح ہے۔ فقط

کاح میں ولی شرط ہے یا نہیں؟

سوال ۱۰۰۸) (ا) نکاح میں ولی شرط ہے یا نہیں؟

---

۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام لدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۰ .ط.س.ج۳ص۷۶' ظفیر

۲) لیس للوصی من حیث هو وصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان اوصی الیه الاب بذلك علی المذهب (الدرالمختار لی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۱ .ط.س.ج۳ص۷۹) ظفیر

۳) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ فان لم یکن عصبة فالو لایة للام(الدرالمختار علی هامش رد المحتار ب الولی ج ۲ ص ۴۱۸ .ط.س.ج۳ص۷۶) ظفیر

ہبہ کا حکم صرف نبی کے لئے ہے یا کسی اور کے لئے بھی ؟

(۲) اگر کوئی عورت اپنا نفس نبی کے لئے ہبہ کرے' بے مہر و بے نکاح تو آپ عورت پر تصرف کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ یہ حکم صرف نبی کے لئے ہے یا امت کے لئے بھی ؟

(الجواب) (۱) نابالغہ کے لئے ولی شرط ہے اور بالغہ کے لئے ولی ہونا سنت اور مستحب ہے [۱] اور لانکاح الا بولی اس صورت میں محمول ہے کمال نکاح پر۔

(۲) یہ حکم خاص ہے آنحضرت ﷺ کے لئے۔

چچا بھائی کے رہتے ہوئے باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۰۹) نابالغان کے حقیقی تایا کے پسر بعمر ۲۳ سال کے مقابلہ میں نابالغان کے ولی ہونے میں ان کے چچا بعید یعنی ان کے باپ کا چچازاد بھائی ترجیح دیا جا سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغان کا ولی اس صورت میں تایا کا پسر ہے' باپ کا چچازاد بھائی ولی نہیں ہے۔[۲] فقط

وکیل نے لڑکی سے اجازت نہیں لی اور نکاح کر دیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۱۰) اگر ہندہ نابالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت ہندہ کے نکاح اس کا پڑھا یا بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے یا نہیں ؟ اور یہ سکوت اجازت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر ہندہ بالغہ کے پدر نے زید کو وکیل بنایا اور زید نے بلا اجازت دیئے ہندہ کے نکاح اس کا پڑھ دیا بعد میں ہندہ کو جس وقت اطلاع نکاح کی ہوئی اس نے سکوت کیا تو یہ سکوت اس کا موجب صحت نکاح ہے اور سکوت اس کا اجازت ہے۔زوجها وليها واخبر ها رسوله' او فضولي عدل فسكتت عن رده مختارة او ضحكت غير مستهزئة او تبسمت او بكت بلا صوت الى قوله فهو اذن (درمختار على هوامش الشامي) [۳] فقط

چچا' ماموں' ماں موجود ہیں چچا شرکت عقد سے انکار کرتا ہے کیا کیا جائے ؟

(سوال ۱۰۱۱) ایک لڑکی بارہ تیرہ سال کی ہے۔ اس کا باپ انتقال کر گیا لڑکی کا ماموں اور چچا اور ماں موجود ہے لیکن

---

(۱) وهى هنا نو عان ولاية ندب على المكلفة اى البالغة العاقلة ولو بكرا وولاية اجبار على الصغيرة ولو ثيبا وهى اى الولي شرط صحة نكاح صغير و مجنون و رقيق لا مكلفة (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۳ص۵۵) (۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۰ ط.س ج ۳ ص۵۹
(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۳۳ .ط.س. ج۳ص ۸۲. ظفير

چچا اس کے عقد میں شریک ہونے سے انکار کرتا ہے اس حالت میں کس کی ولایت سے نکاح ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) اگر چچا کفو میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور کوئی دوسرا ولی عصبہ بھی موجود نہ ہو تو والدہ کو ولایت نکاح بالغہ کی حاصل ہے در مختار میں ہے ویثبت للا بعد الخ التزویج بعضل الا قرب ای بامتناعه عن التزویج اجماعاً[1] الخ درمختار فقط

نابالغہ کے نکاح کا اختیار باپ کو ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۱۲) پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست یا نہ ؟ و نکاح حضرت صدیقہؓ بعمر چند سال شدہ ؟

(الجواب) پدر را اختیار نکاح دختر نابالغہ خود ہست و نکاح حضرت صدیقہؓ بعمر ہفت سال شدہ است کذا فی حدیث رواہ مسلم (عن عروة عن عائشةؓ قالت ان النبی ﷺ تزوجها و هی بنت سبع سنین و زفت الیه وهی بنت تسع سنین الحدیث مسلم جلداول ص ٤٥٦) فقط

ولی عصبہ چچیرے چچا کی رضا کے خلاف ماں نے نابالغہ کا نکاح کیا درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۱۳) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ نے بموجودگی اس کے چچیرے چچا اور نابالغ بھائی کے اور بدون رضامندی ان دونوں کے کر دیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور دوسرا نکاح لڑکی کا درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نابالغہ کے نکاح کا ولی رشتہ کا چچا ہے بھائی بسبب نابالغ ہونے کے ولی نہیں ہے پس بدون رضامندی چچیرے چچا کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہوا اگر اس نے ماں کے نکاح کئے ہوئے کو باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو دوسرا نکاح اس لڑکی کا درست ہے۔[2] فقط

بلا اجازت جو نکاح ہوا وہ موقوف ہے

(سوال ۱۰۱٤) زید کا سوتیلا لڑکا اپنے نکاح کے موقع پر راضی نہیں ہے باہر کسی شہر میں نوکری پر ہے زید چالیس پچاس آدمیوں کا جرگہ لیکر بکر کے گھر جاتا ہے تاکہ اپنے سوتیلے بیٹے کا عقد بکر کی لڑکی سے کرے حسب معمول نکاح پڑھا گیا اور زید نے اپنے سوتیلے بیٹے کی طرف سے جو حاضر نہیں تھا قبول کیا لیکن جب لڑکی کی رضامندی حاصل کرنے کی نوبت آئی تو بکر نے یہ کہہ دیا کہ لڑکی نابالغہ ہے اس پر لڑکی سے اجازت حاصل نہیں کی گئی حالانکہ لڑکی اس وقت عاقلہ بالغہ تھی ایسی صورت میں نکاح ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) لڑکے کو جسوقت یہ اطلاع اور خبر پہنچے گی کہ میرے سوتیلے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکی سے کر دیا ہے تو اگر اس وقت وہ نکاح مذکور کو جائز رکھے بشرطیکہ وہ لڑکا بالغ ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جاوے گا کما ہو حکم نکاح

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٣٣ ط.س. ج۳ ص ۸۲. ظفیر

(۲) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٣٢ ط.س. ج۳ ص ۸۱) ظفیر

الفضولی۔ اس طرح لڑکی کو اگرچہ وہ بالغہ ہے اور (قبل نکاح اس سے اجازت نہ لی گئی) جس وقت خبر نکاح کی پہنچے گی کہ میرے باپ نے میرا نکاح فلاں لڑکے سے کر دیا ہے اور وہ سکوت کرے گی تو نکاح ہو جاوے گا الغرض نکاح مذکور موقوف ہے لڑکے اور لڑکی کی اجازت پر، مگر لڑکی کا سکوت بھی اس صورت میں اجازت شمار ہوتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے اوزوجها وليها واخبرها رسوله' اوفضولی عدل فسكتت عن رده مختارةً الخ فهو اذن الخ [1] فقط

رضامندی سے جو نکاح ہوا درست ہے بعد کا انکار معتبر نہیں

(سوال ۱۰۱۵) تین گواہوں نے جوان بیوہ عورت کی رضامندی حاصل کر کے نکاح خواں سے کہا کہ وہ عورت یہ اقرار کرتی ہے کہ بعوض دو سو روپیہ مہر کے میرا نکاح کر دو اس پر نکاح خواں نے نکاح کر دیا شرعاً یہ نکاح ہوا یا نہیں دو گھنٹہ بعد آپس کی رضامندی سے عورت انکار کرتی ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا كذافی الدرالمختار فقط (بعد کا انکار قابل اعتبار نہیں جب کہ گواہ موجود ہیں ظفیر)

کتنی عمر میں عورت خود مختار ہوتی ہے

(سوال ۱۰۱۶) (۱) عورت کس عمر کو پہنچ کر اپنے نفس کا اختیار رکھتی ہے (۲) عورت کے بالغہ ہونے کی کوئی عمر مقرر ہے یا ایک بار حیض آنا بلوغ کے لئے کافی ہے۔

(الجواب) (۱) پندرہ برس کی عمر جس وقت پوری ہو جائے اس وقت عورت بالغہ شرعاً شمار ہوتی ہے اور اگر اس سے پہلے حیض آجاوے تو اسی وقت بالغہ ہو جاوے گی۔ [2]

(۲) غرض یہ ہے کہ اگر حیض وغیرہ کوئی علامت بلوغ پائی جاوے تو اس وقت بالغہ ہو جاوے گی اور اگر حیض وغیرہ نہ آوے تو پندرہ برس پورے ہونے پر بالغہ شمار ہوتی ہے۔ كذافی الدرالمختار [3] فقط

بالغ کی شادی اس کی خواہش کے مطابق ہونی چاہئے والدین کی مرضی کے خلاف کرنے میں کوئی گناہ نہیں

(سوال ۱۰۱۷) والدین لڑکے بالغ کی شادی کرنا چاہتے ہیں مگر جہاں والدین شادی کرتے ہیں لڑکا اس کے خلاف دوسری جگہ خواہش مند ہے والدین کو وہاں کرنا چاہئے یا نہیں اگر لڑکا والدین کے خلاف شادی کرے گا تو گناہ گار ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ و ج ۲ ص ۴۱۱ .ط.س.ج۳ص۵۹ .ظفیر
(۲) بلوغ الغلام بالا حتلام الخ والجارية بالا حتلام والحيض الخ فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى (الدرالمختار ج ۲ ص ۱۹۹ 'کتاب الحجر .ط.س.ج۳ص۱۵۳) ظفیر
(۳) ایضاً' ظفیر

(الجواب) جہاں لڑکا خواہش مند ہے والدین کو وہاں ہی نکاح کرنا چاہئیے کیوں کہ ایسا نہ ہو کہ خلاف کرنے میں زوجین میں موافقت نہ ہو اور لڑکے کو حتی الوسع والدین کی اطاعت کرنی چاہئیے لیکن اپنی خواہش اور رضا کی موافق خلاف والدین کی مرضی کے اگر نکاح کرے گا تو گناہ گار نہیں ہے[1] بعد نکاح کے والدین کو جس طرح ہو راضی کرلیوے۔ فقط

بالغہ خود مختار ہے یوں ضابطہ کا ولی باپ ہے' نانا' ماموں نہیں

(سوال ۱۰۱۸) ایک لڑکی کو اس کے باپ نے لڑکی کے نانا و ماموں کو دے دیا تھا کہ تم اس کی پرورش کرو اور تم ہی اس کی شادی بیاہ کرنا اب وہ لڑکی جوان ہو گئی ہے' اب نکاح میں جھگڑا پیش آرہا ہے نانا ماموں تو چاہتے ہیں کہ اور جگہ کریں اور باپ چاہتا ہے کہ کہیں اور کرے اب یہ فرمایئے کہ ولی کون ہے اور کون نکاح کر سکتا ہے؟

(الجواب) ولی اس لڑکی کا اس کا باپ ہے مگر جب کہ لڑکی بالغہ ہے تو بلا اجازت اس کے اس کا باپ بھی نکاح نہیں کر سکتا لیکن چوں کہ باپ ولی شرعی ہے[2] اس وجہ سے اس کی اجازت لینے پر لڑکی کا چپ رہنا رضا اور اجازت سمجھی جاوے گی بخلاف نانا اور ماموں کے کہ اگر یہ اجازت لڑکی سے نکاح کی لیویں تو جب تک لڑکی صراحتاً زبان سے اجازت نہ دے نکاح نہ ہوگا۔[3] فقط

ولی ابعد نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے رد کر دیا تو نکاح نہیں ہوا

(سوال ۱۰۱۹) ایک عورت حنفیہ جس کی عمر بیس سال کی ہے اس کا نکاح اول بحالت نابالغی عمر تقریباً آٹھ سال میں بولایت پھوپھی ودیگر رشتہ داران باجبر واکراہ ہوا تھا چونکہ اس کے والدین بھی اس نکاح سے ناراض اور علیحدہ تھے اس وقت تک وہ عورت خاوند اول کے گھر آباد نہیں ہوئی تھی اور نہ اس سے خلوت کی بدستور اول نکاح سے ناراض ہے مگر اب اس کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور وہ اب نکاح ثانی کی خواہش مند ہے تو کیا شرعاً وہ نکاح اول کو فسخ سمجھ کر اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) باپ دادا کی موجودگی میں دور کے رشتہ داروں پھوپھی وغیرہ کو اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگر پھوپھی وغیرہ نے نکاح کر دیا تو باپ دادا وغیرہ ولی اقرب کی رضاء واجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی اقرب

---

(۱) فانکحوا ما طاب لکم من النساء (النساء)

(۲) الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث فحجب (درمختار) وابن الا بن کالا بن ثم یقدم الاب ثم ابوہ الخ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۸ ط.س.ج۳ص۷۶) ظفیر

(۳) فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضا ولی الخ فان استاذنھا ھو ای الولی وھو السنۃ او وکیلہ او رسولہ او زوجھا ولیھا واخبرھا رسولہ او فضولی عدل فسکتت عن ردہ مختارۃً الخ فھو اذن الخ فان استاذنھا غیر الاقرب کا جنبی اوولی بعیدفلا عبرۃ لسکوتھا بل لا بدمن القول کالثیب البالغۃ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ ط.س.ج۳ص۵۵) الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب (ایضاً ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س.ج۳ص۷۶) ظفیر

راضی ہو تو نکاح قائم رہے گا ورنہ باطل ہو جاوے گا پس اگر باپ وغیرہ نے اپنی حیات میں اس نکاح کو فسخ کر دیا تھا [1] تو اس لڑکی کو دوسرا نکاح کرنا بلا طلاق شوہر درست ہے اور اگر فسخ نہ کیا تھا اور بعد بلوغ لڑکی اس نکاح سے راضی نہ ہوئی تب بھی وہ نکاح فسخ ہو گیا دوسرا نکاح لڑکی کو کرنا درست ہے۔ فقط

بالغہ نے ابن فلاں سے اجازت دی بعد میں معلوم ہوا وہ فلاں کا لڑکا نہیں ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۱۰) زید نے اپنی لڑکی ہندہ سے اجازت لیکر عمر کے لڑکے بکر سے عقد کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ بکر عمر کا لڑکا نہیں ہے کسی غیر ذات کا ہے جو عمر کی منکوحہ لے کر آئی تھی اب ہندہ بکر کے گھر جانے سے انکاری ہے کہتی ہے کہ مجھے دھوکہ دیا گیا میں نے عمر کے حقیقی لڑکے سے نکاح کی اجازت دی ہے اس صورت میں نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر ہندہ سے یہ کہہ کر اجازت لی تھی کہ میں تیرا نکاح بکر بن عمر سے کرتا ہوں اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا اور در حقیقت بکر بیٹا عمر کا نہیں ہے تو بکر سے جو نکاح باپ نے کیا وہ ہندہ کی اجازت پر موقوف رہا اگر بعد اطلاع کے ہندہ نے سکوت کیا تو نکاح منعقد ہو گیا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو گیا۔ [2] فقط

ولی پر ضروری نہیں کہ وہ دوسرے کی بات مانے

(سوال ۱۰۲۱) زید کی برادری نے زید کے نام اقرار نامہ لکھ دیا ہے کہ یہ برادری کے سرپنچ اور قاضی ہیں بغیر ان کی رضامندی کے دوسرا نکاح نہیں پڑھا جا سکتا مگر بکر لڑکی کا ولی ہو کر زید کو نکاح نہیں پڑھانے دیتا بکر کی اس حرکت سے برادری میں تفرقہ اور فساد ہوتا ہے شرعاً اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) بکر جس لڑکی کا ولی ہے وہ اس کا نکاح خود کر سکتا ہے کسی نکاح خواں کو اس کی ضرورت نہیں ہے' لیکن تفرقہ ڈالنا بھی برادری میں اچھا نہیں ہے 'بکر کو ایسی بات نہ کرنی چاہئیے جس سے تفرقہ برادری میں لازم آوے 'فقط (مگر زید کو بھی لازم ہے کہ ولی کی بات مانے اس کے اختیار میں خواہ مخواہ دخل نہ دے ظفیر)

صورت مسئولہ میں بھائی کی نامنظوری سے نابالغہ کا نکاح باطل ہو جائے گا

(سوال ۱۰۲۲) زید نے ایک بیوی سلیمہ ایک لڑکی عقیلہ نابالغہ کا ایک لڑکا فہیم بالغ چھوڑا سلیمہ نے عقیلہ کا نکاح بلا مشورہ فہیم کے اس کی عدم موجودگی میں کر دیا اغواءً ۔ اور حال یہ ہے کہ وہ مفاد و مضار سے واقف نہ تھی اب فہیم کہتا ہے کہ فسخ نکاح میں ' میں مختار ہوں اور اب سلیمہ بھی مضرات سے فہیم سے متفق ہے کیا فہیم فسخ نکاح کا مختار ہے ؟

---

(۱) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲) . ط.س. ج۳ ص ۸۱ ظفیر (۲) بخلاف مالو باشر العقد من غیره من اصیل او ولی او وکیل او فضولی اخر فانه یتوقف اتفاقا (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۲ . ط.س. ج۳ ص ۶۰) ظفیر

(الجواب) ولی عقیلہ نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں فہیم ہے [۱] اور اگر فہیم موجود نہ ہو کہیں دور ہو اور کوئی عصبہ دوسرا ابھی موجود نہ ہو تو ولی نکاح کی ماں ہے [۲] پس اگر فہیم نے باوجود موجود ہونے اپنی ماں کے کئے ہوئے نکاح کو جائز نہیں کہا تو وہ نکاح جو کہ فہیم کی رضاء پر موقوف تھا باطل و فسخ ہو گیا [۳] اور اگر فہیم دور تھا اور ماں نے اپنی ولایت سے نکاح کر دیا تو وہ صحیح ہے اور فہیم کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں **ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الاخ الشقیق الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام** (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۸) فقط

دو برابر کے ولیوں میں جس نے پہلے نکاح کر دیا وہ جائز ہے اور دوسرا باطل

(سوال ۱۰۲۳) مسماۃ نعمت جس کی عمر ۱۳ سال ۷ ماہ کی تھی اس کے برادر چچازاد کلاں نے اس کا نکاح اپنی ولایت سے اپنے منجھلے برادر زادہ سے کر دیا اسی رات کو اس کے برادر چچازاد خورد نے مسماۃ کا نکاح ایک دوسرے شخص میتا سے کر دیا کون سا نکاح صحیح ہوا اور کون سا باطل ہوا اب عمر مسماۃ کی ۱۶ سال اور چند ماہ کی ہے وہ اس نکاح سے بیزار ہے تو مسماۃ کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) در مختار میں ہے **ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق فان لم یدر او وقعا معاً بطلا الخ** [۴] پس معلوم ہوا کہ جب کہ ہر دو برادر چچازاد کے سوا اور کوئی ولی اقرب اس لڑکی کا نہ تھا اور یہ دونوں برادران چچازاد ولی بدرجہ مساوی ہیں تو جس کا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہوا اور پچھلا باطل ہوا لہذا برادر چچازاد کلاں نے جو نکاح کچھ پہلے کیا وہ صحیح ہوا اور برادر چچازاد اور خورد نے جو نکاح کچھ پیچھے کیا وہ ناجائز و باطل ہوا اب باقی رہا خیار فسخ بلوغ سو اس میں قضاء قاضی شرط ہے بدون قضاء قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ نابالغہ بفور بلوغ عدم رضاء اپنی ظاہر کر دے۔ [۵] فقط

سولہ سالہ لڑکی خود اپنا نکاح کر سکتی ہے

(سوال ۱۰۲۴) حرمت خاں عرصہ دس سال کا ہوا انتقال کر گیا ایک بیوی اور ایک چھ سالہ لڑکی چھوڑی' ان دونوں کی پرورش لڑکی موجودہ کے ماموں نے کی آٹھ ماہ ہوئے لڑکی موجودہ کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا اس نے یہ وصیت کی تھی کہ میری لڑکی کا نکاح صدیق پسر مولا بخش کے ساتھ کر دیا جائے اب لڑکی کی عمر سولہ سال کی ہے

---

(۱) الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوہ ثم الخ الشقیق (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج ۲ ص ۴۲۸ .ط.س. ج۳ص۷۶) (۲) فان لم یکن عصبته فالولایة للام (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ .ط.س. ج۳ص۷۸) ظفیر (۳) وللولی الا بعد التزویج بغیبة الا قرب فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۸۱) ظفیر
(۴) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص۸۱. ظفیر
(۵) وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه الخ وان کان من کفوء و بمهر المثل صح ولکن لهما ای لصغیر و صغیرة و ملحق بهما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ الخ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولیج ۱ ص ۴۱۹ .ط.س. ج۳ص۶۷) ظفیر

ماموں کہتا ہے کہ لڑکی کا نکاح جس جگہ میرا دل چاہے گا کروں گا اور لڑکی کا تایازاد بھائی کہتا ہے کہ میں لڑکی کی والدہ کی وصیت کے مطابق کروں گا جب کہ لڑکی کی عمر سولہ سال ہے تو ولی نکاح کون ہے ؟

(الجواب) ولی شرعی اس صورت میں لڑکی کا تایازاد بھائی ہے لیکن جب کہ لڑکی سولہ برس کی ہے تو شرعاً وہ بالغہ ہے اس کی اجازت اور اذن سے اس کا ماموں بھی کفو میں نکاح کر سکتا ہے اور وہ وصیت والدہ کی دربارہ نکاح معتبر نہیں ہے لڑکی کو اختیار ہے جہاں وہ راضی ہو کفو میں اپنا نکاح خود کرالے۔

عورت کی خرید و فروخت حرام ہے اور اس کا ولی اس کا باپ ہے

(سوال ۱۰۲۵) ایک شخص نے اپنی عورت مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کی' اور جس نے مول لی اس تحریر اسٹامپ پر کرالی' بعد دو تین ماہ کے اس نے ایک اور شخص کو مبلغ اڑھائی سو روپے میں فروخت کر دی اور اسٹامپ پر تحریر کرادی۔

مگر ہر دو کی تحریر میں لفظ تین طلاق کا موجود ہے اب اس عورت نے دوسرے مشتری کے یہاں سے نکل کر نکاح کر لیا ہے اس لئے کہ دوسرے مشتری سے نکاح نہیں ہوا تھا اس عورت کے پاس دس گیارہ سال کی لڑکی ہے جس وقت پہلے مشتری نے عورت لی تھی لڑکی کی بابت یہ وعدہ کیا تھا کہ میں لڑکی کو خوراک وغیرہ دوں گا ورنہ بعد سال کے میرا دعویٰ نہیں ہے' لڑکی کے باپ کو پانچ سال قید ہو گئی ہے' لڑکی کا چچا موجود ہے آیا یہ عورت لڑکی مذکور کا نکاح کر سکتی ہے ؟

(الجواب) ولی اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے اور باپ کے بعد چچا ولی ہے' والدہ کو بدون اجازت ولی کے اختیار نکاح نابالغہ کا نہیں ہے' اور باپ کے اس کہنے سے اس کی ولایت ساقط نہیں ہوئی۔

اور یہ خرید و فروخت عورت کی حرام اور باطل ہے البتہ باپ کے غائب ہونے کی صورت میں اور اس سے رائے و مشورہ نہ لے سکنے کی صورت میں اس کا بھائی یعنی نابالغہ کا چچا ولی ہو جائے گا' کما فی کتب الفقه وللولی الا بعد انکاح الصغیر والصغیرۃ بغیبوبۃ الاقرب [1] الخ فقط

باپ جب صحیح الحواس نہ ہو تو لڑکی کا ولی کون ہے

(سوال ۱۰۲۶) زید بوقت شادی صحیح الحواس تھا کچھ عرصہ کے بعد مخبوط الحواس ہو گیا اور دختر خورد سالہ اور زوجہ کو گھر سے نکال دیا طلاق نہیں دی' کیا زید کی رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے عقد میں ضروری ہے ؟

(الجواب) اگر زید صحیح الحواس ہو تو اس کی اجازت و رضامندی اس کی دختر نابالغہ کے نکاح کے جواز کے لئے ضروری ہے' اور اگر زید صحیح الحواس نہیں دیوانہ یا مخبوط الحواس ہے تو اس کی اجازت و رضا کی ضرورت نہیں ہے [2]

---

(۱) وللولی الا بعد التزویج بغیبۃ الا قرب(الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س. ج۳ص ۸۱)(۲) ولا ولایۃ لعبد ولا صغیر ولا مجنوناً لانہ لا ولایۃ لھم علی انفسھم فا ولی ان لا یثبت علی غیر ھم (ھدایہ باب الاولیاء ص ۲۸۷' ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۳۱۸)

اور رضاوعدم رضا برابر ہے، چچا تایا وغیرہ جو اولیاء باپ دادا کے بعد کے ہیں نکاح نابالغہ کا کر سکتے ہیں۔

دو برابر کے ولیوں میں سے ایک نے اپنے پوتے سے نکاح کر دیا اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے کون سا صحیح ہوا؟

(سوال ۱۰۲۷) دو برابر کے ولی میں سے ایک چچا نے نابالغہ کی شادی اپنے پوتے سے کر دی، اور دوسرے نے اپنے بیٹے سے، اس میں کون سا نکاح درست ہوا؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق [1] الخ پس جواب صورت مسئولہ میں یہ ہے کہ ہر دو چچا ولی نکاح صغیرہ کے مساوی درجہ میں ہیں، جو نسا ان میں سے پہلے نکاح کر دیوے گا وہی صحیح ونافذ ہو جاتا ہے قانون مقرر کردہ کے خلاف کرنے سے بھی نکاح شرعاً ہو جاتا ہے اور پھر حاکم کے توڑنے سے نہیں ٹوٹ سکتا الحاصل پہلا نکاح قائم رہا اور دوسرا باطل ہے۔ فقط

ولد الحرام کی ولی ماں ہے

(سوال ۱۰۲۸) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس لڑکی نابالغہ کے نکاح کے بارے میں جو ایک ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہے جب کہ اس کی والدہ کا نکاح کسی سے نہ تھا نابالغہ کی والدہ کی اجازت سے ایک لڑکے نابالغ کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا چند ماہ بعد نابالغ لڑکے کے والد نے اپنا خرچہ وغیرہ لیکر دوسرے کے سپرد کر دیا ہے اور بحیثیت ولی طلاق نامہ لکھ دیا ہے تو جس کی سپردگی میں لڑکی ہے وہ شخص اپنے یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولد الحرام کا نسب والدہ سے ثابت ہوتا ہے باپ اس کا کوئی نہیں ہوتا پس ولایت نکاح اس دختر کی جو بے نکاح کے ہوئی اس کی والدہ کو ہے اس کی والدہ نے جو نکاح اس کا کیا وہ صحیح ہو گیا [2] شوہر نابالغ کے ولی کو اختیار طلاق دینے کا نہیں ہے، پس وہ طلاق جو ولی کی طرف سے ہوئی صحیح نہیں ہوئی، اور نہ نابالغ شوہر کی طلاق واقع ہوتی ہے، کما فی الدرالمختار لا یقع طلاق المولی علی امراۃ عبدہ الخ والمجنون الخ والصبی [3] پس جب تک شوہر اول بالغ ہونے کے بعد طلاق نہ دے طلاق واقع نہ ہوگی۔

حکومت کا مقرر کردہ ولی نکاح کا ولی نہیں ہے بلکہ مال کا ہے

(سوال ۱۰۲۹) ایک یتیمہ نابالغہ کا ولی اس کا چچازاد بھائی تھا اور جائیداد نابالغہ پر قابض تھا اور سالہا سال سے اس کی کل آمدنی اپنے مصرف میں لاتا تھا نابالغہ کو ایک پیسہ بھی نہ دیتا تھا اس کی بد دیانتی کی وجہ سے حاکم وقت نے نابالغہ

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۲ ج ۲ ط.س. ج۳ص ۸۱. ظفیر
(۲) فان لم یکن عصبة فالولایة للام(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ ط.س. ج۳ص۷۸)
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۸۵و ج ۲ ص ۵۸۶ ط.س. ج۳ص ۲۴۲.

کے ماموں کو ولی مقرر کیا اور نابالغہ کے چچازاد بھائی نے مرنے سے سات روز قبل نابالغہ کا عقد اپنے پوتے سے کرالیا' یہ عقد درست ہے یا نہیں ؟ باوجود حاکم کے دوسرا ولی مقرر کرنے کے ولی سابق کو اختیار نکاح کا رہتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغہ مذکور کا نکاح جو اس کے چچازاد بھائی نے اپنی ولایت سے اپنے پوتے کے ساتھ کیا وہ صحیح ہے اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس کے چچازاد بھائی ہی کو ہے ماموں کو نہیں ہے"[1] البتہ اس کے مال میں تصرف کا اختیار چچازاد بھائی کو نہیں ہے مال میں تصرف کا اختیار ماموں کو ہے جس کو حاکم نے مقرر کیا' یا کسی اور امانت دار کے متعلق کیا جاوے۔ فقط

باپ اور بہن ہو تو ولی باپ ہے مگر باپ کفو میں نہ کرے تو بہن کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۳۰) زید کی ہمشیرہ ہندہ نے زید کی نابالغہ لڑکی مسماۃ زاہدہ کو پرورش کیا اور اپنا جانشین قرار دیا ہے اب ہندہ یہ چاہتی ہے کہ زاہدہ کی شادی برادری میں کر دے لیکن اس معاملہ میں زید کی زوجہ دوسری حسد کی وجہ سے زید کو ور غلاتی ہے' چنانچہ زید خلل انداز اور مانع ہے' اس صورت میں ہندہ زاہدہ کا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ولی نابالغہ کا نکاح کا اس صورت میں اس کا باپ ہے بدون باپ کی اجازت کے نکاح نابالغہ کا نہیں ہو سکتا' لیکن فقہ کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ اگر ولی اقرب کفو میں نہ کرے تو ولی ابعد کو اختیار نکاح کا ہو جاتا ہے' بناءً علیہ ہندہ اس کا نکاح کر سکتی ہے۔[2] فقط

غیر کفو میں ایک ولی نے نکاح کی اجازت دی اور ایک نے مخالفت کی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۳۱) زید نے اپنی دختر مسماۃ مریم کا نکاح مسمی بشیر سے کر دیا جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار تھا اور اپنی دوسری دختر زینب کا نکاح مسمی خالد سے کر دیا جو کہ دوسری قوم سے تھا اب اس کے بعد زینب کے فرزند مسمی بکر نے اپنی خالہ مریم کی دختر کریمہ سے اس کے اولیاء کے بغیر اجازت کے نکاح کر لیا اور کریمہ کا والد پہلے فوت ہو چکا تھا' اس کے بھائیوں میں سے ایک حقیقی برادر اس نکاح سے راضی تھا باقی سب حقیقی بھائی اور سب اہل قرابت کو یہ نکاح نامنظور تھا بوجہ اس بات کے کہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا تھا تو بکر کا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اقول و بالله التوفيق . مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ بالغہ کا نکاح بدون اس کے ولی کی اجازت کے صحیح نہیں ہے لیکن اگر بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو ولی کو فسخ کرانے کا اختیار ہے اور قول مختار یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح صحیح ہی نہیں ہوتا یعنی جب کہ ولی راضی نہ ہو' لیکن اگر اولیاء میں سے ایک ولی بھی راضی ہو گیا تو وہ نکاح صحیح ہے پھر فسخ نہیں ہو سکتا' در مختار میں ہے فنفذ نکاح حرةٍ مكلفةٍ بلا رضاء ولى الخ وله' الاعتراض فى

---

(۱) الولى فى النكاح العصبة بنفسه على ترتيب الارث والحجب الخ(الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س. ج۳ص۷۶)(۲) و يثبت للا بعد من الاولياء النسب لو لم يزوج الا قرب زوج القاضى عند فوت الكفو التزويج لعضل الا قرب اى بامتناعه عن التزويج(درمختار) اى من كفوء بمهر المثل (رد المحتار باب الولى ص ۴۳۲ و ۴۳۴ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۸۲)

غیر الکفوء الخ وفی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلاً وھوالمختار للفتوی و بناءً علی الاول وھو ظاھر الروایۃ فرضا البعض من الاولیاء کالکل [1] الخ پس روایت اخیرہ درمختار سے واضح ہوگیا کہ صورت مسئول عنہا میں نکاح صحیح ہوگیا کیوں کہ بعد تسلیم اس امر کے کہ نکاح غیر کفو میں ہوا ہو ایک ولی کا راضی ہونا بھی صحت نکاح کے لئے کافی ہے۔ فقط

بارہ تیرہ سال کا لڑکا اور نو دس سال کی لڑکی اپنے آپ کو بالغ بتائے تو مانا جائے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۳۲) اگر لڑکا جس کی عمر ۱۲، ۱۳سال کے درمیان ہو اور لڑکی جس کی عمر نو دس سال کے درمیان ہو بالغ ہونا اپنا ظاہر کریں اور صاحب شعور ہونا ان کا بخوبی ثابت ہو تو شرعاً ان کا بیان قابل تسلیم ہے یا نہیں یعنی وہ بالغ متصور ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) بارہ تیرہ برس کی عمر میں لڑکا اگر بالغ ہونا اپنا بیان کرے اور بہ ظاہر حال اس کا بیان صحیح معلوم ہوتا ہو یعنی اتنی عمر میں لڑکوں کو احتلام ہوتا ہو تو قول اس کا معتبر ہے اور وہ بالغ شمار ہوگا۔

اور لڑکی کے لئے نو دس برس کی عمر میں یہی حکم ہے یعنی قول اسکا دربارہ بلوغ معتبر ہے اور پندرہ برس کی عمر میں تو لامحالہ بلوغ کا حکم شرعاً دے دیا جاوے گا فی الدرالمختار وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃ ولھا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظھار الخ وھو ان یکون بحال یحتلم مثلہ والا لا یقبل قولہ [2] الخ فقط

حیض آنے کے بعد لڑکی بالغہ مانی جائے گی اور وہ اپنے نکاح کی مالک ہوگی

(سوال ۱۰۳۳) لڑکی حائضہ ہونے پر بالغ مانی جائے گی یا نہیں، اگر وہ بالغ مانی جائے گی تو کیا وہ کفو میں شادی کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ مانی جاوے گی اور کفو میں اس کو نکاح کرنا اپنے اختیار سے درست ہے۔ [3] فقط

فاحشہ ماں کو حق حضانت نہیں اور اس کے نکاح کا حق چچا کو ہے

(سوال ۱۰۳۴) ولایت حسین تین بھائی تھے منجملہ ان کے لائق حسین و قدرت حسین فوت ہوگئے مسماۃ رحمانی بیگم بیوہ قدرت حسین حاملہ تھی اس کے ایک لڑکی مصطفائی خانم پیدا ہوئی اور مسماۃ مذکورہ نے عدالت دیوانی میں ایک دعویٰ اپنے حق کا دائر کیا جس میں وہ کامیاب ہوگئی اور بموجب حکم نامہ ڈگری حاصل کی اب چار پانچ سال سے مسماۃ مذکور فاحشہ ہوگئی اور اپنی دختر کو رقص کی تعلیم دلواتی ہے، اکثر متقی لوگ میرے اوپر طعنہ زن

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ ج ۲ ص ۴۰۹ ط.س. ج۳ ص۵۶. ظفیر
(۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ج ۵ ص ۱۳۲، ج ۵ ص ۱۳۳ ط.س. ج۳ ص۱۵۴ (۳) بلوغ الغلام بالا حتلام الخ والجاریۃ بالا حتلام والحیض والحبل (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ص ۱۳۲، ج۵ ط.س. ج۳ ص۱۵۳) ظفیر

ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم دختر مذکورہ کو اپنے قبضہ میں لیکر اس کام سے محفوظ رکھو، میرے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) ان لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے ولایت حسین جو دختر کا ولی ہے اس کو چاہئیے کہ اپنی برادر زادی کو اپنی ولایت واختیار میں لیکر ایسے افعال قبیحہ سے روکے اور حسب مصلحت اچھے موقع پر اس کا نکاح کر دے[1] اس کی ماں کو کچھ ولایت واختیار دختر مذکورہ پر شرعاً حاصل نہیں ہے، اس کا حق حضانت بھی بسبب اس کے فاحشہ ہونے کے ساقط ہو گیا۔[2] فقط واللہ اعلم

لڑکی کا باپ لڑکے سے روپیہ لے لے تو ولی رہتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۳۵) لڑکی اور لڑکے کا نکاح نابالغی کی حالت میں والدین نے کر دیا اور لڑکی کے والد نے لڑکے کے باپ سے پچاس سو روپے یا کچھ کم و بیش طمع نفسانی سے لے لئے، ایسی حالت میں یہ دختر کا ولی رہا یا نہیں اور نکاح جائز ہوا یا نہیں، بغیر طلاق لڑکی بعد بلوغ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغی کی حالت میں جو نکاح ان کے والد نے کیا صحیح ہے اور لڑکی کے باپ نے جو روپیہ شوہر کے والد سے لیا یہ رشوت ہے اور حرام ہے واپس کرنا چاہئیے، مگر اس لینے کی وجہ سے ولایت باطل نہیں ہوئی، اب بدون طلاق کے عورت کا نکاح ثانی نہیں ہو سکتا اور نہ اس صورت میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہے۔[3] فقط

حضرت علیؓ سے روپے لئے گئے تھے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۳۶) آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کے نکاح پر جہیز وغیرہ کے واسطے روپیہ لیا یا نہیں؟ یہ روایت کیسی ہے؟

(الجواب) حضرت علیؓ سے آنحضرت ﷺ کا روپیہ لینا جہیز وغیرہ کے واسطے ثابت نہیں بالکل غلط اور بے اصل ہے کوئی روایت اس قسم کی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو فقہاء کرامؒ اس کو حرام کیسے کہتے۔ فقط

نابالغہ نے بچپن کے نکاح سے انکار کر دیا، دوسرا نکاح کر لیا، اس نکاح اور نسب کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۳۷) ہندہ کے باپ کا انتقال ہو گیا تھا، ہندہ کے ایک چچا نے دوسرے چچا کے لڑکے سے ہندہ کا صغر سنی میں نکاح کر دیا، ہندہ بلوغ کے بعد اپنے شوہر کے گھر نہ گئی پھر انکار کر دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، بعد

---

(۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الا رث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالو لاینه للام(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ و ج۲ ص ۴۲۹ ط.س.ج۳ص۷۶)

(۲) تثبت (الحضاة) للام النسبية ولو كتابية او مجوسية او بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة فحتى تسلم او فاجرة فجوراً يضيع الولد يه كزنا و غناء و سرقة و نياحة(درمختار) و يشترط فی الحضانة ان تكون حرة بالغة عاقلة امينة قادرة الخ (رد المحتار باب الحضانة ج ۲ ص ۸۷۱ ' ۸۷۲ ط.س.ج۳ص۵۵۵) ظفیر

(۳) اخذ اهل المراة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ ط.س.ج۳ص۱۵۶)

ں اس نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا جس کو یہ سب واقعہ معلوم تھا ہندہ کے اس دوسرے شوہر سے ایک
کی پیدا ہوئی' اب اس لڑکی کا نسب کس سے ثابت ہوگا اور لڑکی کس کی وارث ہوگی اور اس کا وارث کون ہوگا اور
رہ کس کے نکاح میں سمجھی جائے گی' شوہر کون تسلیم کیا جائے گا' دونوں نکاح میں کون سا صحیح ہوا؟

جواب) ہندہ کا نکاح اول جو بولایت عم ہوا شرعاً صحیح ہے اور ہندہ کا انکار اگر بلوغ سے کچھ عرصہ بعد ہو جیسا
سوال سے ظاہر ہے تو وہ معتبر نہیں اور اس انکار سے نکاح سابق میں کچھ خلل نہیں آیا' جیسا کہ درمختا ب الولی
ں ۴۲۰ میں ہے وان كان المزوج غيرهما اى غير الاب والجد (الى ان قال) وان كان من كفوء و
هر المثل صح ولكن لهما اى لصغير و صغيرة و ملحق بهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ
العلم بالنكاح بعده لقصور الشفقة (الى قوله) بشرط القضاء للفسخ فيتوارثان الخ قال الشامی
له للفسخ ای هذا الشرط انما هو للفسخ لا لثبوت الاختيار وحاصله انه اذا كان المزوج للصغير
لصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ اوالعلم به فان اختيار الفسخ لا يثبت الفسخ الا
رط القضاء فلذا فرع عليه بقوله فيتوارثان فيه اى فى هذا النكاح قبل ثبوت فسخه (شامی ج ۲
ں ۴۲۰' ۴۲۱)

چوں کہ ہندہ مذکورہ نے بلوغ کے فوراً بعد انکار نہیں کیا اور نہ نکاح فسخ کرلیا لہٰذا اس کا خیار بکر جو اس کو
صل تھا باطل ہوگیا' قال فى الدرالمختار وبطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة اصل النكاح
ى ان قال) ولا يمتد الى اخر المجلس [1] اگر ہندہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا تو بھی اس کا خیار بکر سکوت وقت
غ سے ساقط ہوگیا' قال فى الدرالمختار وان جهلت به الخ للتفرغها للعلم الخ [2] پس دوسرا نکاح جو
سرے شخص نے باوجود نکاح اول کا علم ہونے کے کیا شرعاً باطل ہے اور کالعدم ہے' اور اس دوسرے شخص نے
ح باطل کرکے جو وطئ ہندہ سے کی وہ زنا ہے اور اس سے جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نسب اس شخص سے جو کہ زانی
ے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کا نسب ہندہ کے شوہر اول سے ثابت ہے کیونکہ نکاح باقی رہنے کی وجہ سے اس کا
اش قائم ہے اور حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر قال الشامى فى البحر لو تزوج
راة الغير عالماً بذلك ودخل بها لا تجب العدة عليها حتى لا يحرم على الزوج وطوءها و به يفتى
ه زنا والمزنى بها لا تحرم على زوجها [3] وفيه ايضاً من باب العدة اما نكاح منكوحة الغير و
تدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا
[4] وفى الدرالمختار فى فصل ثبوت النسب و قد اكتفوا بقيام الفراش لا دخول كمتزوج المغربى
شرقية بينهما بسنة فولدت لستة اشهر مند تزوجها لتصوره كرامةً اواستخدا اماً فتح [5] وفى

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۵. ط.س. ج۳ص ۷۳
(۲) ایضاً ص ۴۲۶ ج۲. ط.س. ج۳ص ۷۵' ظفير
(۳) رد المحتار فصل فى المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲ و ص ۴۰۳ ج ۲ ۵۰۲.
(۴) رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج۲.
(۵) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فى ثبوت النسب ص ۸۶۷ ج۲. ط.س. ج۳ص ۵۵۰.

الشامی فی شرح قول الدرالمختار ' الفراش علی اربع مراتب و قوی وھو فراش المنکوحۃ و معتدۃ الرجعی فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان [1] الخ

عبارات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ نکاح منکوحۃ الغیر سے باطل اور کالعدم ہے اور وطئ کرنا اس سے زنا ہے اور زنا سے نسب کا ثابت نہ ہونا متفق علیہ ہے۔ کما مر فی الحدیث۔

پس معلوم ہوا کہ ہندہ اسی شخص کی بیوی ہے جس سے اس کا پہلا نکاح ہوا اور اس کی وارث ہوگی اور وہی اس کا وارث ہوگا لڑکی کا نسب بھی اسی شخص سے ثابت ہوگا جس کی ہندہ بیوی ہے' دوسرا نکاح ہندہ کا جس شخص سے ہوا نہ ہندہ اس کی زوجہ ہے نہ اس سے وراثت کا کوئی تعلق بربنائے زوجیت ہوا' اور نہ لڑکی کا اس سے نسب ثابت' نہ وراثت کا اس سے کوئی تعلق۔ فقط

ماں نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دے اور باپ اجازت نہ دے تو نکاح نہیں ہوا

(سوال ۱۰۳۸) ایک لڑکی نو سالہ کا نکاح اس کی والدہ نے بلا اجازت و رضامندی اس کے باپ کے کر دیا تھا اب وہ لڑکی بالغہ جوان ہے اس کا شوہر اس کو نان نفقہ نہیں دیتا بلکہ ایک خط میں لکھتا ہے کہ میں نے اس کو دل سے طلاق دے دی ہے اور تحریری طلاق نامہ اس کو کچھ مدت خوار کر کے دوں گا مگر وہ خط گم ہو گیا ہے لیکن ایک اور خط موجود ہے جس میں چند الفاظ طلاق کنایہ کے موجود ہیں مثلاً (۱) وہ میری عورت نہیں (۲) اس کو کہو میرے گھر سے چلی جا جدھر مرضی ہو میں بالکل خرچ نہ دوں گا (۳) چند سال خراب کر کے تحریری طلاق دوں گا وغیرہ وغیرہ۔

کیا عورت مذکورہ کو نکاح مذکورہ کالعدم سمجھ کر نکاح ثانی کی اجازت ہے ؟

(نقل خط جو زوج نے بھیجا ہے)

جناب والا مکرم میاں پیر محمد از جانب عبدالقیوم

خط آپ کا پہنچا حال معلوم ہوا' دل کو خوشی ہوئی اور مجھ کو آپ اپنے دل کی بات ظاہر کریں کیا بات ہے اگر آپ کے ساتھ سلوک سے رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ کوئی نہیں آپ جس طرح کہیں وہی بات کروں گی لیکن چند سال خراب کر کے' اگر میری والدہ کو برا سمجھے گی میری سخت دشمن ہے۔

جواب از جائے دیگر

صورت مذکورہ بالا میں عورت مذکورہ کو شرع محمدی کی رو سے نکاح ثانی کی اجازت ہے کیونکہ ماں ولی ابعد ہے اور باپ ولی اقرب' اور ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد نابالغہ کا نکاح نہیں کر سکتا وللولی نکاح الصغیر والصغیرۃ والولی العصبۃ بترتیب الا رث (الیٰ ان قال) وان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام (کنز الدقائق باب الولیاء صفحہ ۹۸) [2] اور باب الکنایات میں ہے کہ جو شخص طلاق کے ذکر کے وقت اور عورت کے سوال کرنے کے وقت اپنے خاوند سے طلاق کا اور غضب کی حالت میں اگر مرد اپنی بیوی کو کہے کہ تو

---

(۱) رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ ص ۵۵۰. ظفیر

(۲) دیکھیئے البحر الرائق باب اولیاء ج ۳ ص ۱۲۶ .ط.س. ج۳ ص ۱۱۸ .

چلی جاجدھر تیری مرضی ہو یا تو میری عورت نہیں ہے اور مانند اس کے تو عورت پر طلاق بائن پڑ جاتی ہے جس سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

پس اگر بالفرض والتقدیر پہلے نکاح کو صحیح بھی مانا جاوے تو اس خط اور دوسرے خط کے الفاظ سے نکاح فسخ ہو گیا اور شریعت محمدیہ کی رو سے عورت مذکور کو نکاح ثانی کی اجازت ہو گی۔

در مختار باب العنین میں ہے کہ لیکن قہستانی میں ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک اگر زوج کو جنون یا جذام یا برص ہو تو عورت کو فرقت کا اختیار ہے اور اسی طرح ہر عیب زوج سے کہ عورت بدون ضرر کے اس کے پاس نہ ٹھہر سکے تو عورت کو اختیار ہے جدائی کا۔[1] (صفحہ ۲۱۳ جلد ثانی)

(الجواب) (از حضرت مفتی صاحبؒ) اقول و بالله التوفیق .بیشک یہ صحیح ہے کہ ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ولی ابعد کو نابالغہ کے نکاح کا اختیار نہیں ہے اور اگر ولی ابعد ایسا کرے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دے گا تو نکاح صحیح ہو گا ورنہ باطل ہو جائے گا۔

در مختار میں ہے :**فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته**[2] **الخ**

اور شامی میں ہے: **فلایکون سکوتهااجازةً لنکاح الا بعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صراحة او دلالة تامل الخ** (ص ۳۱۵ جلد ثانی شامی)[3]

اور جواب کا جزو ثانی جو کنایات سے بحالت غصہ ومذاکرہ طلاق طلاق بائنہ واقع ہونے کے متعلق ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ دوسرے خط کے مطابق جو کہ موجود ہے "کہ والدہ سے پوچھو تمہاری کیا رائے ہے ؟ اگر آپ کے ساتھ سلوک سے رہے گی تب میری عورت ہے ورنہ نہیں" اس میں اس کی عورت نہ رہنے کو والدہ کے ساتھ سلوک سے نہ رہنے پر معلق کیا ہے ایسی حالت میں اگر شوہر کی نیت ان الفاظ سے طلاق کی ہو اور شرط پائی جائے تو طلاق رجعی واقع ہوتی ہے ورنہ نہیں اور شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دلالت حال کافی نہیں ہے نیت شوہر کی ضرورت ہے **وقید بالنیة لانه لا یقع بدونها اتفاقاً لکونه من الکنایات واشار الیٰ انه لا یقوم مقامها دلالة الحال لان ذلک فیما یصلح جواباً فقط وهو الفاظ لیس هذا منها و اشار قوله طلاق الیٰ ان الواقع بهذه الکنایة رجعی**[4] **الخ (ص ۴۵۳ قبیل باب طلاق غیر المدخول بها)**

اور نیز شامی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیوب شوہر مثل جنون وبرص وغیرہ میں مفتی بہ قول شیخین ہے امام محمدؒ کا مذہب مفتی بہ نہیں ہے چنانچہ شامی میں ہے **وقد تکفل فی الفتح بردما استدل به**

---

۱) ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجذام و جنون و برص و رتق و قرن و خالف الائمنا الثلاثة فی لخمسة لو بالزوج(درمختار) والظاهر ا ن اصلها و خالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقا و محمد فی الثلثة الاول و بالزوج(رد المحتار باب العنین ص ۸۲۲' ج۲.ط.س.ج۳ص ۵۰۱ ' ظفیر

۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۳ص ۸۱.

۳) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص۴۳۴' ط.س ج ۳ ص۸۲

۴) دیکھئے رد المحتار باب الصریح ص ۶۲۳ .ط.س.ج۳ص ۲۸۳ قبیل باب طلاق غیر المدخول بها

الائمة الثلاثة و محمد بما لا مزید علیه [1] الخ (ص ۵۹۷ ج ۲ شامی)

الحاصل صرف وجہ اول ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے حکم بطلان نکاح مذکور کا کیا جا سکتا ہے اور اجازہ نکاح ثانی کی اس عورت کو ہو سکتی ہے وہ یہ کہ والدہ نے جو نکاح دختر نابالغہ کا کیا اور باپ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا۔

جعلی اجازت نامہ ولی کی طرف سے بنوا کر نکاح پڑھایا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۳۹) سترہ سال ہوئے کہ زید نے اپنے پسر خالد کا رشتہ عمر کی دختر ہندہ سے پیغام دیا' چونکہ زید رذیل قوم کا تھا اس لئے عمر نے اس درخواست اور پیغام کو ترشی کے ساتھ رد کر دیا۔

کچھ عرصہ بعد عمر برہما چلا گیا' اس کے پیچھے عمر کی طرف سے ایک جعلی خط بنایا گیا کہ عمر اپنی لڑکی ہندہ کو بخوشی زید کے پسر خالد کے نکاح میں دیتا ہے اور نکاح پڑھوا دیا جائے۔

غرضیکہ ہندہ نو سالہ کا نکاح خالد سے کر دیا گیا جب عمر کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوا اور یہ لکھا کہ میں ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا اور لڑکی کو مت بھیجو۔

یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں؟ کچھ عرصہ کے بعد یعنی بالغہ ہونے کے چند سال بعد ہندہ نے باسط سے نکاح کر لیا' یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) خلاصہ جواب یہ ہے کہ چونکہ عمر اس نکاح سے راضی نہیں تھا اور اس کی طرف سے جعلی خط بنایا گیا اور جس وقت عمر کو اطلاع ہوئی اس نے انکار کر دیا' [2] لہذا وہ نکاح جو خالد سے کیا گیا باطل ہے لہذا ہندہ کا نکاح باسط سے کیا گیا وہ صحیح ہے خالد کو دعویٰ زوجیت اس پر نہیں پہنچتا اور چونکہ اس صورت میں خالد سے ہندہ کا نکاح صحیح نہیں ہوا لہذا اس کے بعد دیگر سوالات کے جواب کی ضرورت نہیں ہے جو کہ نکاح سابق کے صحیح ہونے پر متفرع ہیں۔ فقط

تیرہ سالہ لڑکی نے پہلے بلوغ کا دعویٰ نہیں کیا بعد میں کرتی ہے' کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۴۰) ہندہ جس کی عمر اس کی والدہ تیرہ سال بتلاتی ہے اور اس کا باپ زندہ نہیں ہے حقیقی موجود ہے ماں بلا رضاء موجودگی چچا کے نکاح ہندہ کا خفیہ کر دیتی ہے اور ہندہ بوقت نکاح باوجود کہنے والدہ کے یہ لڑکی نابالغہ ہے دعویٰ بلوغ کا نہیں کرتی چچا نکاح سے مطلع ہو کر ناراض ہوا اور انکار کر دیا' بعد انقضاء چھ ماہ تعلیم تلقین سے ہندہ دعویٰ کرتی ہے کہ میں بوقت نکاح بالغہ تھی یہ دعویٰ ہندہ کا صحیح ہو گیا یا نہیں یا نکاح کے وقت

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العنین وغیرہ' ظفیر

(۲) ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجیئ فی البیوع توقف عقوده کلها لها المجیز حالة العقد والا تبطل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل والفضولی ص ۴۴۹) .ط.س.ج۳ص۹۷.

دعویٰ کرنا چاہئیے تھا؟

(الجواب) تیرہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اور یہ عمر مراہقت کی ہے اور درمختار میں ہے کہ مراہق اگر دعویٰ بلوغ کا کرے اور ظاہر حال اس کا مکذب نہ ہو تو قول اس کا معتبر ہے وادنی مدته له اثنا عشر سنة ولها تسع سنين الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر الخ وهو ان يكون بحال يحتلم مثله والا لا يقبل قوله 'شرح وهبانيه درمختار [1] پس معلوم ہوا کہ لڑکی کا دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے اور اس دعویٰ کی صحت کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ نکاح کے وقت دعویٰ بلوغ کا کرے بلکہ بعد میں دعویٰ بلوغ کا صحیح ہے کیونکہ دعویٰ کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ کوئی شخص مخالف اور منکر ہو۔ فقط

چودہ سالہ لڑکی کا نکاح باپ اس کی موجودگی کے بغیر کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۴۱) ایک لڑکی چودہ سال کے اندر میں اپنی بہن کے پاس ہے اور اس کا باپ بریلی میں رہتا ہے تو وہ بغیر موجودگی لڑکی کے اپنی اجازت سے اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) چودہ برس کی عمر میں لڑکی کے بالغ ہونے کا حکم نہیں دیا جاتا اگر حیض وغیرہ نہ ہو اور نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کا باپ بدون موجود ہونے لڑکی کے کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور اس کا نکاح دور بیٹھے بدون اطلاع کرنے لڑکی کے کر دے اور جس وقت لڑکی کو خبر ہو وہ سکوت کرے تب بھی باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہے الغرض دونوں صورتوں میں باپ اپنی دختر کا نکاح دور بیٹھے کر سکتا ہے اور سکوت اس کا (بالغہ کا) اذن شمار ہوتا ہے۔[2] فقط

چچازاد بھائی نے بھی نکاح کیا اور سوتیلے چچازاد بھائی نے بھی، کون سا نافذ ہوگا ؟

(سوال ۱۰۴۲) دو لڑکیاں ایک بالغہ دوسری نابالغہ اپنے سوتیلے چچازاد بھائی کی ولایت میں ہے اور ایک لڑکا جوان لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی ہے وہ کچھ ماہ زائد چودہ سال کی عمر کا ہے، اب اس سوتیلے بھائی نے ان میں سے ایک دختر بالغہ کا نکاح اپنے ساتھ کر لیا اور دوسری نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے سے کہ جو دوسری بیوی سے ہے اپنی ولایت سے پڑھوانا چاہتا ہے اور لڑکیوں کا حقیقی چچازاد بھائی کہتا ہے کہ میں بالغ ہوں اور میری ولایت سے میرا نکاح اس لڑکی سے پڑھا دیا جائے تو اس صورت میں نکاح جائز ہو گیا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ حقیقی چچازاد بھائی جو کہ مراہق ہے یعنی قریب البلوغ ہے، دعویٰ اپنے بالغ ہونے کا کرتا ہے اور قرائن سے اس کا صدق ظاہر ہے تو قول اس کا دربارہ بلوغ شرعاً معتبر ہوتا ہے کما قال فی الدر المختار فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر الخ فبعد اثنتى عشر سنة بشرط شرط اخر لصحة اقراره بالبلوغ وهو ان يكون بحال يحتلم مثله والا لا يقبل الخ درمختار [3] پس

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الحجر فصل فی بلوغ الغلام ص ۱۳۲ ج ۵و ص ۱۳۳ ج ۵ ط.س. ج۳ص ۱۵٤. ظفیر (۲) اوزوجها وليها واخبر ها رسوله او فضولي عدل فسكت عن رده مختارة الخ فهو اذن الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰و ج ۲ ص ۱۱ ط.س. ج۳ص۵۹' ظفیر

(۳) ايضاً كتاب الحجر فصل فی بلوغ الغلام الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج ۵ ص ۱۳۲ و ۱۳۳ ط.س. ج۳ص ۱۵٤.

چونکہ حقیقی چچازاد بھائی بالغ کی ولایت مقدم ہے علاتی چچازاد بھائی سے' لہٰذا جو نکاح حقیقی چچازاد بھائی نے کیا وہ صحیح ہے اور بعد میں جو نکاح علاتی چچازاد بھائی نے کیا وہ باطل ہے' پہلے جو یہاں سے جواز نکاح اس صورت میں لکھا گیا ہے وہ اس بناء پر تھا کہ سوال میں حقیقی چچازاد بھائی کو نابالغ ظاہر کیا گیا تھا' لہٰذا اس صورت میں کہ وہ بالغ ہو وہ جواب صحیح نہیں ہے اور یہ جواب جواب لکھا گیا ہے صحیح ہے۔ فقط

نابالغہ کا نکاح طوائف کے یہاں کر دیا گیا حکم کیا کرے

(سوال ۱۰۴۳) ایک شخص نے اپنی لڑکی نابالغہ کا نکاح کچھ روپیہ لیکر ایک طوائف کے یہاں کر دیا وہ خود بھی گروہ طوائف سے تھا اب فوت ہو گیا ہے' لڑکی اس وقت سوتیلی والدہ اور سوتیلے والد کے قبضہ میں ہے وہ گروہ طوائف سے نہیں ہے اور سسرال جانا نہیں چاہتی اس لئے اس نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں کیا ہے مجسٹریٹ صاحب کے ایماء سے ہر دو فریق نے اس دعویٰ میں مجھ پر حصر کیا ہے کہ جو فیصلہ میں کروں مجھ کو منظور ہو گا میں اس میں کیا فیصلہ کروں؟

(الجواب) لڑکی بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے لہٰذا آپ بوجہ حکم مسلم فریقین ہونے کے ان میں تفریق کرا دیں درمختار میں ہے ولزم النکاح الخ ان کان الولی اباً او جداً لم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً انتهی[1] ملخصاً و فی الشامی ثم اعلم ان مامر عن النوازل من ان النکاح باطل معناه سیبطل کما فی الذخیرة لان المسئلة مفروضة فیما اذا لم ترض البنت بعد ما کبرت کما صرح به فی الخانیة والذخیرة وغیرهما[2] فقط

ولی کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح ماموں کر دے اور خلوت بھی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۰۴۴) لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کا ماموں بلا اجازت علاتی بھائی اور باپ کے چچا کے کر دیوے تو احناف کے نزدیک وہ نکاح درست ہو گا یا نہیں اگر درست نہیں ہوا تو اس سے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں کیوں کہ لڑکی اس کے مکان پر گئی اور خلوۃ صحیحہ بھی ہو چکی ہے' اور مہر لازم ہو گا یا نہیں اور عورت پر عدت ہو گی یا نہیں؟

(الجواب) احناف کا مذہب یہ ہے کہ ولی اقرب کی موجودگی میں اگر ولی ابعد نابالغہ کا نکاح کر دے تو وہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور ولی اقرب اس صورت میں علاتی بھائی ہے پس اگر اس نے نکاح کی خبر سن کر اس نکاح کو جائز رکھا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا ہے اور اس نے اس کو رد کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا ہے[3] پس بصورت اجازت بدوں اس کی طلاق کے وہ نکاح فسخ نہ ہو گا اور طلاق کے بعد عدت لازم ہو گی اور مہر لازم ہے اور اگر

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۷ ج ۲ و ۴۱۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۶۶. ظفیر
(۲) رد المحتار باب الولی جلد ۲ ص ۴۱۸ و جلد ۲ ص ۴۱۹ .ط.س.ج۳ص ۶۷ ظفیر
(۳) فلو زوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۳ص ۸۱) ظفیر

اس نے باطل کر دیا تھا اور انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں طلاق کی ضرورت نہیں ہے مگر بوجہ موطوءۃ بالشبہ کے تحت میں آنے کے عدت لازم ہوگی اور مہر مثل دینا ہوگا۔ در مختار وغیرہ۔ فقط

بالغہ کہتی ہے کہ جبراً نکاح ہوا میں نے سن کر انکار کر دیا

(سوال ۱۰۴۵) خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید مدعی ہے کہ میرا نکاح ہندہ بالغہ کے ساتھ باجازت پدر ہندہ ہوا تھا اور ہندہ رخصت ہو کر میرے مکان پر آئی اور چند بار خلوت بھی ہوئی ہندہ مدعا علیہ زید مدعی کے ساتھ اپنی رضامندی واجازت سے اس نکاح کا بحلف انکار کرتی ہے اور وطی سے بھی بحلف انکار کرتی ہے کہ کبھی اپنے ساتھ وطی و دواعی جماع پر زید کو قدرت نہیں دی اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ جس وقت مجھ کو نکاح کی اطلاع ہوئی میں نے اس سے انکار اور اظہار نارضامندی کر دیا تھا اور بعض قرابت دار ہندہ کے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں تو زید کا ہندہ کے ساتھ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) حاصل جواب یہ ہے کہ در مختار میں ہے **ولا تجبر البکر البالغة علی النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ**[1] الخ پس اس صورت میں جب کہ ہندہ نے بوقت استیذان و نیز بعد نکاح کے اس سے انکار کر دیا اور اظہار نارضامندی کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا بخلاف **مالو بلغها فردت ثم قالت رضیت لم یجز لبطلانه بالرد الخ درمختار**[2] پس جب کہ رد کے بعد اگر وہ اپنی رضاء کا بھی اظہار کرے تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوتا تو جس صورت میں بالغہ اول سے آخر تک انکار ہی کرتی رہے تو نکاح اس کا کسی طرح صحیح نہیں ہوا اور چوں کہ موافق اقرار بالغہ کے وطی نہیں ہوئی تو مہر بھی لازم نہ ہوا لڑکی کو دوسرے شخص سے اپنی رضامندی کے کفو میں نکاح کرنا درست ہے۔

نو مسلمہ کب نکاح کرے

(سوال ۱۰۴۶) (۱) جب عورت مسلمان ہو کر مرد کافر سے جدا ہو جاوے تو دوسرے شخص سے کس وقت نکاح کر سکتی ہے؟

عورت کہتی ہے دل سے اجازت نہیں دی

(۲) ایک مرد نے ایک عورت سے جبراً نکاح کیا مگر عورت نے دل سے اجازت نہیں دی یہ نکاح ہوا یا نہیں عورت اب سب سے یہی کہتی ہے کہ میں نے دل سے اجازت نہیں دی اگر شوہر کلمات کفر کہے تو شرعاً کیا حکم ہوگا؟

(الجواب) تین حیض آنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے۔[3] فقط

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ .ط.س.ج۳ص۵۸. ظفیر

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۲ .ط.س.ج۳ص۶۰ ظفیر

(۳) ولو اسلم احد هما ای احد المجوسین اوامرأ الکتابی فی دار الحرب الخ لم تبین حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثه اشهر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶ .ط.س.ج۳ص۱۹۱) ظفیر

(۲) اگر کوئی بالغہ عورت زبان سے اپنے نکاح کی اجازت دیدے اگر چہ دل سے راضی نہ ہو اور ناخوشی کے ساتھ زبان سے اجازت دے دے تو نکاح ہو جاتا ہے' اور جس عورت کا شوہر کلمات کفر کہے تو اس کی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اور اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔ فقط

شیعہ بالغہ لڑکی سنی ہو کر خود نکاح کر لے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۴۷) ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے بر ضا و رغبت خود بلا اجازت والدین ایک سنی افغانی سے چار گواہ اور ایک وکیل کی موجودگی میں معرفت قاضی کے نکاح کیا منکوحہ کے والدین بوجہ شیعہ ہونے کے اپنی لڑکی کا نکاح شوہر سے فسخ کرانا چاہتے ہیں حالانکہ قبل نکاح لڑکی نے روبرو گواہان اقرار کیا ہے کہ میں سنت جماعت حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں اور وکیل نکاح ہونے کا تو اقرار ہے اور میں وکیل بھی بنا مگر لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز میرے کانوں میں نہیں پہنچی اس مسئلہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضاء ولی [1] الخ وھکذا فی العالمگیریه وغیره پس صورت مسئولہ میں جب کہ وہ لڑکی بالغہ ہے اور سنی ہو چکی ہے جیسا کہ شہادت سے ثابت ہے اور ایجاب و قبول بھی شہادت سے ثابت ہے لہذا اس کا نکاح سنی المذہب سے صحیح ہو گیا ہے والدین دختر جو کہ شیعہ ہیں اور اپنے مذہب پر قائم ہیں نکاح مذکورہ فسخ نہیں کر سکتے۔ فقط

بد چلن ولی' ولی باقی رہتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۴۸) اگر دختر کا ولی بد چلن ہو اور خبر گیراں نہ ہو تو اس کی ولایت کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) کوئی ولی اگر بد چلن ہو یا خبر گیراں خورد و نوش کا نہ ہو تو بوجہ ترک کرنے اپنے فرض منصبی کے وہ عاصی و فاسق ہے لیکن ولایت اس کی مطلقاً اس سے سلب نہیں ہوتی اور خاص صورت میں اس کی ولایت بھی سلب ہو جاتی ہے بہر حال بالغہ لڑکی پر ولایت اجبار کسی ولی کو نہیں ہے۔ فقط

دادا نے گو خبر نہ لی ہو مگر باپ کے بعد ولی نکاح وہی ہے

(سوال ۱۰۴۹) زید فوت ہو گیا اس کی دختر کی پرورش والدہ نے کی دادا چچا نے مطلق خبر گیری نہ کی اب والدہ اپنی مرضی سے کفو میں نکاح کرنا چاہتی ہے دادا چچا وہاں اذن دینے سے انکاری ہیں بلکہ قاضی شہر کو کہتے ہیں کہ ہماری بلا اجازت نکاح نہ پڑھایا جاوے ایسی صورت میں والدہ کی اجازت سے نکاح ہو جاتا ہے یا دادا و چچا کی اجازت ضروری ہے؟

(الجواب) اگر وہ نابالغہ ہے تو باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ولی اس کے نکاح کا اس کا دادا ہے اور دادا کے بعد چچا ولی ہے ان کی موجودگی میں والدہ کو اختیار نابالغہ کے نکاح کا نہیں ہے اگر چہ پرورش والدہ نے کی ہے پس جب

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷. ط.س. ج۳ص ۵۵. ظفیر

کہ ولی اس نابالغہ کے نکاح کے دادا اور چچا ہیں تو اگر وہ قاضی نکاح خواں کو نکاح خوانی سے روک دیں تو وہ حق بجانب ہیں قاضی کو اس حالت میں بدون ان کی اجازت کے نکاح پڑھنا جائز نہیں ہے اور وہ نکاح نہ ہوگا۔[1] فقط

نابالغہ بیوہ کا نکاح ساس نے کر دیا مگر ماں نے رد کر دیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ١٠٥٠) ایک لڑکی ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی ساس نے کر دیا لڑکی کی والدہ اپنی لڑکی کو لے آئی اور بعد بالغہ ہونے کے اس کی اجازت سے اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو یہ نکاح جائز ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) نابالغہ کے نکاح کی صحت کے لئے ولی شرط ہے[2] پس لڑکی کی ساس نے جو نکاح اس کا کیا تھا وہ لڑکی کی ماں کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اجازت نہیں دی تو یہ نکاح باطل ہو گیا اب لڑکی کی رضا سے اس کی ماں نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہے۔ فقط

قاضی کو جب معلوم ہو کہ لڑکی راضی نہیں تو وہ کیا کرے ؟

(سوال ١٠٥١) اگر قاضی کو معلوم ہو جائے کہ جہاں لڑکی بالغہ کے اولیاء نکاح کرنا چاہتے ہیں لڑکی وہاں نکاح کرنے پر رضامند نہیں ہے تو اسکو کیا کرنا چاہئے ؟

(الجواب) اس صورت میں قاضی کو احتیاط کرنی چاہئے اور ولی دختر سے صاف کہہ دے کہ بدون اجازت بالغہ کے ان کا نکاح صحیح نہیں ہوتا تاہم اس کا خیال رکھو البتہ سکوت بالغہ کا ولی کے نکاح کر دینے پر اگرچہ وہ اس پر راضی نہ ہو جواز نکاح کے لئے کافی ہے[3] و تفصیله فی کتب الفقه : فقط

ولی اور وکیل کی اجازت چاہتے وقت لڑکی کی کون کون سی ادا اجازت ہے

(سوال ١٠٥٢/١) ولی کے لئے مثل (اب وجد) بنت باکرہ بالغہ سے وقت اجازت نکاح برائے اجازت یہ امور کافی ہیں ضحک 'بکاء' بلا صوت وغیرہا یا تکلم ضروری ہے (٢) ولی اگر وکیل بنا ہے طلب اجازت بالنکاح میں تو اس وکیل من الولی کے لئے بھی وہ امور کافی ہوں گے جو ولی کے لئے کافی تھے یا اس وکیل کے لئے تکلم ہی ضروری ہوگا (٣) وکیل من الولی اگر اجنبی غیر محرم ہے تو اس کے واسطے در صورت کفایت ان امور کے جو ولی کے لئے کافی

---

(١) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب فان لم تکن عصبة فالو لایة للام (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق الخ (رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٢٧ و ج ٢ ٤٢٨ ط.س. ج٣ص ٧٦)

(٢) وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٠٧) .ط.س.ج٣ص ٥٥ ظفیر

(٣) أو زوجها ولیها واخبر ها رسوله او فضولی عدل فسکتت عن رده مختارة الخ فهو اذن (درمختار) قوله عن رده قید به اذ لیس المراد مطلق السکوت لا نها لو بلغها الخبر فتکلمت باجنبی فهوسکوت هنا فیکون اجازة فلو قالت الحمدلله اخترت نفسی او قالت هو د باغ لا اریده فهذا کلام واحد فهو رد قوله مختارة اما لو اخذها عطاس او سعال حین اخبرت فلما ذهب قالت لا ارضی اواخذ فمها ثم ترك فقالت ذلك صح ردها لان سکوتها کان عن اضطرار (رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤١٠ و ج ٢ ص ٤١١ ط.س.ج٣ص ٥٩) ظفیر

ہیں ان کا خود مشاہدہ کرنا ضروری ہے یا ایک عورت کا اسکے متعلق خبر دینا کافی ہوگا ؟

(الجواب) (۱،۲،۳) بکر بالغہ کا سکوت اور ضحک اور بکاء بلا صوت اذن ہے جب کہ اجازت چاہنے والا ولی ہو یا اس کا وکیل یا قاصد اور اگرچہ وکیل اجنبی غیر محرم ہو جب کہ اس کو یہ امور بذریعہ خبر معلوم ہو جاویں اگر بذریعہ عورت معتبر کے ہوں لیکن اسی حالت میں بصورت انکار بالغہ ایک عورت یا ایک مرد کا بیان کافی نہ ہوگا قال فی الدرالمختار فان استاذنها هو ای الولی الخ او وکیله او رسوله او زوجها ولیها واخبرها رسوله او فضولی عدل فسکتت اوضحکت او بکت بلا صوت [1] الخ انتهیٰ ملخصاً فقط

زبان سے جب ولی نے کہہ دیا تو دل کا اعتبار نہیں

(سوال ۱۰۵۳) مختار فاطمہ لڑکی بعمر دس سالہ کا نکاح اس کی ماں نے بہ وکالت عزیز احمد جو لڑکی کا چچا دوری سلسلہ سے ہوتا ہے اپنے ایک عزیز مسمی لائق علی سے کر دیا اب یہ کہا جاتا ہے کہ لڑکی کا نکاح ماں کی ولایت اور اجازت سے جو ہوا یہ جائز نہیں ہے بلکہ عزیز احمد کی ولایت واجازت سے ہونا چاہیئے تھا عزیز احمد کا یہ خیال عرصہ سے تھا کہ لڑکی مذکورہ کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ ہو اسی وجہ سے عزیز احمد یہ مشہور کر رہے ہیں کہ نکاح میری اجازت سے نہیں ہوا اور میں نے یہ وکالت دل سے نہیں کی تھی بلکہ بظاہر مروتاً کر دی ہے پس ایسی حالت میں یہ نکاح جائز طور پر ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ نکاح مذکورہ بوکالت عزیز احمد کے ہوا ہے جو کہ ولی نابالغہ کا ہے تو یہ نکاح منعقد اور صحیح ہو گیا عزیز احمد کا کوئی عذر اب مسموع نہ ہوگا۔ فقط

دادا بڑھاپے کی وجہ سے ذی رائے نہیں رہا تو چچا ولی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۵٤) ایک لڑکی جس کی عمر دس سال کی ہے اس کا باپ انتقال کر گیا ہے دادا موجود ہے اور چچا حقیقی موجود ہے اور دادا کی یہ حالت ہے جیسا کہ کوئی دیوانہ ہوتا ہے اور اپنے اولاد کے نفع و نقصان کو نہیں سمجھتا اب لڑکی کا حقیقی چچا یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی ولایت سے لڑکی کا عقد کر دوں تو شرعاً یہ نکاح جائز ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں دادا کی ولات ساقط ہے چچا کی ولایت سے نکاح نابالغہ کا صحیح ہے 'درمختار باب الولی میں ہے هو البالغ العاقل الخ ولو فاسقا علی المذهب مالم متهتکا [2] الخ و فیه لزم ولو بغبن فاحش او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج اباً او جداً مالم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح [3] فقط

نشہ خوار باپ نے نابالغہ کا نکاح غیر کفو اور کم مہر میں کیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۵۵) ایک شخص چنڈو باز نشہ خوار محض اپنی نفسانی طمع کے لئے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے خاندان کے کم

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۰ . ط.س. ج۳ص۵۸ ' ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۶ . ط.س. ج۳ص۵٤ . ظفیر (۳) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۷ ' . ط.س. ج۳ص۶۶ . ظفیر

درجہ کے لوگوں میں ایک ایسے صغیر السن لڑکے سے کردیا جس کے بالغ ہونے میں ۷۔۸ سال کا عرصہ ہے اور لڑکی اس وقت بالغ ہے اور مہر بہت کم مقرر کیا گیا ہے اس صورت میں ایسے باپ کا کیا ہوا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اقول و باللہ التوفیق ۔ تحقیق صاحب فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک باپ پہلے سے معروف بسوء الاختیار نہ ہو تو وہ نکاح جو اس نے قبل از معروف ہونے کے کیا صحیح ہے جیسا کہ عبارت مالم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح سے ظاہر ہوتا ہے اور مہر کا حال یہ کہ بعض اقوام میں مہر اس درجہ کثیر رائج ہے کہ کوئی عاقل اس کو پسند نہیں کر سکتا اور مغالاۃ مہر سے نہی صراحۃً موجود ہے تو اگر باپ نے موافق طریق سنت کی فرض کیجئے کہ اپنی دختر کا مہر مقرر کر دیا اور نابالغ شوہر سے نکاح کرنا مصلحت آئندہ دختر کی موافق سمجھا تو اس کو سئی الاختیار نہ کہا جاوے گا اور اس وصف کے ساتھ معروف ہونا اس کا تو اس سے کسی طرح محقق نہ ہوگا البتہ اگر بحالت نشہ اس نے یہ نکاح کیا ہے تو صحیح نہ ہوگا۔ کما فی الدر المختار وكذا لو كان سكران الخ وفي الشامي وهذا مفقود في السكران وسيئ الاختيار [1] اذا خالف الخ فقط

مرزائی باپ نابالغہ کا ولی نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۵۶) ایک کنواری لڑکی عاقلہ بالغہ کے جس کے (والدین اور دادا اور دیگر رشتہ دار موجود ہیں) اپنے دادا کو ولی بنا کر اپنا نکاح برادری کے ایک لڑکے سے احکام شرعی کے مطابق کر لیا ہے لڑکی کا باپ کچھ عرصہ سے مرزائی ہو گیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں لڑکی کسی مرزائی کو دوں گا قادیان والوں نے حکم دیا ہے کہ اگر لڑکا مرزائی مذہب اختیار کرے تب لڑکی دی جا سکتی ہے اس صورت میں جو نکاح لڑکی کا دادا کی ولایت سے ہوا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اول تو لڑکی خود بالغہ عاقلہ ہے تو خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح کفو میں صحیح ہے کسی ولی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وهو اى الولى شرط صحته نكاح صغير الخ لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضى ولى الخ [2] اور ثانیاً یہ کہ اگر ولی کے ذریعہ سے ہی نکاح اسکا کیا جاوے جیسا کہ سنت ہے تو ولی اس کا اس صورت میں اس کا دادا ہے باپ بوجہ مرزائی ہو جانے کے ولی نہیں رہا ولایت اس کی باطل ہو گئی [3] پس دادا نے جو نکاح اس بالغہ کا اس کی اجازت سے کیا وہ صحیح ہو گیا باپ کو اس نکاح کو توڑنے کا اختیار اور دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور مرزائی لڑکے سے نکاح صحیح نہیں ہوگا' الحاصل جو نکاح بولایت دادا ہو گیا وہ صحیح ہے' قادیان والوں کا حکم باطل ہے۔ فقط

---

(۱) رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س. ج۳ص ۶۷ وكذا (اى لا يصح النكاح) لو كان سكران فزوجها من فاسق او شرير او فقير اوذى حرفةدنيئته(الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۱۸. ط.س. ج۳ص ۶۷) ظفير

(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۰۷ .ط.س. ج۳ص ۵۵ .ظفير

(۳) مرزائی مرتد کافر ہوتا ہے اس لئے وہ ولی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ولی کے لئے اسلام کی شرط ضروری ہے بشرط حرية و تكليف و اسلام فى حق مسلمة تريد التزوج وولد مسلم لعدم الولاية(درمختار) یعنی ان الكافر لايلى على المسلمة وولده المسلم لقوله تعالىٰ ولن يجعل الله للكافرين على المومنين سبيلا(رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ۴۲۸' ۴۲۹ .ط.س. ج۳ص ۷۷. ظفير

عصبہ کسی بھی پشت کا ہو اس کے ہوتے ہوئے ماں ولی نہیں

(سوال ۱۰۵۷) اگر کسی نابالغہ کا کوئی عصبہ پانچویں پشت کا موجود ہو تو والدہ کا کیا ہوا نکاح جائز ہو گا یا نہیں اور وہ نابالغہ بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ نابالغہ کا کوئی عصبہ کسی پشت کا موجود ہو تو والدہ کو ولایت نکاح نہیں ہے پس اگر ایسی حالت میں والدہ نابالغہ کا نکاح کرے گی تو وہ نکاح اس عصبہ کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اجازت دے گا تو وہ نکاح صحیح ہو گا اور اگر وہ انکار کر دے گا تو وہ نکاح باطل ہو گا[1] اور اگر ولی عصبہ اس نکاح کو جائز رکھے تو نابالغہ کو بعد بالغ ہونے کے اختیار ہو گا کہ اس نکاح کو فسخ کرادے مگر بذریعہ قاضی و حاکم کے فسخ کرا سکتی ہے خود فسخ نہیں کر سکتی۔[2] کذافی الشامی فقط

پہلا نکاح صحیح ہے اور تعلیق کالعدم ہے

(سوال ۱۰۵۸) زید کے والد نے زید کے روبرو اس کی دختر کا نکاح گواہوں کی موجودگی میں عمر کے بیٹے سے کر دیا زید ساکت صامت رہا اب سہ ماہ کے بعد غصہ کی حالت میں ناراض ہو کر کہہ دیا کہ اگر میں عمر کے لڑکے کو ناطہ دوں تو مجھ پر میری عورت بہ سہ طلاق حرام ہے اب اگر کوئی شخص خواندہ معتمد علیہ زید کو تسلی دیوے کہ تیری لڑکی کا شرعی نکاح عمر کے لڑکے سے ہو چکا ہے یہ تمہاری تعلیق لغو ہے تم کو بغرض تشہیر دوبارہ جدید نکاح کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے زید نے اس پر اعتماد کر کے دوبارہ نکاح اپنی لڑکی کا عمر کے لڑکے سے کر دیا کیا زید کی منکوحہ زید پر حرام ہو جائے گی۔؟

(الجواب) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته الخ درمختار[3] قال فی الشامی فلا یکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً اودلالة شامی[4] ص ۳۱۵ ج ۲ پس اگر زید نے صراحۃً یا دلالۃً اپنی رضا کا اظہار کر دیا مثلاً اپنی دختر کو اس کے شوہر کے گھر خوشی بھیج دیا یا مہر طلب کیا وغیرہ تو نکاح زید کے باپ کا کیا ہوا صحیح ہو گیا اور دوبارہ زید کا نکاح کرنا لغو اور فضول اور کالعدم ہے لہذا اس کی زوجہ اس پر بہ سہ طلاق حرام نہ ہو گی لعدم تحقق الشرط اور اگر زید نے محض سکوت کیا تھا اور اجازت صراحۃً نہ دی تھی اور نہ دلالۃً اظہار رضا کیا تھا تو نکاح سابق منعقد نہ ہوا تھا پس زید نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہو گیا اور شرط سہ طلاق پائی گئی لہذا اس کی زوجہ مطلقہ ثلثہ ہو گئی۔ فقط

---

(۱) الولی فی النکاح العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالو لایة للام الخ فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۲۷، ۴۳۲ ط.س. ج۳ص ۷۶ ظفیر

(۲) ولهما ای لصغیر و صغیرة خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ ایضاً ج ۲ص ۴۲۰. ط.س. ج۳ص ۶۹. ظفیر.

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲. ط.س. ج۳ص ۸۱ ظفیر

(۴) رد المحتار باب الولی جلد ۲ ص ۴۳۳. ط.س. ج۳ص ۸۱ ظفیر

باپ نے نشہ کی حالت میں لڑکی نابالغہ کا نکاح کیا، ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱۰۵۹) ایک عورت کا نکاح صغر سنی میں ہوا تھا لڑکی کا والد اس روز نشہ میں تھا تو یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں بعد بلوغ لڑکی خاوند کے یہاں نہیں رہی مقدمہ عدالت میں چلا لڑکی کے باپ نے یہ ثابت کیا کہ نکاح نہیں ہوا تھا مگر ہوا ضرور تھا عدالت نے نکاح کو فسخ کر دیا خاوند نے طلاق نہیں دی اب عورت نے نکاح ثانی کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ نکاح ضرور ہوا تھا اور باپ جو نکاح کرنے والا تھا وہ نشہ میں تھا لیکن نکاح کفو میں ہوا اور مہر مثل کے ساتھ ہوا تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اس صورت میں بدون طلاق دینے شوہر اول کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا جیسا کہ شامی میں ہے و متفضی التعلیل ان التسکران او المعروف بسؤ الاختیار ولو زوجھا من کفوء بمھر المثل صح لعدم الضرر المحض الخ ص ۳۰۵ ج ۲ شامی [1]

پس جو فتویٰ دوسرے فریق نے عدم جواز نکاح ثانی بدوں طلاق دینے شوہر اول اور بدوں گزرنے عدت کے دیا اور یہ نکاح اول بسبب کفوء میں ہونے کے صحیح ہو گیا یہ فتویٰ صحیح ہے اور موافق ہے روایات کتب فقہ کے اور جو لوگ نکاح ثانی میں شریک ہوئے ان کا نکاح نہیں ٹوٹا لیکن اگر باوجود علم اس امر کے کہ اس عورت کو شوہر اول نے طلاق نہیں دی شریک نکاح ثانی ہوئے تو گناہ گار ہوئے توبہ کریں۔ فقط

دادی کا لگایا ہوا رشتہ لڑکی کو پسند نہیں ہے؟

(سوال ۱۰۶۰) ایک نابالغہ لڑکی کو اس کی دادی نے اپنے ہم قوم لڑکے کو دینے کا اقرار کیا اب دادی مر گئی ہے اور لڑکی کا باپ زندہ ہے اس نے لڑکی کے ماموں کو وکیل نکاح کا بنا دیا ہے اور لڑکی جوان ہے اور دادی کے کئے ہوئے رشتہ کو قبول نہیں کرتی اور دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ لڑکی بالغہ ہو کر دادی کے رشتہ کو یعنی خطبہ منگنی کو منظور نہیں کرتی تو وہاں نکاح کرنا جائز نہیں ہے جہاں لڑکی کی مرضی ہے کفو میں نکاح کرے اور پہلے جو منگنی ہوئی تھی وہ نکاح نہیں ہوا بلکہ وہ بظاہر وعدہ نکاح تھا اور دادی کو بموجودگی باپ کے نابالغہ کے نکاح کی ولایت بھی نہیں ہے۔ ھکذا فی کتب الفقه

باپ نے نکاح کر دیا پھر لڑکی نے بالغ ہونے کا دعویٰ کیا اور نکاح کر لیا کون سا نکاح جائز ہوگا؟

(سوال ۱۰۶۱) زید نے اپنی لڑکی ہندہ کو خالد کے لڑکے بکر سے منسوب کر رکھا تھا اور لڑکی اپنی نانی کے پاس رہتی تھی زید سخت بیمار ہوا اس لئے اپنی لڑکی ہندہ کا عقد عمر کے بیٹے ولید سے بولایت خود کر دیا اور لڑکی کو بھی خبر بھیج دی کہ ہندہ کا عقد عمرو کے لڑکے ولید سے کر دیا بولایت خود، نانی نے چند وجہوں سے ناخوش ہو کر عقد اسی لڑکے بکر بالغ سے کر دیا جس سے باپ نے پہلے سے نسبت کر رکھی تھی اور باپ کو خبر کر دی کہ لڑکی نے اپنا عقد آپ ہی بکر مذکور سے کر لیا اور بوجہ بالغہ ہونے کے اس کو کسی کی ولایت کی ضرورت نہیں پڑی اس وقت لڑکی کا سن

---

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۹ . ط.س. ج۳ ص ۶۷ ' ظفیر

قریب گیارہ برس کے تھا بعد چند روز کے بکر ہندہ کو رخصت کرا کر اپنے گھر لایا اور اڑھائی تین برس کے بعد انتقال کیا جب لڑکی ہندہ کے دوسری عقد کی تیاری اور تجویز ہوئی تو نہ معلوم لڑکی نے کس مصلحت سے بیان کیا کہ نانی نے جو ہمارا عقد بکر کے ساتھ کیا تھا اس وقت میں بالغ نہ تھی لوگوں کے بھکانے سے میں نے اپنے کو بالغ قرار دے دیا تھا بالغ تو میں بعد نکاح بکر کے ہوئی ہوں آیا ایسی حالت میں باپ نے جو ولید سے نکاح کیا تھا وہ صحیح سمجھا جاوے یا نانی کے عقد کو اگر نکاح ولید سے صحیح ہو گیا تھا تو اب دوسری جگہ نکاح کے لئے ولید کی طلاق کی ضرورت ہے یا فسخ نکاح کی کیوں کہ ولید اس کو اب اپنے نکاح رکھنا نہیں چاہتا اور ولید اس وقت مراہق ہے ؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہندہ بوقت نکاح کے جو کہ اس کے باپ نے ولید سے کیا نابالغہ تھی تو باپ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہو گیا اور وہ فسخ نہیں ہو سکتا اور اگر در حقیقت ہندہ بالغہ تھی اور باپ نے جو نکاح اس کا ولید سے کیا اس کو سن کر وہ خاموش رہی تب بھی ولید سے نکاح اس کا صحیح ہو گیا البتہ اگر اس کو باپ کے نکاح کر دینے کی خبر نہ ہوئی یا خبر ہونے پر اس نے انکار کر دیا اور اسی حالت میں اپنی رضامندی سے بکر سے نکاح کیا تو بکر سے نکاح صحیح ہو گیا بعد انتقال بکر کے دوسرا نکاح جہاں وہ راضی ہو ہو سکتا ہے اور واضح ہو کہ اگر ہندہ بوقت نکاح از بکر مراہقہ تھی اور اس نے اقرار اپنے بالغ ہونے کا کر لیا تھا تو وہ بالغہ سمجھی جاوے گی پھر انکار کرنا اس کا بلوغ سے معتبر نہ ہو گا تو اس حالت میں جب کہ اس نے باپ کے نکاح کو پسند نہ کیا تھا اور انکار کر دیا تھا یا خبر سے پہلے بکر سے نکاح باجازت خود کر لیا تھا تو بکر سے نکاح صحیح تھا ولید کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ نکاح ہوا ہی نہیں تھا اور نہ کسی قاضی وغیرہ سے فسخ کرانے کی ضرورت ہے اور نہ طلاق مراہق کا مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت ہے اور نابالغ اگرچہ مراہق ہو طلاق اس کی واقع نہیں ہوتی۔ کذافی عامته کتب الفقه اب اگر ولید سے نکاح کرنا مناسب و مصلحت ہو کیا جاوے ورنہ کسی دوسرے شخص سے دوبارہ نکاح ہندہ کا کر دیا جاوے در مختار میں ہے فان راهقا بان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقاان لم یکذبهما الظاهر [1] الخ فقط

نابالغہ کا نکاح جس ولی نے پہلے کیا وہ درست اور بعد والا باطل ہے

(سوال ۱۰۶۲) ایک لڑکی نابالغہ کے دو ولی مساوی ہیں اور اس لڑکی سے دو شخصوں نے نکاح کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے اپنی سند ایک ایک ولی کی طرف سے پہنچائی اور اولیاء نے بھی اقرار کیا اور در حقیقت جس شخص کا نکاح بعد میں ہوا تھا اس نے کسی طرح سے عدالت میں اپنے نکاح کو پہلے ہونا ثابت کر دیا اور لڑکی بھی بعد بلوغ اس کے ساتھ رضامند ہے تو اب وہ لڑکی زوج اول کو ملنی چاہئیے یا زوج ثانی کو ؟

(الجواب) در مختار میں ہے ولو زوجها ولیان مستویان قدم السابق [2] الخ پس جس ولی نے پہلے نکاح کیا وہ صحیح ہوا اور وہ لڑکی زوجہ شوہر اول کی ہے۔ اسی کو ملنی چاہئیے اور جس نے بعد میں نکاح کیا وہ باطل ہے جب تک شوہر اول بالغ ہو کر طلاق نہ دیوے اس وقت تک دوسرے شخص سے نکاح صحیح نہ ہو گا۔ فقط (غلط طور پر پہل ثابت کرنے سے حکم نہیں بدلتا ظفیر)

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحجر فصل فی بلوغ الغلام ج ٥ ص ١٣٢ .ط.س. ج۳ ص ١٥٤
(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ٢ ص ٤٣٢ .ط.س. ج۳ ص ٨١ ظفیر

فصل دوم
مسائل واحکام فسخ نکاح

بہار کے امیر شریعت اور قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۶۳) امیر شریعت اور اس کے قضاۃ کو جو بہار میں مقرر ہیں حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) امیر شریعت مذکور اور اس کے قضاۃ کو حق فسخ نکاح وغیرہا حاصل ہے جیسا کہ شامی کی اس عبارت سے واضح ہے ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین الخ [1] فقط

مسلمانی ریاست کا قاضی اور ہندوستانی عالم نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۶٤) (۱) ریاست اسلامیہ کا قاضی خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں (۲) اور کوئی عالم بموجب روایۃ فتاویٰ تنقیح حامدیہ لان فتوی الفقہ للجاھل بمنزلۃ حکم القاضی الخ ہر حکومت گورنمنٹ خیار بلوغ میں فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) خیار بلوغ وغیرہ میں قاضی ریاست اسلامیہ فسخ نکاح کا حکم کر سکتا ہے قاضی ریاست اسلامیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اسی قاضی سے فسخ کرانا چاہئے کیونکہ بے شبہ یہی امر حق ہے۔ [2]

(۲) اور روایۃ فتاویٰ تنقیح حامدیہ کو اس پر محمول کرنا چاہیئے کہ اگر اس عالم کو فریقین حکم تسلیم کر لیں تو اس کا حکم نافذ ہو جائے گا۔ [3] فقط

---

(۱) رد المحتار کتاب القضا مطلب فی حکم تولیة القضاة فی بلاد تغلب علیها الکفار ج ٤ ص ٤۲۱. ط.س. ج۵ ص ۳٦۹ فیجب علیهم ان یلتمسوا والیا مسلما منهم الخ آگے یہ بھی ہے وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منه کما هو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیهم الکفار یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منهم یجعلونه والیاً فیولی قاضیا وهو الذی یقضی بینهم (ایضاً). ط.س. ج۵ ص ۳٦۹ ظفیر

(۲) مسلمانی ریاست اپنے داخلی معاملات میں آزاد ہوتی ہے اور اس کا مقرر کردہ قاضی قاضی شرعی کے حکم میں ہوتا تھا ظفیر و یجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو کافراً (درمختار) فی التتارخانیه الا سلام لیس بشرط فیه ای فی السلطان الذی یقلد و بلاد الاسلام التی فی ایدی الکفرة لا شك انها بلاد الاسلام و بلاد الحرب لا نهم لم یظهروا فیها حکم الکفر والقضاة مسلمون والملوك الذین یطیعو نهم عن ضرورة مسلمون الخ (ردالمحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤۲۱. ط.س. ج۵ ص ۳٦۹) ظفیر

(۳) تولیة الخصمین حاکما بینهما الخ وشرطه من جهة المحکم بالفتح صلاحیة للقضاء کما مر (درمختار) ای فی الباب السابق قوله والحکم کالقاضی (رد المحتار باب التحکیم ج ٤ ص ٤۸۳. ط.س. ج۵ ص ٤۲۸. ظفیر

مسلمان حاکم قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۶۵) حاکم جو گورنمنٹ کی طرف سے ہے اگر وہ مسلمان ہو تو قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے یا نہیں اور نکاح فسخ کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) حاکم جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے مقررہ ہے اگر وہ مسلمان ہے تو قائم مقام قاضی ہو جاتا ہے کما صرح به فی الدرالمختار و تجوز تقلد القضاة من السلطان العادل والجائر ولو كافراً و ذكره مسكين وغيره الا اذا كان يمنعه من القضاء بالحق الخ [1] فقط

موجودہ دور میں قاضی کا کام حاکم زمانہ سے لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۰۶۶) اگر زمانہ موجودہ میں کسی مسئلہ کے لئے قاضی کی ضرورت ہو تو کیا کیا جائے یعنی فسخ نکاح وغیرہ میں کیا حاکم زمانہ موجودہ یا کوئی عالم قاضی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) فقہاء کے لکھنے کے موافق حکم مسلم فریقین قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حاکم عدالت جو کہ مسلمان ذی اختیار ہو جیسے جج وغیرہ انکو بھی حکم قضاۃ کا اس بارے میں دیا گیا ہے کہ ان کا فیصلہ معتبر ہو۔ [2] فقط

مسلمان جج کے یہاں جھوٹا دعویٰ کر کے نکاح فسخ کرایا تو اس کا اعتبار نہیں ہے

(سوال ۱۰۶۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا عام مجمع میں ' زید پردیس چلا گیا عورت نے مسلمان جج کے یہاں درخواست دی کہ میرا نکاح زید سے نہیں ہے اس پر جج نے نکاح فسخ کر دیا یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح فسخ نہیں ہوا اور وہ عورت بدستور زید کے نکاح میں ہے بدون طلاق دینے زید کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔ [3] فقط

مسلم حاکم کے ذریعہ فسخ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۰۶۸) یتیمة عمها فی الكفر فلما بلغت مبلغ النساء قالت على الفورانی غير راضية بنكاح العم و فسحتها بمحضر اختين لها فرفعت تلك الحادثة فی اجلاس حاكم الوقت المسلم (جج صاحب) و برهنت بشاهدين كاذبين احياءً لحقها و برهن العم انها اظهرت انكار التفسيخ بعد ستة اشهر تقريباً من وقت البلوغ فحكم ذلك الحاكم بفسخ النكاح تعويلاً على انكارها هل

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب القضاة مطلب للسلطان ان يقضى بين الخصمين ج ٤ ص ٤٢٧ ط.س. ج۵ ص۳۶۸' ظفير

(۲) تولية الخصمين حاكما يحكم بينهما ركنه لفظ الدال عليه مع قبول الآخر من جهة الحكم صلاحية للقضاء كما مر (درمختار) والحكم كالقاضی (رد المحتار باب التحكيم ج ٤ ص ٤٨٢ ط.س. ج۵ ص٤٣٨. ظفير

(۳) ایک ثابت شدہ نکاح جھوٹا دعویٰ اور فیصلہ سے ختم نہیں ہوتا ہے' اس کا نکاح جب ہو چکا ہے تو یہ دعویٰ دائر کرنا کہ نکاح نہیں ہوا ہے کذب بیانی ہے ظفیر ۱۲

بعد ذلك الحكم قضاءً شرعياً ام لا بد للفسخ الشرعي من نصب قاض يحكم بالقسط. بینوا توجروا

(الجواب) حكم الحاكم بفسخ النكاح فی هذه الصورة صحيح نافذ والروايات الفقهية منقولة فی جواب مولانا قطب الدين فعندنا ذلك الجواب وما كتب مولانا محمد اشرف على مسلم صحيح حق. فقط

عالم کو حکم بنا کر قضائے قاضی کی شرط پوری کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۶۹) خیار بلوغ میں جب قضاء قاضی شرط ہے اور اس زمانہ میں قاضی موجود نہیں تو کیا کرنا چاہئے آیا احد الفریقین کسی عالم کو اپنا حکم بنالیں تو کام چل سکے گا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ قاضی شرعی موجود نہ ہو تو حکم مسلم فریقین فسخ نکاح کر سکتا ہے مگر حکم کے لئے دونوں فریقین کا تسلیم کر لینا ضروری ہے۔[1] فقط

لڑکی خیار بلوغ میں بذریعہ مسلمان حاکم نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۷۰) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا تھا تو لڑکی بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اگر حاکم مسلمان حکم فسخ نکاح کا کرے تو صحیح ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ نابالغہ لڑکی جس کا نکاح باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا اس کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح کا ہے لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی یعنی حکم حاکم شرعی مسلم ضروری ہے کافر کے حکم سے نکاح مذکور فسخ نہ ہو گا اور جو حاکم کفار کا مقرر کردہ ہے اس کا حکم بھی اس بارے میں کافی ہے نکاح فسخ ہو جاوے گا۔[2] فقط

اس زمانہ میں جب کہ مسلمان حاکم نہیں ہے قضائے قاضی کی شرط کیسے پوری کی جائے

(سوال ۱۰۷۱) صغیر و صغیرہ کا نکاح انکے ولی نے کیا تھا صغیر کا نکاح بولایت باپ اور صغیرہ کا نکاح تایا کی ولایت سے ہوا تھا لڑکی بالغ ہو گئی ہے اور لڑکا نابالغ ہے اور حین البلوغ عدم رضاء ظاہر کر دی ہے شرح وقایہ میں ہے وفي غيرهما فسخ الصغير ان خين بلغا الخ و شرط القضاء بفسخ من بلغا[3] اگر لڑکی کی طرف سے فسخ ہو سکتا ہے تو قضائے قاضی آج کل کیسے ممکن ہے؟ کیا جمعیۃ العلماء یا خلافت کمیٹی یا عدالت فسخ

---

(۱) هو تولية الخصمين حاكما: يحلم بينهما وركنه لفظ الدال عليه مع قبول الآخر ذلك الخ وشرطه من جهة المحكم بالكسر العقل لاالحرية والاسلام ومن جهة المحكم بفتح صلاحية للقضاء كما مر (درمختار) اى فى قوله والحكم كالقاضی (رد المحتار باب التحكيم ج ٤ ص ٤٨٢ ط.س.ج٥ص٤٢٨' واما الحكم فشر طه اهلية القضاء ويقضى فيما سوى الحدود والقصاص (ايضاً ج ٤ ص ٤١٣ ط.س.ج٥ص٣٥٤) ظفير (٢) و يجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائر ولو كافراً (درمختار) فى التتارخانية الاسلام ليس بشرط فيه اى فى السلطان الذى يقلد(ردالمحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ ط.س.ج٥ص٣٦٨) ظفير (٣) دیکھئے شرح وقایہ

کر سکتے ہیں؟

(الجواب) اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جیسا کہ شرح وقایہ کی عبارت منقولہ اور دیگر کتب فقہ کی عبارات اس پر دال ہیں اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم فسخ نہیں کر سکتا ہے اور اگر خلافت اور جمعیۃ العلماء کی طرف سے محکمہ قضاء مقرر ہو جائے اور قاضی مقرر کر لیا جاوے تو اس کا حکم بھی نافذ ہو سکتا ہے اور فسخ کر سکتا ہے۔[1] فقط

فسخ نکاح بذریعہ عدالت حکومت یا قومی پنچایت

(سوال ۱۰۷۲) درصورت فسخ نکاح بخیار بلوغ قضائے قاضی شرط ہے مگر ہندوستان میں قضائے قاضی میسر نہیں ہے لہذا ضرورتاً حاکم وقت کا حکم دربارہ فسخ نکاح معتبر ہو گا یا نہیں یا قومی عدالتوں میں کسی مسلمان عالم پنچ کا حکم اس بارے میں شرعاً درست ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) حاکم وقت کافر کا حکم اور قضاء دربارہ فسخ نکاح معتبر نہیں ہے[2] اور قومی عدالتوں میں جس کو قاضی مقرر کر دیا گیا ہے اس کا حکم صحیح ہے[3] فقط (اسی طرح مسلمان حاکم کے ذریعہ بھی فسخ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے گزرا ظفیر)

افسر کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۷۳) اس علاقہ میں گرو اور قاضی افسر نکاح خواں مقرر ہیں کہ وہ نکاح خوانوں کے رجسٹر کی پڑتال کریں اور کوئی نکاح ناجائز نہ ہو آیا جو نکاح ناجائز ہو تو اس کو فسخ کر کے دوسرا نکاح باختیار خود پڑھا سکتے ہیں یا نہیں، جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا اس کے بعد دوسرا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ لوگ محض انتظام کے لئے ہیں ان کو شرعاً کوئی اختیار متعلق قضاء کے نہیں ہیں فسخ نکاح وغیرہ جس میں قضا شرط ہے اس میں ان کا فسخ معتبر نہیں ہے البتہ جو نکاح بلا شہود یا عدت میں ہوا وہ چونکہ باطل وناجائز ہوا اس لئے ایسی صورت میں ولی دوسرا نکاح کر سکتا ہے یا یہ لوگ باجازت ولی دوسرا نکاح کر دیویں۔ فقط

انگریزی عدالت کا فیصلہ قضائے قاضی کے حکم میں نہیں ہے

(سوال ۱۰۷۴) خاوند نے عورت کو خلاف کرنے پر مارا عورت والدین کے یہاں چلی گئی والدین نے

---

(۱) ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین (رد المحتار کاب القضا ج ٤ ص ٤٢٧ .ط.س.ج٥ص ٣٦٩) ظفیر

(٢) واهله اهل الشهادة ای ادائها علی المسلمین (درمختار) الضمیر فی اهله راجع الی القضاء بمعنی من یصح منه الخ حاصله ان شروط الشهادة من الاسلام والعقل والبلوغ الخ شروط بصحة تولية ولصحة حكم بعدها و مقتضاه ان تقلید الكافر لا يصح(رد المحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ .ط.س.ج٥ص ٣٥٤) ظفیر

(٣) و يصير القاضی قاضيا بتراضی المسلمين (رد المحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ .ط.س.ج٥ص ٣٦٩) ظفير

مقدمہ کیا جھوٹے گواہ پیش کرکے سرکار سے طلاق کا حکم لے لیا مگر خاوند نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اپنا نکاح دوسری جگہ کرسکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) عورت مذکورہ کو شرعاً دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار نہیں ہے اور سرکار کے کسی ملازم کا حکم قضائے قاضی نہیں کہا جاسکتا اس لئے اگر سرکاری جج کافر ہیں تو وہ دار الاسلام میں بھی قاضی نہیں ہوسکتا ہے اور اگر بعض اقوال کے موافق ہو بھی جاوے تو بھی اس کا حکم اہل اسلام پر نافذ نہیں کما فی الشامی و مقتضاہ ان تقلید الکافر لا یصح و ان اسلم [1] وفیہ ایضاً عن البحر وبہ علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاء ہ علی المسلم حال کفرہ [2] اور اگر سرکاری جج مسلمان بھی ہو تو بھی وہ قاضی شرعی نہیں فی الدر المختار تحت قولہ ولو کافرا الخ اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم الخ [3] پس ثابت ہوا کہ عورت مذکورہ دوسری جگہ پر نکاح کرے گی تو زانیہ کے حکم میں ہوگی۔ فقط

فسخ نکاح کے سلسلہ میں سوال اور علماء کے اختلاف کا کیا حل ہے ؟

(سوال ۱/۱۰۷۵) مولوی عبدالحئی صاحب نے مجموعۃ الفتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر نابالغہ کا نکاح غیر اب وجد نے کیا ہو تو اس دیار میں اس کی کوئی صورت فسخ نہیں ہے البتہ اگر قضاۃ دار الاسلام سے مثل بھوپال وحجاز وغیرہ سے طلب فسخ کرلیں تو فسخ ہو جائے گا اور نیز مولانا اشرف علی صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی حاکم مسلم کے پاس مرافعہ کرلیں بذریعہ کسی مولوی کے۔ وہ حاکم ہے فسخ کرسکتا ہے اگرچہ انگریز کی طرف سے ان دونوں صاحبوں کا لکھنا صحیح ہے یا کیا ؟

نابالغ کا وکیل بنانا

(سوال ۲/۱۰۷۵) زید نابالغ نے عمر سے کہا کہ تم ہمارے چچا بکر کے پاس خطبہ کے واسطے جاؤ کہ وہ اپنی لڑکی سے میرا نکاح کردے پس زید نابالغ اور عمر دونوں زید کے چچا کے پاس خطبہ کے واسطے گئے عمر نے بکر سے کہا کہ زید تمہارا بھتیجہ ہے تم ضرور اپنی فلاں لڑکی کا نکاح اس سے کردو بکر نے کہا ہم نے دیا ہم نے دیا زید نابالغ نے کہا ہم نے قبول کیا زید نے جو الفاظ عمر سے کہے ہیں ان الفاظ سے عمر اس کا وکیل ہو جائے گا یا نہیں نابالغ اگر کسی کو وکیل بالنکاح بناوے تو صحیح ہے یا نہیں اور زید نابالغ کا قبول کرنا صحیح ہے یا نہیں ؟

(الجواب) (۱) اس باب میں جو کچھ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سلمہ نے لکھا ہے دونوں صحیح ہیں اگر حاکم مسلمان جیسے جج وغیرہ جو مسلمان ہوں اگرچہ کفار کی طرف سے مقرر ہوں ان کی تفریق بھی معتبر ہے اور بلاد اسلام میں جاکر تفریق وفیصلہ کرا لیا جائے یہ بھی صحیح ہے کتب فقہ میں یہ تصریح

---

(۱) رد المحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ .ط.س.ج٥ص٣٥٤، ظفیر

(۲) ایضاً ج ٤ ص ٤١٤ .ط.س.ج٥ص٣٥٤

(۳) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ .ط.س.ج٥ص٣٦٨ . ظفیر

ہے کہ جو قضاۃ کفار کی طرف سے مقرر ہوں وہ فیصلہ بھی کر سکتے ہیں[1]

(۲) نابالغ کا وکیل بنانا صحیح نہیں ہے پس اس صورت میں اگر چچا ولی اقرب ہے تو اپنی ولایت سے وہ نکاح صغیر کا کر سکتا ہے اور قبول نابالغ کا بالاستقلال صحیح نہیں ہے لیکن اگر ولی اس کے قبول کو جائز رکھے تو وہ قبول معتبر ہے جب کہ نابالغ ممیّز ہو۔[2] فقط

بھائی کے کیئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کرنے کے لئے جج کے یہاں دعویٰ درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۷۶) ہندہ صغیرہ کا نکاح اس کے بھائی نے بکر سے کر دیا بوقت بلوغ ہندہ نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے جس کے لئے قضائے قاضی شرط ہے جب کہ قاضی ہمارے ملک میں زیر حکومت انگریزوں کی ہے قاضی ہے یا نہیں اور مولیان بھی حکم قاضی میں ہوتے ہیں یا نہ اور فریقین حکم بھی نہیں بناتے تو کیا ہندہ جج صاحب کے یہاں دعویٰ فسخ نکاح کا کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسی صورت میں شرعاً حسب تصریح فقہاء نکاح فسخ نہ ہوگا لان من شرائطه القضاء ولا يكون الكافر قاضياً البتہ اگر حاکم مسلم ایسا فیصلہ کرے تو معتبر ہوگا۔[2] فقط

نکاح فسخ کرنے کا حق مندرجہ ذیل لوگوں کو حاصل ہے یا نہیں؟

(سوال ۱/۱۰۷۷) نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے چچا نے ایک لڑکے کے ساتھ کر دیا لڑکی ہمیشہ اس نکاح کا انکار کرتی رہی جس وقت بالغ ہوئی حیض اس کو آیا اس وقت اس نے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا چار مرد گواہ اس امر کے اس نے بنائے کہ میرا نکاح میرے چچا نے پڑھایا ہے فلاں کے ساتھ وہ مجھے منظور نہیں اس صورت میں یہ نکاح فسخ تو ہوں گے لیکن فسخ کرنے کا اختیار لڑکی کو نہیں ہے قاضی اس میں شرط ہے اس زمانہ میں حاکم مسلمان نہیں ہے اور نہ حاکم کی طرف سے جو اس امر میں فسخ کر دے کہیں مقرر ہے اب اس امر میں کیا کیا جاوے؟

(۲) گاؤں کا پٹواری قاضی کا کام دے سکتا ہے یا نہیں؟ علیٰ ہذا گاؤں کا معتبر عالم اس امر میں قائم مقام قاضی کے ہو سکتا ہے؟ ریاست اسلام مثلاً گجرات میں سچین ہے وہاں حاکم زیر حکومت انگریز مسلمان اس کی طرف سے جو قاضی مسلمان ہے وہ اس امر میں فیصلہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا خود نواب صاحب اس امر میں فیصلہ کر سکتے ہیں یا نہیں یا مثل بھوپال حیدر آباد رامپور ٹونک وہاں کے قاضی اس امر میں فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس صورت میں اگر لڑکی مع گواہ کے ایسے قاضی ریاست کے پاس جاوے اور لڑکا یا لڑکے کا ولی وہاں حاضر نہ ہو

---

(۱) ويجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائز ، لو كافراً (الدرالمختار على هامش ردالمحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤٢٧ .ط.س. ج٥ص٣٦٨) ظفير

(۲) وبه علم ان تقليد الكافر صحيح وان لم يصح قضاءه على المسلم حال كفره الخ (رد المحتار كتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ .ط.س. ج٥ص٣٥٤) ظفير

کیونکہ دوسری ریاست ہے بالجبر اس کو حاضر نہیں کر سکتے تو فقط لڑکی اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں ؟ غرض اس امر میں سہولت کے ساتھ نکاح فسخ ہو سکے ایسی صورت تحریر فرمائیں لڑکا ابھی چھوٹا ہے اور لڑکی بالغ ہو گئی ہے اس لئے مفصل تحریر فرمائیں' اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں ؟

(الجواب) گاؤں کا مسلمان پٹواری یا معتبر عالم نکاح فسخ نہیں کر سکتا مگر جب کہ وہ حکم ہو فریقین کی طرف سے ریاست اسلامیہ کا حاکم و قاضی فسخ کر سکتا ہے مگر حاضر ہونا شوہر بالغ یا نابالغ کے ولی ووصی کا ضروری ہے وفیه ایماء الی ان الزوج لو کان غائبا لم یفرق بینهما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب [۱] شامی ولو بلغت وھو صغیر فرق بحضرة ابیه او وصیه بشرط القضاء درمختار. [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

باپ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ نہیں کر سکتی

(سوال ۱۰۷۸) ایک شخص حنفی نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا نابالغہ ہفتہ عشرہ میں شوہر کے مکان پر واپس آگئی جب بالغ ہوئی تو اپنے والد سے کہہ دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) کتب فقہ حنفیہ میں تصریح ہے کہ باپ نے جو نکاح اپنی دختر نابالغہ کا کر دیا ہو اس کو وہ لڑکی بالغہ ہونے کے بعد فسخ نہیں کر سکتی [۳] لہذا بدوں طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت بحالت موجودہ نہیں ہے۔ کذافی الدر المختار فقط

باپ نے نابالغ لڑکی کا جو نکاح کیا وہ درست ہے فسخ نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۰۷۹) دو نابالغ بچوں کا نکاح ان کے والدین کی اجازت سے پڑھایا گیا اب چونکہ لڑکے کے وارثان والدین فوت ہو گئے اور وہ سقیم الحال ہو گیا اس لئے وارثان لڑکی اس کا نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں جب ان سے اس مسئلہ کے اندر زور دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوا چونکہ دونوں نابالغ تھے آیا نکاح ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں نیز نکاح ثانی پڑھانے والا کس جرم کا مرتکب ہے ؟

(الجواب) نابالغوں کا نکاح ان کے باپ دادا وغیرہ اگر کریں صحیح ہوتا ہے [۴] اور باپ دادا کے نکاح کو نابالغی بچی بعد بلوغ کے بھی فسخ نہیں کر سکتی پس نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہے اگر کر دیا تو باطل ہے [۵] اور جان بوجھ کر

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ ط.س. ج۳ ص ۷۰.

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ ط.س. ج۳ ص ۶۹ ظفیر

(۳) لو فعل الاب اوالجد عندعدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرة حق الفسخ بعد البلوغ و ان فعل غیر هما فلهما ان یفسخا بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۰ ط.س. ج۳ ص ۶۸)

(۴) وللولی النکاح الصغیر والصغیرة جبراولو ثیبا(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۷ ط.س. ج۳ ص ۶۵)(۵) لو فعل الاب اوالجد عند عدم الاب لا یکون للصغیر والصغیرة حق الفسخ بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ ط.س. ج۳ ص ۶۸) ظفیر

ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ توبہ کرے۔ فقط

حکم کو فسخ کا اختیار ہے جب کہ شوہر موجود ہو

(سوال ۱۰۸۰) ہندہ صغیر نابالغہ کا نکاح اس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کر دیا جب ہندہ کو اول حیض آیا تو ہندہ نے گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کر دیا اور خالد سے نکاح ثانی کر لیا کیا فسخ نکاح ہندہ کا جب کہ قاضی بھی ہمارے ملک میں موجود نہیں ہو سکتا ہے اور حکم بھی نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا کیا اور زوج اول ہندہ کا حاکم کے روبرو نہیں آتا نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے اور اس وقت کے مولیان قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہیں اور جب کہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ولکن لهما ای لصغیر و صغیرة الخ خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ (قوله بشرط القضاء) لان فی اصله ضعفاً فیتوقف علیه کالرجوع فی الهبة و فیه ایماء الی ان الزوج لو کان غائباً لم یفرق بینهما مالم یحضر للزوم القضاء علی الغائب نه شامی[1] ص ۳۰۷، ج ۲

اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہو گیا کہ اس فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کر سکتا ہے اور مولیان موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں اور نہ بدون تسلیم فریقین حکم مقرر ہو سکتا ہے اور نہ اس کا حکم نافذ ہو سکتا ہے اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہو سکتا الحاصل صورت مسئولہ میں یہ نکاح فسخ نہیں ہوا اور دوسرا نکاح باطل ہے۔

عورت کا فسخ نکاح کے لئے مرتد ہونا بے سود ہے

(سوال ۱۰۸۱) زینب نو مسلمہ بطیب خاطر زید کے نکاح میں آئی چھ سات سال بعد زید کسی غرض سے دوسرے مقام کو چلا گیا جب واپس آیا تو اپنی منکوحہ مسماۃ کو اپنے مکان پر نہ پایا معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں میں ہے زید کے بلانے پر مسماۃ نہیں آئی زید نے عدالت سے چارہ جوئی کی جواب دعویٰ میں زینب نے بیان کیا کہ میں اب عزیزوں میں چلی گئی ہوں میں نے خنزیر کھایا ہے اور پوجا کی ہے کیا اس بیان سے وہ مرتد ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں کیا؟

(الجواب) اس حالت میں فتویٰ اس پر ہے کہ بعد تسلیم ارتداد زوجہ اس عورت کو بجبر شوہر اول کو واپس کر دیا جائے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کی جاوے اور مشائخ بلخ کا فتویٰ اس پر ہے کہ زوجہ اگر حیلہ کر کے مرتدہ ہو شوہر اول کے نکاح سے خارج نہیں ہوتی بجبر اس کو مسلمان کیا جاوے اور نکاح شوہر اول کا قائم ہے در مختار میں

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۰ و ج ۲ ص ۴۲۱ ط.س. ج۳ص ۷۰. ظفیر

ہے وتجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجر الها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتوی ولو الجیبة وافتی مشائخ بلغ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تیسیراً [1] (ترجمہ) اور مجبور کی جاوے گی عورت اسلام پر اور شوہر اول سے دوبارہ نکاح کرنے پر ازراہ توبیخ وزجر کے تھوڑے سے مہر پر جیسے ایک دینار مثلاً اور اسی پر فتویٰ ہے اور مشائخ بلخ نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ ایسی حالت میں زوجہ کے مرتدہ ہونے سے شوہر اول کا نکاح فسخ نہ ہوگا زجراً اور دشواری سے بچنے کے لئے۔

قبل بلوغ مباشرت کے باوجود خیار بلوغ حاصل ہے

(سوال ۱۰۸۲) ہندہ کا عقد نکاح ہمراہ زید بعد وفات پدر ہندہ اس کی ماں نے بایام نابالغی ہندہ کر دیا تھا اور مجامعت نابالغی جب کہ ہندہ کے آثار بلوغ نمایاں نہیں ہوئے تھے اگر زید جبراً یا بہ رضامندی ہندہ مباشرت کی تو کیا ہندہ بعد بلوغ نکاح مذکور کو فسخ کر سکتی ہے اور مباشرت مذکور اس کے اختیار خیار بلوغ کے مانع ہے یا نہیں ؟

(الجواب) دخول ومباشرت قبل بلوغ مقطع خیار فسخ نہیں ہے بلوغ کے بعد ہندہ کو اختیار ہے کہ بفور بلوغ اپنی عدم رضامندی ظاہر کر دے اور فسخ نکاح کی طالب ہو مگر اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے در مختار میں ہے وخیار الصغیر والثیب اذابلغا لا یبطل بالسکوت بلاصریح رضا ردالمحتار [2] معروف بشامی میں ہے قوله والثیب شمل مالو کانت ثیباً فی الاصل او کانت بکراً ثم دخل بهاثم بلغت (قوله دفع مهر) حمله فی الفتح علی ماذا کان قبل الدخول اما لو دخل بها قبل باوغه ینبغی ان لا یکون دفع المهر بعد بلوغه رضا [3] وفیه ایضاً قبیله و حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء [4] فقط

دھوکہ دیکر غیر کفو والا شادی کرلے تو بعد میں وہ فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۸۳) ہندوستان میں بہت سے ایسے شرفاء ہیں جن کے یہاں کفو کا اعتبار ہوتا ہے اگر کوئی غیر شخص دھوکہ دیکر اپنے آپ کو کفو ظاہر کر کے کسی کی لڑکی سے شادی کرلے اور در حقیقت وہ اس کا کفو نہ ہو تو ایسا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی صورت میں اختیار فسخ کا رہتا ہے در مختار میں ہے لو تزوجته علی انه حرا وسنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذاهو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار [5] الخ وفی الشامی لو

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۰ .ط.س.ج۳ص ۱۹٤ .ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷ .ط.س.ج۳ص ۷۵. ظفیر
(۳) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۷ .ط.س.ج۳ص ۷۵.
(٤) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۱ .ط.س.ج۳ص ۷۰ ظفیر
(۵) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۲ .ط.س.ج۳ص ۵۰۱.

انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفوء فحق الفسخ ثابت للكل الخ [1]

چچا کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فوراً فسخ کا اختیار ہے مگر قضائے قاضی شرط ہے

(سوال ۱۰۸٤) ہندہ نابالغہ کا نکاح ہندہ کے چچا نے زید کے ساتھ پڑھادیا تھا ہندہ جس وقت بالغ ہوئی اس نے چند آدمیوں کے روبرو فوراً نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کی کہ یہ نکاح مجھ کو منظور نہیں ہے کیا نکاح ہندہ کے نامنظور کرنے سے فسخ ہوگیا یا فسخ نہیں ہوا؟

(الجواب) کتب فقہ در مختار و شامی میں ہے کہ صورت مذکورہ میں ہندہ کو بعد بالغہ ہونے کے فوراً اختیار ہے کہ اپنا نکاح فسخ کرادے لیکن بدوں حکم قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا چنانچہ در مختار میں ہے بشرط القضاء للفسخ [2] اور شامی میں ہے فان اختار الفسخ فلا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء [3] الخ پس اس زمانہ میں چونکہ قاضی شرعی نہیں ہے اس لئے نکاح مذکور فسخ نہ ہوگا کیوں کہ ہندہ خود اپنا نکاح فسخ نہیں کرسکتی اور دوسرا نکاح بدون طلاق دینے شوہر کے نہیں کرسکتی۔ فقط

ایک غیر شخص نے نکاح کردیا اب بالغ ہونے کے بعد وہ فسخ کرسکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۸٥) ہندہ کے والدین اور دادا بھائی نے انتقال کیا ہندہ کے دادا کے ہم زلف نے جو غیر شخص ہے آٹھ سال کی عمر میں ہندہ کا نکاح زید سے کردیا ہندہ نے بالغ ہوتے ہی چند گواہوں کے روبرو اس نکاح کو فسخ کردیا تو یہ نکاح فسخ ہوا اور ہندہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح مذکور فسخ ہوگیا ہندہ کو اختیار ہے کہ دوسرے مرد سے اپنا نکاح کرلیوے [4] فقط (یہ دراصل فضولی کا کیا ہوا نکاح تھا وہ لڑکی کی بعد بلوغ منظوری پر موقوف تھا۔ اس نے اسے نامنظور کردیا لہٰذا وہ ختم ہوگیا اس لئے یہاں قضائے قاضی کی بحث نہیں چھیڑی گئی ظفیر)

نابالغ لڑکے سے بالغ لڑکی کی شادی ہوئی تو لڑکی نکاح فسخ کراسکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۸٦) ایک لڑکے نابالغ کا نکاح ایک لڑکی بالغہ سے ہوا اب لڑکی نکاح فسخ کرانا چاہتی ہے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲. ط.س.ج۳ص ۵۰۱.

(۲) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۲۰ .ط.س.ج۳ص ۷۰.ظفير

(۳) ردالمحتار باب الولى ج ۲ ص ٤۲۱ .ط.س.ج۳ص ۷۰' ظفير

(٤) ونكاح عبد وامة بغير اذن السيد موقوف على اجازة كنكاح الفضولى توقف عقوده كلها ان لها مجيز حالة العقد والا تبطل (درمختار) قال فى البحر الفضولى من يتصرف لغيره بغيرولاية ولا وكالة (رد المحتار باب الكفارة ج ۲ ص ٤٤۹ .ط.س.ج۳ص۹۷) ظفير

(الجواب) جب کہ لڑکی بالغہ تھی اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا تھا تو یہ نکاح شرعاً صحیح اور منعقد ہو گیا اب اگر لڑکی علیحدگی چاہتی ہے تو جس وقت لڑکا بالغ ہو جاوے اس سے طلاق لے لی جاوے یا خلع کر لیا جاوے یعنی لڑکی مہر معاف کر دے اور شوہر طلاق دے دے بدون طلاق دینے شوہر کے یا خلع کرنے کے کوئی صورت علیحدگی کی اور جواز نکاح ثانی کی لڑکی کے لئے نہیں ہے [۱] جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دیدے اس وقت تک کوئی صورت فسخ نکاح اور کوئی جواز نکاح ثانی کا لڑکی کے لئے نہیں ہے۔

باپ جب دیوانہ تھا تو چچا ولی تھا اس کا کیا ہوا نکاح درست ہے باپ کو رد کرنے کا اور لڑکی کو بلا قضاء قاضی فسخ کا اختیار نہیں

(سوال ۱۰۸۷) زید دیوانہ ہو گیا اور اس کی ایک لڑکی صغیرہ ہندہ کا نکاح زید کے بھائی یعنی ہندہ کے چچا بکر نے کر دیا اور اب لڑکی کا باپ اچھا ہو گیا اور اپنی لڑکی کے نکاح سے انکار کرتا ہے اور چار پانچ ماہ سے ہندہ بھی بالغ ہے وہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے انکار کرتی ہے یہ نکاح صحیح ہو لیا نہیں اور اب ہندہ یا زید اس کو فسخ کر سکتے ہیں اور ہندہ کا دوسرا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) وہ نکاح جو ہندہ صغیرہ کا اس کے چچا بکر نے بحالت مذکورہ کیا وہ صحیح ہو گیا اور ہندہ کو بالغہ ہونے پر اگرچہ اختیار نکاح کے فسخ کرنے کا ہے لیکن قضائے قاضی اس فسخ کے لئے ضروری ہے اور اس زمانہ میں قاضی نہیں ہے لہذا بدون قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا [۲] اور ہندہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور زید کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ کذافی کتب الفقه [۳] فقط

نکاح قبول کر لینے اور شوہر کے ساتھ رہنے کے بعد نکاح فسخ نہیں ہو گا

(سوال ۱۰۸۸) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کا نکاح اس کے سوتیلے باپ نے ایک شخص کے ساتھ کر دیا تھا لڑکی بعد بلوغ کے دو سال تک اپنے خاوند کے ساتھ رہی اور بعد دو سال کے نکاح سے انکاری ہے تو اس صورت میں اب لڑکی کا نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ یہ نکاح نافذ ہے اور اب بعد اجازت بالغہ یہ نکاح فسخ نہ ہو گا۔ [۴]

---

(۱) اس میں خیار بلوغ کا سوال پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ بلوغ کے بعد ہی لڑکی کی اجازت سے نکاح ہوا ہے بالغہ کو خیار فسخ حاصل نہیں ہوتا ہے یہ حق نابالغہ کے لئے ہے لهما ای لصغير و صغيرة و ملحق بهما خيار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنكاح بعده (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤٢٠ .ط.س.ج۳ص۶۹)

(۲) فان اختار الفسخ لا يثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤٢١ .ط.س.ج۳ص۷۰) ظفير

(۳) وللولى الا بعد التزويج بغيبة الا قرب فلو زوج الا بعد حال قيام الا قرب توقف على اجازته (درمختار) حال قيام الاقرب اى حضوره و هو من الولاية اما لو كان صغيرا او مجنونا جاز نكاح الا بعد (رد المحتار باب الولى ج ۲ ص ٤٣٢ .ط.س.ج۳ص۸۱) ظفير

(٤) و خيار الصغير والثيب اذا بلغالا يبطل بالسكوت بلا صريح رضاء او دلالة عليه كقبلة ولمس و دفع مهر (درمختار) ومن الرضا دلالة فى جانبها تمكينه فى الوطوء (رد المحتار باب الولى ج۲ ص ٤٢٧ .ط.س.ج۳ص۷۵) ظفير

چچا کے نکاح کو بعد بلوغ فسخ کر کے دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۰۸۹) عائشہ صغیرہ کا نکاح اس کے چچا نے کر دیا جب کہ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہو چکا تھا بعد چند سال کے جب عائشہ کو حیض آیا اور بالغہ ہوئی تو فوراً اسی وقت اس نے اپنے نکاح سے انکار کیا اور دو معتبر شخص کے سامنے اپنے نکاح کو فسخ کیا بعد چند سال کے عائشہ نے اپنا نکاح اپنے کفو میں کر لیا اب ایک شخص نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عائشہ کا نکاح اول کسی صورت میں فسخ نہیں ہو سکتا اور جو بعد میں دوسرا نکاح کیا وہ فاسد ہے اور جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے آیا عائشہ کا اول نکاح فسخ ہو کر دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور جس مولوی نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح اول فسخ نہیں ہوا صحیح ہے یا نہ ؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار وا ن کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه الی ان قال ان کان من کفوء و بمهر المثل صح ولکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء للفسخ قال فی رد المحتار المعروف بالشامی قوله للفسخ ای هذا الشرط انما هو للفسخ لا لثبوت الاختیار وحاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا فرع علیه بقوله فیتوارثان فیه ای فی هذا النکاح قبل ثبوت فسخه الخ شامی[1] ج ۲ ص ۳۰۷

پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں بوجہ نہ ہونے قضاء قاضی کے نکاح اول فسخ نہ ہوا اور دوسرا نکاح جو قبل از فسخ نکاح اول ہوا باطل و حرام ہے پس جس عالم نے یہ مسئلہ بتلایا کہ نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا وہ فتویٰ صحیح ہے اور مطابق ہے کتب معتبرہ حنفیہ کے اور جب کہ نکاح ثانی باطل ہوا تو جو تفریعات نکاح باطل پر ہوں گی وہ ظاہر ہیں اور واضح ہو کہ کسی عالم ایک یا زیادہ کا یہ کہہ دینا کہ نکاح فسخ ہو گیا قضاء نہیں ہے اور نہ قضائے قاضی کے قائم مقام ہے البتہ اگر کسی دونوں فریق یعنی زوجین پنچ حکم بنا دیتے کہ جو کچھ وہ فیصلہ کرے گا ہم کو تسلیم ہے تو البتہ حکم اس حکم کا قائم مقام قضائے قاضی کے ہوتا۔ واذ لیس فلیس فقط

ماں کا کیا ہوا نکاح تھا بالغ ہوتے ہی فسخ کر دیا کیا حکم ہے

(سوال ۱۰۹۰) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی ماں نے اپنی برادری میں بمہر مثل کر دیا کیوں کہ لڑکی کے باپ دادا انتقال کر چکے تھے لڑکی نے حیض جاری ہوتے ہی کہہ دیا کہ میں نکاح رکھنا نہیں چاہتی تو کیا نکاح فسخ ہو گیا اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے ؟

(الجواب) ایسی صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور قاضی چونکہ اس زمانہ میں موجود نہیں ہے اس لئے بدون طلاق دینے شوہر بالغ کے کوئی صورت فسخ نکاح کی اور جواز نکاح ثانی کی نہیں ہے فقط (یوں اس کو خیار بلوغ حاصل ہے۔[2] ظفیر)

---

(۱) رد المحتار باب الولی ص ۴۱۹ ج ۲ و ص ۴۲۱ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۶۷- ۷۰. ظفیر (۲) حاصلله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۰) اب صوبہ بہار میں امارت شرعیہ کے قضاۃ کے ذریعہ بہت آسانی سے یہ صورت نکل سکتی ہے ظفیر

ماں نے نکاح کیا لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی بالغ علیحدگی کی کیا صورت ہے؟

(سوال ۱۰۹۱) ایک لڑکی جس کا والد فوت ہو گیا اس وقت لڑکی کی عمر تخمیناً چھ یا سات سال کی تھی اس کی والدہ نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا تھا جس کی عمر دو یا تین سال کی تھی اب لڑکی اٹھارہ سال کی اور لڑکا تیرہ سال کا ہے لیکن دونوں میں اس قدر منافرت ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے لڑکی کی علیحدگی کی کوئی صورت بتلائی جائے؟

(الجواب) اگر ماں اس وقت ولی تھی اور کوئی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا تو والدہ نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ صحیح ہو گیا اب صورت علیحدگی کی اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ لڑکا جب بالغ ہو جاوے یا پندرہ برس کا ہو جاوے وہ طلاق دے دیوے۔ فقط

دادا نے نکاح کیا اور لڑکی شوہر کے پاس رہی بھی اب وہ نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۰۹۲) زید کا بیٹا مر گیا اس نے ایک لڑکی چھوڑی اور بیوہ چھوڑی زید نے اپنی پوتی کا نکاح اپنے نواسہ سے بغیر رضامندی لڑکی کی والدہ کے کر دیا کچھ دنوں تو لڑکی اپنے شوہر کے یہاں رہی مگر بیوہ کے خاوند نے اس لڑکی کو سکھلا دیا کہ تو کہہ دے کہ میں نے نکاح نہیں پڑھوایا اور میں راضی نہیں ہوں۔ چنانچہ لڑکی برابر انکار کرتی ہے کہ میں چونکہ اب بالغ ہوں میرا نکاح نہیں پڑھایا گیا اور دادا نے نابالغی میں جو پڑھوایا اس پر میں رضامند نہیں ہوں آیا شرعاً زید کا کیا ہوا نکاح ٹوٹ گیا یا بدستور رہا کیا لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے ایک مولوی کے فتوے پر زید کی پوتی نے دوسرا نکاح کر لیا ہے؟

(الجواب) دادا نے جو نکاح اپنی پوتی نابالغہ کا کیا تھا وہ فسخ نہیں ہو سکتا دوسرا نکاح جو لڑکی نے کر لیا وہ شرعاً باطل اور غیر صحیح لہذا وہ لڑکی شرعاً شوہر سابق کو ملنی چاہیئے هکذا فی کتب الفقه الحنفية كالدر المختار[1] والشامی والعالمگیریه والهدایه وغیره فقط

خیار بلوغ و فسخ نکاح

(سوال ۱۰۹۳) ہندہ مراہقہ یا بالغہ کا نکاح اس کے ولیوں نے زید سے کر دیا جب وہ رخصت ہو کر زید کے گھر گئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زید سے راضی نہیں اور اس نے صراحتہً بھی یہ کہہ دیا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں اور نہ میں اس کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہوں بعد ازیں زید کے ولیوں نے ہندہ کے ولیوں کو بلا کر ہندہ کو ان کے سپرد کر دیا چند مہینہ کے بعد ہندہ کے ولیوں نے آکر یہ کہا کہ ہندہ کہتی ہے کہ اب میں زید سے راضی ہوں اور اس کے یہاں جاؤں گی لیکن اب زید کے ولی انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ زوجہ مہر معاف کر دے اور زید طلاق دے دے اس صورت میں کیا حکم ہے؟ یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو ان ایام کا نفقہ جب سے

---

(۱) ولو فعل الا ب او الجد عند عدم الاب لا يكون للصغير والصغيرة حق الفسخ بعد البلوغ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۰. ط.س. ج ۳ ص ۶۸)

زید کے یہاں آنے کا اقرار کیا زید پر واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ اگر بالغہ تھی تو اگر موافق رواج کے اس کے استیذان کے بعد اس کے ولیوں نے اس کا نکاح کیا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا اور ہندہ کو اس صورت میں فسخ نکاح کا کچھ اختیار نہیں اور اگر ہندہ بوقت نکاح نابالغہ تھی اور نکاح اس کا باپ دادا کے سوا دوسرے ولی نے کیا ہے تو اس صورت میں اگر ہندہ کو بفور بلوغ نکاح فسخ کرانے کا اختیار تھا مگر چونکہ شرائط فسخ نکاح نہیں پائے گئے لہذا وہ نکاح صحیح رہا اب جب کہ زوجین میں توافق ہے اور ہندہ زید کے پاس رہنے میں راضی ہے اور زید بھی راضی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر آمادہ ہے تو زید کے اولیا کو ان میں مفارقت کرانا نہ چاہیئے کہ یہ امر عند الشرع مذموم ہے اور نفقہ ہندہ کا اس صورت میں زید کے ذمہ واجب ہے۔ فتجب للزوجة بنكاح صحيح على زوجها الخ ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها الزوج بالنقلة به يفتي وكذا اذا طالبها ولم تمنع اوامتنعت للمهر [1] درمختار، قوله ولو هي في بيت ابيها تعميم لقوله فتجب للزوجة و هذا ظاهر الرواية فتجب النفقة من حين العقد الصحيح وان لم تنتقل الى منزل الزوج اذا لم يطالبها الخ شامي [2] ج ۳ ص ٦٦٤ فقط

خیار بلوغ پر عورت گواہ بنادے تو تاخیر مضر نہیں

(سوال ۱۰۹٤/۱) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد نے خیار البلوغ میں شہادت قائم کر دی ہو اور بعد شہادت ساکت رہنا قاضی موجود ہونے تک یا فتویٰ منگانا قبل خلوۃ صحیحہ یہ موجب رضاء مانع فسخ ہے یا نہیں؟ اور فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے یا نہیں؟

خیار بلوغ کے لئے قضائے قاضی

(۲) اگر ناکح غائب ہو تو قاضی کیوں کر نکاح فسخ کرے گا اگر اس میں قضائے قاضی شرط ہے؟

خیار بلوغ

(۳) خیار بلوغ کے بعد عورت کو جب نکاح کا علم ہو جاوے اور وہ مہر کی مقدار میں مخاصمہ کرے تو پھر بھی عورت کو خیار فسخ ہے یا نہیں؟

(الجواب) (۱) قضائے قاضی فسخ کے لئے شرط ہے اگر بفور بلوغ منکوحہ مذکورہ نے فسخ نکاح پر شہادت قائم کر دی تو پھر ساکت رہنا وجود حضور قاضی تک خیار فسخ کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے کما في الدرالمختار، بشرط القضاء الخ اور اگر زوج غائب ہو تو اس کے حاضر ہونے تک قاضی فسخ کا حکم نہ کرے گا قال في الشامي . و فيه ايماء الى ان

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸٦. ط.س. ج۳ ص ۵۷۲، ظفیر

(۲) رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹. ط.س. ج۳ ص ۵۷۵. ظفیر

الزوج لو كان غائبا لم يفرق بينهما مالم يحضر للزوم القضاء على الغائب[۱]۔ مهر

(۳) علم اصل نکاح کے بعد سکوت منکوحہ صغیرہ بعد بلوغ مبطل خیار ہے پس منازعت کرنا مہر میں اور فسخ نہ کرنا نکاح کو بفور بلوغ مسقط خیار ہے كما مر عن الدر المختار و بطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة اصل النكاح[۲] فقط

بلوغ کے وقت سکوت سے خیار بلوغ باطل ہو جاتا ہے

(سوال ۱۰۹۵) صغیرہ منکوحہ بغیر الاب والجد کا بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہ کر یہ کہنا کہ مجھ کو نکاح کے فسخ کرنے کا اختیار ہے صحیح ہے یا نہ ؟ اور اس کو اس صورت میں اختیار فسخ نکاح ہے یا نہیں ؟ اور قاضی بھی اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہ ؟

(الجواب) در مختار میں ہے وبطل خيار البكر بالسكوت الخ ولا يمتد الى اخر المجلس الخ وفي الشامي قوله و بطل خيار البكر اى سن بلغت وهي بكر الخ[۳] پس معلوم ہوا کہ بعد بلوغ چھ ماہ تک ساکت رہ کر منکوحہ مذکورہ کو خیار فسخ نہیں ہے اور کوئی قاضی اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ فقط

فسخ نکاح میں زوجین کا موجود رہنا ضروری ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۰۹۶) فسخ نکاح خیار بلوغ میں قضاء قاضی یا حکم محکم کی ضرورت ہے یا نہیں اور زوجین کا حاضر رہنا وقت قاضی کی قضاء کے ضروری ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قضائے قاضی یا حکم محکم کی ضرورت اور حضور زوجین یا ولی یا وصی نابالغ میں شرط ہے ولو بلغت وهو صغير فرق بحضرة ابيه او وصيه بشرط القضاء للفسخ[۴] الخ ' الدر المختار فقط

ماں نے نکاح کر دیا تھا لڑکی اسے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں جب کہ وہ ماں پر الزام بھی لگاتی ہے

(سوال ۱۰۹۷) ایک عورت بیوہ نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا بعد میں عورت بیوہ مذکورہ کا انتقال ہو گیا دختر نابالغہ سن بلوغ کو پہنچ کر دو سال کامل اپنے شوہر کے گھر رہی۔ اب یہ عذر کرتی ہے کہ میرا نکاح جو والدہ نے بحالت نابالغی کر دیا تھا وہ فسخ کر دیا جاوے اور مسماۃ مذکورہ یہ بھی کہتی ہے کہ میرے شوہر کا ناجائز تعلق میری والدہ کے ساتھ تھا اس لئے میرا نکاح اس کے ساتھ حرام ہے دختر کا یہ قول معتبر ہے یا

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س.ج۳ص ۷۰

(۲) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س.ج۳ص ۷۳

(۳) ایضاً ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س.ج۳ص ۷۳ ظفیر

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۲۰ ' و ج ۲ ص ۴۲۱ و فيه ايماء الى ان الزوج لو كان غائباً لم يفرق بينهما مالم يحضر للزوم القضاء على الغائب (رد المحتار باب الولي ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س.ج۳ص ۷۰) ظفیر

نہیں اور حرمت ثابت ہوگی یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغ کے نکاح کی ولایت اور اختیار دراصل عصبات کو ہے اول باپ پھر دادا پھر بھائی۔ اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو چچا تایا ولی ہیں الیٰ آخر الترتیب اگر عصبات ذکور میں سے کوئی نہ ہو تو اس وقت والدہ کو اختیار نابالغ وار نابالغہ کے نکاح کا ہے پس اگر باوجود موجود ہونے ولی عصبہ کے والدہ نے نکاح کیا تو وہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ البتہ اگر کوئی ولی عصبہ نہ ہو تو پھر والدہ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہے[۱] لہذا صورت مسئولہ میں اگر باوجود ولی عصبہ کی موجودگی کے والدہ نے خود نکاح کر دیا اور ولی نے اس کو جائز رکھا تو جائز ہوا ورنہ باطل ہوا[۲] اور اگر ولی عصبہ نہ ہونے کی صورت میں والدہ نے نکاح کیا تو وہ صحیح ہے اب فسخ نہیں ہو سکتا[۳] اور مسماۃ مذکور کا یہ قول کہ اس کے شوہر کا ناجائز تعلق اس کی والدہ سے تھا اس لئے نکاح ناجائز ہوا صحیح اور معتبر نہیں ہو سکتا اور محض اس کے کہنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔[۴] فقط

باپ دادا کے سوا کسی نے نابالغہ کا نکاح کیا تو وہ بعد بلوغ فسخ کر سکتی ہے مگر قضائے قاضی ضروری ہے

(سوال ۱۰۹۸) یہ مقدمہ زیر دفعہ ۴۹۴ از دواج ناجائز من جانب مستغیث عدالت راجپورہ میں دائر ہوا تھا مجسٹریٹ صاحب راجپورہ نے اس استغاثہ کو اس بناء پر خارج کر دیا ہے کہ مسماۃ کا نکاح جب عبد الکریم نابالغ سے ہوا تھا تو وہ نابالغ تھی اور اس کا نکاح ولی کی ولایت سے نہیں ہوا تھا اس لئے مسماۃ کو اختیار تھا کہ بالغ ہوتے ہی وہ اپنے پہلے نکاح کو فسخ کرے اور دوسرے شخص سے نکاح کرلے مسمی عبد الکریم مستغیث کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت اس کی عمر تقریباً سات سال کی تھی اور مسماۃ مریم کی عمر تقریباً نو سال کی تھی اور اب بوقت نکاح ثانی مسماۃ مریم سولہ سال کی تھی اور اس وقت تقریباً ۱۸ سال کی عمر ہے وکیل مستغیث کی اس نسبت یہ بحث ہے کہ بیشک ایسا نکاح جو ولی کی ولایت میں نہ ہوا ہو بالغ ہونے پر عورت ایسا نکاح منسوخ کر سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بالغ ہونے پر عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حسب قاعدہ حاکم عدالت یا قاضی سے وہ اجازت نکاح حاصل کرے اور جب تک بحکم عدالت نکاح منسوخ نہ ہو نکاح قائم رہتا ہے عورت حسب مرضی خود بخود نکاح شرعی کو منسوخ نہیں کر سکتی، وکیل نے دفعہ ۵۰ قانون شرع محمدی فیصلہ کلکتہ جلد ۱۹ ص ۹ پیش کر کے یہ بحث

---

(۱) فان لم یکن عصبة فالو لایة للام (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ .ط.س.ج۳ص۴۸) ظفیر (۲) فلو زوج الا بعد حال قیام الا قرب توقف علی اجازته (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۳۲ .ط.س.ج۳ص ۸۱) ظفیر

(۳) لھما ای لصغیر وصغیرة و ملحق بھما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ اوالعلم بالنکاح بعده لقصور الشفقة الخ بشرط القضاء للفسخ (ایضاً ج ۲ ص ۴۲۰ و ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س.ج۳ص۶۹) ظفیر

(۴) تزوج بکرا فوجد ھا ثیبا وقالت ابوك فضنی ان صدقھا بانت بلامھر والا لا (ایضاً فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۰۴ .ط.س.ج۳ص ۳۲) ظفیر

کی ہے کہ صورت متذکرہ میں عورت کو بالغ ہوتے ہی فسخ نکاح کا اختیار ہو جاتا ہے عدالت سے ایسا حکم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور قانون شرع محمدی کی رو سے جب کسی نابالغ بچہ کی شادی سوائے باپ اور دادا کے کوئی اور شخص کرائے تو بالغ ہونے کے وقت لڑکا اور لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ اس نکاح کو قائم رکھیں یا نہ رکھیں اور ثبوت میں حوالہ ردالمحتار جلد ۲ ص ۵۰۰ مطبوعہ مصر اور شرائع الاسلام ص ۳۰۹ کا دیا گیا ہے اور اس امر کے متعلق کہ فسخ نکاح کے لئے حکم عدالت ضروری ہے حوالہ فتاویٰ عالمگیری کا دیا گیا ہے اور درج کیا گیا ہے کہ کتاب ردالمحتار کے ص ۵۰۲ جلد ۲ پر یہ تشریح کی گئی ہے کہ ایسے فعل کے انفساخ کے لئے جس کے کرنے کے فریقین مجاز ہیں کسی عدالتی حکم کی ضرورت نہیں ہے البتہ تصفیہ متنازعہ کے لئے ایک عدالتی شہادت کی ضرورت ہے واقعات وحالات مقدمہ یہ ہیں غور طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسا نکاح جو بوقت نابالغی باپ دادا کے علاوہ کسی اور شخص کی اجازت سے ہوا ہو وہ اور حقیقی چچا اس کا نکاح کرنے والا ہو تو متعاقدین میں سے ایسے شخص کے بالغ ہو جانے پر وہ فسخ ہو سکتا ہے یا کہ نہیں اور ایسے انفساخ کے لئے عدالت یا کسی شرعی شخص کی اجازت ضروری ہے یا نہیں اور عورت کو مجاز ہے کہ بلا اجازت عدالت یا شرعی فتویٰ کے انفساخ بموجودگی شوہر اول نکاح ثانی کرے پس مقدمہ ہذا میں حسب الحکم جناب جج صاحبان مکلّف خدمت ہوں کہ جناب واقعات مقدمہ اور امور تنقیح طلب عدالت ہذا پر غور فرما کر بروے مستند کتب شرعی مذہب اہل سنت والجماعت جواب بحوالہ مفصل عنایت فرمادیں؟

(الجواب) جس صورت میں کہ نابالغہ کا نکاح سوائے باپ دادا کے دوسرا اولی کرے تو نابالغہ کو بعد بالغہ ہونے کے یہ اختیار ہے کہ اپنے نکاح سابق سے انکار کر دیوے اور اس کو بذریعہ قاضی کے فسخ کرالے کیونکہ بدوں قضاء قاضی شرعی کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا جیسا کہ ردالمحتار المعروف بالشامی میں صراحتہً یہ مذکور ہے کہ بدوں قضاء قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا عبارت اس کی یہ ہے فی الدرالمختار قوله بشرط القضاء للفسخ الخ قوله للفسخ ای هذا الشرط ای هو للفسخ لا لثبوت الاختيار و حاصله انه اذاكان المزوج للصغير والصغيرة غير الاب والجد فلهما الخيار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ فلا يثبت الا بشرط القضاء[1] الخ ص ۳۰۷ جلد ثانی شامی باب الولی

پس یہ عبارت صریح ہے اس بارے میں کہ لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے لیکن وہ خود فسخ نہیں کر سکتی بلکہ قاضی شرعی فسخ کرے گا اور بلا قضائے قاضی کے وہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور لڑکی کو یہ درست نہ ہوگا کہ بدون فسخ کرنے قاضی کے اور بدوں گزرنے عدت کے وہ نکاح ثانی کر سکے۔ فقط

جب بلوغ کے بعد بھی شوہر کے ساتھ رہی تو اب اس کو حق فسخ حاصل نہیں ہے

(سوال ۱۰۹۹) مسماۃ زیتون کی عمر جب چودہ برس کی ہوئی تو اس کے ولی اقرب چچا نے اس کا نکاح ابراہیم

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س.ج۳ص ۷۰. ظفیر

سے کر دیا اسی روز سے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے ساتھ خلوت میں رہنے لگی نکاح کے چار پانچ ماہ بعد حائضہ ہوئی اور اس کے بعد بھی چار پانچ ماہ تک شوہر کے ساتھ رہی بعد ازاں باہم کچھ ناچاقی ہو گئی اور شوہر اپنی بیوی سے علیحدہ رہنے لگا اب مسماۃ مذکورہ دعویٰ کرتی ہے کہ جب میرا نکاح ہوا تو میں نابالغہ تھی اب مجھے یہ نکاح منظور نہیں اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اب وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا یعنی صورت موجودہ میں عورت کو خیار فسخ نکاح باقی نہیں رہا قال فی الدرالمختار ولا یمتد الی اخر المجلس (درمختار) ای مجلس بلوغها او علمها بالنکاح الخ ای فلو سکتت ولو قلیلا بطل خیارها الخ شامی[1]

باپ نے چچازاد بھائی کے ذریعہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا تو کیا اس کو خیار بلوغ حاصل ہے

(سوال ۱۱۰۰) زید نے اپنی دختر کا عقد اپنی بیماری میں اپنے چچازاد بھائی کو ولی قرار دیکر اور بکر نے اپنے لڑکے کی طرف سے ولی بن کر پڑھوالیا تو لڑکی کو بوقت بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں لڑکی کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ جس وقت لڑکی بالغہ ہو اسی وقت یہ کہہ دے کہ میں نکاح کو فسخ کرانا چاہتی ہوں اور قاضی شرعی نکاح فسخ کر سکتا ہے بدون قاضی کے نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الدرالمختار و شرط للکل القضاء و فیه ایضاً وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب و ابیه ولو الام اوالقاضی اووکیل الاب الخ لهما خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء الخ[2] فقط

نابالغ ونابالغہ کے ولیوں نے ایجاب وقبول کیا تو کیا بعد بلوغ وہ فسخ ہو سکتا ہے

(سوال ۱۱۰۱) زید نے اپنے نابالغ لڑکے کی منگنی عمر کی نابالغہ دختر سے کر دی لڑکے لڑکی کے باپ نے ایجاب و قبول کیا اور نکاح بھی پڑھایا گیا اب دونوں بالغ ہو گئے ہیں تو وہ نکاح جائز ہے یا اب پھر نکاح پڑھانے کی ضرورت ہے اگر اب لڑکا یا لڑکی مع رضامندی والدین اس نکاح سے انکار کریں تو قابل پذیرائی ہے یا نہیں اگر نہیں تو علیحدگی کی کیا صورت ہے ؟

(الجواب) اگر باقاعدہ نکاح پڑھایا گیا اور ایجاب وقبول نکاح کا ہو گیا تو انعقاد نکاح میں کچھ شبہ نہیں رہا اب فسخ نہیں ہو سکتا اور والد کے کئے ہوئے نکاح کو لڑکی بعد بلوغ کے فسخ نہیں کر سکتی اور اگر ایجاب وقبول حسب قاعدہ نکاح نہ ہوا تھا محض منگنی تھی اور لفظ نکاح کے ساتھ ایجاب وقبول نہ ہوا تھا بلکہ محض ایسا ہوا کہ لڑکی کے ولی نے کہا کہ میں نے لڑکی تمہیں دے دی اور لڑکے کے ولی نے کہا کہ میں نے لے لی یا مجھے منظور ہے تو یہ وعدہ نکاح ہے نکاح اس سے مجلس منگنی میں منعقد نہیں ہوتا اس صورت میں نکاح دوبارہ ہونا چاہئیے لیکن اگر زوجین میں

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۳ص ۷۴. ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س. ج۳ص ۶۷. ظفیر

سے کوئی اس تعلق کو پسند نہ کرے تو وہ نکاح سے انکار کر سکتا ہے۔

بغیر قضائے قاضی صرف انکار سے نکاح فسخ نہیں ہوتا

(سوال ۱۱۰۲) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے ولی عصبہ نے کر دیا بعد بلوغ یعنی حیض آنے پر ہندہ نے اس نکاح سے انکار کر دیا بعد انکار کے ہندہ کے ماموں نے اس کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح اول ہی قائم ہے تو قاضی اور جو لوگ دوسرے نکاح میں شریک ہوئے ان کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) نکاح اول جو نابالغہ کے ولی جائز نے کیا وہ صحیح ہو گیا بعد بلوغ ہندہ کے محض ہندہ کے انکار کر دینے سے بدون قضائے قاضی منسوخ اور فسخ نہیں ہوا[1] پس دوسرا نکاح جو ہندہ کے ماموں نے کیا وہ ناجائز ہوا[2] باوجود علم کے جو لوگ شریک نکاح ثانی ہوئے اور جس نے نکاح پڑھایا وہ گناہ گار ہوئے توبہ کریں اور اعلان کر دیں کہ دوسرا نکاح نہیں ہوا۔ فقط

والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۰۳) ہندہ نابالغہ کا نکاح والدہ کی ولایت سے ہوا تھا اب ہندہ کی عمر پندرہ سال ہے اور ہنوز ہندہ اپنے والدین کے گھر مقیم ہے اس صورت میں ہندہ والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اور بعد بلوغ ہندہ کو اختیار فسخ نکاح ہے یا نہیں اور ولی ہندہ کا کون ہے؟

(الجواب) والدہ کی ولایت نکاح نابالغہ میں عصبات سے موخر ہے پس اگر کوئی ولی عصبہ نابالغہ کا موجود نہ تھا مثل چچا وغیرہ کے تو والدہ کا کیا ہوا نکاح صحیح ہو گیا ہندہ کو بعد بلوغ خیار فسخ نکاح حاصل تھا مگر اس فسخ کے لئے قضائے قاضی شرط ہے اور یہ خیار بعد بلوغ ہوتا ہے اگر بفور بلوغ اس نے اس نکاح سے انکار نہیں اور اس کو رد نہیں کیا اور قاضی سے فسخ نہیں کرایا تو پھر فسخ نہیں ہو سکتا در مختار میں ہے **ولا یمتد الی اخر المجلس الخ ای مجلس بلوغها الخ شامی**[3] **وفی الدر المختار ایضاً بشرط القضاء الخ**[4] فقط

ولد الزنا نابالغہ لڑکی کا نکاح ماں نے کر دیا تو کیا اس کو بعد بلوغ فسخ کا اختیار ہے

(سوال ۱۱۰۴) ایک لڑکی سکندر کا نکاح اس کی نابالغی میں اس کی ماں ولی عصبہ نے کیا اور سکندر ولد الزنا ہے اس نے بالغ ہوتے ہی ولی عصبہ کا نکاح کیا ہوا فسخ کیا یہ فسخ کرنا صحیح ہے یا نہ؟

---

(۱) هل اعطیتنیها ان كان المجلس للنكاح وان للوعد فوعد(درمختار) ای لا نشاء عقده لا نه یفهم منه التحقیق فی الحال فاذا قال الاخر اعطیتكها او فعلت لزم و لیس للاول ان یقبل(رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۰٤ .ط.س. ج۳ص۱۲) ظفیر(۲) بشرط القضاء للفسخ(درمختار) حاصله انه اذا كان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب و الجد فلهما الخیار بالبلوغ او العلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء(رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۱ .ط.س. ج۳ص۷۰) ظفیر (۳) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲٥ .ط.س. ج۳ص۷٤

(٤) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۲۱ .ط.س. ج۳ص۷۰. ظفیر

(الجواب) سکندر کی والدہ نے اگر نکاح سکندر رند کو رولد الزنا کا کیا تو نکاح صحیح ہو گیا اور بعد بلوغ سکندر کو فسخ کا اختیار ہے لیکن یہ فسخ بدوں قاضی کے فسخ کرنے کے صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار وغیرہ ولکن لهما خیار الفسخ بالبلوغ بشرط القضاء اور شامی میں ہے وحاصله اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء الخ ج ۲ شامی [۱]

الغرض جب کہ اس فسخ کے لئے قاضی شرعی کا فسخ کرنا شرط ہے تو اس زمانہ میں فسخ کی کوئی صورت نہیں ہے لہذا بدون طلاق دینے شوہر کے علیحدگی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فقط

چچا نے نکاح کیا بالغ ہونے کے بعد لڑکی نے ناراضی ظاہر کی کیا کیا جائے

(سوال ۱۱۰۵) ایک نابالغہ لڑکی کا نکاح اس کے عم حقیقی نے ایک نابالغ لڑکے سے کر دیا جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس نے اپنی ناراضی ظاہر کرنے کے لئے اپنے چچا کو نوٹس دے دیا کہ مجھ کو آپ کا کیا ہوا نکاح قبول ومنظور نہیں ہے اس کے بعد تقریباً تین سال تک سکوت کر کے اب عدالت مجاز سے فسخ نکاح کے واسطے چارہ جوئی کرتی ہے اس صورت میں نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا؟

(الجواب) اگر بفور بلوغ اس نے فسخ نکاح کا اظہار کر دیا تو پھر تاخیر سے اس کا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا وینبغی ان تقول فی فور البلوغ اخترت نفسی و نقضت النکاح فبعده لا یبطل حقها بالتاخیر حتی یوجد التمکین الخ شامی [۲] ص ۳۰۹ ج ۲ فقط

شیعہ نے دھوکہ دیکر نکاح کیا تو وہ فسخ ہوگا

(سوال ۱۱۰۶) زید نووارد شیعۃ المذہب نے خالد سنی المذہب کو یہ یقین حلفاً دلا کر خالد کی دختر نابالغہ ہندہ سے عقد کیا کہ وہ سنی ہے بعد عقد کے زید سے افعال شیعہ تعزیہ داری وغیرہ ظاہر ہوئے اس صورت میں دختر خالد ہندہ کو فسخ نکاح کا اختیار ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے لو تزوجته علی انه حر ا و سنی الخ فبان بخلافه الخ کان لها الخیار [۳] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ اس صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

چچا کے نکاح کرنے سے خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے مگر تاخیر کرنے سے وہ باطل ہو جاتا ہے

(سوال ۱۱۰۷) ایک شخص نے مرنے سے قبل اپنے بھائیوں کو بلا کر یہ وصیت کی کہ میری فلاں لڑکی کا

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ ط.س. ج۳ ص ۶۹. ظفیر

(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ ط.س. ج۳ ص ۷۳. ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره ج ۲ ص ۸۲۲ ط.س. ج۳ ص ۵۰۱، ظفیر

میرے بھتیجہ سے نکاح کردینا بھائیوں نے حسب وصیت نکاح کردیا بوقت نکاح وہ لڑکی نابالغہ تھی اب وہ اس نکاح کو فسخ کرسکتی ہے یا نہیں یا وصی جو وکیل میت ہے اور وکیل کا نکاح کیا ہوا ہے موکل کا نکاح سمجھا جاوے گا اور لڑکی کو اس اعتبار سے حق فسخ نہ ہوگا اور بلوغ سے کچھ دیر بعد فسخ کرسکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس وصیت کا شرعاً اعتبار نہیں ہے اور نہ بحیثیت وصی ہونے کے وصی کو نکاح یتیمہ کا اختیار ہوتا ہے بلکہ میت کے بھائیوں نے جو نکاح یتیمہ نابالغہ کا کیا ہے وہ بحیثیت ولی ہونے کے صحیح ہوا ہے نہ نیابۃً عن المیت کما قال فی الدرالمختار ولیس للوص من حیث هو وصی ان یزوج الیتیم مطلقاً وان اوصی الیه الاب بذلك علی المذهب نعم لو کان قریباً او حاکماً یملکه بالولایته [1] الخ اور وکالت بعد موت موکل کی باطل ہوجاتی ہے لہذا برادران میت بعد اس کے مرنے کے وکیل نہ رہے پس یہ نکاح برادران میت کا بوجہ ان کی ولایت کے ہوا نہ بوجہ وکالت کے اور اس میں نابالغہ کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ نکاح کا ہوتا ہے اور تاخیر کرنے سے خیار باطل ہوجاتا ہے ولا یمتد الی اخر المجلس لانه کالشفعة درمختار [2] اور نیز اس صورت میں فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے یعنی اگر نابالغہ نے بفور بلوغ اس نکاح کو نامنظور کیا اور فسخ کرانا چاہا تو بدوں قضاء قاضی کے فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی و حاصله انه اذا کان المزوج للصغیر والصغیرة غیر الاب والجد فلهما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء [3] الخ ص ۳۰۷ جلد ثانی شامی فقط

بلوغ میں سن ہجری کا اعتبار

(سوال ۱۱۰۸) مسماۃ اقبال بیگم نے اپنی رضامندی سے اپنا نکاح مرزا عظیم کے ہمراہ کیا جب کہ مسماۃ کی عمر بحساب سن عیسوی ۳ دن کم پندرہ برس کی تھی اور بحساب سنہ ہجری کچھ ماہ آگے پندرہ سال کی تو اس حالت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟ اور بلا طلاق یہ نکاح فسخ ہوسکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) شرعاً پندرہ سال پورے ہونے سے عورت بالغہ شمار ہوتی ہے [4] پس صورت مذکورہ میں نکاح مسماۃ کا مرزا عظیم بیگ سے صحیح ہوگیا بشرطیکہ مرزا عظیم کفو مسماۃ اقبال بیگم کا ہو، پس بدوں طلاق دینے شوہر کے نکاح فسخ نہ ہوگا۔

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۳۱، ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۷۹

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۵ .ط.س. ج۳ص ۷۴

(۳) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۱ .ط.س. ج۳ص ۷۰. ظفیر

(۴) اجل سنة قمرية بالا هلة علی المذهب (درمختار) وجهه ان الثابت عن الصحابة کعمر وغیره اسم السنة واهل الشرع انما یتعارفون الاشهر والسنین بالا هلة فاذا اطلقوا السنة انصرف الی ذلك (رد المحتار باب العنین ج ۲ ص ۸۱۸ .ط.س. ج۳ص ۴۹۷) ظفیر

نابالغہ کے باپ کے ماموں نے شادی کردی تو یہ نکاح فسخ ہوگیا نہیں؟

(سوال ۱۱۰۹) ایک لڑکی کی شادی اس کے باپ کے ماموں نے اپنی ولایت سے بحالت کم سنی ونابالغی (جب کہ لڑکی کا باپ شریک شادی تھا مگر نکاح اس کی ولایت سے نہیں ہوا) کی چونکہ لڑکا بد اطواری کرتا ہے لہذا لڑکی شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ سن بلوغ کو پہنچ کر نکاح سے انکار کردے آیا لڑکی کو بالغہ ہو کر نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) نابالغہ کے باپ کی موجودگی میں ماموں کو قطعاً ولایت نکاح نابالغہ کی نہیں ہے البتہ اگر باپ اس کو اجازت دیدے تو ماموں نکاح کر سکتا ہے اور وہ نکاح باپ کا کیا ہوا سمجھا جاتا ہے اور باپ کے نکاح کئے ہوئے کو لڑکی بعد بالغ ہونے کے فسخ نہیں کر سکتی کما فی الدرالمختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ اوبغیر کفو ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا او جداً الخ وان کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه ولو الام اوالقاضی او وکیل الاب الخ لکن فی النهر "بحثاً لو عین لوکیله القدر صح الخ" (درمختار) وکذا لو عین له رجلاً غیر کفو کما بحثه العلامة المقدسی الخ شامی [1] اس بحث سے معلوم ہوا کہ اگر باپ نے شوہر کو متعین کر کے وکیل سے کہہ دیا کہ اس سے نکاح کردو تو وہ نکاح بھی فسخ نہیں ہو سکتا۔ فقط

نابالغہ کے چچازاد بھائی نے بحیثیت ولی نکاح کردیا تو اس کے فسخ کا طریقہ کیا ہے

(سوال ۱۱۱۰) عبدالرحمٰن خاں نے اپنی وفات پر ایک زوجہ سکینہ ایک دختر نابالغہ مسماۃ ظریفہ ایک بھتیجہ فیض اللہ خان وارث چھوڑے ہیں فیض اللہ خاں نے ظریفہ کا نکاح اپنے لڑکے نصر اللہ خان سے بلا رضامندی سکینہ کے کردیا تھوڑے دنوں کے بعد سکینہ نے نکاح ثانی کر لیا اس کے بعد فیض اللہ خاں نے دعویٰ استقرار حق کا سب ججی سہارن پور میں اس امر کا کیا کہ میں نے ظریفہ نابالغہ کا نکاح اپنے بیٹے نصر اللہ خاں سے کردیا کسی دوسری جگہ ظریفہ نابالغہ کا نکاح نہ کیا جاوے عدالت نے یہ حکم دیا کہ یہ نکاح بوجہ طمع جائیداد کے ہوا ہے اس واسطے کہ لڑکا لڑکی سے بہت چھوٹا معلوم ہوتا ہے اس واسطے ظریفہ نابالغہ کو اختیار ہے کہ بعد بلوغ اس نکاح کو عدالت سے منسوخ کرا کر دوسرا نکاح کرلے چنانچہ اس نے اول حیض آتے ہی اپنے پہلے نکاح کو نامنظور کردیا تھا اور عدالت سب ججی سہارنپور سے بھی منسوخ کرالیا تھا لیکن سب جج صاحب مسلمان نہیں تھے اس کے بعد ظریفہ نے خود اپنا نکاح دوسرے شخص سے کرلیا تھا یہ دوسرا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ولایت نکاح مسماۃ ظریفہ نابالغہ کی اس کے تایازاد بھائی مسمی فیض اللہ خاں کو حاصل تھی کیوں کہ وہ عصبہ ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے' درمختار میں ہے الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ [2] بناءً علیہ جو نکاح ظریفہ نابالغہ کا اس کے تایازاد برادر فیض اللہ خاں نے اپنے لڑکے نصر اللہ خاں

---

(۱) دیکھئے ردالمحتاروالدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۸'۴۱۹ . ط.س.ج۳ ص۶۷-۶۸. ظفیر (۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۷ .ط.س.ج۳ص۷۶. ظفیر

کے ساتھ کیا تھا وہ شرعاً صحیح اور منعقد ہو گیا تھا اور مسماۃ کو بعد بلوغ اختیار فسخ کا حاصل تھا لیکن قضاء قاضی شرعی اس فسخ کے لئے شرط ہے بدون حکم قاضی کے یہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔ اور حکم حاکم غیر مسلم کا اس بارے میں شرعاً معتبر نہیں ہے[1] اس لئے صورت مسئولہ میں نکاح ظریفہ کا جو نصر اللہ خاں کے ساتھ ہوا تھا فسخ نہیں ہوا اور دوسرا نکاح مسماۃ ظریفہ کا صحیح نہیں ہوا لہٰذا نصر اللہ خاں سے طلاق لیکر اور عدت گزار کر دوسرا نکاح کرنا چاہئیے اگر سب جج صاحب شوہر کو حکم دیکر طلاق دلا دیں تو بھی طلاق واقع ہو جاوے گی یا کسی مسلمان ریاست سے جو بااختیار ہو نکاح فسخ کرایا جاوے شامی میں ہے اذا کان المزوج للصغیر والصغیرۃ غیر الاب والجد فلھما الخیار بالبلوغ اوالعلم به فان اختار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء انتھیٰ[2] اور جامع الفصولین میں ہے اواختاراحدھما الفرقة ورد النکاح بخیار البلوغ لم یکن رداً ولا یبطل العقد مالم یبطل بحکم به القاضی[3] الخ مجموعۃ الفتاویٰ جلد دوم در فسخ نکاح بخیار بلوغ میں استفتاء بعینہ اسی قسم کا نقل فرمایا ہے۔ فقط

بھائی کے کئے ہوئے نکاح کو بعد بلوغ لڑکی فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۱۱) ایک یتیمہ نابالغہ آٹھ سالہ کا نکاح بولایت ماں اور بھائی کے ایک لڑکے نابالغ سے کر دیا گیا اب لڑکا بالغ ہے اور لڑکی تیرہ سالہ قریب البلوغ ہے مگر حیض نہیں آیا اور لڑکے کی بد چلنی کی وجہ سے شوہر کے یہاں جانا نہیں چاہتی تو کیا ایسی صورت میں یہ لڑکی اپنا نکاح جو بولایت ماں اور بھائی ہوا ہے فسخ کر سکتی ہے یا نہیں اور لڑکے نے دعویٰ کر دیا ہے کہ میری عورت پر مجھ کو قبضہ دلایا جاوے۔ جب کہ لڑکی اور ولی دونوں شوہر سے ناراض ہیں تو لڑکے کو لڑکی پر قبضہ دلایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں وہ لڑکی قبل البلوغ اپنا نکاح فسخ نہیں کرا سکتی اور بالغہ ہونا اس کا بعمر تمامی پندرہ سال ہے یا حیض وغیرہ علامات بلوغ سے ہے اور یہ بھی فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قضاء قاضی اس فسخ کے لئے شرط ہے در مختار میں ہے وان کان المزوج غیر ھما ای غیر الاب وابیه الخ لھما خیار الفسخ بالبلوغ الی ان قال بشرط القضاء الخ[4] اور بحالت موجودہ جب کہ لڑکی کی عمر تیرہ سال کی ہے اور وہ قریب البلوغ ہے اور طاقت جماع رکھتی ہے تو شوہر کے سپرد کی جا سکتی ہے شامی میں ہے وقد صرحوا عنه بان الزوجة اذا کانت صغیرۃ لا تطیق الوطی لا تسلم الی الزوج حتی تطیقه والصحیح انه غیر مقدر بالسن بل یفوض الی القاضی بالنظر الیھا من سمن او ھزال[5] الخ ص ۳۹۹ جلد ثانی باب القسم و فی باب المھر من الدر المختار وللزوج المطالبة بتسلیمھا ان تحملت الرجل الخ[1] فقط

---

(۱) و به علم ان تقلید الکافر صحیح وان لم یصح قضاء ه علی المسلم حال کفره رد المحتار کتاب القضاء ج ٤ ص ٤١٤ ط.س. ج٥ص ٣٥٤. (۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢١ ط.س. ج٣ص ٢٧
(۳) رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ٥٤٩ ط.س. ج٣ص٦٧. ظفیر
(٤) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤١٩ ط.س. ج٣ص ٦٧. ظفیر
(٥) رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ٥٤٩ ط.س. ج٣ص ٢٠٤. ظفیر

باپ نے اپنی شادی کی لالچ میں نابالغہ لڑکی کی شادی کردی وہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۱۲) ایک شخص عورت پر عاشق ہو گیا اور اس سے نکاح کرنا چاہا عورت کے باپ نے عاشق کو کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح پہلے میرے لڑکے سے کر دو پھر میں تم سے بیاہ کر دوں گا چنانچہ اس نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح اس کے لڑکے سے کر دیا بعد کو آپس میں نااتفاقی ہو گئی تو دختر مذکورہ بعد بلوغ اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں چوں کہ باپ نے عشق کی وجہ سے دختر صغیرہ کا نکاح کر دیا تو سوء اختیار ثابت ہوا یا نہیں۔ در مختار میں ہے وان عرف من الاب والجد سوء الاختیار مجانة و فسقاً لایصح النکاح اتفاقاً الخ فقط

(الجواب) اس صورت میں باپ کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو گیا اور صغیرہ کو بعد بلوغ اختیار فسخ نکاح کا بھی نہیں ہے اور اس عبارت منقولہ در مختار میں شامی نے یہ بحث کی ہے کہ صاحب فتح القدیر نے فرمایا ہے کہ عدم صحت نکاح بصورت معروف ہونے باپ کے ہے ساتھ سوء الاختیار کے اور یہ امر اول نکاح صغیرہ خود میں صادق نہ آوے گا۔ والحاصل ان المانع ھو کون الاب مشھوراً بسوء الاختیار قبل العقد فاذا لم یکن مشھوراً بذلك ثم زوج بنته من فاسق صح (الی ان قال) فلو زوج بنتاً اخری من فاسق لم یصح الثانی لانه کان مشھوراً بسوء الاختیار قبله بخلاف العقد الاول لعدم وجود المانع قبله الخ [۲]

فرقت کے لئے عورت عیسائی ہو جائے تو بھی فسخ نہیں ہوتا

(سوال ۱۱۱۳) ایک عورت اس غرض سے عیسائی ہوئی ہے کہ نکاح فسخ ہو جاوے ایسی صورت میں نکاح فسخ ہو جاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل الخ ثم قال و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتویٰ الخ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً الخ [۳] پس معلوم ہوا کہ مشائخ بلخ کا فتویٰ بصورت مسئولہ عدم فرقت کا ہے۔

(سوال ۱۱۱٤) زینت زوجہ بکر نکاح فسخ کرانے کی وجہ سے فریب کیا کہ مذہب نصرانی قبول کیا اور پھر مسلمان ہو گئی اور نکاح خالد سے کر لیا' یہ حیلہ جائز ہے یا نہیں اور بکر مستحق نکاح کا اس سے ہے یا نہیں؟

(الجواب) قال فی الدر المختار و تجبر علی الاسلام و علیٰ تجدید النکاح وفی الشامی وتمنع من التزوج بغیرہ بعد اسلامها ولا یخفی ان محله ما اذا طلب ذلك امالو سکت او ترکه صریحاً فانها لا تجبر و تزوج من غیرہ لانه ترك حقه الخ.بحر ونہر اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اول اگر نکاح کرنا چاہے بجبر نکاح کر سکتا ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب لا بی الصغیرة المطالبة بالمهر ج ۲ ص ۵۰۸ .ط.س. ج۳ص ۱۶۱ . ظفیر (۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤۱۸ .ط.س. ج۳ص ۲۷ . ظفیر
(۳) دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۰ .ط.س. ج۳ص ۱۹۳ . ظفیر

فصل سوم ۔ نکاح بذریعہ فضولی اور وکیل

فضولی نے نکاح کردیا اور عورت نے قبول کرلیا تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۱۵) ایک شخص نے مجمع میں یہ کہا کہ تم گواہ رہو میں نے فلاں عورت غائب کا اس مرد حاضر سے نکاح کردیا اور یہ شخص نکاح کرنے والا اس عورت کا ولی شرعی نہیں ہے لیکن جب عورت کو خبر پہنچی تو اس نے اس نکاح کو قبول کرلیا تو کیا یہ نکاح جائز و مکمل ہو جائے گا اور اگر مہر کی تعداد بیان نہ کی ہو تو کس قدر مہر واجب ہوگا؟

(الجواب) جب کہ شوہر نے اس نکاح کو قبول کرلیا تھا اور پھر جس وقت عورت کو خبر پہنچی تو اس نے بھی اس نکاح فضولی کو قبول کرلیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا۔ کذافی الدر المختار[1] فقط

بلا اجازت ولی غیر نے نکاح کردیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۱۶) ایک مسماۃ کے والدین اور دادا اور بھائی فوت ہوگئے اوراس کے دادا کے ہم زلف نے جو غیر شخص ہے مسماۃ مذکورہ آٹھ سالہ کا نکاح کردیا مسماۃ نے بالغ ہوتے ہی اسی وقت روبرو گواہان شرعی کے اس نکاح کو فسخ کردیا تو شرعاً یہ نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

(الجواب) مسماۃ کے دادا کا ہم زلف ظاہر ہے کہ ولی اس نابالغہ کا نہیں ہے بلکہ اجنبی اور فضولی ہے لہذا وہ موقوف ہے کسی ولی کی اجازت پر اور اگر ولی کوئی نہیں ہے تو وہ نکاح باطل ہے یا خود نابالغہ کی اجازت پر بعد بلوغ کے موقوف تھا اور جب مسماۃ مذکور نے بعد بلوغ کے اس نکاح کو فسخ کردیا اور اس سے انکار کردیا تو وہ باطل ہوگیا درمختار میں ہے ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل[2] الخ و تفصیله فی الشامی[3] فقط

عورت کے ساتھ مرد خود گواہوں کے سامنے نکاح کرے اور فضولی قبول کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۱۷) اگر زید ہندہ کے ساتھ اس طرح پر نکاح کرے کہ بلا اجازت واطلاع ہندہ کے عمرو بکر

---

(۱) ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی سیجئ فی البیوع توقف عقوده کلها ان لهامجیز حالة العقد والا تبطل(درمختار) قوله کنکاح الفضولی ای الذی باشره مع اخر اصیل او ولی او وکیل الخ قال فی البحر الفضولی من یتصرف لغیره بغیر ولایته اووکالته (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س.ج۳ص۹۷) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س.ج۳ص۹۷. ظفیر

(۳) دیکھئے شامی باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س.ج۳ص۹۷. ظفیر

سے کہے کہ تم دونوں گواہ رہو میں نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اور خالد دوسرا فضولی فی المجلس کہے کہ میں نے ہندہ کی طرف سے قبول کیا تو یہ ظاہر ہے کہ دوسرے فضولی کا قبول بالاتفاق غائب کے اجازت پر موقوف ہوتا ہے پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ اگر اس قول مفتی بہ کے بموجب کہ جس چیز میں جد وہزل برابر ہے اس میں لفظ کے معنی کی حقیقت بلکہ مضمون کا بھی علم شرط نہیں اس صورت میں ہندہ غائبہ من المجلس سے کسی دوسرے وقت میں عربی زبان میں مثلاً یہ کہلایا جائے رضيت بالتزويج الذى قبله عنى خالد تو یہ شرعاً اجازت ہو جائے گی اور نکاح مذکور منعقد ہو جائے گا یا نہ؟

(الجواب) وکیل بنانے یا فضولی کے عقد کی اجازت دینے کے لئے رضاء مؤکلۃ مجیزہ کی ضرور ہے اور رضاء کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس کو سمجھے ورنہ بلا علم رضا بالعقد الموقوف کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔[1] فقط

فضولی کے نکاح کی خبر پر لڑکا خاموش رہا جب لڑکی کی دوسری شادی ہو گئی تو کہتا ہے کہ نکاح ہو چکا ہے

(سوال ۱۱۱۸) امیر خاں ملازم فوجی کے نکاح کی قبولیت ایک فضولی نے کی اور امیر خاں کو بذریعہ خط کے خبر کر دی کہ میں نے تمہارا نکاح فلاں عورت کے ساتھ کر دیا ہے امیر خاں نے اس عقد کی منظوری و عدم منظوری کا کوئی جواب نہیں دیا یعنی ساکت رہا اس حالت سکوت میں فضولی کا انتقال ہو گیا اور والدہ دختر نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اب امیر خاں باوجود عدم قبولیت نکاح فضولی مدعی نکاح ہے کیا یہ عورت امیر خاں کی منکوحہ کہی جائے گی یا زوج ثانی کی زوجہ متصور ہو گی؟

(الجواب) اس صورت میں اگر امیر خاں اب بھی نکاح فضولی کو قبول کر لے تو نکاح اس کا صحیح و نافذ ہو گا اور دوسرا نکاح باطل و حرام ہے در مختار میں ہے ولو اجاز من له الاجازة نكاح فضولى بعد موته صح لان الشرط قيام المعقودله واحد العاقدين لنفسه الخ قوله واحد العاقدين ' هو العاقد لنفسه كما فى البحر اى سواء كان اصيلاً او ولياً او وكيلاً فانه عاقد لنفسه بمعنى انه غير فضولى تامل وانظر مالو كان فضولياً بان كان كل من العاقدين فضوليين والظاهران الشرط قيام المعقود لهما[2] فقط

صورت ذیل میں نکاح درست نہیں ہوا

(سوال ۱۱۱۹) زید نے ایک معاملہ میں یہ قسم کھائی کہ اگر میں فلاں کام کروں تو میں جو نکاح کروں یا جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق مغلظ ہے اب اگر زید اپنا نکاح بذریعہ وکیل فضولی بصورت ذیل کرے کہ زید اپنے کسی خاص محبّ سے یہ کہے کہ جب میرے نکاح ہونے کا وقت قریب آجائے اور ہندہ

---

(۱) والعبرة فى العقود للمعانى دون الالفاظ

(۲) رد المحتار باب الكفاءة مطلب فى الوكيل والفضولى فى النكاح ج ۲ ص ۴۵۱ .ط.س.ج۳ص ۹۵.

منسوبہ کی جانب سے اذن آجائے مجھ سے ایجاب وقبول کرانے سے قبل تم دو گواہوں کے سامنے یہ کہنا کہ میں نے زید کی جانب سے ہندہ کو بعوض اس قدر مہر نکاح میں قبول کیا۔ اس کے بعد ناکح ہندہ کا نکاح زید سے پڑھادے اور یہ کہے کہ ہندہ تمہارے نکاح میں دی گئی اور زید زبان سے کہے کہ میں نے قبول کی تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا یا نہیں اور زید نے شخص مذکور کو اپنا وکیل نہیں بنایا۔

(الجواب) اس طریق سے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیوں کہ ایک شخص فضولی جو ولی اور وکیل جانبین کا نہ ہو وہ متولی ایجاب وقبول طرفین کا نہیں ہو سکتا در مختار میں ہے ویتولی طرفی النکاح واحد با یجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیاً او وکیلاً من الجانبین او اصیلاً من جانب ووکیلاً او ولیاً من اخر اوولیاً من جانب وکیلاً من اخر کزوجت بنتی من موکلی لیس ذلک الواحد بفضولی ولو من جانب الخ[۱]

پس صورت مذکورہ میں بذریعہ فضولی زید کا نکاح موافق طریق مذکور کے سبب عدم حنث ہو سکتا تھا بشرطیکہ عورت کی طرف سے ایجاب کرنے والا دوسرا شخص ہو خواہ اس کا ولی ہو یا وکیل یا فضولی قال فی رد المحتار کنکاح الفضولی ای الذی باشرہ مع اخر اصیل او ولی او وکیل او فضولی اما لو تولی طرفی العقد وهو فضولی من الجانبین اواحد هما فانه لا یتقوف الخ ای بل یبطل[۲] وفی کتاب الایمان منه حلف لا یتزوج فزوجه فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل و منه الکتابة خلافا لابن سماعه لا یحنث به یفتی خانیة قوله و منه الکتابة ای من الفعل مالوا اجاز بالکتابة[۳] الخ شامی

صورت مذکورہ میں نکاح فضولی درست نہیں

(سوال ۱۱۲۰) زید نے ہندہ کے ساتھ اس طرح پر نکاح کیا کہ بلا اطلاع واجازت ہندہ کے خالد اور ولید دو شخصوں سے ہندہ کو ان کو اچھی طرح بتلا کر کہا کہ میں نے تم دونوں کے سامنے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا اس کے بعد یہ عبارت قبلت تزویج من ارسل هذا القرطاس الی نفسی من نفسه لکھ کر ایک لڑکے کے ہاتھ ہندہ کے پاس بھیج دی اور اس لڑکے سے کہہ دیا کہ ہندہ سے کہہ دینا کہ یہ ایک دعا ہے زید نے لکھ کر بھیجی ہے اس کو تین مرتبہ پڑھو تو اس کا فائدہ بعد میں بتایا جائے گا پس اس لڑکے نے ایسا ہی کیا اور وہ عبارت تین مرتبہ ہندہ سے کہلوادی مگر ہندہ کو اس کا گمان بھی نہیں کہ اس کی کہہ لینے سے نکاح ہو جائے گا ہاں یہ یقیناً جانتی ہے کہ کاغذ زید ہی کا بھیجا ہوا ہے پس تو ظاہر ہے کہ فضولی کا نکاح اجازت پر موقوف ہوتا

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاء ة مطلب فی وکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س. ج۳ص۹۶. (۲) رد المحتار باب الکفاء ة مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۴۴۹ .ط.س. ج۳ص۹۷ (۳) دیکھئے رد المحتار باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک مطلب لا یتزوج فزوجه فضولی ج ۳ ص ۱۸۸ ' ۱۸۹ .ط.س. ج۳ص۸۴۶. ظفیر

ہے اور علیٰ مافی الدر المختار وغیرہ یہ بھی مفتی بہ ہے کہ جس میں جد و ہزل برابر ہو اس میں لفظ کے معنی کی حقیقت یا اس کے مضمون کا علم شرط نہیں پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ بطور مذکور شرعاً ہندہ کی اجازت ہوئی یا نہیں بر تقدیر ثانی کیا اجازت کا بھی کم از کم دو گواہوں کے سامنے ہونا شرط ہے اس وجہ سے نہیں ہوئے یا اور کسی وجہ سے غرضیکہ جس وجہ سے نہیں ہوئے اس وجہ کو مفصل ومدلل ارقام فرمادیں اور اجر جزیل اللہ تعالیٰ سے پاویں؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولا یتوقف الا یجاب علی قبول غائب عن المجلس فی سائر العقود من نکاح و بیع وغیر ھما بل یبطل ولا تلحقه الا جازة اتفاقا الخ ثم قال ویتولی طرفی النکاح واحد الخ لیس ذلك الواحد بفضولی ولومن جانب وان تکلم بکلامین علی الراجح لان قبوله غیر معتبر شرعاً کما تقرران الایجاب لا یتقوف علی قبول غائب [1] الخ وفی رد المحتار قوله لما تقرر حاصله ان الا یجاب لما صدر من الفضولی و لیس له قابل فی المجلس ولو فضولیاً اخر صدر باطلاً غیر متوقف علی قبول الغائب الخ فلا یفید قبول العاقد بعده [2] الخ ص ۳۲۶ وفیه ایضاً قوله ولو من جانب ای سواء کان فضولیاً من جانب واحد اومن جانبین الخ او کان فضولیاً من احد ھما وکان من الاخر اصیلاً او وکیلاً ا ولیاً ففی ھذه الاربع لا یتوقف بل یبطل الخ [3] .... پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نکاح فضولی کا موقوف اجازت پر نہیں رہا بلکہ باطل ہو گیا علاوہ بریں ایجاب قبول کا دو گواہوں کو معاً سننا ضروری ہے کما فی الدر المختار و شرط حضور شاھدین حرین الخ مکلفین سامعین قولھما معاً [4] الخ الغرض صورت مذکورہ میں نکاح منعقد نہیں ہوا۔ فقط

فضولی نے نکاح کیا اور ولی نے اجازت نہیں دی کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۱) زید کی لڑکی زینب نابالغہ کا نکاح خالد فضولی نے کر دیا ولید کے ساتھ زید نے اپنے محلّہ کے آدمیوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ میری لڑکی زینب کا عقد میرے بھتیجے نذیر سے کر دو ان حضرات نے زید سے کہا کہ اگر تو اجازت عقد کی دوسری جگہ دے آیا ہے تو نکاح وہاں ہو گیا زید نے حلفیہ بیان کیا کہ میں نے اجازت نہیں دی تب نکاح زینب کا نذیر کے ساتھ باجازت زید کر دیا۔ اس صورت میں کون سا عقد صحیح ہوا؟

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءة مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح ج ۲ ص ۴٤۷ و ج ۲ ص ٤٤۸ .ط.س. ج۳ص۹٦. ظفیر

(۲) رد المحتار باب و مطلب ایضاً ج ۲ ص ٤٤٦ .ط.س. ج۳ص۹٦ ظفیر

(۳) رد المحتار باب ایضاً ج ۲ ص ٤٤۸ .ط.س. ج۳ص۹۷ ظفیر

(٤) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۳ ظفیر

(الجواب) اس صورت میں خالد فضولی کا کیا ہوا نکاح زید کی اجازت پر موقوف تھا پس جبکہ زید نے اس نکاح کو جائز نہیں رکھا تو وہ باطل ہو گیا [1] اور خود زید نے اپنی ولایت سے جو نکاح زینب کا نذیر سے کرادیا یہی نکاح جو نذیر سے ہوا صحیح ہوا خالد کا کیا ہوا نکاح صحیح نہ ہوا۔ فقط

بذریعہ خط وکیل بنایا اور وکیل نے اپنے ساتھ شادی کر دی .کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۲) ہندہ ایک بارہ برس کی لڑکی ہے اور اس کا ولی بجز اس کی ماں کے کوئی دوسرا نہیں ہے اور وہ زید کے گھر رہتی ہے جو کہ بہت دور کا عزیز ہے زید نے اس کی ماں کو بذریعہ ڈاک خط بھیجا اگر تم اجازت دو تو میں جہاں مناسب سمجھوں ہندہ کا نکاح کر دوں، ہندہ نے بذریعہ کارڈ اس کی اجازت دے دی زید نے اس کا نکاح خود اپنے ساتھ بموجودگی ایک مرد اور دو عورت کے کرلیا ایک زید کی بہن اور ایک زوجہ اولیٰ ہے کیا ایسا نکاح جائز ہے؟

(الجواب) ناجائز ہے۔ [2] فقط

کسی نے عورت کو وکیل بنایا اس نے اپنے شوہر کے ساتھ اس کی شادی کر دی

(سوال ۱۱۲۳) فاطمہ نے ایک عورت زینب سے کہا کہ میں تم کو اپنی لڑکی کی شادی کا وکالتہً اختیار دیتی ہوں کہ تم اپنی پسند سے جہاں چاہو اس کی شادی کردو زینب نے بموجودگی دو مرد کے اس لڑکی کا نکاح خود اپنے شوہر خالد کے ساتھ کردیا درآں حالیکہ اس لڑکی کو وکالت اور نکاح کی خبر نہیں ہے بعد کو معلوم ہوا اور وہ یہ سن کر خاموش ہو گئی لڑکی بالغ نہیں قریب بہ بلوغ ہے تو کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور کیا جواز و عدم جواز لڑکی کی اطلاع غیر اطلاع کو بھی صورت مذکورہ میں دخل ہے یا نہیں یعنی کن کن صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے اور کن کن صورتوں میں نہیں؟

(الجواب) اول اس میں یہ بحث ہے کہ والدہ کی ولایت نابالغہ کے نکاح کے لئے عصبات سے موخر ہے اصل ولی نابالغہ کے نکاح کا عصبہ ہے علی ترتیب الارث والحجب یعنی مثلاً باپ ولی مقدم ہے اس کے بعد دادا وان علا پھر بھائی پھر چچا تایا الخ پس اگر عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ولایت نکاح نابالغہ کی ماں کو ہے پس ماں نے اگر اپنی ولایت شرعیہ کے حاصل ہونے کے وقت مثلاً زینب کو وکیل اپنی نابالغہ دختر کا بنادیا اور اختیار دے دیا کہ جہاں چاہے میری دختر کا نکاح کردے تو اگر زینب نے بموجودگی شاہدین اپنے شوہر سے نکاح

---

(۱) ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة کنکاح الفضولی توقف عقوده کلها ان لها مجیز حالة العقد والا تبطل (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۹ ط.س.ج ۳ ص۹۲

(۲) وکلته ان یتصرف فی امرها او قالت له زوج نفسی ممن شئت لم یصح تزویجها من نفسه (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۴۵۱ ط س.ج ۳ ص۹۹ ۔ظفیر

کر دیا تو وہ صحیح ہے بشر طیکہ اس کا شوہر کفو ہو اس منکوحہ کا۔[۱] فقط

ولی اگر دوسرے کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۴) بھائی کی موجودگی میں اور کسی رشتہ دار مثلاً ماموں وغیرہ کو دلہن کا مقرر وارث بن کر منکوحہ ہونے کے لئے وکالت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی جائز اگر کسی دوسرے رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کو وکیل بنادیوے تو جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔[۲] فقط

ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ تم اپنے ساتھ میرا نکاح کرلو اس نے گواہ کے سامنے کر لیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۵) اگر ہندہ اس امر کی تحریر بذریعہ ڈاک زید کے پاس بھیج دے کہ تم اپنا نکاح میرے ساتھ کرلو اور زید اس تحریر کے موافق اپنا نکاح بطریقہ شرع شریف قاضی و وکیل و شاہد کے روبرو نکاح پڑھ لے تو وہ نکاح شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) اس طرح نکاح صحیح ہے مگر شامی میں منقول ہے کہ زید کو مجلس نکاح میں روبرو شاہدین عورت کی تحریر کو سنانا چاہیے اور یہ کہنا چاہیئے کہ فلاں عورت بنت فلاں نے مجھ کو اپنے نکاح کا وکیل بنادیا ہے لہذا میں اپنا نکاح اس سے کرتا ہوں تم اس کے گواہ رہو پس اگر اس طریق پر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہو جاوے گا۔[۳] فقط

بالغ اپنے نکاح کا باپ کو وکیل بنادے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۶) ایک شخص بالغ سفر میں ہے اس کا والد مکان پر اس کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب و قبول کرتا ہے اس شخص نے جو سفر میں ہے بذریعہ خط اپنے والد کو لکھ کر بھیجا کہ تم میری جانب سے ایجاب و قبول کی اجازت ہے اس طرح نکاح جائز ہے یا نہیں یا پھر نکاح و ایجاب و قبول کی ضرورت ہے؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہے وکیل نکاح اپنے مؤکل کی طرف سے ایجاب و قبول کر سکتا ہے

---

(۱) فان لم یکن عصبة فالو لایة للام (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۷۹) امرہ بتزویج امراة فزوجه جاز (درمختار) لان الوکالة نوع من الولایة کنفاذ تصرفه علی الموکل (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۶ ط.س.ج ۳ ص ۹۶۔ ظفیر

(۲) لان الوکالة نوع من الولایة کنفاذ تصرفه علی الموکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل والفضولی ج ۲ ص ۴۴۶) ط.س. ج ۳ ص ۹۶ ظفیر۔

(۳) ینعقد النکاح بالکتاب کما ینعقد بالخطاب و صورته ان یکتب الیها بخطبها فاذا بلغها الکتاب احضرت الشهود و قراته علیهم وقالت زوجت نفسی منه رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۴ ج ۲، ظفیر

قال فی الدرالمختار کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منك و یقول الاخر تزوجت الخ وفی الشامی قوله کزوجت نفسی الخ ' اشار علی عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصیلاً او ولیاً او وکیلاً الخ و مثل بنتی ا بنی و مثل مؤکلتی موکلی الخ شامی [1] پس دوبارہ اس شخص کو جو سفر میں ہے ایجاب وقبول کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

عورت نے پانچ ہزار مہر پر نکاح کی اجازت دی لیکن وکیل نے کم کر دیا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۷) زید وہندہ دونوں بالغ ہیں ان کا نکاح ہوا ہندہ نے اپنا مہر پانچ ہزار روپیہ سکہ رائج تعین کر کے وکیل کو ہدایت کی لیکن وکیل بھول گیا یا کسی اور وجہ سے اس نے قاضی کے سامنے ہندہ کی رضامندی شرع محمدی مہر پر ظاہر کی یعنی دو دینار سرخ اور ۳۲ ٹکہ ' چنانچہ اس تعین مہر سے نکاح ہو گیا فریقین کے ملنے پر اختلاف مہر کا حال معلوم ہوا ہندہ اس سے کم پر رضامند نہیں ہے اور زید اس بڑی رقم کو منظور نہیں کرتا کیا نکاح ہو گیا زید نے ہندہ کو چھوا بھی نہیں ہے صرف صورت دیکھی ہے کیا کوئی تعداد مہر کی واجب ہوئی؟

(الجواب) یہ نکاح موقوف ہے اگر زید اس مقدار پر راضی ہو جو منکوحہ کہتی ہے تو نکاح نافذ ہو گا اور اگر راضی نہ ہو تو باطل ہو گا کما فی النکاح الفضولی' در مختار میں زیادتی کی طرف خلاف کرنے کی مثال موجود ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے کیونکہ بصورت خلاف وکیل کو اختیار باقی نہیں رہتا پس وہ بحکم فضولی ہو گا قال فی الدرالمختار وکله بان یزوجه فلانة هکذا فزاد الوکیل فی المهر لم ینفذ الخ فقط [2] فقط

عورت وکیل بنادے اور وکیل دو گواہوں کے سامنے خود نکاح کرلے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۲۸) ایک عورت بیوہ نے بوجہ اندیشہ فساد خفیہ نکاح اس طرح کیا کہ جس شخص سے نکاح کیا اس کو اس عورت نے یہ کہا کہ میں نے تجھ کو اجازت دی میرا نکاح اپنے ساتھ کر لو دو گواہوں کے سامنے پانچ روپیہ مہر پر چونکہ گواہ اس موقع پر نہیں آسکتے تھے نہ عورت، کسی دوسرے موقعہ پر جا سکتی تھی اس لئے اس شخص نے علیحدہ مسجد میں دو آدمیوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ فلاں عورت نے مجھے اجازت دی ہے کہ تم میرا نکاح اپنے ساتھ کر لو اس لئے میں تم دونوں گواہوں کے سامنے اس عورت کو پانچ روپیہ مہر پر قبول و منظور کر لیا اور تم دونوں کے سامنے نکاح اس عورت کا اپنے ساتھ کر لیا شرعاً نکاح درست ہوا یا نہیں؟

(الجواب) یہ نکاح منعقد ہو گیا۔ [3] فقط

---

(۱) ردالمحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۶۱، ط۔س ج ۳ ص۹ ظفیر

(۲) الدارلمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۹، ط۔س۔ج ۳ ص۲۶

(۳) لان الوکالته نوع من الولایته لنفاذ تصرفه علی المؤکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل ج۲ ص ٤٤٦)ط۔س۔ج ۳ ص۹۶

مندرجہ ذیل طریقہ سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۲۹) یہاں نکاح کا یہ طریق ہے کہ پہلے نسبت ہوتی ہے جس میں تمام امور طے ہو جاتے ہیں حتی کہ وقت نکاح سے چند گھنٹہ پہلے قاضی صاحب کو ولی کی طرف سے اس کی اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں کا نکاح فلانہ کے ساتھ اتنے مہر میں ہوگا فلاں فلاں وکیل و گواہ ہوں گے پھر ولی یا اس کی اجازت سے تین قریبی رشتہ دار لڑکی کے پاس اجازت نکاح کی لینے جاتے ہیں لڑکی سکوت وغیرہ سے اجازت دے دیتی ہے پھر قاضی صاحب وکیل سے اجازت لیکر خطبہ وغیرہ پڑھ کر ایجاب و قبول نکاح کا کرا دیتا ہے تو اس صورت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں اور اس صورت میں درمیان ائمہ کے کچھ اختلاف تو نہیں ہے بعض دفعہ زوج حنفی اور زوجہ شافعی ہوتی ہے اس سے نکاح میں کچھ فرق تو نہ ہوگا؟

(الجواب) اس صورت میں موافق تفصیل سوال کے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور جب کہ ولی یا اس کے وکیل نے قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح کرنے کی اور ایجاب و قبول کرنے کی دے دی تو قاضی اس کا وکیل ہو گیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے یہاں ان بلاد میں بھی قریب قریب اسی صورت سے ایجاب و قبول ہوتا ہے کہ ولی یا اس کا وکیل قاضی نکاح خواں کو اجازت نکاح خوانی کی دیتا ہے اور وہ خطبہ وغیرہ پڑھ کر ایجاب و قبول کراتا ہے اور اس میں حنفی و شافعی ہونے سے کچھ اختلاف نہیں ہوتا سب کے نزدیک باتفاق اس طرح ایجاب و قبول صحیح ہے اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ **کذافی الدرالمختار وغیرہ من کتب الفقه** [1] فقط

---

(۱) لان الوکالة نوع من الولایة لنفاذ تصرفه علی المؤکل (رد المحتار مطلب فی الوکیل ج ۲ ص ٤٤٦ ط.س.ج ۳ ص۹٦ ظفیر)

فصل چہارم

متفرق مسائل واحکام فسخ

کیا رشتہ داروں کے علاوہ غیروں میں شادی پسندیدہ نہیں ہے؟

(سوال ۱۱۳۰) زید اپنی پھوپھی زاد بہن یا چچازاد بہن سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا بعض مصالح کی وجہ سے کیا حدیث کی رو سے غیر خاندان میں شادی کرنا پسندیدہ ہوسکتا ہے؟

(الجواب) شریعت میں اس بارے میں توسیع ہے جہاں مناسب سمجھے شادی رشتہ کرے خواہ غیروں میں یا رشتہ داروں میں شریعت میں نہ یہ ضروری ہے کہ رشتہ داروں میں نکاح شادی کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ غیروں میں ہی کرے جہاں اپنی مصلحت مقتضی ہو وہاں کرے۔[1] فقط

بلوغ کا حکم پندرہ برس پر ہوتا ہے اور مراہق کا بارہ سال میں!

(سوال ۱۱۳۱) لڑکا کتنے سال کا بالغ ہوجاتا ہے جس سے پردہ کرنا ضروری ہے عورت کو فتویٰ کس عمر کے لڑکے پر دیا گیا ہے اور مراہق کے برس کا ہوجاتا ہے؟

(الجواب) اگر اور کوئی علامت بلوغ کی نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا گیا ہے اور بارہ برس کی عمر کا لڑکا مراہق ہوجاتا ہے اور بالغ سے پردہ کرنا ضروری ہے۔[2] فقط

لڑکی کے ولی کو وعدہ کے باوجود مصلحت کے پیش نظر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے؟

(سوال ۱۱۳۲) احمد کا رشتہ یوسف کی لڑکی سے ہو کر تاریخ نکاح مقرر ہوگئی اور لڑکی والوں کی فرمائش کے موافق کپڑا زیور وغیرہ تیار کرا کر دیا یا غرض کل سامان تیار ہوچکا اور چار روز میں نکاح ہونے کو تھا کہ اسماعیل نے یوسف کی اسی لڑکی سے پیغام بھیجا کہ احمد سے نہ کرو وہ غریب ہے ہم بیس ہزار کا زیور دیتے ہیں ہمارے ساتھ نکاح کردو غرض احمد کا زیور کپڑے وغیرہ واپس کرکے اسماعیل نے اپنا نکاح اس سے کرلیا یہ فعل اسماعیل کا جائز ہے یا حرام لڑکی والوں نے احمد کا پیغام توڑ کر اسماعیل سے زیادہ پیسے کے لالچ میں نکاح کردیا ان کے لئے کیا حکم ہے

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (سورۃ النساء (۱) الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومہ اولصحتہ من جانبہ ای الرجل لان الشریفۃ تابی ان تکون فراشا للدنی ولذالا تعتبر من جانبہا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ۴۳۵ .ط.س.ج۳ص ۸۴)

(۲) لا بد فی کل منہما من سن المراھقہ واقلہ للانثی تسع وللذکر اثنا عشر لان ذلک اقل مدۃ یمکن فیہا البلوغ کماصرحوا بہ فی باب بلوغ الغلام (رد المحتار فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۸۷.ط.س.ج۳ص ۳۹) ظفیر

فاسق فاجر ہیں یا کیا؟

(الجواب) اولیاء دختر کو مصلحت دختر کی رعایت کرنا مقدم ہے اور خلاف وعدہ کرنا اگرچہ بے وجہ ممنوع ہے لیکن بہتری دختر کی اگر دوسری جگہ کرنے میں ہو تو اولیاء دختر کو اس کی اجازت ہے بلکہ ضروری ہے کہ مصلحت دختر کی رعایت کی جاوے البتہ اسماعیل کو نہ چاہئے تھا کہ یوسف کی دختر سے خطبہ اپنا نکاح کا بھیجتا کیونکہ حدیث شریف میں ہے ولا یخطب علی خطبة اخیه [1] فقط

مرد نکاح کا دعویٰ کرتا ہے عورت منکر ہے کیا کیا جائے؟

(سوال ۱۱۳۳) زید دعویٰ کرتا ہے کہ میرا نکاح ہندہ سے باجازت ہندہ ہو گیا تھا لیکن ہندہ انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے ہرگز اجازت نہیں دی مجھے اس نے بجبر اپنے یہاں روک رکھا ہے شاہدین کا بیان ہے کہ ہم نے ہندہ سے تو اجازت کا کوئی لفظ نہیں سنا البتہ زید کو جب کہ وہ بروقت نکاح ہندہ کے پاس سے آیا یہ کہتے سنا کہ ہندہ میرے ساتھ نکاح کر لینے کے لئے راضی ہے اور اجازت دیتی ہے چنانچہ اس بناء پر قاضی نے نکاح پڑھادیا تو کیا یہ نکاح درست ہے؟

(الجواب) اس صورت میں جب تک دو گواہ عادل ایجاب و قبول کے سننے والے موجود نہ ہوں نکاح ثابت نہ ہوگا اور زید کے اس کہنے سے کہ ہندہ نکاح کرنے پر راضی ہے اجازت و رضاء ہندہ ثابت نہیں ہوتی اور نکاح صحیح نہیں ہوا اور یہ کہ نکاح کے گواہ نہیں ہیں۔ کذافی عامة کتب الفقه [2] فقط

شوہر کہتا ہے نکاح ہوا، عورت انکار کرتی ہے گواہ فاسق ہیں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۴) زید قوم کنجن نے ثالث پر عدالت دیوانی میں دخل زوجیت کا دعویٰ دائر کیا ہے کہ میری عورت منکوحہ ہے اور ثالث نے اغوا کیا ہے اور اب وہ میرے خلاف ثالث ہی کی طرف دار ہے ثالث کہتا ہے کہ یہ ایک طوائف تھی مجھ سے ملاقات ہوئی اور میرے گھر آگئی عورت بھی اس کے بیان کی تائید کرتی ہے عدالت نے یہ مقدمہ پنچایت میں بھیج کر دریافت کیا کہ عورت منکوحہ زید ہے یا نہیں؟ پنچایت نے زید سے گواہ طلب کئے زید نے گواہ قوم کے کنجن پیش کئے پنچوں نے جو فیصلہ کیا اس کا خلاصہ یہ ہے "چونکہ گواہ عادل نہیں اس لئے نکاح زید کا ثابت نہیں ہے اور عورت بھی منکر ہے" اس صورت میں فیصلہ پنچایت کا صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے گواہوں کی موجودگی بوقت ایجاب و قبول سے جن کا ذکر سوال میں ہے یعنی کنجن وغیرہ تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن بصورت انکار زوجہ از نکاح مثلاً ایسے فاسق گواہوں سے عندالحاکم والقاضی نکاح ثابت نہیں ہوتا پس فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے فاسق گواہوں سے نکاح کا ثبوت نہ ہوگا اس لئے مناسب ہے کہ بوقت

---

(۱) مشکوٰۃ باب اعلان النکاح والخطبة عن البخاری و مسلم ص ۲۷۱، ظفیر

(۲) وشرط اسماع کل من العاقدین لفظ الاخر یتحقق رضا هما و شرط حضور شاهدین حرین او حرو حرتین مکلفین سامعین قولهما معا الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۷۳. ط.س. ج۳ص ۲۱) ظفیر

انعقاد نکاح دو مرد عادل پرہیزگار موجود ہوا کریں جو ایجاب و قبول کو سنیں تاکہ بوقت ضرورت ان کی شہادت سے نکاح ثابت ہو جاوے یا اگر فساق ہی موجود ہوں تو ان سے توبہ کرالی جاوے کہ بعد توبہ کے وہ بھی عادل ثقہ ہو جاتے ہیں اگرچہ پہلے زنا وغیرہ افعال محرمہ کے مرتکب ہوں۔[1] فقط

عورت و مرد نکاح کا انکار کریں اور تیسرا شخص دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۵) مسمی امان خان یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسماۃ صاحبزادی نے حکیم محمد شریف سے نکاح کیا ہے اور ہر دو یعنی مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف اس نکاح سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان انعقاد نکاح نہیں ہوا امان خان اثبات نکاح کے دو گواہ بھی پیش کرتا ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ امان خان جو ایک ثالث شخص ہے جس نے دعویٰ نکاح کا ان کے باہم ہونے کا کر رکھا ہے باوجود مسماۃ صاحبزادی و حکیم محمد شریف کے انکار کے ثالث شخص کی شہادت پیش کرنے سے نکاح منعقد ہو جائے گا اور باوجود انکار نکاح ان ہر دو کے یہ شہادت قابل التفات ہے؟

(الجواب) بدوں دعویٰ کے نکاح میں شہادت مسموع نہ ہوگی اور نکاح ثابت نہ ہوگا کیونکہ حقوق عباد میں بلا دعویٰ کے شہادت مسموع نہیں ہوتی کما فی الشامی فی بیان شرائط الشهادة و تقدم الدعویٰ فیما کان من حقوق العباد[2] الخ ص ۳۷۰ ج ٤ اور وہ امور جن میں دعویٰ شرط نہیں ہے ان میں نکاح داخل نہیں ہے۔ کما صرح به فی الشامی (لہذا یہ نکاح ثابت نہیں ہوا ظفیر)

تحریری طلاق کے بعد عورت دوسرے کے ساتھ رہی اور دعویٰ نکاح کا کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۶) ہندہ ایک آوارہ عورت ہے اس کا پہلا نکاح ایک معمولی شخص سے ہوا تھا اس نے بعض وجہ سے ہندہ کو تحریری طلاق فارغ خطی لکھ کر اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی یہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں بصورت وقوع طلاق اندرون میعاد عدت ہندہ نے زید کے ساتھ جو ایک دولت مند آدمی تھا رہنا شروع کیا کچھ دنوں بعد زید نے لاولد انتقال کیا زید کے انتقال کے بعد ہندہ نے بطمع جائیداد متروکہ زید اپنے آپ کو زوجہ منکوحہ زید کی ہونے کا دعویٰ و اعلان کیا اور بیان کیا کہ میرا نکاح زید سے بالکل خفیہ طور پر ہوا تھا اس طرح پر کہ سوائے قاضی ناکح و وکیل و دو گواہان خالد و بکر عام طور پر وقوع نکاح نامعلوم ہے لیکن ثبوت نکاح کے لئے اول تو وکیل مطلق کو پیش نہیں کیا ہے اور دو گواہان خالد و بکر مسلمہ ہندہ و ناکح کو وقوع و تسلیم نکاح سے قطعاً انکار ہے صرف ناکح قاضی

---

(۱) وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما معا على الاصح الخ او فاسقين الخ وان لم يثبت النكاح بهما (درمختار) اعلم ان النكاح له حكمان حكم الانعقاد و حكم الاظهار فالاول ماذكره والثانى انما يكون عند التجاحد فلا يقبل فى الاظهار الاشهادة من تقبل شهادته فى سائر الاحكام (رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۷۵ و ج ۲ ص ۳۷٦. ط.س. ج۳ ص ۲۱) ظفیر

(۲) رد المحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥۱۳. ط.س. ج۳ ص ۷٦۲. ظفیر

ہندہ کے موافق نکاح تسلیم کرتا ہے اس صورت میں ہندہ کا نکاح زید سے شرعاً ثابت ہوگیا نہیں اور قاضی شرعاً کیا فیصلہ کرے گا۔؟

(الجواب) ہندہ پر شوہر اول کی طرف سے طلاق واقع ہوگئی کیونکہ تحریری طلاق اور فارغ خطی سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے کما حققه في الدر المختار و رد المحتار[1] باقی ہندہ کا دعویٰ زید سے نکاح کرنے کا وہ بدون دو گواہان عادل کے جن کی شہادت شرعاً مقبول ہو ثابت نہ ہوگا کما فی الدر المختار قوله و لو فاسقين الخ اعلم ان النكاح له حكمان حكم الانعقاد و حكم الاظهار فالا ول ماذكره والثانى انما يكون عند التجاحد فلا يقبل فى الاظهار الاشهادة من تقبل شهادته فى سائر الاحكام كما فى شرح الطحاوى فلذا انعقد بحضور الفاسقين والا عمين والمحدو دين فى قذف وان لم يتوباوابنى العاقدين وان لم يقبل اداء هم عند القاضى . الخ[2]

اس عبارت سے اور نیز عبارت در مختار سے واضح ہوا کہ نکاح دو گواہوں کے ایجاب و قبول سننے سے منعقد ہو جاتا ہے اگرچہ وہ گواہ فاسق اور غیر مقبول الشہادۃ ہوں لیکن اگر باقی ورثاء اس نکاح کا اقرار نہ کریں تو ثبوت عند القاضی بحق کافۃ الناس بدون دو معتبر گواہوں کی گواہی کے نہ ہوگا۔ فقط

مرد نکاح کا دعویٰ کرے عورت انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۷) ایک عورت ایک شخص کے پاس عرصہ چھ سال سے رہتی تھی اب وہ عورت اس کے پاس سے نکل گئی شخص مذکور نے بذریعہ عدالت اس کو گرفتار کرادیا عورت کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس دوستانہ طریقہ سے رہتی تھی اب رہنا نہیں چاہتی شخص مذکور کا بیان ہے کہ میرا نکاح اس کے ساتھ دہلی میں ہوا ہے اور ایک فقیر نے نکاح پڑھایا تھا اب وہ فقیر مر گیا کسی قسم کی دستاویز وغیرہ بھی نہیں ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر مرد کے پاس دو گواہ عادل نکاح کے نہیں اور عورت نکاح سے انکار کرتی ہے تو دعویٰ مرد کا شرعاً ثابت نہ ہوگا۔ كذافى كتب الفقه[3] فقط

عورت شوہر کے عنین ہونے کا دعویٰ کرے اور مرد انکار کرے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۳۸) اگر کوئی عورت یہ دعویٰ کرے کہ میرا خاوند عنین ہے اور شوہر انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس سے وطئ کی ہے تو ملاحظہ عورت کا کیا جائے گا یا مرد کا اگر ملاحظہ کرنے والا غیر مسلم ہو تو اس کی

---

(۱) كتب الطلاق ان مستبينا على نحو لوح وقع ان نوى وقيل مطلقاً ولو على نحو الماء فلا مطلقا ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كان يكتب يا فلانة اذا اتاك كتابى هذا فانت طالق طلقت بوصول الكتاب (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الطلاق مطلب فى الطلاق بالكتابة ج ۲ ص ۵۸۹ .ط.س. ج۳ص ۲۴۶) ظفير

(۲) رد المحتار كتاب النكاح ج ۲ ص ۳۷۶ .ط.س. ج۳ص ۲۳. ظفير

(۳) ونصابها لغير ها من الحقوق الخ كنكاح و طلاق الخ رجلان او رجل وامراتان (الدر المختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ۵۱۵ .ط.س. ج۵ص ۴۶۵) ظفير

شہادت معتبر ہے یا نہیں اور ایک شخص کی شہادت معتبر ہے یا نہیں اگر مرد کا عنین ہونا ثابت ہو جاوے تو اس کو مہلت دی جاوے گی یا نہیں اور مہلت دی جاوے گی تو کس وقت سے ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولو ادعی الوطی وانکرته فان قالت امرأة ثقة و اثنتان احوط الخ هی بكر الخ خيرت فى مجلسها وان قالت هى ثيب او كانت ثيبا صدق بحلفه (۱) الخ و فيه قبيله ' و يوجل من وقت الخصومة (۲) الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ ملاحظہ عورت کا کیا جائے گا اور غیر مسلم کا اعتبار نہیں ہے اور ایک عورت مسلمہ ثقہ کا قول معتبر ہے اور شوہر کے عنین ہونے کے ثبوت پر شوہر کو مہلت ایک سال کی دی جائے گی اور مہلت وقت خصومت سے دی جاوے گی۔ فقط

کلکٹر سے نکاح ثانی کی اجازت حاصل کرنے سے منکوحہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۳۹) عبدالستار کا نکاح سکینہ بی بی سے ہوا تقریباً سات برس ہوئے سکینہ کا باپ محمد صدیق سکینہ کو عبدالستار کے گھر سے لطائف الحیل سے اپنے گھر لے گیا بعد چند روز کے عبدالستار نے رخصتی کو کہا مگر والدین نے رخصت نہ کیا مجبوراً عبدالستار نے دعویٰ رخصتی دائر کر دیا دوران مقدمہ میں محمد صدیق نے یہ کارروائی کی کہ ایک جھوٹا دعویٰ اس مضمون کا کلکٹر صاحب کے یہاں دائر کیا کہ عبدالستار نان و نفقہ سے خبر گیری سکینہ کی نہیں کرتا سکینہ کو اجازت عقد ثانی کی دی جائے کلکٹر نے اجازت دے دی محمد صدیق نے اس کا دوسرا نکاح کر دیا صورت مذکورہ میں نکاح ثانی سکینہ کا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں سکینہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح ثانی اس کا درست نہیں ہوا اور مرتکب فعل مذکور کا عاصی و ظالم و فاسق ہے مسئلہ یہ ہے کہ اگر واقعی بھی شوہر نان و نفقہ اپنی زوجہ کو نہ دے تو اس وجہ سے زوجین میں تفریق نہیں ہو سکتی جیسا کہ درمختار میں ہے ولا يفرق بينهما بعجزه عنها الخ ولا بعدم ايفاء حقها الخ (۳) پس جب کہ واقعی نفقہ نہ دینے سے تفریق نہیں ہو سکتی تو جھوٹا دعویٰ کر کے کیسے تفریق ہو سکتی ہے۔ فقط

خلاف شریعت انگریزی عدالت کا فیصلہ نکاح کے باب میں معتبر نہیں

(سوال ۱۱۴۰) لطیف نے دعویٰ حقوق ازواج دائر عدالت دیوانی کیا جس کے اوپر گواہ اثبات نکاح کے دے دیئے اور لطیف نے روبرو منصف صاحب کے یہ بیان کیا کہ امیر مدعا علیہ نمبر ۳ قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر حلفیہ بیان دے دیوے کہ اس کی بہن مسماۃ فتح خاتون کی شادی مظہر کے ساتھ نہیں ہوئی تو میرا دعویٰ خارج کیا

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۰.ط.س.ج۳ص۴۹۹. ظفير

(۲) لو وجدته عنينا الخ اجل سنة الخ و يوجل من وقت الخصومة (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب العنين ج ۲ ص ۸۱۸، ۸۱۹.ط.س.ج۳ص۴۹۶) (۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۰۳ مطلب فی فسخ النكاح بالعجز عن النفقة او الغيبة.ط.س.ج۳ص ۵۹۰. ظفير

جاوے منصف صاحب نے اس کے حلف اٹھانے پر امیر مدعاعلیہ نمبر ۳ دعویٰ مدعی لطیف کا خارج کردیا یہ جائز ہے یا نہ اور فتح خاتون کا نکاح ثانی جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مسئلہ شریعت کا یہ ہے البینة علی المدعی والیمین علی من انکر [1] پس مدعی مسمی لطیف نے اگر دو گواہ عادل و ثقہ ثبوت نکاح کے پیش کردیئے ہیں تو حاکم کو حکم انعقاد نکاح کا دینا چاہئے تھا اور اگر وہ ہر دو گواہ عادل و ثقہ نہیں ہیں یا ان کی شہادت میں سقم ہے تو مدعاعلیہا یعنی مسماۃ فتح خاتون کے انکار حلفیہ پر مدعی کا دعویٰ خارج ہوسکتا ہے اور اگر مسماۃ نابالغہ ہے تو ولی کا حلف کافی ہے پس بصورت بالغہ ہونے مسماۃ مذکورہ کے خود اس کے حلف کی ضروری ہے اس کے بھائی کے حلف سے مدعی کا دعویٰ شرعاً خارج نہ ہوگا اور نکاح ثانی مسماۃ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط

منگنی کا دعویٰ کیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱٤۱) زید دعویٰ کرتا ہے کہ عمر نے اپنی ہمشیرہ ہندہ کی نسبت میری ساتھ کردی عمر کہتا ہے کہ میں نے نسبت نہیں کی زید غلط دعویٰ کرتا ہے شرعاً نسبت مانی جائے گی یا نہیں ؟

(الجواب) زید کے پاس اگر اپنے دعویٰ کے موافق دو گواہ شرعی موجود نہیں ہیں تو قول عمر کا معتبر ہے اور بعد ثبوت منگنی کے بھی عمر اگر مصلحت نہ سمجھے اس سے نکاح کرنے کی اور لڑکی کے لئے وہ موقع اچھا نہ ہو تو اس سے نکاح کردینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ [2] فقط

---

(۱) مشکوٰۃ شریف باب الاقضیة والشهادات ص ۳۲٦ ، ظفیر

(۲) عن النبی ﷺ قال اذا وعد الرجل اخاه ومن نيته ان يفئ له فلم يف ای بعذر) فلا اثم عليه رواه ابوداؤد (مشکوٰۃ باب الوعد ص ٤١٦) ظفیر

چھٹا باب

مسائل واحکام کفاءت

فاسق سے نکاح بلااجازت ولی درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۴۲) ایک طوائف ایک شخص سے نکاح کرنے کو مستعد ہوئی اس کے باپ نے یہ کہا کہ یہ شخص علانیتہً افعال فسق میں مبتلا ہے لہذا میں اس سے نکاح کرنے پر مستعد نہیں کسی صالح شخص سے نکاح کرلے بعد ازاں اس شخص نے گناہوں سے تائب ہو کر اس عورت سے بلااذن اس کے والد کے نکاح کرلیا ہے اگر پہلی حالت میں یعنی بلا تائب ہونے کے نکاح ہو جاتا تو صحیح ہوتا یا نہیں اور اب جو پچھلی صورت میں نکاح ہوا وہ صحیح ہے یا نہیں اور ولی اگر راضی نہ ہو تو کیا حکم ہے عبارت درمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ الخ [1] کا کیا مطلب ہے؟

(الجواب) اگر عدم کفاءت اس بناء پر ہے کہ وہ شخص افعال فسق میں مبتلا تھا تو بعد تائب ہونے کے نکاح کی صحت میں کلام نہیں [2] اگرچہ ولی راضی نہ ہو البتہ پہلی صورت میں بلا رضا ولی کے نکاح صحیح نہ ہوگا کما ھو مفاد عبارۃ درالمختار [3] فقط

کم درجہ کی عورت کا نکاح سید سے بلااجازت ولی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۴۳) ایک طوائف اپنے والدین کی رضامندی اور تعلیم سے ناچنے گانے اور زناکاری میں مبتلا تھی بامداد سرکاران سے جدا ہو کر ایک آشناء قدیم ملازم ریلوے سے کہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتا ہے نکاح کرنا چاہتی تھی اور والدین کا ابتداء سے یہ اصرار تھا کہ اس شخص سے نکاح نہ کرے پردیسی فاسق ہے ہماری برادری کا ایک صالح شخص ہے اس سے یا کسی اور باشندہ شہر نیک آدمی سے نکاح کرلے وہ عورت کسی دوسرے سے رضامند نہیں تھی ناچار اس مرد سے مسلمانوں کی جماعت کثیر نے توبہ کرا کر اس عورت سے نکاح کرادیا یہ نکاح شرعاً جائز ہو لیا بسبب عدم کفاءت وعدم رضاء والدین منعقد نہیں ہوا؟

(الجواب) جب کہ زوج شریف ہے اور عورت دنیہ ہے تو عدم کفاءت کی وجہ سے بطلان نکاح کا حکم نہ کیا جاوے گا اس لئے کہ کفاءت میں جانب زوج کا اعتبار ہے کہ وہ عورت سے کم درجہ کا نہ ہو اگرچہ عورت کمتر

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ و ج ۲ ص ۴۰۹ .ط.س. ج۳ ص ۵۶ .ظفیر
(۲) قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ مشکوۃ باب الاستغفار والتوبۃ ص ۲۰۶ ظفیر
(۳) و تعتبر فی العرب والعجم دیانۃ ای تقویٰ فلیس فاسق کفواً لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح معلنا کان اولا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۰ .ط.س. ج۳ ص ۸۸) ظفیر

ہو [1] اور زوجین جب کہ دونوں تائب ہوگئے تو اس حیثیت سے کفاءت بھی ثابت ہوگئی بہر حال نکاح مذکور صحیح ہے فی الدرا لمختار الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبه الخ لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغيظه دناءۃ الفراش وهذا عند الكل في الصحيح وفي الشامي قوله من جانبه ای يعتبر ان يكون الرجل مكافئاً لها في الاوصاف الآتية بان لا يكون دونها فيها ولا تعتبر من جانبها بان تكون مكافئة له فيها بل يجوز ان تكون دونه فيها الخ [2] الحاصل نکاح مذکور جو برضاء بالغہ ہوا صحیح ہے کیونکہ شوہر بعد توبہ کے فاسق نہ رہا اور نسباً اعلیٰ ہونا شوہر کا ظاہر ہے۔

سیدہ کا نکاح نعمانی سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۴) ایک ہندیہ سیدہ بالغہ نے ایک ہندی نعمانی ابناء ابو حنیفہؒ سے نکاح کیا آیا اولیاء سیدہ کو فسخ نکاح کا حق ہے کیا ابناء ابو حنیفہؒ حضرت فاطمہؓ اور حضرت صدیق وغیرہماؓ کے کفو ہیں بعض نے کہا کہ کفو ہیں کیونکہ غیر قریش قریش کے کفو ہیں اور نعمانی تو عجمی ہیں؟

(الجواب) قال في الدرالمختار العجمي لا يكون كفواً للعربية ولو كان العجمي عالماً او سلطاناً وهو الاصح فتح عن الينا بيع وادعى في البحر انه ظاهر الرواية واقره المصنف ثم ذكر عن النهر ان العالم العجمي كفو للعربية و رجحه الشامي و قال و كيف يصح لا حد ان يقول ان مثل ابي حنيفة او الحسن البصري و غير هما ممن ليس بعربي انه لا يكون كفواً لبنت قرشي جاهل او لبنت عربي بوال على عقبيه الخ [3] ناتمام لیکن ظاہر ہے کہ یہ اختلاف وترجیح بصورت عالم ہونے عجمی کے ہے محض ابناء علماء ہونے کی وجہ سے عجمی کی کفاءت عربیہ قرشیہ کے ساتھ ثابت نہ ہوگی۔ فقط

فاسق معلن شریف عورت کا کفو ہے یا نہیں اور نابالغہ کا نکاح بلا ولی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۵) ایک نیم ملا گداگر فاسق معلن چور بدچلن زکوٰۃ خوار سوال کا پیشہ رکھنے والا ایک صالح مال دار مرد کی دختر ہندہ کو ورغلا کر باپ کے گھر سے دس بارہ کوس کے فاصلہ پر نکال کر لے گیا جس کی عمر ۱۳ سال ہے حیض حمل وغیرہ کا نشان نہیں رکھتی وہاں جا کر اس کے ساتھ بلا اذن ورضاء ولی سارقانہ نکاح پڑھالیا جب ولی کو علم ہوا تو اپنی دختر کو گھر لے آیا اور کسی دوسرے شخص سے اس کا نکاح پڑھا دیا اب یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا مسماۃ ہندہ بالغہ ہے یا نابالغہ اور کیا نکاح ولی کا پڑھایا ہوا درست ہے یا اس گداگر کا اور کیا گداگر فاسق وغیرہ صالح بنات کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

(۱) الکفاءۃ معتبرۃ فی ابتداء النکاح للزومه اولصحته من جانب ای الرجل لان الشریفة تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناءۃ الفراش وهذا عند الکل فی الصحیح والکفاءۃ هی حق الولی لا حقها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۵ ' ۴۳۶ .ط.س.ج۳ص ۸۴. ظفیر

(۲) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۵ ' ۴۳۶ .ط.س.ج۳ص ۸۴

(۳) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۳ و ۴۴۴ .ط.س.ج۳ص ۳۰

(الجواب) مسماۃ ہندہ ۱۳ سالہ اس صورت میں نابالغہ ہے اور نابالغہ کا نکاح بدوں ولی کے صحیح نہیں ہے پس وہ نکاح جو اس اجنبی شخص نے کیا شرعاً صحیح نہیں ہوا اور ولی نے جو نکاح کیا وہ صحیح ہوا کما فی الدر المختار وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر الخ [1] درمختار اور فاسق کفو صالحہ بنت صالح کا نہیں ہے کما فی الشامی فالفاسق لا یکون کفواً لصالحۃ بنت صالح [2] شامی ج ۲ ص ۳۲۱ فقط

گاڑیبان درودگر کا کفو ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۴۶) جو گاڑیبان بیل گاڑی چلاتا ہے درودگر کا کفو ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہو سکتا ہے ۔ فقط

صالح کا نکاح فاسق سے درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۴۷) مسماۃ ہندہ بالغہ باعصمت صالحہ نے زید سے کہ جو بحیثیت قومیت تو برابر ہے مگر لیاقت، علم، تہذیب، عزت، ذلت، صلاحیت میں بمقابلہ ہندہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اور ان تمام افعال ناشائستہ میں جو باعث عار ہوتے ہیں مبتلا اور بالکل خلاف شرع ہے بغیر رضامندی ولی کے نکاح کر لیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اگر صحیح نہیں ہوا تو اگر چند عرصہ کے بعد عیوب سے زید درست ہو جائے تو نکاح درست ہو سکتا ہے یا نہیں اور زید سے کسی مزید تحقیقات کی ضرورت ہے یا نہیں اور زید کی موجودہ حالت دیکھ کر تفریق نہ کرانا کیا حکم رکھتا ہے ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان وفی الشامی ان ھذا القول المفتی بہ خاص بغیر الکفو الخ [3] پس جبکہ روایت مفتی بہ کے موافق وہ نکاح ہی نہیں ہوا کہ جو ہندہ نے بلا رضاء ولی غیر کفو میں کیا تو بوقت درستی حال شوہر پھر وہ صحیح نہیں ہو سکتا اور ہر حال میں تفریق باہمی زید و ہندہ ضروری و لازمی ہے اور کسی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے اور تفریق نہ کرانا ایسی حالت میں کہ عدم کفاءت بوقت نکاح ثابت تھی معصیت و اعانت علی المعصیت ہے ۔ فقط

غیر کفو والے مرد نے دھوکہ دیکر ایک سیدہ سے نکاح کر لیا جائز ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۴۸) زید غیر کفو غیر صحیح النسب نے اپنے کو شریف النسب جتلا کر بکر شریف سید کی بالغہ لڑکی ہندہ سے بوکالت غیر ولی اپنا نکاح کیا اس صورت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار لفساد الزمان الخ [4] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ اپنا نکاح غیر کفو میں کرے بلا اجازت رضاء ولی کے تو وہ نکاح منعقد

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۷ ط س ج ۳ ص ۵۵ ظفیر
(۲) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۱ ط س ج ۳ ص ۸۹ ظفیر
(۳) دیکھئے رد المحتار اور الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ط س ج ۳ ص ۵۶
(۴) دیکھئے رد المحتار اور الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ ط س ج ۳ ص ۵۶ ظفیر

نہیں ہوتا پس جب کہ وہ نکاح صحیح ہی نہ ہوا تو فسخ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط

صالح مرد کی لڑکی کا نکاح فاسق مرد سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۴۹) ایک شخص حجام زادہ نے قدرے روپیہ جمع کر کے پیشہ بزازی اختیار کر لیا ہے اور اب وہ بزازوں میں شمار ہوتا ہے اس کی بالغہ دختر نے بغیر اجازت والدین کے ایک خاندانی بزاز سے نکاح کر لیا نکاح ہونے کے بعد اس شخص نے ایک خط لڑکی کے باپ کو تحریر کیا کہ یہ فعل میں نے نادانی سے کیا ہے آپ مجھے معاف کریں اور میں نے نکاح کی درخواست اس لئے آپ سے نہ کی کہ شاید میرے ماموں ناراض ہوں گے کیونکہ اس کے رشتہ داروں کے نزدیک لڑکی کا باپ رذیل ہے چند روز بعد لڑکی کی والدہ لڑکی کو لے آئی تھوڑے روز بعد لڑکے نے لڑکی کے باپ سے درخواست کی کہ لڑکی کو میرے گھر بھیج دو لڑکی کے باپ نے کہا کہ ایک گھر تلاش کر کے سامان خانہ داری اس میں رکھ دو تو ہم لڑکی کو روانہ کر دیں گے اس نے گھر کرایہ پر لے کر قدرے اس میں سامان بھی جمع کر دیا اس کے بعد لڑکی کے باپ نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا اور مفتی صاحب نے فتویٰ دیا کہ بباعث اغوا کرنے لڑکی کے شخص مذکور فاسق ہو گیا اور مرد فاسق اس عورت کا کفو نہیں ہو سکتا اس لئے نکاح اول منعقد نہیں ہوا اور وطیٔ مثل زنا کے ہے اس کی عدت بھی نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ وہ لڑکا اس لڑکی کا کفو ہے یا نہیں؟ بباعث اغوا کرنے لڑکی کے اگر وہ شخص فاسق ہو گیا تو وہ لڑکی بباعث فرار فاسقہ ہوئی یا نہیں لڑکی کی والدہ کا اس کے گھر پر جانا اور لڑکی کو اپنے ساتھ لے آنا اور لڑکے کا خط تحریر کرنا اور لڑکی کے والد کا لکھنا کہ ایک گھر تیار کرو رضاء ولی ہے کہ نہیں ان دونوں میں بغیر ولی کے نکاح منعقد ہوتا ہے کہ نہیں کیا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا یا لڑکی کے باپ کو اختیار فسخ نکاح کا ہے؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار فلیس فاسق کفوا لصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح [1] الخ وفیہ ایضاً و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا [2] الخ

عبارت اولی سے یہ معلوم ہوا کہ فاسق کفو صالحہ یا فاسقہ بنت صالح کا نہیں ہے اور عبارت ثانیہ سے یہ معلوم ہوا کہ بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح باطل ہے موقوف اجازت ولی پر نہیں ہے پس صورت مسئولہ میں شوہر بسبب اغوا کرنے اور بھگا لے جانے عورت کے فاسق ہو گیا لہذا بموجب روایت ثانیہ درمختار جو کہ مفتی بہا ہے نکاح اس کا اس عورت سے صحیح نہیں ہوا اگرچہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو بوجہ فرار مع الرجل الاجنبی کے جب کہ باپ اس کا صالح ہو پس اگرچہ پیشہ بزازی کی وجہ وہ دونوں ہم کفو ہیں لیکن فسق کی وجہ سے وہ مرد اس عورت کا کفو نہیں رہا اگرچہ وہ عورت بھی فاسقہ ہو گئی ہو جب کہ باپ اس کا صالح ہو کما مر یہ امور دلالت رضاء ہیں لیکن جب کہ نکاح پہلے منعقد ہی نہیں ہوا تو یہ رضاء اس نکاح کو صحیح نہیں کر سکتی اور منعقد نہیں ہوتا موافق قول مفتی بہ کے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۰ و ۴۴۱ ج۲. ط.س. ج۳ ص ۸۹. ظفیر
(۲) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹. ط.س. ج۳ ص ۵۶.

حرامی لڑکے سے شریف عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۰) ایک لڑکی و لڑکے کا نکاح حالت نابالغی میں ہوا لڑکی کی والدہ کی اجازت سے اب وہ دونوں بالغ ہیں لڑکی کو بالغہ ہو کر یہ بات معلوم ہوئی کہ میرا شوہر اور اس کا باپ دونوں بے نکاحی عورت سے ہیں اسی وجہ سے لڑکی اس نکاح سے راضی نہیں تو فسخ کر سکتی ہے یا نہیں یہ نکاح منعقد ہو لیا نہیں باپ دادا لڑکی کے مر چکے تھے۔؟

(الجواب) یہ نکاح منعقد نہیں ہوا در مختار میں ہے واذا کان المزوج غیر هما ای غیر الاب و ابیه ولو الام الخ لا یصح النکاح من غیر الکفو الخ[1]

بیوہ بالغہ غیر کفو میں نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۱) بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بلا اجازت ولی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) بیوہ عورت اپنا نکاح غیر کفو میں بدون رضاء ولی کے نہیں کر سکتی اگر کرے گی تو موافق روایت مفتی بہا کے وہ نکاح صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازها اصلاً وهو المختار للفتوی[2] (لیکن یہ واضح رہے کہ غیر کفو سے یہاں مراد یہ ہے کہ لڑکا نیچ خاندان ہو، اور اگر لڑکا عورت سے اونچے خاندان کا ہے تو جائز ہے ظفیر)

سید اپنی لڑکی کو غیر کفو میں بیاہ سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۲) اگر سید اپنی دختر دوشیزہ برضامندی خویش غیر کفو میں دینا چاہے تو شرعاً منع ہے یا نہیں؟

(الجواب) باپ دادا اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کریں تو صحیح ہے[3] اور بالغہ کا نکاح برضاء دختر صحیح ہے۔ فقط

بالغہ نے کفو میں شادی کی، اب لڑکے کے فاسق ہونے کی وجہ سے ناراض ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۵۳) ایک بالغہ نے اپنے قومی شخص سے بلا اجازت والدیا باقی اولیاء جلا وطن ہو کر نکاح کر لیا کچھ دنوں کے بعد وطن واپس آئی اب بالغہ بوجہ فسق اس شخص کے ناراض ہے کیا بنت صالح فاسق کی کفو ہے یا نہیں اور ولی کو دفعاً للعار فسخ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں ہے قلت والحاصل ان المفهوم من کلا مهم اعتبار صلاح الکل (الی ان قال) فعلی هذا فالفاسق لا یکون کفواً لصالحة بنت صالح بل یکون کفواً لفاسقة بنت فاسق

---

(۱) ایضاً ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س.ج۳ص ۶۷ . ظفیر

(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ .ط.س. ج ۳ ص ۵۶ ظفیر

(۳) وللولی الخ نکاح الصغیر و الصغیرة الخ و لزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او زوجها بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا اوجداً الخ لم یعرف منهما سوء الاختیار (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۷ و ج ۲ ص ۴۱۸ .ط.س.ج۳ص ۶۵ . ظفیر

وکذا الفاسقة بنت صالح کما نقله فی الیعقوبیة فلیس لا بیها حق الاعتراض الخ [1] فقط اس سے معلوم ہوا کہ جو عورت خود فاسقہ ہو وہ اگر چہ بنت صالح ہو وہ کفو ہے فاسق کی لہذا نکاح مذکور اگر فاسق بنت صالح کا فاسق کے ساتھ ہوا تو وہ صحیح ہے۔ فقط

بالغہ سیدزادی کا نکاح بلا اجازت ولی غیر کفو میں جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۴) سیدزادی بالغہ صحیحۃ النسب کا نکاح کسی دوسرے شخص غیر عالم وغیر سید سے بلا رضائے ولی درست ہے یا نہ؟

(الجواب) سیدہ بالغہ نے اگر غیر کفو میں اپنا نکاح بلا رضائے ولی کیا ہے تو بیشک موافق روایت مفتی بہا کے نکاح اس کا صحیح نہیں ہے [2] اور اگر برضائے ولی کے کیا ہے یا اس کا ولی نہیں ہے یا کفو میں نکاح کیا ہے تو صحیح ہے کما فی الشامی واما اذا لم یکن لها ولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً کما یاتی الخ [3] اور واضح ہو کہ فقہاء باب الکفاءت میں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ قریش بعض بعض کے اکفاء ہیں پس شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی وغیرہ جس قدر قریشی ہیں سب سادات کے ہم کفو ہیں۔ [4] فقط

سید کی لڑکی نے ایک لڑکے سے نکاح کیا جو اپنے کو شیخ کہتا تھا اب معلوم ہوا وہ کپڑا بننے والا ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۵۵) ایک عورت بالغہ نے اپنا نکاح ایک شخص سے کر لیا عورت مذکورہ سید کی لڑکی ہے اور مرد نے پہلے اپنے کو شیخ ظاہر کیا مگر نکاح ہو جانے اور خلوۃ صحیح کے بعد معلوم ہوا کہ ذات کا جولاہا ہے اور یہ نکاح عورت کے والد کی غیبت میں ہوا آیا نکاح صحیح ہوا یا نہیں بصورت صحت عورت یا اس کے والد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) نکاح مذکور جو کہ غیر کفو سے ہو موافق روایۃً مفتی بہا کے صحیح نہیں ہوا بلکہ باطل اور ناجائز ہوا درمختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار للفتویٰ [5] فقط

سید وشیخ کی لڑکی کا نکاح نو مسلم کائستھ سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۵۶) ایک شخص قوم کا کائستھ ہندو تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ نماز روزہ کا پابند ہے وہ کفو شیخ وسید کی

---

(۱) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۴۱. ط.س. ج۳ص ۸۹. ظفیر

(۲) ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸. ط.س. ج۳ص ۵۶) ظفیر

(۳) رد المحتار باب الولی تحت قوله بعدم جوازہ ج ۲ ص ۴۰۹ آگے اس کی وجہ درج ہے لان وجه عدم الصحة علی هذه الروایة دفع الضرر عن الاولیاء اما هی فقد رضیت باسقاط حقها فتح (ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۹. ط.س. ج۳ص۵۷) ظفیر (۴) تعتبر الکفاءۃ لزوم النکاح نسبا فقریش بعضهم اکفاء بعض (درمختار) والخلفاء الاربعة کلهم من قریش (رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۷، ۴۳۸. ط.س. ج۳ص ۸۶. ظفیر

(۵) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹. ط.س. ج۳ص ۵۶. ظفیر

دختران کا ہے یا نہیں اور جو لوگ بے نمازی ہیں ان کو نو مسلم پسند نہیں کرتا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئیے ؟

(الجواب) شیخ سید کی لڑکی کفو اس نو مسلم کی نہیں ہے [۱] البتہ کوئی نو مسلمہ یا دیگر اقوام کی دختر سے نکاح ہو سکتا ہے اگر بے نمازی ہو اس کو سمجھا کر نمازی بنایا جاوے نکاح صحیح ہو جاوے گا کیونکہ وہ مسلمان ہے۔ فقط

عجمی کی تعریف اور عربی النسل عورت کا نکاح لوہار' نجار اور نداف سے درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۵۷) زید کہتا ہے کہ اگر سید زادی یا افغانی یا اور کسی اعلیٰ قوم کی عورت کسی ادنیٰ قوم کی مسلمان باشندہ لوہار' نجار' نداف سے مثلاً نکاح کرے بلا رضائے ولی کے تو بلا کراہیت درست ہے کیونکہ عجمیوں نے ذات کو ضائع کر دیا ہے یہ کہنا درست ہے یا نہیں ؟ اور کفو کتنی چیزوں میں پنجاب ہندوسندھ وبنگالہ وغیرہ میں معتبر ہوگی عجمی کس کو کہتے ہیں زید یہ سند پکڑتا ہے کہ سید زادی کا نکاح غیر قوم سے منع کرنا یہ مذہب شیعہ کا ہے عینی ج ۲ ص ۱۰۲ کی عبارت پیش کرتا ہے وفی البسیط ذهب الشيعه الى ان نكاح العلويات ممتنع على غير هم مع التراضى قال السروجى وهى قولان باطلان الخ اس عبارت کا کیا مطب ہے اور کیا جواب ہے ؟

(الجواب) عجمی کی تعریف رد المحتار میں یہ کی ہے قوله واما فى العجم المراد بهم من لم ينتسب الى احدىٰ قبائل العرب [۲] الخ پس جو شخص منسوب الی قبائل العرب نہیں ہے وہ عجمی ہے اور در مختار میں ہے العجمى لا يكون كفواً للعربية [۳] الخ اور جواب عینی کا یہ ہے کہ شیعہ یہ کہتے ہیں کہ نکاح سادات علویات کا غیر علویات کے لئے بالکل ممنوع ہے اور مذہب اہل سنت وجماعۃ کا یہ ہے کہ اولاً علویات کا غیر علویات سے وہ مطلقاً منع نہیں کرتے بلکہ قریش غیر علویات کا سیدہ علویہ سے نکاح صحیح ہے کما فى الدر المختار فقريش بعضهم اكفاء بعض [۴] اور ثانیاً عجمیوں سے بھی علویات کا نکاح حرام نہیں ہے بلکہ اگر ولی اور وہ عورت راضی ہو تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے فاين هذا من ذلك فقط

غیر کفو میں شادی ولی کی رضامندی سے درست ہے

(سوال ۱۱۵۸) ایک مسلمان کسی قوم میں سے ہو وہ دوسری قوم میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نابالغہ کا باپ ایسا کر سکتا ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو اور وہ راضی ہو غیر کفو میں شادی کرنے سے اور اس کا باپ اور ولی بھی راضی ہو تب بھی درست ہے کذافى الدر المختار وغيره [۵] فقط

---

(۱) من اسلم بنفسه و ليس له اب فى الاسلام لا يكون كفواً لمن له اب واحد فى الاسلام كذافى فتاوىٰ قاضى خان (عالمگیری باب خامس فى الكفاءة ج ۲ ص ۱.۵ .ج ۱ ص ۲۹۰ ماجدية) ظفير

(۲) رد المحتار باب الكفاءة ت ص ۴۳۹ ' ج ۲ '.ط.س.ج۳ص۸۷. ظفير

(۳) الدر المختار على هامش ر د المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۴۳ .ط.س.ج۳ص۹۲

(۴) الدر المختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۸ .ط.س.ج۳ص۸۶. ظفير

(۵) واذا زوجت نفسها من غير كفوء ورضى به احد الاولياء لم يكن لهذا الولى ولا لمن مثله او (جاری ہے)

ولد الزنا صحیح النسب کا ہم کفو نہیں ہے

(سوال ۱۱۵۹) زید ولد الزنا ہے اس کے اقارب اس کے نکاح کرنے سے عار کرتے ہیں زید مذکور کفو ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولد الزنا کفو ولد الحلال اور ثابت النسب کا نہیں ہو سکتا لیکن اگر باپ اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کردیوے تو نکاح صحیح ہوگا یا خود دختر بالغہ ولی کی اجازت سے اگر اپنا نکاح غیر کفو سے کرلیوے تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے۔[1]

نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کردے تو جائز ہے

(سوال ۱۱۶۰) زید نے (جو کہ شیخ فاروقی ہے) اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح عمر سے (جس کا تین پشت سے اسلام ہے کردیا ہے یہ لڑکا اس لڑکی منکوحہ کا کفو ہے یا نہیں اس لڑکی کو نکاح کے فسخ کا اختیار بالغہ ہونے پر ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ لڑکا زید کی دختر کا کفو نہیں ہے لیکن باپ اگر اپنی دختر نابالغہ کا نکاح غیر کفو سے کردیوے تو صحیح ہے[2] اور نابالغہ بعد بالغہ ہونے کے اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتی۔ کذافی الدر الختار والشامی[3] فقط

سید و شیخ ہم کفو ہیں یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۱) غیر کفو مرد اور عورت میں نکاح بغیر اجازت عورت کے باپ کے ہو سکتا ہے یا نہیں خواہ عورت بیوہ ہو یا کنواری، عورت سیدانی ہو اور مرد شیخ ہو یہ غیر کفو ہے یا نہیں؟

(الجواب) سید اور شیخ ہم کفو ہیں غیر کفو نہیں ہیں جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے کہ قریش باہم کفو ہیں اور سید اور شیوخ خواہ صدیقی ہوں یا فاروقی یا عثمانی سب قریش ہیں[4] پس اگر عورت سیدانی بالغہ خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ شوہر شیخ سے نکاح برضاء خود کرلے تو وہ نکاح صحیح ہے باپ اس کو توڑ نہیں سکتا کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرة مكلفة بلا رضاء ولی الخ[5] فقط

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) دونه فى الولاية حق الفسخ الخ وكذا اذا زوجها احدالاولياء برضاها كذافى المحيط (عالمگیری باب خامس باب الاكفاء والكفاءة ج ٢ ص ١٧ طبع ماجدية ج١ ص٢٩٣) اذا زوجهامن رجل عرفه غير كفوء فعند ابى حنيفة يجوز لان الاب كامل الشفقة واقر الراى فالظاهر انه تامل غاية التامل ووجد غير الكفو اصلح من الكفوء كذافى المحيط (ايضاً ج ٢ ص ١٦ طبع ماجدية ج١ ص ٢٩١) ظفير

(١) قوله بعدم جوازه الخ وهذا اذا كان لها ولى ولم يرض به قبل العقد فلا يفيد الرضا بعده واما اذا لم يكن لها ولى فهو صحيح نافذ مطلقاً اتفاقاً (رد المحتار باب الولى ج ٢ ص ٤٠٩ .ط.س.ج٣ص٥٧) ظفير

(٢) و يفتى فى غير الكفو بعدم جوازه اصلاً (درمختار) هذه رواية الحسن عند ابى حنيفة وهذا اذا كان لها ولى لم يرض به قبل العق الخ فلا بد حينئذٍ لصحة العقد من رضاه صريحاً (رد المحتار باب الولى ج ٢ ص ٤٠٩ .ط.س.ج٣ص٥٦) ظفير (٣) لو فعل الاب اوالجد عند عدم الاب لا يكون للصغير والصغيرة حق الفسخ بعد البلوغ (ردالمحتار باب الولى ج٢ ص ٤٢٠ ' ظفير (٤) فقريش بعضهم اكفاء لبعض الخ والعرب بعضهم اكفاء لبعض الانصارى والمهاجرى فيه سواء كذافى فتاوىٰ قاضى خان (عالمگیری مصطفائى الباب الخامس فى الاكفاء ج ٢ ص ١٥ طبع ماجدية ج١ ص ٢٩٠) ظفير (٥) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الولى ج ٢ ص ٤٠٧ ' ظفير

مرد نے غیر کفو میں نکاح کر لیا تو درست ہے

(سوال ۱۱۶۲) زید نے غیر کفو میں سو برس ہوئے نکاح کر لیا تھا اس کی اولاد' اولاد الاولاد ہوتی رہی اور آپس میں نکاح شادی ہوتے رہے کوئی غیر اولاد میں نہیں رہی اب سو برس بعد ایک شخص زید کی قوم کا زید کے خاندان میں جو اس عورت سے جس کا نکاح سو برس ہوئے ہوا تھا اور وہ عورت غیر کفو تھی نکاح کرتا ہے جائز ہے یا نہیں اور والدین یا کسی ولی کو حق فسخ نکاح بوجہ غیر کفو ہونے کے ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کا غیر کفو میں نکاح کر لینے سے زید کی اولاد کے نسب میں کچھ فرق نہیں ہوا کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے پس اگر زید کی اولاد میں سے کوئی لڑکی بالغہ اپنا نکاح بدوں رضائے اولیاء غیر کفو میں کرے گی تو وہ صحیح نہ ہوگا کما فی الدرالمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[1] الخ اور اگر کوئی لڑکا بالغ زید کی اولاد میں سے بلا رضاء ولی کے اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کرے تو وہ صحیح ہے اور ولی اس کو فسخ نہیں کر سکتا کیونکہ کفاءت کا اعتبار اس میں نہیں ہے کہ کوئی مرد شریف کسی کم نسب والی عورت سے نکاح کرے کہ اس میں عورت پر کچھ عار نہیں ہے[2] اور مرد کی اولاد جو اس عورت سے ہوگی وہ باپ کے نسب پر ہوگی۔ فقط

بیوہ سیدزادی غیر قریشی سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۳) ایک سیدانی بیوہ اگر کسی غیر قریشی سے کہ وہ نہ تو عالم ہے اور نہ پٹھان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے یا نہیں اگر نکاح ہو گیا ہو تو ایسے نکاح کو نکاح شرعاً توڑ دینا لازمی ہے یا نہ اور کیا یہ نکاح قابل فسخ ہے اور وہ شخص قابل تعزیر ہے یا نہیں اگر تعزیر ہے تو کیا؟

(الجواب) اگر عورت بالغہ اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے تو وہ مطلقاً صحیح ہے اور اگر غیر کفو میں کرے تو اگر اس کا ولی موجود ہے اور وہ راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب مذہب مفتی بہ غیر صحیح ہے اور اگر اسکا کوئی ولی نہیں ہے یا ہے لیکن وہ راضی ہے تو نکاح مذکور صحیح ہے اور مرد غیر قریشی عورت سیدانی کا کفو نہیں ہے۔ قال فی الدرالمختار ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی[3] الخ قال فی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ بحر واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا اتفاقا[4] الخ ج ۲ ص ۲۹۷ شامی اور جس صورت میں عدم جواز نکاح کا فتویٰ ہے اس میں مابین زوجین تفریق کرادی جاوے گی اور کوئی تعزیر شرعاً اس میں نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٨ .ط.س. ج۳ص ٥٦ 'ظفیر
(۲) الکفاءۃ معتبرۃ الخ من جانبہ الخ لا تعتبر من جانبھا لان الزوج مستفرش فلا تغیظہ دناءۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ٤٣٥ .ط.س. ج۳ص ٨٤) ظفیر
(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٨ .ط.س. ج۳ص٥٦. ظفیر
(٤) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٩ .ط.س. ج۳ص٥٧.

پٹھان نے دھوکہ دیکر سید زادی سے نکاح کرلیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱٦٤) ایک پٹھان نے اپنی قومیت کو چھپا کر ایک سید کے یہاں پیغام نکاح دیا نکاح اس بناء پر قرار پایا کہ اگر تم شیخ ہو تو نکاح کیا جائے گا اس صورت میں نکاح درست ہوا یا نہ ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح ہو گیا تھا مگر بوجہ دھوکہ دہی کے عورت اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔[1] فقط

ولی کی بلا رضامندی بالغہ نے غیر کفو میں نکاح کرلیا درست ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱۱٦٥) ایک عورت بالغہ ثیبہ نے غیر کفو میں نکاح کرنا چاہا اس کے اولیاء میں سے اس ملک میں سوائے اس کے پھوپھی کے کوئی نہیں وہ مزاحم ہوئی حاکم وقت نصاریٰ کے حکم سے وہ نکاح ہو گیا پھوپھی نے بحیثیت ولی فسخ نکاح کا دعویٰ کیا پھوپھی کے دعویٰ پر نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو وہ کون سا ولی ہے جسے اس دعوے کا حق ہے اور پھوپھی ذوی الارحام میں سے ہے یا عصبات میں سے۔ امام طحاویؒ نے باب النکاح بغیر ولی عصبہ کا جو باب باندھا ہے اس میں عصبہ کی قید سے کیا فائدہ ہے کیا اس میں اخیر تک ولی عصبہ ہی سے بحث ہے یا عام اولیاء سے فتاویٰ سراجیہ میں ہے امراة تزوجت من غير كفو فللولی ان يعترض ويرفع الى القاضی حتى يفسخ وان لم يكن الولی ذارحم محرم كابن العم[2] اس کے کیا معنی ہیں اور ابن عم بنفسہ نہیں ؟

(الجواب) کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے کہ ولی نکاح کا عصبہ ہے اور اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ذوی الفروض وذو الارحام کو ولایت حاصل ہے پس جب کہ سوائے پھوپھی کے اور کوئی ولی اس عورت کا وہاں موجود نہ تھا تو ولی اس حالت میں پھوپھی تھی جو کہ ذوی الارحام میں سے ہے[3] اور یہ بھی تصریح کتب فقہ میں ہے کہ غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بدوں اجازت ورضاء ولی صحیح نہیں ہوتا پس جب کہ پھوپھی اس نکاح سے راضی نہیں ہے تو وہ نکاح حسب فتویٰ متاخرین فقہاء صحیح نہیں ہوا اور امام طحاویؒ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی دراصل عصبہ ہے اگر عصبہ نہ ہو تو پھر حسب تصریح دیگر فقہاء ذوی الفروض وذوی الارحام ولی ہوتے ہیں جس کی تفصیل وترتیب کتب فقہ میں موجود ہے اور فتاویٰ سراجیہ میں جو اعتراض ولی کا حکم لکھا ہے یہ اصل مذہب حنفیہ کا ہے لیکن متاخرین حنفیہ کا فتویٰ بطلان نکاح مذکور کا ہے یعنی غیر کفو میں نکاح بالغہ کا بلا اجازت ولی کی باطل ہوتا ہے ولی کو فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ سب تفصیل در مختار اور رد المحتار میں ہے۔[4] فقط

---

(۱) ولو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفواً فحق الفسخ لها (عالمگیری باب خامس فی الاكفاء ج۲ ص ۱۷ طبع ماجدية ج۱ ص ۲۹۳) ظفیر

(۲) فتاویٰ سراجیه

(۳) فان لم يكن عصبة فالولاية للام الخ ثم لذوی الارحام ثم للسلطان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۲۹ ط.س. ج۳ ص۷۸) ظفیر

(٤) و يفتى فی غير الكفوء بعدم جوازه اصلا وهو المختار للفتویٰ لفساد الزمان (ایضاً ج ۲ ص ۴۰۸ و ج ۲ ص ۴۰۹ ط.س. ج۳ ص۵٦) ظفیر

پٹھانی عورت کا نکاح شیخ زادہ سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۶) ایک عورت مسماۃ ہندہ بیوہ نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے یعنی عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے مسماۃ کے علاتی چچا اس میں حارج ہیں یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت بالغہ بیوہ اپنا نکاح غیر کفو سے بلا رضامندی ولی کے کرے اور ولی اس نکاح سے راضی نہ ہو تو وہ نکاح نہیں ہوتا فتویٰ اسی پر ہے اور پہلے یہ مسئلہ لکھا جا چکا ہے لیکن اب توضیح سے معلوم ہوا کہ عورت پٹھانی ہے اور شوہر شیخ زادہ ہے یعنی قریش میں سے ہے جو کہ افضل ہے عورت کی قوم سے لہٰذا اگر صورت واقعی یہی ہے تو یہ نکاح صحیح ہو گیا کیونکہ کفاءت شوہر کی طرف سے معتبر ہے کہ شوہر عورت سے کمتر نہ ہو اور عورت کی طرف سے معتبر نہیں ہے یعنی اگر عورت کم درجہ کی ہو اور شوہر باعتبار نسب کے اعلیٰ درجہ کا ہو تو نکاح ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں شرعاً و عرفاً عار نہیں ہے قال فی الدرالمختار الکفاء ۃ معتبرۃ الخ من جانبه ای الرجل لان الشریفة تابی ان تکون فراشا للدنی ولذا لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستفرش فلا تغیظه دناء ۃ الفراش وھذا عند الکل فی الصحیح الخ [1] فقط

خاندانی مسلمان لڑکی کا نکاح نو مسلم سے درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۶۷) ایک لڑکی خورد سالہ جس کے باپ دادا مسلمان تھے اس کا نکاح اس کے ماموں نے حالانکہ باپ زندہ باہر فاصلہ پر رہتا ہے ایک شخص نو مسلم سے جس کے باپ دادا غیر مسلم تھے کر دیا اگر اس کا باپ اس عقد پر اعتراض کرے تو شرعاً اس عقد پر مؤثر ہو سکتا ہے؟

(الجواب) چونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہوا اس لئے بلا اجازت ولی اقرب یعنی باپ کے صحیح نہیں ہوا۔ [2] فقط (اور اس لئے بھی نابالغہ کا ولی جب باپ موجود ہے تو ماموں کو حق ولایت حاصل نہیں ہے باپ کے رد کر دینے سے وہ نکاح درست نہیں رہا ظفیر)

کفو میں نکاح درست ہے مہر کی کمی سے فرق نہیں پڑتا

(سوال ۱۱۶۸) زید نے ہندہ ثیبہ بالغہ بیوہ سے بلا اذن و رضامندی تن بخشی کرائی اور دس درہم مہر مقرر ہوا زید نے وطی بھی کی زید خود مقر ہے نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور ولی کو فسخ کرنے کا حکم ہے یا نہیں زید اتمام مہر مثل سے انکار نہیں کرتا نہ فسخ پر راضی ہے نکاح کفو میں ہوا ہے مہر مثل زیادہ ہے؟

(الجواب) جب کہ نکاح کفو میں ہوا ہے تو ولی کو بصورت اتمام مہر مثل فسخ کا اختیار نہیں ہے اور نکاح صحیح ہو گیا اور ولی اتمام مہر مثل کرا سکتا ہے کما فی الشامی قوله و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قید

---

(۱) ردالمحتار باب الاکفاء ۃ ج ۲ ص ۴۳۵، ۴۳۶ ط.س. ج۳ ص ۸۴. ظفیر

(۲) من اسلم بنفسه و لیس له اب فی الاسلام لا یکون کفو المن له اب واحد فی الاسلام کذافی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری باب خامس فی الاکفاء ج ۲ ص ۱۵ طبع ماجدیة ج۱ ص ۲۹۰) ظفیر

بذلك لئلا يتولهم عوده الى قوله فنفذ نكاح حرة الخ وللاحتراز عما لو تزوجت بدون مهر المثل فقد علمت ان للولى الاعتراض ايضاً والظاهرانه لا خلاف فى صحة العقد وان هذا القول المفتى به خاص بغير الكفو الخ [۱] فقط

ولد الزنا لڑکا اور صحیح النسب لڑکی ہم کفو ہیں یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۶۹) ایک لڑکا ولد الزنا ہے اور لڑکی حلال نطفہ سے پیدا ہے، یہ دونوں کفو ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) وہ باہم کفو نہیں ہیں۔[۲] فقط

معمار کی شادی نجار سے جائز ہے

(سوال ۱۱۷۰) زید معماری کا پیشہ کرتا ہے اور عمر کی خاندانی حالت یہ ہے کہ اس کے رشتہ دار اور بڑے نجاری کا پیشہ کرتے تھے لیکن عمر عطاری کی دوکان اور پارچہ دوزی کا کام کرتا ہے زید نے عمر کی سب حالت دیکھ کر اپنی ہمشیرہ کا نکاح عمر سے کر دیا زید کی ہمشیرہ بعد نکاح ایک ماہ تک عمر کے گھر رہی بعد ایک ماہ کے زید ہمشیرہ کو اپنے مکان پر لے گیا اب زید کہتا ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور عمر نے جو بہت ایام تک زید کی ہمشیرہ سے ہم بستری کی وہ جائز ہوئی یا نہیں ؟

(الجواب) عمر کا نکاح زید کی ہمشیرہ سے صحیح ہو گیا اور ہم بستری وغیرہ سب جائز ہوئی زید کا انکار اب شرعاً معتبر نہیں ہے۔[۳] فقط

مسلمان لڑکی کا نکاح غلطی سے غیر برادری میں ہو گیا

(سوال ۱۱۷۱) ایک مسلمان لڑکی نابالغہ کا نکاح ایک نہنگ قوم غیر پابند احکام اسلام سے غلطی سے وارثان نے کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ ان کو اسلام سے مس نہیں ہے لہذا لڑکی ان کے گھر آباد ہونا نہیں چاہتی اور نہ وارث بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اگر وہ شخص جس سے نکاح ہوا مسلمان کلمہ گو تھا اگرچہ فاسق تھا دین دار نہ تھا تو نکاح صحیح ہو گیا[۴] اور بدوں طلاق دینے شوہر کے وہ نکاح فسخ نہیں ہو سکتا اور اگر کافر تھا اور دعویٰ اسلام کا نہ کرتا تھا اور کلمہ توحید سے منکر تھا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ فقط

---

(۱) دیکھئے (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ . ط.س. ج۳ص۵۶) ظفیر

(۲) وتعتبر الكفاءة نسبا و حريةً و اسلاما وديانة(الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۳۷ .ط.س. ج۳ص۸۶) ظفير

(۳) وافادكما فى البحر انه لا يلزم اتحاد هما فى الحرفة بل التقارب كاف فالحائك كفو لحجام والدباغ كفوء لكناس والصفار كفوء لحدا دوالعطار كفوء لبزاز-قال الطبرانى و عليه الفتوىٰ (رد المحتار باب الكفاءة ج ۲ ص ۴۴۲ .ط.س. ج۳ص۹۰) ظفير

(۴) لو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة ثم علموا الاخيار لاحد(الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكفائة ج ۲ ص ۴۳۷ .ط.س. ج۳ص۸۵) ظفير

نسب غلط بتا کر لڑکے نے شادی کی تو اب نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۷۲) ایک شخص نے اپنا نسب غلط بیان کر کے ایک شریف خاندان لڑکی سے باجازت اس کے باپ کے نکاح کر لیا حالانکہ لڑکی بالغہ ہے اس سے اجازت طلب نہیں کی گئی اب قبل رخصت اس شخص کا مجہول النسب ہونا ظاہر ہو گیا تو اس صورت میں ابطال یا فسخ نکاح کا حق ولی اور لڑکی کو ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ولی اور عورت کو نکاح باقی رکھنے اور فسخ کرانے کا اختیار ہے کما فی الشامی نقلا عن البحر عن الظهيريه لو انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفوءٍ فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفواً فحق الفسخ لها دون الاولياء ج ۲ ص ۳٤٤ اور باب العنین کے آخر میں صاحب شامی نے تحریر کیا ہے کہ جس شخص نے دھوکہ دیکر اور اپنا نسب غلط بتا کر نکاح کر لیا بعد میں اگر غیر کفو ظاہر ہوا تو ولی اور زوجہ دونوں کو فسخ کا اختیار ہے بناء بر حق کفاءت کی[1] اور اگر کفو ہے مگر جو نسب بیان کیا تھا وہ غلط نکلا تو اس صورت میں صرف عورت کو فسخ نکاح کا اختیار ہے اس وجہ سے دھوکہ کا اثر اس پر پڑے گا۔ کما قال لكن ظهر لى الان ان ثبوت حق الفسخ لها للتعزير لا لعدم الكفاء ة بدليل انه لو ظهر كفواءً يثبت لهاحق الفسخ لانه غرها الخ[2] فقط

ہاشمی اور بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۷۳) قریشی ہاشمی اور سادات بنی فاطمہ ہم کفو ہیں یا نہیں اور دیگر قریش عرب پس ان کے مابین نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قریشی ہاشمی و سادات بنی فاطمہ باہم کفو ہیں اور قریش بقیہ عرب غیر قریش کے کفو نہیں ہیں در مختار میں ہے فقريش بعضهم اكفاء بعض قال فى الشامى اشاربه الى انه لا تفاضل فيما بينهم من الهاشمى والنوفلى والتيمى والعدوى وغير هم ولهذا زوج على وهو ها شمى ام كلثوم بنت فاطمة لعمر وهو عدوى قهستانى فلو تزوجت هاشمية قريشيا غير هاشمى لم يرد عقدها وان تزوجت عربيا غير قريشى لهم رده كتزويج العربية عجمياً الخ[3] فقط

اعلیٰ نسب کی لڑکی کا نکاح ادنی درجہ کے لڑکے سے ہو جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۱۷٤) ایک عورت قوم آدان کی اگر حجام سے نکاح کر لیوے تو ولی عورت کا جو کہ اعلیٰ کفو کا ہے بہ نسبت حجام کے شرعاً نکاح فسخ کرا سکتا ہے یا نہیں، عرب و عجم میں نسب کا لحاظ ہے یا نہیں ؟

(الجواب) کفاءت میں نسب کا اعتبار عرب میں ہے اور عجم میں پیشہ وغیرہ کا اعتبار ہے پس اگر عورت اعلیٰ ہے

---

(۱) لو تزوجته على انه حراوسنى اوقادر على المهر والنفقة فبان بخلافه او على انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط اوابن زنالها الخيار (رد المحتار باب الكفاء ة ج ۲ ص ٤٣٦ .ط.س. ج۳ص۸۵) ظفير

(۲) رد المحتار باب العنين وغيره قبيل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۳ .ط.س. ج۳ص۵۰۲ ظفير

(۳) رد المحتار باب الكفاء ة ج ۲ ص ۳۸ .ط.س. ج۳ص۸٦. ظفير

باعتبار کفاءت کے اور مرد کم درجہ کا ہے اور کفو عورت کا نہیں ہے اور وہ عورت اس مرد سے نکاح کر لیوے تو ولی کو اختیار نکاح کے فسخ کرانے کا ہے کذافی الدر المختار .[1] فقط

چچا نے غیر کفو میں شادی کر دی تو جائز ہے یا نہیں ؟

(**سوال ۱۱۷۵**) مشرف خان نے اپنی برادر زادی نور النساء بی بی کا نکاح بحالت نابالغی ایک شخص کے ساتھ کر دیا لیکن نور النساء بی بی مذکور نے ہنگام بلوغ اپنے اظہار کر دیا کہ میں اس نکاح کو منظور نہیں کرتی میرے چچا نے میرا نکاح غیر کفو میں کر دیا تھا جس سے میں راضی نہیں ہوں ایسی صورت میں اس نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

(**الجواب**) درمختار میں ہے کہ باپ دادا کے سوا کوئی دوسرا ولی مثل تایا چچا وغیرہ کے اگر نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوتا اور اگر کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کرے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے مگر نابالغہ کو بعد بلوغ کے اس کے فسخ کرانے کا اختیار ہوتا ہے یعنی یہ کہ بذریعہ قاضی کے فسخ کرا لے پس اس صورت میں اگر نابالغہ مذکورہ کا نکاح اس کے چچا نے غیر کفو میں کیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا لڑکی کو اختیار ہے کہ بعد بالغہ ہونے کے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے کفو میں کرے **وان کان المزوج غیر ھما ای غیر الاب و ابیہ الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش اصلا الخ**[2] فقط

زنا کا پیشہ کرنے والے سے تیل نکالنے والے کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(**سوال ۱۱۷۶**) ہندہ بالغہ نے بغیر اجازت اپنے اولیاء کے زید سے نکاح کر لیا زید و ہندہ دونوں ہم قوم ہیں لیکن ہندہ کا کنبہ تیل نکالنے کا کام کرتا ہے اور زید کا کنبہ زناکاری کرتا ہے ہندہ کے اولیاء اس نکاح کی اجازت نہیں دیتے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(**الجواب**) **قال فی الدرالمختار و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ الخ قال فی رد المحتار للشامی وقال شمس الائمة وھذا اقرب الیٰ احتیاط**[3] **الخ ص ۲۹۷ ج ثانی شامی و فیہ ایضاً من الکفاء ة فلیس فاسق کفواً لصالحة**[4] **الخ درمختار** ان روایات سے معلوم ہوا کہ اس صورت میں نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فقط

---

(۱) والکفاء ة حق الولی لاحقھا فلو نکحت رجلا ولم تعلم حالہ فاذا ھو عبد لاخیار لھا بل للاولیاء (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاء ة ج ۲ ص ۴۳۶ . ط.س. ج۳ص۸۵) وان زوجت فی غیر کفوء لا یلزم او لا یصح(رد المحتار باب کفاء ت ج ۲ ص ۴۳۶ . ط.س. ج۳ص۸۴) ولہ ای للولی اذا کان عصبتہ الخ الاعتراض فی غیر الکفوء فیفسخہ القاضی (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ . ط.س. ج۳ص۵۶) ظفیر

(۲) تقدم ان غیر الاب والجد لو زوج الصغیرة اوالصغیر فی غیر کفوء لا یصح (ردالمحتار باب الکفاء ة ج ۲ ص ۴۳۹ . ط.س. ج۳ص۸۴) ظفیر

(۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ و ص ۴۰۹ . ط.س. ج۳ص۵۶ .ظفیر

(۴) ایضاً باب الکفاء ة ج ۲ ص ۴۴۰ ' ۴۴۱ . ط س ج ۳ ص

ادنی قوم کی لڑکی اعلیٰ قوم کے لڑکے سے نکاح کرے تو درست ہے

(سوال ۱۱۷۷) ایک عورت باکرہ قوم بافندہ رذیل قوم عمر ۱۸ سال نے اپنا نکاح اپنی رضامندی سے ایسے مرد سے جو شریف قوم کا ہے بدوں اجازت و رضاء ولی کے کر لیا اور روبرو دو گواہوں کے یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح عورت بالغہ عاقلہ کا جو کہ اس نے اپنی رضامندی سے شریف قوم کے مرد کے ساتھ کر لیا ہے 'بدوں اجازت ولی کے روبرو دو گواہوں کے وہ نکاح شرعاً صحیح ہو گیا ہے شامی میں ہے وان کان ماظهر فوق ما اخبر فلا فسخ لاحد الخ ص ۵۹۸ و فی ص ۳۱۷ باب الکفاءة و فیه اشعار بان نکاح الشریف الوضیعة لازم فلا اعتراض للولی بخلاف العکس الخ [1] فقط

جاہل کسان عالم کی لڑکی کا ہم کفو ہے یا نہیں اور نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۷۸) الزراع الجاهل هل یکون کفؤ صغیرة العالم وهی غیر عالمة ام لا واذا زوج غیر الاب والجدالصغیرة من رجل زراع هل یصح النکاح ام لا والحرفة فی الکفؤ معتبر ام لا ؟

(الجواب) اقول بالله التوفیق قول صاحب درمختار ولا هما لعالم وقضا [2] وتحقیق علامه شامی ولا هما لبنت عالم وقاض الخ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں زراع جاہل کفو بنت عالم کا نہیں ہے اور غیر اب وجد نے یہ نکاح کیا تو بہ قول مفتی بہ نکاح صحیح نہ ہوگا وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیه الخ لا یصح النکاح من غیر کفوء [3] الخ درمختار البتہ اگر اب یا جد ایسا نکاح کریں تو صحیح ہے [4] درمختار 'فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وہابی نجدی کو لڑکی دینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۱۷۹) نجدی وہابی غیر مقلد کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ ہے جیسے مرزائی اور شیعہ غالی ان سے مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح حرام ہے نکاح نہ ہوگا اور جس فرقہ کے کفر پر فتویٰ نہیں ہے جیسے غیر مقلد اور نجدی ان سے نکاح سنیہ عورت کا صحیح ہے۔ فقط

شریف عورت نو مسلم مرد کی کفو ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸۰) عورت مسلمہ شریف خاندان نو مسلم کی کفو ہو کر نکاح دونوں میں ہو جاوے گا یا نہ ؟

(الجواب) شریف عورت جس کے آباء واجداد مسلمان چلے آرہے ہیں نو مسلم کی کفو نہیں ہے لہذا اگر ولی اس

---

(۱) رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۶ .ط.س.ج۳ص ۸۵ ' ظفیر
(۲) دیکھیے الدرالمختار مع رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۴۲ .ط.س.ج۳ص ۹۰
(۳) ولا الخیاط لبنت البزاز والتاجر ولا هما لبنت عالم وقاض (ردالمحتار ج ۲ ص ۴۴۲ .ط.س.ج۳ص ۹۱) ظفیر
(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۱۹ .ط.س.ج۳ص ۶۷. ظفیر

عورت کا راضی نہ ہو تو نکاح منعقد نہیں ہوتا اور اگر ولی اور وہ عورت راضی ہوں تو نکاح ہو جاتا ہے ویفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ درمختار وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ [1] شامی ج ۲ فقط

افغان اور اہیر ہم کفو ہیں یا نہیں اور ان میں باہم نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۸۱) زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے اور ہندہ قوم کی اہیر اور اس کے ورثاء زراعت پیشہ ہیں زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں ہندہ کے ورثاء کو فسخ کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے اور پیشہ فی الحال یکساں ہے لہذا زید مذکور اس عورت ہندہ کا کفو ہے اولیاء ہندہ نکاح مذکور کو فسخ نہیں کرا سکتے قال فی الدرالمختار وھذا فی العرب ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب الخ شامی [2] فقط

پٹھان عورت کا نکاح راجپوت مسلمان سے جائز ہے

(سوال ۱۱۸۲) مسماۃ بندی بیوہ قوم پٹھان نے اپنا نکاح شمشاد علی خان راجپوت سے کر لیا ہے اس پر مسماۃ بندی کی ماں اور بھائی ناخوش ہیں، کہتے ہیں کہ اس نے غیر کفو میں نکاح کر لیا ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہ اور قابل فسخ ہے یا نہیں؟

(الجواب) جو قومیں عجمی ہیں ان میں کفاءت معتبر نہیں ہے لہذا صورت مسئولہ میں نکاح مسماۃ بندی بیوہ کا جو شمشاد علی خان کے ساتھ ہوا ہے وہ صحیح اور نافذ ہے [3] اور بھائی اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔ فقط

نو مسلم مرد عورت کا نکاح درست ہے ان میں کفاءت کا اعتبار نہیں

(سوال ۱۱۸۳) ایک بھنگی نے اسلام قبول کیا اور ایک ہندوانی عورت نے اسلام قبول کیا ان دونوں کا نکاح جائز ہے یا کفو کا لحاظ ہوگا؟

(الجواب) ان کا نکاح باہم جائز ہے اس میں کفاءت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دونوں نو مسلم ہونے کی وجہ سے ایک درجہ میں ہو گئے۔ [4] فقط

---

(۱) ردالمحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹ . ط س. ج۳ ص ۵۶.
(۲) رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۸ . ط.س. ج۳ ص ۸۷. ظفیر
(۳) وھذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاماً (درمختار) ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب قولہ اما فی العجم المراد بھم من لم ینتسب الی احد قبائل العرب الخ الا من کان لہ منھم نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ (رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۸، ۴۳۹ . ط.س. ج۳ ص ۸۷. ظفیر
(۴) واما فی العجم فتعتبر حریۃ واسلاما (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۹ . ط.س. ج۳ ص ۸۷) ظفیر

پڑھی ہوئی عورت کا نکاح جاہل مرد سے جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸٤) میرے ساتھ ایک عورت بیوہ نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے لیکن عورت پڑھی ہوئی ہے اور میں جاہل ہوں مدعی کا دعویٰ ہے کہ ہماری لڑکی پڑھی ہوئی کا نکاح تجھ جاہل کے ساتھ جائز نہیں اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) عورت بالغہ اگر اپنی مرضی سے اپنا نکاح کفو میں کرے تو صحیح ہے اور عورت کا پڑھی ہوئی ہونا اور شوہر کا جاہل ہونا مانع صحت نکاح سے نہیں ہے جب کہ شوہر عورت سے باعتبار پیشہ وغیرہ کے کم درجہ کا نہ ہو۔[1] فقط

قوم افغان عجمی ہے یا عربی اور اس میں کفو کا کیا طریقہ ہوگا ؟

(سوال ۱۱۸۵) قوم افغان عربی ہیں یا عجمی اگر عربی ہیں تو عرب کے کس قبیلہ کی طرف منسوب ہیں اگر عجمی ہیں تو کیا عجم میں کفو نسبی معتبر ہے یا نہیں ملک افغانستان میں بعض جگہ رواج ہے کہ اپنی لڑکیوں کو فروخت کرتے ہیں اور ہمارے ملک کے لوگ تیلی' جولاہا' درزی' موچی' حجام' میراثی وغیرہم قیمتاً لا کر ان سے نکاح کرتے ہیں شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس امر کی تحقیق ان کے نسب نامہ سے ہو سکتی ہے کہ ان کا سلسلہ نسب کہاں پہنچتا ہے اور اہل عجم میں کفاءت باعتبار نسب کے نہیں ہے[2] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعتبار سے ہے اور لڑکیوں پر قیمت لینے کا رواج اور رسم قبیح اور بد ہے مگر نکاح ہو جاتا ہے۔ فقط

افغان کا نکاح کمبوہ سے درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸٦) ہندہ نے اپنا عقد بغیر اجازت ورضاء اپنے حقیقی چچا .. زید سے کر لیا ہندہ ایک دولت مند شریف خاندان قوم افغان سے ہے اور زید ایک غریب آدمی قوم کمبوہ سے ہے جن کو قوم شریف نہیں جانتے تو ولی ہندہ کا نکاح شرعاً فسخ کر سکتا ہے یا نہیں اخرجه دار قطني ثم البيهي في سننها عن جابر عن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ لا تنكحوا النساء الا من الا كفاء ولا يزوجن الا الاولياء اور نیز یہ بھی موطا امام محمدؒ میں ہے ولو زوجت المرء ة لنفسها من غير كفوء فلو ليها الفسخ حاشية موطا امام محمدؒ ص ۲٤۸ باب نكاح بغير ولي

(الجواب) پٹھان اور کمبوہ باہم کفو ہیں اور عورت بالغہ خود بلا اجازت ولی کے اپنا نکاح کفو میں کر سکتی ہے اور نکاح بالغہ کا کفو میں بلا اجازت ولی کے صحیح اور نافذ ہو جاتا ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے صحیح اور

---

(۱) کفاءت میں علم کا اعتبار نہیں ہے' نسب وغیرہ کا اعتبار ہے تعتبر الكفاء ة الخ نسباً و حريةً و اسلاماً و ديانةً و حرفةً (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الكفاء ة ج ۲ ص ٤۳۸ .ط.س.ج۳ص۸٦-۹۰) ظفير

(۲) وهذا فى العرب اى اعتبار والنسب انما يكون فى العرب(رد المحتار باب الكفاء ة ج ۲ ص ٤۳۸. ط.س.ج۳ص۸۷) ظفير

منعقد ہو گیا اور چونکہ نکاح کفو میں ہوا ہے لہذا ولی کو حق فسخ حاصل نہیں ہے در مختار میں ہے فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضیٰ ولی [۱] الخ فقط

قومیت اور ولدیت بدل کے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸۷) قومیت اور ولدیت تبدیل کر کے نکاح ہوتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح نہیں ہوتا ۔ [۲] فقط

نابالغہ کا انکار

(سوال ۱/۱۱۸۸) ہندہ نابالغہ کو جب فریب کا حال معلوم ہوا تو اس نے انکار کر دیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

نابالغہ کی اجازت

(سوال ۱۱۸۸ / ۲) ہندہ نے بحالت عدم بلوغ نکاح کرنا منظور کیا پھر جس وقت بالغہ ہوئی اسی وقت نکاح کو نامنظور کیا اور فوراً انکار کر دیا کہ ہم کو نکاح منظور نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) (۱) نابالغہ کا انکار و عدم انکار برابر ہے (اگر صرف اس کی اجازت سے نکاح کیا گیا ہے تو درست ہی نہیں ہوا۔ [۳] ظفیر)

(۲) بعد بلوغ کے انکار معتبر ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے۔ [۴] کذافی الدرالمختار والشامی فقط (صرف نابالغہ کی منظوری سے نکاح درست نہیں اس لئے اگر ولی نے اجازت نہیں دی تھی تو وہ نکاح نہیں ہوا کہ فسخ کی ضرورت ہو ظفیر)

شیعہ دھوکہ سے نکاح کر لے تو وہ جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۸۹) اگر مرد شیعہ کسی عورت کو یہ دھوکہ دے کہ میں سنی ہوں تو اس نکاح کی بابت علماء دین کیا فتویٰ فرماتے ہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں فقہاء کا فتویٰ یہ ہے کہ نکاح نہیں ہوتا اور عورت اس سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٧ .ط.س.ج۳ص۵۵. ظفیر

(۲) لو تزوجته علی انه حراو سنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان ابن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا لها الخیار الخ (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤٣٦ .ط.س.ج۳ص۸۵) ظفیر

(۳) وهو ای الولی شرط صحة نکاح صغیر و مجنون و رقیق ای شخص صغیر الخ فیشمل الذکر والانثیٰ (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٧ .ط.س.ج۳ص۵۵) ظفیر

(٤) لهما ای لصغیر و صغیرة خیار الفسخ الخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء للفسخ(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٢٠و ج ۲ ص ٤٢١ .ط.س.ج۳ص۶۹) ظفیر

نکاح کے بعد جب معلوم ہو کہ لڑکا حرامی ہے تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۱۹۰) زید نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح ہندہ کے پسر سے کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ ہندہ کا لڑکا حرامی ہے تو ایسے لڑکے سے جس کے نسب میں فرق ہو اور برادری میں بدنامی ہو زید قبل بلوغ دختر اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے لڑکی بعد بلوغ کے اس کو فسخ کر سکتی ہے اور ولی بھی فسخ کر سکتا ہے۔[1] فقط

نسب میں دھوکہ دیکر نکاح کیا بعد میں غلط ثابت ہوا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۱۹۱) ایک شخص نے اپنے کو افغان ظاہر کر کے ایک نو مسلم صالح شخص کی لڑکی سے نکاح کیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ افغان نہیں ہے لڑکی اور ولی نے اسی وقت سے اظہار ناراضی کر دیا ہے آیا لڑکی اور اس کے ولی کو فسخ نکاح کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر وہ شخص کفونہ نکلا تو لڑکی اور اس کے ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے کیونکہ اس نے دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے کی صورت میں فقہاء نے یہی حکم لکھا ہے کہ عورت اور اس کا ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ کذافی الدر المختار[2] فقط

شیعہ شوہر سے جو اولاد ہوئی وہ حلال ہے یا حرامی

(سوال ۱۱۹۲) عورت سنی اور مرد شیعہ کا نکاح درست ہے یا نہیں اور جو اولاد ہو گی وہ حلال ہے یا حرامی اور اس مرد اور عورت کا جماع شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) عورت سنیہ کا مرد شیعہ سے نکاح درست نہیں ہے ان میں باہم تفریق کرا دینی ضروری ہے اور مجامعت و مقاربت درست نہیں ہے باقی یہ کہ جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب اور ولد الحلال ہے یا نہیں اس میں یہ تفصیل ہے کہ چونکہ روافض کے کفر و ارتداد میں کچھ تفصیل ہے اور نسب کے بارے میں احتیاط ہے اس لئے جو اولاد ہو چکی وہ ثابت النسب اور وارث ہو گی[3] لیکن آئندہ کو احتیاط کرنی چاہئے۔ فقط

قوم راجپوت مسلمان لڑکی سے فقیر نے دھوکہ دیکر شادی کی جائز ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۹۳) زینب بیوہ قوم راجپوت سے۔ ہے اس کی ایک لڑکی ہندہ نابالغہ ہے زینب نے دھوکہ زید میں

(۱و۲) لو تزوجته علی انه حر او سنی الخ او علی انه فلان بن فلان فاذ هو لقیط او ابن زنا لها الخیار (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۶. ط.س. ج۳ص۸۵) الا اذا شرطوا الکفاءة او اخبر هم بها وقت العقد فزوجوها علی ذلک ثم ظهرانه غیر کفوء کان لهم الخیار (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ۴۳۷. ط.س. ج۳ص۸۶) ظفیر (۳) ویحتاط فی اثبات النسب ما امکن (رد المحتار فصل فی المحرمات ج۲ ص ۴۰۱. ط.س. ج۳ص۴۹) وتقدم فی باب المهران الدخول فی النکاح الفاسد موجب العدة و ثبوت النسب (ایضاً باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵. ط.س. ج۳ص۵۱۶) ظفیر

آکر (جو کہ قوم کا فقیر تھا اس نے اپنے کو راجپوت بتلایا) اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح زید سے کر دیا تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں کنبہ والے ہندہ کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اہل عجم میں کفاءت باعتبار نسب کے معتبر نہیں ہے[1] بلکہ پیشہ وغیرہ کے اعلیٰ ادنیٰ ہونے پر مدار ہے بناء علیہ ظاہر صورت سوال میں نکاح منعقد ہو گیا اور بدوں طلاق دینے شوہر کے دوسرا نکاح ہندہ نابالغہ کا صحیح نہ ہوگا۔ فقط

لڑکے نے دھوکہ دیا کہ فلاں قوم سے ہوں بعد نکاح معلوم ہوا وہ اس قوم سے نہیں ہے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱۹٤) زید نے بکر سے یہ کہا کہ میں قوم کا پردہ ہوں تم اپنی لڑکی میرے نکاح میں دے دو بکر نے یہ قول زید کا سن کر اپنی لڑکی نابالغہ زید کے نکاح میں دیدی اب یہ معلوم ہوا کہ زید نو مسلم کسی اور قوم کا ہے پردہ نہیں ہے بلکہ نٹ ہے اب لڑکی زید کے نکاح میں رہی یا نہیں اور نکاح جائز رہا یا نہیں اور وہ لڑکی والدین کے یہاں رہ سکتی ہے یا نہ ،یا شوہر کے یہاں رہے ؟

(الجواب) تزوجته علی انه حراو سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافة او علی انه فلا ن بن فلان فاذا هو لقیط اوابن زنا کان لها الخیار الخ (درمختار)[2] وفی الشامی لو انتسب الزوج لها نسباً غیر نسبه فان ظهر دونه وهو لیس بکفوء فحق الفسخ ثابت للکل الخ[3] ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور بعد فسخ کرنے نکاح کے بکر اپنی لڑکی کو اپنے گھر رکھے شوہر کے گھر نہ بھیجے کیونکہ نکاح فسخ ہو گیا۔ فقط

سیدہ کا نکاح نو مسلم حجام سے ہو گیا اور قبول دوسرے نے کیا ،کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۱۹۵) (۱) ہندہ بالغہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ایک شخص کو دی کہ خالد سے کر دے بجز ماں کے ہندہ کا کوئی ولی نہیں ہے وکیل بالنکاح نے ہندہ کا عقد یوں کیا کہ خالد خاموش رہا اور کسی دوسرے نے قبول کیا اور کسی تیسرے نے مہر کی تعین کی اور مجلس مناکحت ختم ہوئی اور وکیل بالنکاح وغیرہ بھی اٹھ گئے پھر بعد عقد خالد و ہندہ یکجا ہوئے اور دو ماہ تک ساتھ رہے اتفاقاً ہندہ کو معلوم ہوا کہ میرا خاوند نو مسلم حجام ہے اس کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ یہ نطفہ سادات سے تھی ہندہ اپنے گھر چلی آئی اور اس سے ملنا نہیں چاہتی اور وہ بھی طلاق دینا نہیں چاہتا اس میں کیا حکم ہے ؟

---

(۱) وهذا فی العرب واما فی العجم فتعتبر حریةً واسلاماً (درمختار) ای اعتبار النسب انما یکون فی العرب (رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤۳۸ .ط.س.ج۳ص۸۷) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العنین وغیره قبیل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۲ و رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤۳٦ .ط.س.ج۳ص۵۰۱. ظفیر

(۳) رد المحتار باب العنین وغیره قبیل باب العدة ج ۲ ص ۸۲۲ .ط.س.ج۳ص۵۰۱.ظفیر

مرد کی خاموشی قبول ہے یا نہیں ؟

(۲) کیا مرد کی خاموشی ایجاب و قبول سے ثبوت نکاح کے لئے کافی ہے ؟

غیر کفو سے علیحدگی کی صورت

(۳) کیا تفریق کفو میں افتراق کی کوئی صورت نکل سکتی ہے ؟

دو ماہ ساتھ رہنے کے بعد

(۴) اگر دو ماہ یا زائد غلطی سے زن و شو میں ناجائز طریقہ سے باہم صحبت رہے تو کیا حکم ہے ؟

(الجواب) (او۲) مرد کی خاموشی ایجاب و قبول سے کافی نہیں ہے اس صورت میں نکاح نہ ہوگا قال فی البزازیه اجاب صاحب البدایه فی امراة زوجت نفسها بالف من رجل عند الشهود فلم یقل الزوج شیئاً لکن اعطاها المهر فی المجلس انه یکون قبولاً وانکره صاحب المحیط وقال لا مالم یقل بلسانه قبلت [۱] لیکن جب کہ خالد کی طرف سے کسی دوسرے شخص سے قبول کیا تو یہ قبول کرنا فضولی کا ہوا لہذا یہ موقوف ہے خالد کی اجازت پر اگر خالد نے اس کے قبول کرنے کو جائز رکھا اور زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اس کے قبول کو تسلیم کیا تو نکاح صحیح ہو جائے گا کما هو حکم نکاح الفضولی .

(۳) اگر بوقت نکاح ہندہ کو اور اس کی ماں کو جو اس کی ولی ہے خالد کے غیر کفو ہونے کا علم نہ تھا تو موافق روایت در مختار ان کا نکاح نہیں ہوا ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازه اصلا الخ [۲] اور اگر خالد نے اپنا نسب خلاف ظاہر کیا اور بعد میں ہندہ کو معلوم ہوا تو بعد علم کے اس کو اختیار فسخ نکاح کا ہے لو تزوجته علی انه حر او سنی الخ فبان بخلافه او علی انه فلان بن فلان فاذا هو لقیط او ابن زنا کان لها الخیار الخ [۳]

(۴) جو فعل غلطی سے ہوا وہ معاف ہے آئندہ عورت کو اختیار علیحدہ ہو جانے کا ہے۔ فقط

بالغہ کا غیر کفو میں نکاح کب درست ہے

(سوال ۱۱۹۶) بالغہ عورت کا نکاح غیر کفو میں ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکی متقی شخص کی ہو اور لڑکا عموماً پیشہ چوہڑی وغیرہ کرتا ہو مگر مسلم ہو نیز ولی غیر اب وجد ایک دفعہ لڑکی کا نکاح کر دینے سے ولایت اس کی ساقط ہوئی یا نہیں ؟

(الجواب) عورت اگر خود غیر کفو میں نکاح کرنے پر راضی ہو اور اس کا ولی بھی اس پر راضی ہو تو جائز ہے البتہ رضائے ولی کے بغیر بالغہ عورت کو بھی غیر کفو میں نکاح کرنے کا اختیار نہیں۔ قال فی الدر المختار و یفتی

---

(۱) رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳٦٤ قبیل مطلب التزوج بارسال الکتاب. ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ٤٠٨، ٤٠٩ .ط.س.ج۳ص٥٦

(۳) رد المحتار باب الکفاءة ج ۲ ص ٤٣٦ .ط.س.ج۳ص٨٥. ظفیر

فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ وفی الشامی وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ بحر ۔ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ شامی[1] ص ۲۹۷ ج ۲ اور ایک دفعہ نکاح کردینے سے ولی کی ولایت زائل نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم

باجازت ولی اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم سے جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۱۹۷) اعلیٰ قوم کی لڑکی کا نکاح ادنیٰ قوم کے مرد سے باجازت اولیاء جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) عورت بالغہ اگر اپنا نکاح غیر کفو میں کرے اور اولیاء اس کے راضی ہوں تو وہ نکاح صحیح ہے البتہ اگر اولیاء راضی نہ ہوں تو مفتی بہ یہ ہے کہ وہ نکاح غیر صحیح ہے در مختار میں ہے ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ قولہ بعدم جوازہ اصلا ھذا روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃؒ وھذا اذا کان لہ ولی ولم یرض بہ قبل العقد[2] الخ شامی ص ۲۷ ج ۲ فقط

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے درست ہے یا نہیں

(سوال ۱۱۹۸) سیدزادی کے ساتھ غیر سید کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) در مختار میں ہے و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا الخ[3]

اگر سیدزادی بالغہ اپنا نکاح اپنی رضاء و اجازت سے غیر کفو میں کرے بدون اجازت اپنے ولی کے تو یہ جائز نہیں ہے اور اس پر فتویٰ ہے اور اگر ولی کی اجازت سے کرے تو وہ نکاح صحیح ہے کذا فی الشامی جلد[4] ۲ فقط (یہ واضح رہے کہ غیر سید سے مراد اگر شیخ صدیقی فاروقی' عثمانی ہے تو یہ نکاح درست ہے کیونکہ یہ سید کے ہم کفو ہیں ہاں عجمی النسل ہو تو جائز نہ ہوگا ظفیر)

بالغہ سیدزادی کی شادی ولی کی رضا سے غیر کفو میں جائز ہے

(سوال ۱۱۹۹) ایک شخص نے حسب احکام شریعت ایک عورت سے نکاح کیا اس وقت تک کچھ علم اس بات کا نہ تھا کہ یہ عورت سیدزادی ہے بعد میں شبہ گزرا کہ یہ شاید منکوحہ سیدزادی ہو اگر وہ سیدزادی ہو تو اس نکاح میں کوئی نقص تو نہیں ہے در آنحالیکہ مرد غیر سید ہے ؟

(الجواب) اگر اس سیدزادی کا کوئی عصبہ نہ تھا یا اگر تھا تو اس کی رضاء سے نکاح ہوا اور وہ سیدزادی بالغہ تھی اور اس نے اپنی رضاء سے غیر کفو سے نکاح کیا ہے تو دونوں صورتوں میں نکاح صحیح ہے البتہ اگر اس سیدزادی کا

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸' ۴۰۹ .ط.س. ج۳ص۵۶' ظفیر
(۲) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ و ۴۰۹ .ط.س. ج۳ص۵۶. ظفیر
(۳) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ .ط.س. ج۳ص۵۶. ظفیر
(۴) ھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد الخ اما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً الخ (رد المحتار ج ۲ ص ۴۰۹ .ط.س. ج۳ص۵۷) او زوجھا بغیر کفوء ان کان الولی ابا او جداالخ فیصح النکاح اتفاقا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ج۲ ص ۴۱۸ .ط.س. ج۳ص۶۶) ظفیر

کوئی ولی عصبہ موجود ہے اور وہ اس نکاح سے جو کہ غیر کفو میں ہو راضی نہیں ہے تو نکاح منعقد نہیں ہوا و یفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ الخ درمختار اور شامی میں ہے وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد الخ واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً [1] الخ شامی ج ۲ ص ۲۹۷ فقط

غیر کفو سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۰) زید نے اپنا نکاح بالغ لڑکی سے کیا جو غیر کفو کی تھی یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

(الجواب) بالغہ لڑکی اگر اپنا نکاح اپنی مرضی سے خلاف رائے ولی وبدون اجازت ولی غیر کفو سے کرے تو وہ نکاح مفتی بہ مذہب کے موافق صحیح نہیں ہوتا کذافی الدر المختار اور اگر اس بالغہ کا کوئی ولی نہ ہو یا ہو اور اس نے اجازت دے دی ہو تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے [2] (منشاء یہ ہے کہ لڑکی اونچے خاندان کی ہو تب یہ جواب ہے اور نکاح جائز ہے اس لئے کہ کفو کا اعتبار اسی صورت میں ہوا کرتا ہے [3] ظفیر)

دھوکہ سے جو نکاح ہوا اس میں اختیار فسخ ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۱) زید نے ہندو سے مسلمان ہو کر ایک عورت مسلمان سے نکاح کیا اس کی دختر پیدا ہوئی بعد بلوغ دختر کا نکاح خاندان کشمیریوں میں کر دیا یہ خاندان عرصہ دراز سے مالیر کوٹلہ میں آباد ہیں چونکہ ان کے ناموں میں آخر میں خان ہوتا ہے اور دستاویزات میں بھی افغان لکھواتے ہیں جس سے عموماً ان کو پٹھان سمجھتے ہیں زید نے بھی پٹھان کشمیری خیال کر کے اپنی دختر کا نکاح اس قوم میں کیا دختر زید کا صرف دو دفعہ دو دو تین تین روز کے واسطے اپنے شوہر کے یہاں جانا ہوا، دختر زید کو شکایت ہے کہ مجھ کو تخویفی کلمات شوہر نے کہے میری ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا گیا تھا کہ کشمیری پٹھان ہیں یہ پٹھان نہیں لہذا میں ان کے یہاں جانا نہیں چاہتی مجھ کو اس سے علیحدہ کر دیا جاوے، والدین دختر بھی چاہتے ہیں کہ یہ نکاح فسخ ہو جاوے شرعاً یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) شامی میں اس باب میں تفصیل کی ہے اس قول درمختار پر۔ لو تزوجتہ علی انہ حر او سنی او قادر علی المھر و النفقۃ فبان بخلافہ الخ کان لھا الاخیار) قولہ کان لھا الخیار) ای لعدم الکفاءۃ

---

(۱) رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸ و ج ۲ ص ۴۰۹ ط.س. ج۳ ص ۵۶-۵۷. ظفیر

(۲) و یفتی فی غیر الکفؤ بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ الخ ان لم یکن لھا ولی فھو ای العقد صحیح نافذ مطلقا اتفاقا (درمختار) و ھذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضاء بعدہ بحر واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقا لان وجہ عدم الصحۃ علی ھذہ الروایۃ دفع الضرر من الاولیاء الخ وقول البحر لم یرض بہ یشمل ماذا لم یعلم اصلا فلا یلزم التصریح بعدم الرضا بل السکوت منہ لا یکون رضا کما ذکرنا فلا بد حینئذٍ لصحۃ العقد من رضا صریحاً (رد المحتار باب الولی ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹ ط.س. ج۳ ص ۵۶-۵۷) ظفیر

(۳) فان حاصلہ ان المرءۃ اذا زوجت نفسھا من کفؤ لزم علی الاولیاء وان زوجت من غیر کفؤ لا یلزم او لا یصح بخلاف جانب الرجل فانہ اذا تزوج بنفسہ مکافئۃ لہ اولا فانہ صحیح لازم (رد المحتار باب الکفاءۃ ج ۲ ص ۴۳۶ ط.س. ج۳ ص ۸۴) ظفیر

و اعترضه بعض مشائخ مشائخنا بان الخيار للعصبة قلت وهو موافق لما ذكره الشارح في اول باب الكفاء ة من انها حق الولي لا حق المرء ة لكن حققنا هناك ان الكفاء ة حقهما و نقلنا عن الظهيرية لو انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفؤ فحق الفسخ ثابت للكل وان كان كفواءً فحق الفسخ لها دون الاولياء وان كان ما ظهر فوق ما اخبر فلا فسخ لا حد و عن الثاني وان لها الفسخ لا نها عسى تعجز عن المقام معه و تمامه هناك لكن ظهر لي الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتعزير لالعدم الكفاء ة بدليل انه لو ظهر كفواءً يثبت لها حق الفسخ لانه غرها ولا يثبت للاولياء لان التعزير لم يحصل لهم و حقهم في الكفاء ة وهي موجودة و عليه فلا يلزم من ثبوت الخيار لها في هذه المسائل ظهوره غير كفوء شامی [1] ج ۲ ص ۵۹۷ اخر باب العنين قبيل باب العدة اس عبارت سے واضح ہے کہ امام ابو یوسفؒ یہاں تک فرماتے ہیں کہ جس صورت میں شوہر نے جو نسب اپنا بیان کیا ہے اگر اس کے خلاف ظاہر ہو اگرچہ وہ نسب اعلیٰ ہو زوجہ کے نسب سے اور موجب عار نہ ہو تب بھی زوجہ کو اختیار فسخ کا ہے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے لانها عسى تعجز عن مقام معه اور علامہ شامی کا رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اس کے بعد کی عبارت سے واضح ہے جس کو لكن ظهر لي الآن سے بیان فرمایا ہے اور خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھوکہ کی وجہ سے عورت کو خیار فسخ ہے نہ بوجہ عدم کفاءت کے اور دھوکہ صرف اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ شوہر اپنا نسب دوسرا بیان کرے جو واقع میں اس کا نسب نہ ہو اگرچہ غرض شوہر کی دھوکہ دہی نہ ہو جیسا کہ عبارت لو انتسب الزوج الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ فقط

بجواب سوال مکرر متعلقہ نمبر ۱۲۰۱ مندرجہ صفحہ ۱۷۳

از بندہ احقر بخدمت بابرکت حضرت مخدومی مکرمی جناب مولانا صدیق احمد صاحب مد ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والا نامہ پہنچا روایات فقہیہ سے دونوں باتوں کی گنجائش معلوم ہوتی ہے لہٰذا معاملات حاضرہ کو دیکھ کر مفتی جس جانب کو راجح وانسب جانے فتویٰ دے سکتا ہے عدم فسخ کے لئے قول طرفین فلا فسخ لاحد دلیل کافی ہے اور اگر مفتی کی رائے میں قرائن وحالات سے یہ راجح معلوم ہو کہ بحالت موجودہ زوجین میں موافقت نہ ہوگی اور فسخ کا حکم نہ کرنا دیگر فتن کا باعث ہوگا جیسا کہ مظنون ہے اور دلیل عسى ان تعجز عن المقام معه کا چسپاں ہونا یہاں زیادہ قریب الوقوع معلوم ہوتا ہے تو قول امام ابو یوسفؒ کو اختیار کرنا بھی موید بالروایات ہے کیونکہ جیسا کہ فقہاء نے فتوے کے لئے یہ ترتیب قائم کی ہے انه يفتى بقول الامام على الاطلاق ثم بقول الثاني ثم بقول الثالث [2] الخ اسی طرح بعض نے اس کو بھی صحیح فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ اور صاحبین میں سے جس کی دلیل قوی ہوگی اس کو اختیار کیا جاوے جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے وصحح في الحاوي القدسي قوة الدليل المدرك الخ [3] اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ قوۃ دلیل کا معلوم کرنا ہمارا کام

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب العنين وغيره ج ۲ ص ۸۲۲ و ج ۲ ص ۸۲۳. ط.س. ج۳ ص ۵۰۱. ظفير
(۲) رد المحتار مقدمه ج ۱ ص ۷۰ مطلب اذا تعارض (۳) مقدمه رد المحتار ج ۱ ط.س. ج۳ ص ۱۷

نہیں ہے اس کے سوا ایک اور قاعدہ کی فقہا نے تصحیح فرمائی ہے جس کو بندہ نے پرچہ مشتملہ پر نقل کر دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مسائل قضاء ومعاملات میں علی الاطلاق قول امام ابو یوسفؒ کا مفتی بہ ہوتا ہے جیسا کہ مسائل وقف میں بھی اس کی تصریح فقہاء نے فرمائی ہے در مختار کتاب الوقف میں ہے واختلف الترجیح والا خذ بقول الثانی احوط واسهل بحر و فی الدر صدر الشریعة و به یفتی و اقره المصنف [1] الخ درمختار اور شامی میں ہے قوله واختلف الترجیح مع التصریح فی کل منهما بان الفتویٰ علیه لکن فی الفتح ان قول ابی یوسفؒ اوجه عند المحققین [2] الخ شامی ص ۳۳۶ ج ۳ الحاصل قول امام ابو یوسفؒ کا ان معاملات میں راجح ہونا مصرح ہے لیکن مفتی اور قاضی بصورت اختلاف روایات جس جانب کو حسب ضرورت وقرائن اختیار کرے گنجائش ہے ولکل وجهة هو مولیها فقط درمختار میں ہے واختلف فیما اختلفوا فیه والا صح کما فی السراجیه و غیرها انه یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن بن زیاد و صحح فی الحاوی القدسی قوة المدرك [3] ای قوة الدلیل وفی الشامی تتمه قد جعل العلماء الفتویٰ علی قول الامام الاعظمؒ فی العبادات مطلقاً الخ وقد صرحوا بان الفتویٰ علی قول محمدؒ فی جمیع مسائل ذوی الارحام وفی قضاء الاشباه والنظائر الفتویٰ علی قول ابی یوسفؒ فیما یتعلق بالقضاء کما فی القنیة والبزازیة الخ ای لحصول زیادة العلم له به بالتجربة الخ و فی شرح البیری ان الفتویٰ علی قول ابی یوسفؒ ایضاً فی الشهادات الخ شامی [4] ج اول ص ۴۹ فقط

تقیہ کا کیا معنی ہے اور شیعہ دھوکہ دیکر سنی لڑکی سے جو نکاح کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۰۲) رافضی شیعہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت بیان کر کے اہل اسلام کی لڑکیوں سے نکاح کر لیا کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ تقیہ فرض ہے اور ان کا تقیہ کرنے سے اہل سنت والجماعت لڑکی کا نکاح ان سے قائم رہتا ہے یا نہیں اور ان کے تقیہ کا کیا حکم ہے اور تقیہ کے معنی شرعاً کیا ہیں؟

(الجواب) شیعہ اور رافضی اگر دھوکہ دیکر اور اپنے کو سنی ظاہر کر کے کسی سنیہ سے نکاح کر لیوے تو بعد علم کے اس عورت سنیہ اور اس کے ولی کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے اور غلاۃ روافض جو الوہیت حضرت علیؓ کے معتقد ہیں یا حضرت ابو بکرؓ کی صحابیت کے منکر ہیں یا حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان باندھتے ہیں ان کو فقہاء نے قطعاً کافر کہا ہے کما فی الشامی نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشةؓ او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلك، من الکفر الصریح المخالف للقرآن [5] الخ جلد ثالث شامی ص ۲۹۴ پس ایسے غالی رافضی کا نکاح مسلمہ سنیہ سے منعقد نہیں ہوتا اور

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۰۶. ط.س. ج۳ص۳۵۱. ظفیر (۲) رد المحتار کتاب الوقف ج ۳ ص ۵۰۶. ط.س. ج۳ص۳۵۱. ظفیر (۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۵. ط.س. ج۳ص۷۰ مقدمه شامی. ظفیر (٤) رد المحتار ج ۱ ص ٦٦. ط.س. ج۱ص۷۱ ' ظفیر
(٥) رد المحتار باب المرتد ص ٤٠٥ ج ۳ و ص ٤٠٦ ج ۳. ط.س. ج۳ص۲۳۷ مطلب فی حکم سبّ الشیخین. ظفیر

تقیہ جو کہ روافض کا معمول ہے اور وہ درحقیقت نفاق ہے اور کذب ہے حرام ہے کیونکہ روافض بھی مثل منافقین کے اہل سنت والجماعت کے دھوکہ دینے کو ان کے سامنے اپنی اغراض عاجلہ کی وجہ سے اپنے کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ کو چھپاتے ہیں جیسا کہ منافقین اپنے عقائد باطلہ کو اہل اسلام کے سامنے چھپایا کرتے تھے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا کرتے تھے کما قال اللہ تعالی واذا لقو الذین امنو قالوآ امنا واذا خلو الیٰ شیا طینھم قالو آ انا معکم انما نحن مستھزء ون (الایة) اور اس تقیہ کو فرض کہنا یہ بھی منافقین کی سی خصلت ہے کہ وہ اس کو بڑی ہوشیاری سمجھتے تھے کہ جھوٹ بول کر آنحضرت ﷺ اور اہل اسلام کو دھوکہ دیتے تھے پس فرض کہنا روافض کا ایسے مذموم اور قبیح امر کو یہ بھی منجملہ روافض کی خباثت کے ہیں اور دلیل ہے ان کے مذہب کے بطلان کی۔ فقط

بنت صالحہ کا فاسق سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۰۳) کسی فاسق کے فاسق لڑکے سے کسی متشرع آدمی کی لڑکی کا عقد ہو سکتا ہے یا نہ اگر در صورت عدم واقفیت فسق کے عقد کر دیا جائے تو صحیح ہو گا یا نہیں لڑکی قبل از بلوغ اپنے شوہر کے گھر گئی اور وہیں بالغہ ہوئی وہاں سے میکہ آئی اور اب بوجہ فسق وفجور وتعدی شوہر وغیرہ دوبارہ سسرال جانے سے انکار کرتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے لڑکی بالغہ ہے اور ولی اقرب (اب) نے اس کی بلا رضامندی اس کا عقد کر دیا قبل از عقد اس کی نارضائی اس درجہ تھی کہ سونا' کھانا حرام کر دیا بعد از عقد بزرگوں کے جبر واکراہ سے سسرال گئی اور پھر وہاں سے میکہ آئی اور اب عدم طلاق یا عدم خلع پر خودکشی کو ترجیح دیتی ہے اور سسرال جانا گوارا نہیں کرتی اور شوہر نہ طلاق پر راضی ہے نہ خلع پر لڑکی ارتداد وخودکشی پر آمادہ ہے تو بجز طلاق وخلع کے کوئی صورت لڑکی کی علیحدگی کی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار فلیس فاسق کفوالصالحة الخ فی رد الحتار من الخانیة لا یکون الفاسق کفواللصالحة بنت الصالحین الخ ص ۳۲۰ ج ۲ شامی وایضاً فی الدرالمختار ولزم النکاح ولو بغبن فاحش الخ او بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسه اباً او جداً الخ ایضاً فیه کذا اذا زوجها الولی عندھا بحضر تھا فسکتت صح فی الاصح ان علمته کما مرو السکوت کالنطق فی سبع و ثلثین مسئلة مذکورة فی الاشباہ الخ ان عبارات و امثالہا سے جملہ شقوق سوال کا جواب یہ معلوم ہوا کہ فاسق عورت صالح دختر صالحین کا کفو نہیں ہے اور اگر باپ دادا کے سوا دوسرا کوئی ولی غیر کفو میں نکاح کر دے تو وہ صحیح نہیں ہو تا لیکن اگر باپ دادا غیر کفو مثلاً فاسق سے اپنی دختر کا نکاح کر دے تو وہ صحیح ہے اور لڑکی بالغہ پر ولایت اجبار کسی کو نہیں ہے اس کا نکاح خود اس کی اجازت سے ہو سکتا ہے لیکن ولی نے اگر اس کا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی اور اس نے نکاح کی خبر سن کر اس نکاح کو رد نہ کیا اگرچہ پہلے سے وہ خاموش تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اگر فوراً اس نے نکاح کی خبر سن کر اس نکاح کو رد نہ کیا اگرچہ پہلے سے وہ خاموش تھی تو وہ نکاح صحیح ہو گیا اور اگر فوراً اس نے اس نکاح سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ مجھ کو منظور نہیں تو وہ نکاح باطل ہو گیا

پس اگر یہ دوسری شکل واقع ہوئی ہے یعنی بالغہ نے نکاح کی خبر پا کر انکار کر دیا اور اپنی ناراضی ظاہر کر دی تو وہ نکاح باطل ہو گیا اس صورت میں دوسرے شخص سے اس کا نکاح صحیح ہے اور اگر پہلی صورت واقع ہوئی ہے یعنی اس لڑکی بالغہ نے نکاح کی اطلاع پا کر باپ کے کئے ہوئے نکاح پر سکوت کیا اور اس کو رد نہ کیا اور صراحۃً انکار نہ کیا تو وہ نکاح باپ کا کیا ہوا صحیح ہو گیا اس صورت میں بدون طلاق دینے یا خلع کرنے کے وہ لڑکی اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرا نکاح کرنا اس کا جائز نہ ہوگا۔ فقط

فاسق صالحہ کا کفو ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰٤) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ امتہ الرحمٰن بالغہ بنت مولانا سلیمان مرحوم بن مولانا محمد یوسف مرحوم بن مولوی عبدالقیوم مرحوم بن مولوی عبدالحئی صاحب مرحوم جو کہ خود صالح اور بنت الصلحاء ہے اس کے ماموں یہ کہتے ہیں کہ اس کا نکاح میرے لڑکے سے ہو گیا ہے اور وہ لڑکا صوم و صلوٰۃ و ضروریات شرعیہ کا پابند نہیں ہے انٹر یس میں انگریزی پڑھتا ہے اور جدید روشنی کے روشن دماغوں کا ہم خیال ہے اور مسماۃ کا چچا مولوی محمد اسماعیل نبیرہ مولوی عبدالقیوم مرحوم یہ چاہتا ہے کہ مسماۃ کا نکاح کسی مرد صالح کے ساتھ اس کی رضامندی سے ہو جائے چوں کہ کفائتہ دیانتہ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل عبارات فقہیہ کی رو سے معتبر سمجھی گئی ہے۔ قال و تعتبر ایضاً فی الدین ای الدیانة وھذا اقول ابی حنیفة و ابی یوسف رحمهما الله هو الصحيح لانه من اعلى المفاخر والمراة تعير بفسق الزوج فوق ما تعير بضعة نسبه هدايه اولين فصل فی الكفاءة روى الحسن عن ابی حنيفةؒ انه يجوز النكاح ان كان كفواً او ان لم يكن كفواً لا يجوز اصلاً واختلفت الروايات عن ابی يوسفؒ والمختار فی زماننا للفتوى رواية الحسنؒ قال الشيخ الامام شمس الائمة سرخسیؒ روايتہ الحسن اقرب الى الاحتياط قاضی خان جلد اول فی شروط النكاح ص ١٥٤ و تعتبر فی العرب والعجم ديانة ای تقوىٰ فليس فاسق كفواً لصالحة او فاسقة بنت صالح معلنا كان او لا على الظاهر . در مختار على حاشية الطحطاوی قوله (معلنا كان اولا) اما اذا كان معلنا فظاهر واما غير المعلن فهو بان يشهد عليه بانه فعل كذا من الفسقيات وهو لا يجاهر به فيفرق بينهما بطلب الاولياء حاشية طحطاوی على الدرالمختار ص ٤٣ ج ٢

پس حسب قوانین مندرجہ بالا عبارات چچا مذکور نکاح سابق کو قاضی سے فسخ کرا کر کسی مرد صالح کے ساتھ اس لڑکی کی رضامندی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ مستفتی ریاست اسلامیہ کا باشندہ ہے قاضی و مفتی موجود ہیں فسخ نکاح کا کام ممکن ہے لڑکی سے بارہا دریافت کیا گیا حسب عادت بنات صلحاء و شرفاء شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتی ہے اور اجازت صریحہ کا ثبوت بھی لڑکی کی طرف سے نہیں معلوم ہوتا' حالانکہ عبارت مندرجہ ذیل سے اجازت صریحہ ضروری معلوم ہوتی ہے قال ان فعل هذا غير الولی يعنی استامر غير الولی او ولی غيره اولی منه لم يكن رضا حتى تكلم به لان هذا السكوت لقلة الالتفات الى كلامه

فلم يقع دلالة على الرضاء ولو وقع فهو محتمل والا كتفاء بمثله للحاجة ولا حاجة فى حق غير الاولياء هداية اولين باب الاولياء والا كفاء

(الجواب) یہ صحیح ہے کہ کفائت فی الدین معتبر ہے فاسق آدمی صالحہ بنت صالحین کا کفو نہیں ہے اور مفتی بہ یہ ہے کہ ولی مزوج اگر باپ دادا کے سوا کوئی اور ہے تو غیر کفو میں نکاح صحیح نہیں ہوتا فسخ نکاح کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا اور صورت مسئولہ میں تو مزوج ولی بھی نہیں ہے کیونکہ عصبات کی موجودگی میں ماموں کو ولایت نہیں ہے بلکہ ماموں اس صورت میں اجنبی ہے اس حالت میں تو اگر کفو میں بھی نکاح ہوتا تو بالغہ لڑکی کی صریح اجازت کے بغیر نکاح نہ ہوتا اور صورت مذکورہ میں لڑکی کی صریح اجازت ثابت نہیں ہے لہذا ان دونوں وجہوں سے نکاح مذکور غیر صحیح اور ناجائز ہے کما ذكر فى السوال'

پچا جو کہ ولی شرعی ہے بالغہ کی اجازت سے کسی صالح شخص کے ساتھ اس کا نکاح کردے یہ نکاح جائز ہو جائے گا اور ولی کے نکاح کرنے کی صورت میں بالغہ کا سکوت بھی دلیل رضامندی کی ہے کما فى الدرالمختار وكذا اذا زوجها الولى عندها فسكتت صح و فيه ايضاً قبله فان استاذنها هو اى الولى (الىٰ ان قال) فسكتت عن رده (الى قوله) فهو اذن الخ فقط والله اعلم

بہن بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۵) بہن یا بیٹی کی اولاد ہم کفو ہے یا نہیں؟

(الجواب) بہن بیٹی کی اولاد کفو ہے بشرطیکہ ان کی شادی کفو میں ہوئی ہو فقط کتبہ 'احقر الطلبہ رشید احمد غفرلہ 'الاجابة صحيحة بنده عزيز الرحمن عفى عنه الكفاء ة معتبرة من جانبه لا من جانبها (تنوير) درمختار على الشامى ج ۲ ص ۴۳۶ جمیل الرحمٰن

ساتواں باب

فصل اول مسائل واحکام مہر

بیوی کے مرنے کے بعد مہر کا روپیہ وارثوں کو دیا جائے یا خیرات کر دیا جائے ؟

(سوال ۱۲۰۶) زید کی بیوی ہندہ کے مہر پچاس روپیہ باندھے گئے تھے وہ بیوی مر گئی اب زید چاہتا ہے کہ مہر ادا کر دوں بیوی نے کچھ اولاد نہیں چھوڑی صرف ماں باپ ہیں اب وہ مہر کا روپیہ وارثوں کو دے یا خیرات کر دے اور مصرف خیرات عمدہ کیا ہے ؟

(الجواب) جو مہر ہندہ کا بذمہ شوہر ہے اس میں نصف شوہر کو پہنچے گا اور نصف ہندہ کے والدین کو ملے گا[1] زید کو اپنے حصہ کا اختیار ہے کہ خیرات کر دے والدین کا حصہ ان کو دینا چاہئیے یا وہ اجازت دیں تو خیرات کر دینا درست ہے عمدہ مصرف صدقہ کے محتاج و مساکین ہیں باقی حسب موقع جس کام کی ضرورت ہو اس میں صرف کرے باختلاف اوقات مختلف مصارف بہتر ہوتے ہیں۔ فقط

مہر کے بدلے میں مکان دیا تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۰۷) زید کی زوجہ ہندہ کے مہر پچاس روپیہ کے تھے زید جب مرنے کے قریب ہو گیا تو اس وقت مجھ کو بلایا اور قاضی کے رجسٹر میں قاضی سے یہ لکھوا دیا کہ بعوض مہر اپنی زوجہ ہندہ کو ایک مکان خام دیتا ہوں روبرو گواہان کے یہ کام کیا گیا اس صورت میں مہر ادا ہو گئے یا نہیں اور کوئی امر خلاف شریعت تو نہیں ہوا ؟

(الجواب) اس صورت میں مہر ادا ہو گئے اور کچھ خلاف شریعت نہیں ہوا۔ فقط

مہر معجّل چار سال بعد بھی ادا نہیں کیا تو حق زوجیت ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۰۸) ایک عورت کا نکاح مہر معجّل کے ساتھ ہوا جس کو عرصہ چار سال کا ہو گیا لیکن شوہر نے وہ مہر ادا نہیں کیا عدالت تک نوبت پہنچی ڈگری بھی مہروں کی ہو گئی لیکن کوئی صورت وصولیابی کی نہیں آیا ایسا شوہر حق زوجیت رکھتا ہے یا نہیں جب کہ شوہر مہر ادا کرنا نہیں چاہتا ؟

(الجواب) مہر معجّل کے ادا نہ کرنے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا اور عورت اس کی زوجیت سے اور نکاح سے خارج نہیں ہوتی لیکن عورت وطیٔ وغیرہ سے انکار کر سکتی ہے اور ساتھ جانے سے بھی انکار کر سکتی ہے

---

(۱) واما للزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل (سراجی ص ۱۳) ظفیر

ولها منعه من الوطی و دواعیه والسفر به الخ لاخذ ما بین تعجیله من المهر کله او بعضه [1] الخ ص ۳۵۸ شامی باب المهر فقط

مہر لینے کے لئے عورت اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۰۹) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا لڑکی زید کے گھر سے خاوند کے گھر کبھی نہیں گئی اور خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی اور دولہا نے طلاق بھی نہیں دی اس صورت میں دولہن مہر کے لینے کی غرض سے اپنے آپ کو روک سکتی ہے یا نہیں اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو تو مہر کس قدر ہوں گے؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولها منعه من الوطی و دواعیه الخ والسفر به ولو بعد وطیء وخلوة لاحد ما بین تعجیله من المهر کله او بعضه [2] الخ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر مہر معجّل ہے تو عورت مہر کے لینے کی وجہ سے وطیٔ وغیرہ سے شوہر کو منع کر سکتی ہے اور طلاق قبل وطیٔ وخلوت سے نصف مہر لازم آتا ہے فقط (اور اگر مہر معجّل (فوری ادائیگی والا) نہ ہو تو شوہر کو وطیٔ سے منع نہیں کر سکتی ظفیر)

جو عورت خود طلاق حاصل کرے کیا وہ مہر لے سکتی ہے؟

(سوال ۱۲۱۰) جو عورت اپنے خاوند سے خود مانگ کر طلاق لے کیا مہر لینا شرعاً درست ہے یا نہیں جس حال میں کہ خلع نہ ہوا ہو اگر خاوند مہر دینے سے انکار کرے تو اس کا قیامت میں مواخذہ ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) مہر اس عورت کا لازم ہے اگر مدخولہ ہے تو پورا مہر واجب ہے ورنہ نصف اور نہ دینے سے شوہر حقوق العباد میں ماخوذ ہوگا۔[3] فقط

مہر معجّل ومؤجل کسے کہتے ہیں؟

(سوال ۱۲۱۱) (۱) مہر معجّل ومؤجل کس کو کہتے ہیں آیا معجّل اور مؤجل کے جو لغوی معنی ہیں وہی کتب فقہ میں معتبر ہیں یا فقہاء نے اپنی اصطلاح میں کوئی دوسرے معنی لیکر فقہ میں استعمال کیا ہے؟

مہر نصف معجّل ہو اور نصف موجل تو مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۲۱۱) (۲) کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہوا اور اس میں مہر نصف معجّل اور نصف مؤجل قرار پایا اور بعد بیس برس نکاح عورت قبل طلاق اور قبل موت احد الزوجین منالبہ مہر کا کیا یہ مطالبہ کرنا عورت کا

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲ ' ۴۹۳ ط.س.ج۳ص۱۴۳ مطلب فی منع الزوجة نفسها لقبض المهر.

(۲) ایضاً ط.س.ج۳ص۱۴۳ ظفیر

(۳) و تجب العشر ان سماها او دونها و یجب الاکثر منها ان سمی الاکثر و[illegible] کد عند وطیء او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما و یجب نصفه بطلاق قبل الوطیء او خلوة (درمختار) افاد ان [illegible] مهر و جب بنفس العقد الخ وانما یتاکد لزوم تمامه بالوطوء ونحوه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س.ج۳ [illegible] ۱۰۲) ظفیر

صحیح ہے یا نہیں؟

جب مہر میں تفصیل نہ ہو تو مطالبہ کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۱۱) (۳) کسی مرد کا نکاح کسی عورت سے ہو اور مقدار مہر ذکر کی گئی لیکن معجّل اور مؤجل کا کچھ تذکرہ نہیں ہوا تو بلا طلاق اور بلا موت احد الزوجین کے عورت کو حق مطالبہ مہر کا حاصل ہے یا نہیں؟

(الجواب) (ا تا ۳) مہر معجّل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی اصطلاح فقہاء میں ہیں جو مہر فی الحال دیا گیا یا فی الحال دینا اس کا قرار پایا وہ معجّل ہے اور جس مہر کی کچھ مدت ادا کے لئے مقرر کی گئی یا لا علی التعین چھوڑ اگیا ہو وہ مؤجل ہے اور غیر معین مدت کے لئے مدت موت یا طلاق ہے پس اگر نصف مہر معجّل اور نصف مؤجل ہے تو معجّل کا مطالبہ عورت فی الحال کر سکتی ہے[1] اور مؤجل غیر معین کا مطالبہ بدون مفارقت کے یعنی بدون طلاق یا موت کے نہیں ہو سکتا اور تیسرے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ بلا طلاق یا موت کے مطالبہ مہر کا نہیں ہو سکتا کما فی العالمگیریہ لا خلاف لاحد ان تاجیل المهر الیٰ غاية معلومة نحو شهر اوسنة صحيح وان كان لا الیٰ غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهذا كان الغاية معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت الخ عالمگیریه[2] فقط

مہر مؤجل ادا کئے بغیر بھی بیوی کو لے جا سکتا ہے اور بیوی کی تکلیف بیان کرنا جرم نہیں

(سوال ۱۲۱۲) زید نے اپنی دختر کی شادی بکر کے ساتھ کر دی بکر کی سوتیلی خوشدامن بکر سے کسی وجہ سے ناراض ہے اور زوجہ بکر کو اس کے گھر جانے نہیں دیتی اور زید کو بھی بھکار کھا ہے نکاح بکر کا بہ تقرر مہر مبلغ پانچ صد روپیہ رائج الوقت پر معین ہوا ہے جو غیر معجّل ہے دختر زید وقت نزدیکی کے چین بجبیں ہوتی ہے لیکن بعد نزدیکی کے تکلیف ہونا بتلاتی ہے کہ جس کا اظہار حال علاج ہونے پر زید کو ہوا اب زید اس بات پر پردہ فاش کرنے کا جرم بکر پر عائد کر کے زوجیت سے قطع تعلق کرانے کا خواہش مند ہے آیا اس صورت میں بکر اپنی زوجہ کو لے جا سکتا ہے اور بکر نے اگر علاج کی غرض سے عورت کا جسمانی حال کہا تو بکر پر کوئی مواخذہ یا جرم عائد ہو سکتا ہے؟ اور زید اپنی دختر کا مہر فی الحال لے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بکر اس صورت میں اپنی زوجہ کو لے جا سکتا ہے اور اس کو حق ہے کہ اپنی زوجہ کو لے جاوے اور مہر جس کی کوئی میعاد بیان نہیں کی گئی اس کا وقت وصول طلاق یا موت ہوتی ہے فی الحال اس مہر کا مطالبہ نہیں ہو سکتا[3] اور بغرض علاج تکلیف جسمانی زوجہ کا بیان کرنا جرم نہیں ہے بکر اس میں مجرم نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) ولها منعه من الوطؤ ودواعيه الخ لاخذ مابين تعجيله من المهر كله او بعضه اواخذ قدر ما يجعل تمثلها عرفا به يفتى لان المعروف كالمشروط ان لم يوجل او يعجل كله الخ (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲ و ج ۲ ص ۴۹۳ .ط.س. ج۳ ص۱۴۳) ظفير (۲) عالمگيری مصری كتاب النكاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ طبع ماجدية ج۱ ص۳۱۸. ظفير (۳) ولم يذكر الوقت للمؤجل الخ يقع ذلك على وقت وقوع الفرقة بالموت او بالطلاق وروى عن ابی يوسف مايويد هذا القول كذافی لبدائع (عالمگيری مصری كتاب النكاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ طبع ماجدية ج۱ ص۳۱۸) ظفير

مرض الموت میں مہر معاف کرانے سے معاف نہیں ہوتا ہے جائیداد میں دونوں بیویوں کی اولاد کا حق ہے

(سوال ۱۲۱۳) زید نے اپنی منکوحہ سے مرض الموت میں درحالیکہ اس کے بطن سے کمسن اولاد بھی زندہ موجود ہے مہر معاف کرائے بعدہ زید نے نکاح ثانی کیا چنانچہ اس بیوی سے بھی کچھ اولاد ہوئی اور موجود ہے اور اس کی وفات کے بعد موجودہ بیوی نے زید کی جائیداد سے اپنا مہر اور حصہ وراثت اور اپنی اولاد کے حصہ وراثت حاصل کئے اور زید کی پہلی اولاد کو ان کی والدہ کے دین مہر سے بوجہ علت تماوی لاد عویٰ کر دیا اور جائیداد زید پر اپنا قبضہ جما کر حصہ وراثت سے بھی محروم گردانا ہے آیا شرعاً پہلی بیوی کی اولاد زید کی جائیداد سے اپنی والدہ کا دین مہر اور حصہ وراثت حاصل کر سکتی ہے یا نہیں اور کیا معاف کرا لینے سے دین مہر ساقط ہو جاتا ہے اور کیا تماوی اسقاط حقوق میں شرعاً معتبر ہے اور مؤثر ہے یا نہیں ؟

(الجواب) حالت مرض الموت میں مہر معاف کرنا شوہر کو معتبر نہیں ہے اس متوفیہ کی اولاد اپنا حصہ میراث کا اور مہر کا شرعاً پانے کی مستحق ہے زوجہ ثانیہ کا قبضہ تمام جائیداد و ترکہ شوہری پر شرعاً باطل ہے پہلی زوجہ کی اولاد کا اس میں حق ہے اور تماوی شرعاً کوئی چیز نہیں ہے کتب فقہ میں ہے **ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان . شامی .**[1] **وفی الدرالمختار اعتاقه و محاباته و هبته الخ کل ذلک حکمه کحکم وصیة الخ**[2] **وفیه ایضاً لا وصیة لوارث**[3] فقط

لڑکی کے ولی کو مہر لے کر خرچ کرنا اور مہر سے زیادہ روپیہ لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۱٤) اولیاء مخطوبہ کو خاطب سے مہر کے سوا اور کچھ لینا اور مہر لیکر اس کا تصرف مالکانہ کرنا اور دعوت وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اولیاء مخطوبہ کو زر مہر سے کچھ لیکر اس میں تصرف بیجا کرنا جیسا کہ مذکور ہے یعنی اس کو دعوت اقرباء وغیرہم میں صرف کرنا اور ضائع کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بعض اولیاء کو اگرچہ مہر کا لینا بعض احوال میں درست ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کے لئے اس مہر کو لیوے نہ یہ کہ تصرف بیجا اس میں کرے کہ اضاعت مال صغیر و صغیرہ باپ دادا کو بھی درست نہیں ہے اور غیر مہر سے کچھ لینا زوج وغیرہ سے اس کو فقہاء نے رشوت سے تعبیر فرمایا ہے اور عبارات مذکورہ فی السوال سے اس کی اجازت نہیں نکلتی کہ مہر لے کر اس کو بے موقع رسومات نکاح میں صرف کرے۔[4] فقط

---

(۱) رد المحتار . ط.س. ج۵ص ٤٢٠ کتاب الدعوی مطلب هل یبقی النهی بعد الموت السلطان

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العتق فی المرض ج ۵ ص ۵۹٦ و ۵۹۷ ' ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا ج ۵ ص ۵۷۵ .ط.س. ج٦ص ٦٧٩ ' ظفیر

(٤) ومن السحت ما یاخذ الصهر من الختن بسبب بنته بطیب نفسه(رد المحتار کتاب الحظر والا باحة فصل فی البیع ج ۵ص ۳۷٤ .ط.س. ج٦ص ٤٢٤) ظفیر

شوہر بعد نکاح مہر بڑھادے تو بیوی اس کی بھی مستحق ہوگی

(سوال ۱۲۱۵) زوجین وقت نکاح بالغ تھے اب دونوں بالغ ہیں اور زوجہ اب تک رخصت نہیں ہوئی اگر زوج حسب منشاء زوجہ کی کچھ زیادہ مہر مقرر کردیوے اور پھر کبھی زوجہ کے رخصت ہونے کے بعد اگر مہر کے وصول کرنے کی ضرورت پڑے یازوج طلاق دےدے توزوجہ کل مہرپانے کی شرعاً مستحق ہوگی یانہیں؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار قوله فانها تلزمه ای الزیادة ان وطی او مات عنها الخ شامی[۱] پس معلوم ہواکہ وطی کے بعد پورامہر مع زیادتی کے لازم ہوتاہے۔ فقط

مطلق مہر کی صورت میں طلاق کے بعد عورت مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے

(سوال ۱۲۱۶) ہندہ کانکاح جوزید سے ہوااس میں نہ توقاضی صاحب نے نہ ناکح نے بھی مہر کی تفصیل بیان کی نہ معجّل کہانہ مؤجل۔ ناکح نے کہاکہ میں نے ہندہ کوبعوض دین مہر ۵ ہزار کے اپنی زوجیت میں قبول کیا آیایہ مہر معجّل ہوایامؤجل یاکچھ معجّل اور کچھ مؤجل۔ زید نے ہندہ کوطلاق دےدی کیاہندہ کویہ حق حاصل ہے کہ وہ زید سے اپنے مہر کا مطالبہ کرے کیابوقت نکاح مہر معجّل ومؤجل کی تفصیل نہ ہونے سے اب ہندہ کے مہر کی وصولی میں کوئی جھگڑاپڑے گامہر معجّل ومؤجل کی تعریف جامع مانع ارقام فرمادیں؟

(الجواب) مہر معجّل اور مؤجل کے جو معنی لغوی ہیں وہی شرعی ہیں یعنی مہر معجّل وہ ہے جوفی الحال دیاجاوے یافی الحال دیاجانااس کامقرر کیاجاوے اور مؤجل وہ ہے کہ اس کی کچھ مدت معین ہواور جس مہر میں معجّل اور مؤجل کاکچھ ذکر نہ ہواس میں عرف کا اعتبار ہے یعنی جس قدر عرفاًاولادیاجاتاہواس قدر معجّل ہوگااور باقی مؤجل عالمگیریہ میں یہ ذکر کیاہے کہ معجّل کے لئے اگر کوئی وقت ذکر نہ کیاجائے تووقت اسکی اداکاطلاق ہے یاموت پس صورت مسئولہ میں چونکہ زید نے ہندہ کوطلاق دےدی ہے توہندہ مہر کامطالبہ کرسکتی ہے۔[۲] فقط

تیسرے خاوند کرنے کے بعد بھی پہلے دونوں شوہروں سے مہرپانے کی مستحق ہے

(سوال ۱۲۱۷) حلیمہ نے تین نکاح کئے اب تیسرے خاوند کی بموجودگی دوسابقہ خاوند فوت شدہ سے مہر لینے کی مستحق ہے یانہیں؟

(الجواب) وہ عورت مستحق مہر لینے کی ہے۔[۳] فقط

---

(۱) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۳ ط.س. ج۳ ص ۱۱۱ درمختار کی پوری عبارت یہ ہے او زید علی ما سمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس او قبول ولی الصغیر الخ (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۳) ظفیر

(۲) وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهوالصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ ط.س. ج۱ ص ۳۱۸) ظفیر

(۳) فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول یتحقق تسلیم المبدل و به یتاکد البدل وبالموت ینتهی النکاح نهایتہ والشیئ بانتهائه یتقرر ویتا کد (هدایه باب فی المهر ج ۲ ص ۳۰۴) ظفیر

دینار سرخ کی قیمت جب مختلف ہے تو فیصلہ کیا ہوگا؟

(سوال ۱۲۱۸) ہندہ کا مہر پانچ سو دینار سرخ قرار پایا تھا اور دینار سرخ کا وزن اور قیمت مختلف فیہ ہے اقل درجہ دینار سرخ کتنے ماشہ کا اور سکہ کلدار مروجہ سے کتنے روپیہ کا ہوتا ہے اور اکثر درجہ کیا ہے اور قول مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے اور دینار کس چیز کا ہوتا ہے؟

(الجواب) دینار اور مثقال ایک چیز ہے اور وزن مثقال اور دینار کا ساڑھے چار ماشہ ہے اور یہ سونے کا ہوتا ہے پس سونا اگر اٹھائیس روپیہ کا ایک تولہ آتا ہو جیسا کہ اس وقت نرخ ہے تو ایک دینار ۸ کا ہوگا غیاث اللغات میں ہے کہ مثقال بالکسر نام ایک وزن کا کہ ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے [1] فقط (اس وقت ۱۳۸۷ھ میں سونا پونے دو سو روپیہ تولہ بکتا ہے اس لئے اس زمانہ میں دینار کی قیمت بہت بڑھ جائے گی ہر زمانہ میں سونے کی جو قیمت ہوگی اسی نرخ سے قیمت لگے گی ظفیر)

مرنے والی عورتوں کا مہر اس کی اولاد لے سکتی ہے

(سوال ۱۲۱۹) شخصے متوفی سہ عورت داشت و آں ہر سہ عورت قبل ازوے متوفی شدند داخیر را مہر ادا ساخت الحال اولاد کبار باقی ہر دو زوجہ می خواہند کہ مہر امہات خود استخراج کردہ شود آیا مہر آں دو زوجہ ادا کردہ شود یا نہ؟

(الجواب) دریں صورت مہر ہر دو زوجہ متوفیہ ادا کردہ شود وہر چہ حصہ اولاد شان باشد باد شان دادہ شود۔[2] فقط

شوہر کی جائیداد میں تصرف کرنے اور ترکہ لینے سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۲۰) زید نے انتقال کیا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ اور ایک دختر فاطمہ کو چھوڑا اور زید پر اس کی زوجہ ہندہ کا دین مہر بھی تھا لیکن اتنا مال نقد و زیور و جائیداد صحرائی و سکنائی کی قسم سے ترکہ میں چھوڑ گیا جو ہندہ کے دین مہر سے بدرجہا زائد تھا ہندہ اپنی حیات میں تمام مالیت پر قابض و متصرف رہی اور بیع و ہبہ ہر قسم کا تصرف کرتی رہی اور مقدار مہر سے کہیں زیادہ خرچ کر چکی بلآخر اس نے بقیہ جائیداد کو اپنی دختر فاطمہ کے نام کر دیا اور آٹھواں حصہ جو اس کا شرعی حصہ تھا اپنے نام رہنے دیا قضاء الٰہی سے دختر فاطمہ کا بھی انتقال ہو گیا اور اس نے اپنے شوہر اور اپنی خالہ خدیجہ کو چھوڑا اب ہندہ مذکورہ کی ہمشیرہ یعنی خدیجہ اپنی ہمشیرہ ہندہ کے دین مہر کا دعویٰ کرتی ہے فریق اول کہتا ہے کہ جب وہ اپنی حیات میں زید کی جملہ مالیت پر منفرداً مالک رہ کر دین مہر سے کہیں زیادہ خرچ

---

(۱) والمثقال هو الدينار عشرون قيراطا والدرهم اربعة عشر قيراطا والقيراط خمس شعيرات كذافي التبين (عالمگيری مصری كتاب الزكوٰة الباب الثالث ج ١ ص ١٦٧ طبع ماجدية ج ١ ص ١٧٩) نیز دیکھئے غیاث اللغات لفظ مثقال سونا کا اس وقت ۱۳۹۱ھ میں سو اور دو سو روپے تولہ ہے تو اس وقت ساڑھے چار ماشہ سونے کی قیمت چوراسی روپے ۷۳ پیسے ہوگی ظفیر)

(۲) والمهر يتاكد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحيحة و موت احدالزوجين الخ (عالمگيری مصری كتاب النكاح باب السابع فصل ثانی ج ١ ص ٢٨٤ .طبع ماجدية ج ١ ص ٣٠٣) ظفير

کر چکی اور جو باقی رہی اس کو باستثناء آٹھواں حصہ اپنی دختر فاطمہ کے نام کر چکی اس لئے دین مہر میں سے جو خدیجہ نصف سہام اپنا چاہتی ہے نہیں مل سکتا ہاں آٹھویں حصہ میں نصف بحیثیت ہمشیرہ ہونے کے مل سکتا ہے اس صورت میں دعویٰ خدیجہ کا ہندہ کے دین مہر کی بابت صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) تصرف ہندہ کا ترکہ مشترکہ میں چونکہ بحیثیت وصول دین مہر نہیں ہوا ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ تصرف اس نے اپنی دختر کے اور اپنے حصہ شرعی کی حیثیت سے کئے ہوں اس لئے دعویٰ خدیجہ کا نصف دین مہر کا اور نصف حصہ شرعیہ ہندہ میں صحیح ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ہندہ نے دین مہر وصول کر کے تصرفات مذکورہ اسی مقدار دین مہر میں کئے ہیں اس وقت تک یہ متعین نہ ہوگا کہ ہندہ نے اپنا دین مہر وصول پا لیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مہر معاف کرانے کے لئے حیلے کیا کیا ہو سکتے ہیں؟

(سوال ۱۲۲۱) جو دین مہر شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ مقرر ہوا ہو ایسے دین مہر سے خلاصی کے لئے کیا کوئی حیلہ ہے؟

(۲) اگر بیوی سے اس مہر کی معافی کے کلمات کسی حیلہ سے کسی اجنبی زبان میں کہلالے جسے وہ نہیں سمجھتی اور شوہر نے زوجہ کو اس کی اطلاع بھی نہیں دی تو کیا مہر معاف ہو جائے گا؟

(۳) اگر بیوی کو اس بات پر راضی کر لے کہ وہ کہہ دے کہ میں نے اپنا حق مہر اللہ تعالیٰ کے یہاں مواخذہ سے بخش دیا یعنی میں اللہ کے یہاں نہیں لوں گی باقی تا زیست دنیا میں میرا حق رہا جب کبھی مجھے ضرورت ہوگی یا میں تم سے کبیدہ ہوں گی تو حاکم عدالت سے نالش کر کے لے سکوں گی غرض معاف کرانے کا عنوان یہ ہو کہ اگر تازیست میں نے تم سے مہر نہ لیا اور تم سے خوش رہی تو بعد مرنے کے اپنا حق معاف کیا تو ایسے معاف کرنے کا کوئی اثر ہوگا یا نہیں اور اس صورت میں مہر معاف ہو جائے گا یا نہیں؟

(۴) کوئی حیلہ ایسا بھی ہے کہ زید کو اس سے نجات ہو؟

(۵) کیا بیوی کے معاف کرنے کے وقت گواہوں کا موجود ہونا بھی عدم مواخذہ اخروی کے لئے شرط ہے؟

(الجواب) (۱) مہر زوجہ کا دین ہے شوہر کے ذمہ پر اس بار سے سبکدوشی کی دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہ شوہر اس دین کو ادا کرے یا زوجہ سے معاف کرا دے اور کوئی حیلہ معافی کا نہیں ہے [۱]

(۲) اس طریقہ سے مہر ساقط (معاف) نہ ہوگا۔ (۳) در مختار میں ہے کما لا یصح تعلیق الا براء عن الدین بشرط محض کقولہ لمدیونہ اذا جاء غدا او ان مت فانت بری من الدین او ان مت فی مرضک ھذا او ان مت فی مرضی ھذا فانت فی حل من مھری فھو باطل لانہ مخاطرۃ و تعلیق الخ و

(۱) ومن سمی مھر اعشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بھا او مات عنھا (ھدایۃ باب فی المھر ج ۲ ص ۳۰۴ وان حطت عنہ من مھر ھا صح الحط لان المھر حقھا والحط یلاقیہ حالۃ البقاء (ایضاً ج ۲ ص ۳۰۵) ظفیر

فی الشامی وذکر شمس الاسلام خوفھا بضرب حتی تھب مھر ھا فاکراہ ان کان قادر اعلی الضرب وذکر بکر سقوط المھر لا یقبل التعلیق بالشرط الا تری انھا لو قالت لزوجھا ان فعلت کذا فانت بریٔ من المھر لا یصح قال لمدیونہ ان لم اقتض مالی علیک حتی تموت فانت فی حل فھو باطل لانہ تعلیق والبراء ۃ لا تحتملہ بزازیہ شامی [1] جلد ٤ مسائل متفرقہ کتاب الھبہ ان عبارات سے واضح ہوا کہ صورت مذکورہ سے مہر معاف اور ساقط نہ ہوگا۔

(۴) کوئی حیلہ ایسا معلوم نہیں۔(۵) مواخذہ اخروی سے بچنے کے لئے اور دیانۃً معاف ہونے کے لئے گواہوں کا موجود ہونا بوقت معافی ضروری نہیں ہے۔

طلاق دینے کے بعد مہر کی ادائیگی لازم ہو جاتی ہے'
البتہ طلاق دینا شوہر کے اختیار میں ہے ؟

(سوال ۱۲۲۲) ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا اور مہر مبلغ پانچ سو روپیہ مقرر کیا' اب لڑکی کا والد اور لڑکی خود یہ چاہتے ہیں کہ وہ شخص طلاق دے دے' لیکن وہ طلاق نہیں دیتا اس وجہ سے کہ لڑکی مہر مبلغ پانچ سو روپے مجھ سے وصول کرے گی جو کہ غیر معجّل ہے' اور نہ اس شخص کے پاس اتنی وسعت ہے کہ مہر ادا کر سکے' اب وہ لڑکی اپنے مہر کی مستحق ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ ضروری ہے کہ طلاق دینے کے بعد عورت مطالبہ مہر مؤجل کا فوراً کر سکتی ہے [2] باقی طلاق دینے یا نہ دینے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کوئی وجہ طلاق دینے کی موجود نہیں ہے یعنی شوہر کی طرف سے کچھ کوتاہی نان' نفقہ اور زوجہ کے حقوق ادا کرنے میں نہیں ہے تو طلاق دینا اس کے ذمہ لازم نہیں ہے البتہ اگر اس سے زوجہ کے حقوق ادا نہیں ہو سکتے اور اس میں وہ کوتاہی کرتا ہے تو اس کو طلاق دے دینا چاہئے۔ [3] فقط

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر کا مستحق کون ہوتا ہے ؟

(سوال ۱۲۲۳) ایک شخص کی زوجہ فوت ہوئی' اور مہر نہ دیا گیا اور نہ معاف ہوا تھا' اب مہر کی ادائیگی کس صورت سے ہو سکتی ہے' مسجد وغیرہ کے کام میں یہ روپیہ صرف ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زوجہ کا مہر اگر ادا نہ ہوا تھا اور وہ انتقال کر گئی تو اس کے مرنے کے بعد وہ مہر اس کے ورثاء کو پہنچتا ہے' ان وارثوں میں شوہر بھی ہے' اگر کچھ اولاد متوفیہ کے نہ تھی تو نصف شوہر کو پہنچا اور نصف باقی ورثہ ذوی

---

(۱) رد المحتار کتاب الھبہ مسائل متفرقہ ج ٤ ص ٧١٦ .ط.س. ج٣ص٧٠٧ فصل فی مسائلک متفرقۃ' ظفیر

(۲) وا نکان لا الی غایۃ معلومۃ الخ قال بعضھم یصح وھو الصحیح وھذا لان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق اوالموت الخ و بالطلاق الرجعی ینعجل المؤجل الخ (عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع فصل حادی عشر ج ۱ ص ۲۹۸ ماجدیۃ ج ۱ ص ۳۱۸) ظفیر

(۳) الاصح حظرہ ای منع الا لحاجۃ الخ و یجب لوفات الا مساک بالمعروف (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۱' ۵۷۲ .ط.س. ج٣ص٢٢٨-٢٢٩) ظفیر

الفروض یا عصبات یا ذوی الارحام کو جو بھی کوئی ان میں دور نزدیک کا قرابت دار موجود ہو اس کو دیا جاوے اگر کوئی بھی نہیں ہو تو پھر تمام مہر شوہر کو ملے گا اس کو اختیار ہے کہ وہ جہاں چاہے صرف کرے خواہ اپنے صرف میں لاوے یا مسجد وغیرہ میں صرف کرے لیکن بموجودگی دیگر ورثہ کے شوہر کو ان کے حصہ میں کچھ تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے بلکہ ان کا حصہ انہی کو دینا چاہیئے۔[1] فقط

خوشی سے مہر معاف کرے تو معاف ہوگا یا نہیں؟

(سوال ۱۲۲٤ / ۰) ایک عورت مرگئی، اور وقت مرگ بیہوش تھی مہر معاف نہیں کئے مگر حیات میں خفیہ طور سے اپنی رضامندی سے شوہر کو معاف کر دیئے تھے، اور لوگوں کو معاف کرنا معلوم نہیں ہے تو وہ مہر معاف ہوا یا نہیں؟

(۲) ایک عورت نے خفیہ طور سے مہر معاف کیا اور پھر ایک موقع پر اس نے چند عورتوں کے سامنے بلا حجاب ظاہر کر دیا کہ میں اپنے شوہر کو مہر معاف کر چکی ہوں ایسی صورت میں مہر معاف ہوا یا نہیں؟

(الجواب) (۱) عند اللہ وہ مہر معاف ہوگیا۔[2] فقط

(۲) اس صورت میں بھی عند اللہ مہر معاف ہوگیا۔[3] فقط

طلاق کے بعد مہر دینا ہوگا اور جو زیور ہبہ کر چکا ہے وہ بیوی کا ہے

(سوال ۱۲۲۵) زید بوجہ نااتفاقی و نافرمانی کے زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہے، عورت کو چونکہ یہ معلوم ہوگیا ہے بدیں وجہ تمام زیورات جو کہ زید نے بعد نکاح کے بنوائے تھے کسی غیر جگہ پوشیدہ کر دیئے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ بعد طلاق یہ تمام زیورات جو میرے قبضہ میں ہیں اور مہر زید سے لے لوں گی، آیا شرعاً بعد طلاق زید کے ذمہ اس عورت کا حق کس قدر ہے۔؟

(الجواب) طلاق کے بعد شوہر کے ذمہ مہر کا ادا کرنا لازم ہے اور عدت کا نفقہ بذمہ شوہر ہے[4] اور قبل طلاق جو کچھ شوہر نے کپڑا اور زیور اس کو ہبہ کیا وہ اس کی مالک ہوگئی اور جو زیور و کپڑا عاریۃً دیا وہ شوہر کو واپس ملے گا یا مہر میں شمار ہوگا۔[5] فقط

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے سراجی باب ذوی الفروض، ظفیر

(۲) وان حطت عنه من مهر هاصح الحط (هدایه باب فی المهر ج ۲ ص ۳۰۵)

(۳) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا (الدرالمختار هامش رد المحتار باب المهر الطلب فی حط المهر والابراء منه ج ۲ ص ٤٦٤ و ج ۲ ص ٤٦٥ .ط.س.ج۳ص۱۱۳) ظفیر

(٤) و تجب لمطلقة الرجعی والبائن والفرقة بلا معصية الخ النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (درمختار) وفی المجتبی كنفقة العدة كنفقة النكاح الخ واطلق فشمل الحامل وغيرها والبائن بثلاث او اقل (ردالمحتار) باب النفقة مطلب فی نفقة المطلقة ج ۲ ص ۹۲۱ .ط.س.ج۳ص۶۰۹.

(٥) ولو بعث الى امراته شيئاً ولم يذكر جهة عند الدفع غير جهة المهر الخ فقالت هو ای المبعوث هدية وقال هو من المهر الخ فالقول له بيمينه والبينة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده الخ وفی غير المهيا للاكل والقول لها بيمينها فی المهياله (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ٤٩٩ .ط.س.ج۳ص۱۵۱ مطلب فی ما يرسل الی الزوج) ظفیر

غیر مطلقہ نے دھوکہ دیکر نکاح کیا اور شوہر سے ہم بستر ہوئی تو مہر واجب ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۲۶) ہندہ غیر مطلقہ اگر زید سے نکاح پڑھوالے اور زید سے ہم بستری وغیرہ کرلے تو زید کو مہر ادا کرنا ہوگا یا نہیں، ہندہ واقع میں غیر مطلقہ ہے مگر گواہ مسلمان پیش کر کے کہ میں مطلقہ ہوں نکاح پڑھواتی ہے۔
(الجواب) اس صورت میں مہر لازم ہے۔[1]

عدت میں جو نکاح ہوا اس کا مہر لازم ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۲۷) ہندہ کا بحالت عدت اگر نکاح پڑھادیا جاوے تو منعقد ہوگا یا نہیں اور بحالت عدت اگر نکاح ہوگیا اور ہم بستری کی نوبت آئی تو مہر واجب ہوگا یا نہیں ؟
(الجواب) عدت میں نکاح نہیں ہوتا لیکن اگر عورت نے آکر کہا کہ میرے شوہر نے مجھ کو طلاق دے دی ہے اور عدت گزر گئی تو اس کے بیان پر اس سے نکاح کرنا درست ہے اور بعد دخول وصحبت شوہر ثانی تمام مہر مثل لازم ہے درمختار میں ہے وكذا لو قالت امراة لرجل طلقني زوجي وانقضت عدتي لا باس ان ينكحها[2] الخ الوطى فى دار الاسلام لا يخلوا عن حد او مهر[3] الخ درمختار والموطؤة بشبهة و منه تزوج امرا ة الغير غير عالم بحالها[4] الخ فقط

مہر دینے کے بعد عورت خنثیٰ مشکل نکلی تو مہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۲۸) زید نے ہندہ کے ساتھ عقد کیا اور ہندہ کے والیان کو مہر وغیرہ ادا کردیا بعدہ بوقت خلوت صحیحہ ہندہ خنثیٰ مشکل ثابت ہوئی آیا زید ہندہ کے والیان سے مہر وغیرہ خرچ شدہ لے سکتا ہے یا نہیں ؟
(الجواب) خنثیٰ مشکل سے نکاح صحیح نہیں ہوتا درمختار میں اس کی تصریح ہے پس جب کہ نکاح صحیح نہ ہوا تو مہر وغیرہ کچھ واجب نہ ہوگا اور شوہر نے جو کچھ دیا وہ واپس لے سکتا ہے۔[5] فقط

دین مہر میں مہر سے زیادہ جائیداد لکھ دی تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۲۹) ایک شخص نے اپنی حیات میں بحیثیت طول عمر کے حواس ٹھیک نہ رہنے کی حالت میں اپنی عورت کو کچھ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ دین مہر میں مہر کی مقدار سے زیادہ عورت کی ترغیب سے لکھا کر رجسٹری کرادی اس مسئلہ میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

---

(۱) ویجب مهر المثل فی النکاح فاسد الخ بالوطؤ فی القبل لا بغیره کالخلوة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهرج ۲ ص ۴۸۱ و ۲۸۲ ج ۲ .ط.س. ج۳ص ۱۳۱ مطلب فی نکاح الفاسد) ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۴۷ .ط.س. ج۳ص ۵۲۹ مطلب فی المغی الیها زوجها ' ظفیر (۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۷ .ط.س. ج۳ص ۱۶۰ ' ظفیر
(۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۶ .ط.س. ج۳ص ۵۱۷ مطلب فی نکاح الفاسد والباطل. ظفیر (۵) عقد یفید ملك المتعة ای حل استمتاع الرجل من امراة لم یمنع من نکاحها مانع شرعی فخرج الذکر والخنثی المشکل الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۵۶ .ط.س. ج۳ص ۳) ظفیر

(الجواب) مہر کی مقدار سے زیادہ جو ایسی حالت میں دی وہ بحکم وصیت ہے لہذا ناجائز ہے بحکم لا وصیة لوارث [۱] فقط

مہر کا دعویٰ کس پر کیا جائے؟

(سوال ۱۲۳۰) ہندہ کا نکاح زید سے بتعین مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا اور اس نکاح کے ٹھہرانے والے اور اس کے متعلق تمام مراسم کے انجام دینے والے زید کا بھائی خالد اور زید کی والدہ سعیدہ تھے زید نے بعد اسکے لا ولد وفات کی اور زید کے باپ نے بحالت حیات خود جائیداد زرعی کل اپنی زوجہ کے نام جو کہ مسماۃ ہندہ کی ساس ہے ہبہ کردی تھی، صرف مکانہ مسکونہ ہبہ سے مستثنیٰ تھا جس کے مالک وارثاً زید اور خالد اور ایک بہن حمیدہ اور مسماۃ سعیدہ ہوئے، حالت علالت میں زید سے خالد نے ایک بیع نامہ حصہ مکان کا بالعوض سات سو روپیہ کے لکھا لیا حالانکہ وہ حصہ بہت زیادہ قیمت کا ہے اور سعیدہ نے قبل نکاح ہندہ کے دستاویز کے ذریعہ چار روپیہ ماہوار تاحیات ہندہ کا کفاف مقرر کر کے اس کے ادا کے لئے ایک جائیداد زرعی مکفولی کر دی تھی، اب اس حالت میں اول دعویٰ مہر کا ہندہ کو کس پر کرنا چاہئے آیا خالد اور سعیدہ بذات خود بھی ذمہ دار ادائے مہر کے ہیں یا نہیں دوم آیا زر مہر اس حصہ مکان سے وصول کیا جاسکتا ہے یا نہیں جو کہ زید کا تھا اور اس حالت میں وہ بیع جو بحالت مرض الموت زید نے بنام خالد کی تھی جائز تھی یا نہیں یا اسی خریداری کے ذریعہ سے خالد ادائے دین مہر ذمگی زید متوفی کا ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) خالد اور سعید پر جب کہ وہ متکفل اور ضامن مہر کے نہیں ہوئے دعویٰ مہر کا نہیں ہو سکتا اور مکان کا حصہ جو زید نے بحالت مرض الموت خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہے بیع اس کی صحیح ہو گئی، لیکن جس قدر قیمت زید نے خالد سے کم لی وہ خالد سے لی جاوے گی اور ہندہ مہر میں اسی کو لے سکتی ہے اعتاقه ومحاباته الخ حکمه کحکم وصیة ولا وصیة لوارث [۲] فقط

مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی وہ ضروری ہے یا جو خفیہ طور پر رجسٹری لکھوادی

(سوال ۱۳۲۱) کابین نامہ میں بالفرض مہر کی مقدار ایک لاکھ روپیہ تحریر ہے اور وقت نکاح پدر وکیل نے جس کو پدر دختر اور خود دختر نے نکاح کرنے کا کل اختیار دیا ہے، صرف ایک ہزار روپیہ مہر کا حکم دیا اور نکاح خواں نے بھی بوقت نکاح ایک ہزار روپیہ مہر کا مقرر کر دیا اور اظہار کیا اور سب حاضرین مجلس نے سنا اور تعداد رقم مہر مندرجہ کابین نامہ بالکل مخفی رکھی گئی، دریافت طلب یہ امر ہے کہ مہر کون سا واجب الاداء ہے آیا وہ جو کابین نامہ میں درج ہے یا وہ جس کا اظہار مجلس میں کیا گیا؟

(الجواب) مہر کی مقدار وہ معتبر ہے جس کو نکاح خواں نے بوقت نکاح ظاہر کیا اور جس مہر کو سن کر شوہر نے قبول کیا اور حاضرین مجلس نے سنا، کیونکہ مہر وہی واجب ہوتا ہے جو عقد کے وقت نام لیا جاوے اور جس پر

---

(۱) دیکھئے هدایه کتاب الوصایا ج ٤ ص ٦٤١، ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا باب العتق فی المرض ج ٥ ص ٥٩٦ ط.س.ج٦ص٥٦٥، ظفیر

عقد نکاح کیا جاوے قال فی الدرالمختار و تجب العشرة ان سماها او دونها و یجب الا کثر منها ان سمی الاکثر الخ و یتاکد عند وطئ او خلوة صحت الخ درمختار قوله ویتا کدای الواجب من العشرة او الا کثر وافادان المهر و جب بنفس العقد مع احتمال سقوطه بر دتها [1] الخ شامی فقط

مہر معجّل طے شدہ اگر شوہر نہ دے تو عورت باپ کے گھر جا سکتی ہے یا نہیں اور شوہر قید ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۳۲) زید نے جو ہندہ سے نکاح کیا اور مہر معجّل قرار پایا' باوجود قرار پانے مہر معجّل کے زید مہر ادا نہیں کرتا اور طرح طرح کے بہانے کرتا ہے' اس صورت میں جب تک زید مہر نہ دے قید ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہندہ والدین کے گھر چلی جاوے تو کچھ قباحت تو نہیں ؟

(الجواب) مہر معجّل ہونے کی صورت میں اگر شوہر باوجود غناء کے مہر کے دینے میں تاخیر کرے بطلب زوجہ حبس ہو سکتا ہے اور درمختار میں فرمایا ہے کہ اگر زوجہ مہر معجّل کے نہ ملنے کی وجہ سے اپنے والدین کے گھر چلی جاوے تو نفقہ ساقط نہ ہوگا اور ناشزہ نہیں ہے او امتعنت للمهر الخ لا ای لا نفقة الخ لخارجة من بیته بغیر حق الخ و فی الشامی قوله بغیر حق ذکر محترز ا بقوله بخلاف ما لو خرجت الخ و کذا هو احتراز عما لو خرجت حتی یدفع لها المهر [2] الخ فقط

بیوی نے مہر معاف کر دیا اس کی موت کے بعد والدین طلب کرتے ہیں کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۳۳) ہندہ بالغ پندرہ سالہ نے گواہوں کے سامنے اپنے شوہر کو مہر معاف کر دیا' اب بعد انتقال ہندہ کے اسکے والدین مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہندہ نابالغہ تھی اس کا معاف کرنا معتبر نہیں ہے اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) ہندہ جب کہ پندرہ سالہ اور بالغہ تھی تو معاف کرنا اس کا مہر کو صحیح ہے اور والدین کا مطالبہ مہر کا شوہر سے درست نہیں ہے۔ [3] فقط

مہر معاف کر دینے کے بعد اس کا انکار کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۳۴) اگر عورت مہر معاف کر دے اور پھر انکار کرے تو کیا حکم ہے ؟

(الجواب) عورت اگر مہر معاف کر دے تو پھر انکار کرنا مسموع نہ ہوگا مہر معاف ہو جاوے گا۔ [4] فقط

---

(۱) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص ۱۰۲' ظفیر
(۲) رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۹.ط.س. ج۳ص ۵۷۵' ظفیر
(۳) ان حطت عنه من مهر ها صح الحط لان المهر حقها والحط یلاقیه حالة البقاء (هداه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۵) ظفیر
(٤) وصح حطها لکله او بعضه عنه قبل اولا(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٤' ٤٦٥ .ط.س. ج۳ص ۱۱۳ مطلب فی حط المهر والابراء منه) ظفیر

پندرہ ہزار میں پانچ ہزار معجّل اور بقیہ مؤجل ہے تو کیا کیا جائے ؟

(سوال ۱۲۳۵) ایک کابین نامہ لکھا گیا جس میں مقدار مہر پندرہ ہزار بہ عبارت ذیل مرقوم ہے زردین مہر معجّل مبلغ پندرہ ہزار روپیہ قرار پاتے ہیں مجملہ اس کے پانچ ہزار روپیہ اس وقت بحق مسماۃ از قسم اثاث البیت و زیورات ادا کر دیا گیا اور باقی ماندہ مبلغ دس ہزار روپیہ اپنی حیات میں مسماۃ موصوفہ کو ادا کر دوں گا مبلغ دس ہزار روپیہ مذکور شرعاً معجّل کی تعریف میں آئے گا یا مؤجل ٹھہرے گا اگر مؤجل قرار دیا جائے تو ارشاد ہو کہ موجل کے کتنے اقسام ہیں اور یہ صورت کون سی قسم میں داخل ہے' اور اپنی حیات میں ادا کر دینے کا جو وعدہ ہے اس کی رو سے عورت اپنے شوہر سے کس وقت زر مہر مذکور یعنی دس ہزار روپیہ کے وصول کرنے کی مستحق ہو سکتی ہے ؟

(الجواب) شروع عبارت کابین نامہ میں اگرچہ کل مہر کو معجّل قرار دیا تھا مگر بعد میں تفصیل کرنے میں پانچ ہزار کو معجّل اور دس ہزار کو مؤجل قرار دیا گیا ہے لہذا دس ہزار مؤجل ہو گیا اور مؤجل الی الطلاق یا الی الموت صحیح ہے در مختار میں ہے الا التاجیل لطلاق او موت فیصح [1] الخ اور شامی میں ہے کہ طلاق سے موجل بھی معجّل ہو جاتا ہے و بالطلاق یتعجل المؤجل [2] فقط

لڑکی والے کا بوقت نکاح روپیہ لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۳۶) بوقت نکاح علاوہ تعیین دین مہر کے لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ لے لیتا ہے یہ لینا جائز ہے یا نہ اور دین مہر میں شمار ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسی رقم کو فقہاء نے رشوت قرار دیا ہے اور واجب الرد لکھا ہے کما فی الدر المختار اخذ اهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة [3] اور جب کہ مہر کا نام نہیں لیا تو وہ مہر میں شمار نہ ہو گا۔

بعد خلوت خواہ عورت نافرمانی کرتی رہی ہو تو بھی طلاق کے بعد کل مہر واجب ہے

(سوال ۱۲۳۷) زید اپنی منکوحہ ہندہ سے بعد از نکاح خلوت صحیحہ سے مستفیض ہوا' بعد چندے ہندہ ناشزہ و نافرمان ہو کر مباشرت سے مانع ہوئی باوجودیکہ زید مباشرت و جماع پر علی وجہ التام قادر ہے' لیکن ہندہ اطاعت زید سے برگشتہ ہے اگر زید ہندہ کو طلاق دے دے تو زید پر کل مہر واجب الاداء ہے یا بعض' ہندہ نے صلب عقد میں سے یہ شرط کی تھی کہ میری بلا اجازت اگر دوسری عورت سے نکاح کرو گے تو میری طلاق میرے اختیار میں اگر اختیار کروں تو کل مہر دینا پڑے گا زید اگر دوسرا نکاح نہیں کرے گا تو زنا میں مبتلا ہو جاوے گا' اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ ط.س. ج۳ ص ۱۴۴ . ظفیر
(۲) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ ط.س. ج۳ ص ۱۴۴ ' ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ ط.س. ج۳ ص ۱۵۶ . ظفیر

(الجواب) جب کہ خلوت صحیحہ ہوگئی تو زید کے ذمہ کل مہر واجب الاداء ہو گیا' زید اگر ہندہ کو طلاق دے گا تو پورا مہر زید کو ادا کرنا ہو گا' ہندہ یہ شرط کرتی یا نہ کرتی' زید کو مہر دینا ہی ہو گا[1] لیکن دوسرے نکاح سے یہ شرط خارج نہیں ہے' دوسرا نکاح کر لے جس وقت مہر دینے کی طاقت ہو' مہر ادا کر دیوے' هكذا في الدر المختار فقط

عورت کے انتقال کے بعد اس کا مہر کیسے ادا کیا جائے

(سوال ۱۲۳۸) جس عورت کا خاوند سفر میں ہو اور وہ عورت انتقال کر جاوے اور مہر ادا نہ ہوا ہو تو مہر کیونکر ادا ہو؟

(الجواب) بقدر حصہ دیگر ورثاء عورت کے وارثوں کو مہر ادا کر دیا جائے۔[2] فقط

مہر شرعی کی مقدار کیا ہے؟

(سوال ۱۲۳۹) مہر شرعی کی مقدار کیا ہے۔ فقط

(الجواب) دس درہم ہے اور ایک درہم تقریباً ۴/ کا ہوتا ہے' پس دس درہم قریب پونے تین روپیہ کے ہوئے۔[3] فقط

تجدید نکاح میں مہر ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۴۰) تجدید نکاح میں تعین مہر ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) ضروری ہے۔[4] فقط

بیوی جب مہر معاف کر دے تو معاف ہو گیا یا نہیں؟

(سوال ۱۲۴۱) میرا حقیقی بالغ بھائی عبدالوہاب فوت ہو گیا میں نے مرحوم کی بیوہ کو کہا کہ تیرا حق مہر اس کے ذمہ ہے اگر تو لینا چاہتی ہے تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں' ورنہ معاف کر دے بیوہ مذکورہ نے برادری کے

---

(۱) والخلوة الخ كالوطؤ الخ في ثبوت النسب الخ و في تاكيد المهر المسمى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب في احكام الخلوة ج ۲ ص ٤٦٥. ط.س. ج۳ص ١١٤ ' ظفير

(۲) اگر بچے نہیں ہیں تو عورت کے نصف مہر کا حق دار خود شوہر ہو گا' اور بقیہ نصف کے عورت کے بقیہ ورثاء ہوں گے' اور اگر بچے ہیں تو شوہر کو اس بیوی کے ترکہ سے ایک چوتھائی ملے گا' اور بقیہ تین چوتھائی اس کے بچے اور اس کے والدین کو واللہ اعلم' ظفیر

(۳) واقل المهر عشر دراهم الخ ولنا قوله عليه السلام ولا من اقل عشرة دراهم هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۳' ۳۰٤ تخریج زیلعی میں الفاظ یہ لکھتے ہیں" ولا مهر دون عشرة دراهم (حاشيه هدايه ايضاً) ایک درہم ۱۳۳۶ھ میں ۴/ کا ہوتا تھا' اب ہمارے اس زمانہ ۱۳۸۷ھ میں چاندی کافی گراں ہے پونے چھ روپے تولہ سے کم نہیں ملتی اور دس درہم چاندی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ ہوتی ہے اس حساب سے اس کی قیمت ساڑھے چودہ روپے کے قریب ہوتی ہے' چاندی کی قیمت کے حساب سے دس درہم کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہے گی' واللہ اعلم ظفیر

(٤) ثم المهر واجب شرعاً ابانة شرف المحل (هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۳) ظفير

دو گواہوں کے روبرو کہا کہ میں معاف کرتی ہوں' اس صورت میں مہر معاف ہو لیا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں مہر معاف ہو گیا' عند اللہ کچھ مواخذہ مہر کا عبدالوہاب متوفی کے ذمہ نہیں رہا۔[1] فقط

مہر معاف کرنے کے بعد لینا اور عدت کے اندر نکاح کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۴۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور زوجہ نے مہر معاف کر دیا اور عدت کے اندر ہی عورت نے عقد ثانی کر لیا اور اپنے چند رفقاء کے ورغلانے سے شوہر پر عدالت میں مہر کا دعویٰ کر کے جھوٹا ثبوت بہم پہنچا کر مہر کی ڈگری حاصل کر لی اور اپنی تحریر معافی مہر سے منکر ہو گئی' اور طلاق بھی اس شرط پر تھی کہ حق مہر معاف تو اس صورت میں معافی مہر سے انکار کرنا طلاق کے بارے میں مؤثر ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں شوہر کی طرف سے طلاق ہو گئی اور عورت کی طرف سے مہر معاف ہو گیا' پھر عورت کا معافی مہر سے منکر ہو کر اور جھوٹی شہادت عدالت میں پیش کر کے مہر کی ڈگری کرا لینا ظلم ہے' طلاق پر کچھ اثر اس کا نہ ہو گا' طلاق واقع ہو گئی اور مہر بھی عند اللہ معاف ہو گیا ظلماً عورت کا مہر وصول کرنا فعل ناجائز اور حرام ہے اور عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کرنا بھی حرام اور باطل ہے نکاح نہیں ہوا[2] اور جو لوگ اس نکاح میں ساعی ہوئے مرتکب فعل حرام کے اور فاسق ہوئے قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتب اجله الاية[3] فقط

مہر معجّل ہو تو لڑکی کا باپ رخصتی سے قبل اسے وصول کر سکتا ہے

(سوال ۱۲۴۳) زید کی لڑکی سے عمر کے لڑکے کا مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجّل پر عقد ہوا' زید کی لڑکی نابالغہ ہے عمر گیارہ سال ہے عرصہ سوا برس کا گزر گیا اب عمر کا لڑکا زید کی لڑکی کو رخصت کرانا چاہتا ہے' زید کہتا ہے کہ تاوقتیکہ مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مہر معجّل ادا نہ کرو گے تب تک لڑکی رخصت نہ کروں گا آیا زید کو اپنی لڑکی کے مہر معجّل وصول کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں اور رخصت کے قبل کس قدر مہر معجّل زید کو لینا چاہئیے اور بعد رخصت کے کس قدر' اور بلا ادائیگی مہر معجّل نکاح درست ہے یا نہ ؟

(الجواب) زید کو اپنی دختر نابالغہ کے مہر معجّل وصول کرنے کا حق حاصل ہے در مختار میں ہے ولها منعه من الوطى و دواعيه والسفر الخ لاخذ ما بين تعجيله و فى الشامى قوله ولها منعه الخ وكذا الولى الصغيرة المنع المذكور قوله والسفر الا ولى التعبير بالا خراج كما عبر فى الكنز ليعم الاخراج من

---

(۱) وان حطت عنه من مهر ها صح الحط لان المهر حقها والحط يلاقيه حالة البقاء (هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۵) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۴.ط.س.ج۳ص۱۱۳ مطلب فى حط المهر والابراء عنه) ظفير

(۲) اما نكاح منكوحة الغير و معتدته الخ فلم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلا (رد المحتار باب العدة ج ۲ ص ۸۳۵.ط.س.ج۳ص۵۱۶ مطلب فى نكاح الفاسد والباطل) ظفير

(۳) سورة البقرة' ۳۰

بیتھا [1] الخ اور جب کہ کل مہر معجّل قرار پایا ہے تو زید کل مہر کا مطالبہ قبل رخصت کرنے لڑکی کے کر سکتا ہے اور نکاح صحیح ہو گیا۔

ایک بیوی کا مہر پانچ ہزار ہے دوسری کا پانچ سو کم والی کا بڑھا دینا کیسا ہے؟

(سوال ۱۲۴۴) زید نے ہندہ سے پانچ ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس کی بہت مدت کے بعد دوسری عورت زینب سے پانچ سو روپیہ مہر پر نکاح کیا اور دونوں کو ان کا مہر ادا بھی کر دیا زینب نے ایک روز ارمان کیا کہ تم نے میرا مہر بہت کم مقرر کیا زید نے اس کی دل جوئی کے لئے یہ قصہ کیا کہ تین چار سو روپیہ اس کے مہر میں اور زیادہ کر دے کیونکہ زیادۃ بعد العقد بھی اصل کے ساتھ بتصریح فقہاء ملحق ہو جاتے ہیں' تین سو چار سو اس کو اور دے دوں' خواہ نقد یا کسی مکان کا ایک حصہ کہ زینب کو فی الحال اس حصہ مکان کی ضرورت بھی ہے لیکن زید کو اس میں تردد یہ ہے کہ جس طرح تمام حقوق میں زوجتین کے درمیان تساوی ضروری ہے کہیں یہ زیادتی فی مہر احدہما خلاف عدل نہ ہو جائے' یہ زیادتی فی مہر احدہما جائز ہے یا نہ' اگر کوئی دلیل صریح نہ ہو تو کوئی کلیہ ہی شافی و کافی ہے' اور تصریح فقہی اگر مل جاوے تو اقرب الی الاقناع ہے؟

(الجواب) موافق اس قاعدہ فقہیہ کے کہ زیادتی فی المہر بعد العقد ملحق باصل المہر ہے اور ہبہ مبتدءہ نہیں ہے کما یقول به الامام زفر رحمه الله تعالیٰ زیادۃ فی مہر احدی الزوجان درست ہے خصوصاً اس زوجہ کے مہر میں زیادتی کرنا جس کا مہر اصل سے کم ہو' اور اضرار زوجہ ثانیہ اس سے مقصود نہ ہو اور اس کو حیلہ ترک عدل و تسویہ بین الزوجات جو کہ واجب ہے نہ بنایا جاوے خلاف عدل نہیں ہو تا فتح القدیر کے جزئیہ ذیل سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ زیادۃ فی المہر اگر بطریق رشوت نہ ہو تو درست ہے' عبارت اس کی یہ ہے قوله وان رضیت احدی الزوجات بترك قسمها لصاحبتها جازهذا اذا لم یکن برشوة من الزوج بان زادها فی مهر ها لتفعل او یتزوجها بشرط ان یتزوج اخری فیقیم عندها یومین و عند المخاطبة یوماً فان الشرط باطل ولا یحل لها المال فی الصورة الاولیٰ فله ان یرجع فیه الخ [2] اور عنایہ کی یہ عبارت بھی جواز کی طرف مشیر ہے قوله خلافاً لزفر فانه یقول الزیادة هبة مبتدء ة لا تلحق باصل العقد ان قبضت ملکت والا فلا الخ [3] اس سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ زیادۃ کو ہبہ مبتدءہ قرار نہیں دیتے کہ اس کو خلاف عدل کہا جاوے کیونکہ یہ تصریح ہے کہ ہبات میں بھی تسویہ بین الزوجات ضروری ہے کما فی العینی علی البخاری و تمام العدل ایضاً بین تسویتهن فی النفقة والکسوة والهبة و نحوها [4] فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب للمهر ج ۲ ص ۴۹۲ ' ۴۹۳ .ط.س. ج۳ص ۱۴۳-۱۴۴ . ظفیر
(۲) فتح القدیر باب القسم ج ۲ ص ۳۰۳ مکتبه حبیبیه، کوئٹہ' ج۳ص ۳۰۳ . ظفیر
(۳) عنایه علی هامش فتح القدیر باب المهر ج ۲ ص ۲۱۴ .ط.س. ج۳ص ۲۱۴ ' ظفیر
(۴) عمدة القاری شرح بخاری ج ۹ ص ۵۰۰ ' ظفیر

عورت کو مہر وصول کرنے کا حق ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۴۵) منکوحہ اپنے خاوند سے مہر مقررہ جس وقت چاہے طلب کر سکتی اور وصول کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مہر اگر معجّل ہو تو عورت کو ہر وقت اس کے وصول کرنے کا حق ہے اور اگر مؤجل ہو تو طلاق کے بعد مطالبہ کر سکتی ہے۔ کذافی کتب الفقه [1] فقط

نابالغہ لڑکی کا ولی مہر کم کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۴۶) ولی نے نابالغہ لڑکی کا نکاح بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر کے کر دیا' لڑکے نابالغ کے باپ نے منظور کر لیا' کیا لڑکی کا ولی مہر کو کم کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وصح حطها لكله او بعضه عند قبل اولا الخ قال فی الشامی و قيد بحطها لان حط ابيها غير صحيح لو صغيرة [2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ ولی نابالغہ کو مہر کے کم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ فقط

اگر کسی عورت کو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو کیا پھر بھی وہ مہر پائے گی

(سوال ۱۲۴۷) اول عشرہ جمادی الثانی میں مسماۃ ہندہ کا عقد مسمی بکر کے ساتھ ہوا' تقریباً دو ماہ تک مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر کے پاس رہی' عشرہ سویم ماہ ذیقعدہ میں مسماۃ مذکورہ کے لڑکا پیدا ہوا مگر ضعیف القوی جو زندہ ہے' ایسی حالت میں مسماۃ مذکورہ مہر کا حق رکھتی ہے یا نہیں اور بچہ کی پرورش شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ ہندہ سے بکر نے خلوت و صحبت کی ہے تو مہر پورا بذمہ بکر لازم ہو گیا کیونکہ نکاح اس صورت میں صحیح ہو گیا اور اصل یہ ہے کہ مہر مجرد نکاح سے لازم ہو جاتا ہے لیکن احتمال سقوط رہتا ہے' جب شوہر نے وطئ کر لی یا خلوت صحیحہ پائی گئی تو کل مہر واجب الاداء ہو جاتا ہے' ردالمحتار میں ہے وافادان المهر الخ انما يتاكد لزوم تمامه بالوطئ و نحوه [3] الخ اور بچہ چونکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے' اس لئے بکر سے نسب اس کا ثابت نہیں ہے اور نہ بکر کے ذمہ اس کی پرورش وغیرہ کا حق ہے درمختار میں ہے واقلها ستة اشهر اجماعاً الخ [4] فقط

---

(۱) ولها منعه من الوطوء ودواعيه الخ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه اواخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفا به يفتى الخ الا التاجيل لطلاق او موت (درمختار) و فی الخلاصة و بالطلاق يتعجل الموجل ولو راجعها لا يتاجل (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ .ط.س. ج۳ص ۱۴۳ مطلب فی منع الزوجة نفسها لقبض المهر) ظفير
(۲) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۴ .ط.س. ج۳ص ۱۱۳ مطلب فی حط المهر والابراء منه. ظفير
(۳) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ ' ظفير فلو لا قل من ستةاشهر من وقت النكاح لا يثبت النسب ولا يرث منه رد المحتاركتاب النكاح ج ۲ ص ۴۰۱ .ط.س. ج۳ص ۴۹ قبيل مطلب فيمالزوج الموالی امته' ظفير
(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۵۷ .ط.س. ج۳ص ۵۷۰ ' ظفير

بیوی مر جائے تو مہر دین لازم ہے یا نہیں اور وہ کس کو ملے گا

(سوال ۱۲۴۸) ہندہ زوجہ زید اچانک بغیر دین مہر معاف کئے فوت ہو گئی تو اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ (۱) ہندہ کے مذکورہ بالا صورت پر فوت ہو جانے سے زید دین مہر ہندہ سے سبکدوش ہو جاتا ہے یا نہیں اور دین مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں (۲) اگر زید بلا ادا کرنے دین مہر کے سبکدوش نہ ہو سکتا ہو تو دین مہر ہندہ کے ورثاء کو دیوے یا فقراء پر تقسیم کر دے (۳) ازروئے شریعت ہندہ کے ورثاء اس کے میکہ والے ہیں یا سسرال والے یا اس کی اولاد (۴) اگر ہندہ کے دین مہر پانے کی مستحق اس کی اولاد ہی ہے تو زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے؟

(الجواب) (۱) سبکدوش نہیں ہوتا' اور دین مہر بھی اس کے ذمہ مثل تمام دیون کے باقی رہتا ہے کوئی وجہ ساقط ہونے کی نہیں[1] (۲) ہندہ کے ورثہ کو ملنا چاہئے[2] (۳) جب کہ ہندہ کے اولاد ہے تو ایک ربع تو اس کے شوہر کا ہے اور باقی اس کی اولاد وغیرہ کا (۴) پھر اگر ہے تو یہ دلیل اولاد کے نہ وارث ہونے کی کیوں ہوئی علاوہ ازیں یہ کہنا کہ زید کا مال تو آگے ہی ان کا ہے درست نہیں' بیشک اولاد بھی زید کے مال کی وارث ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ سوائے اولاد کے اور کسی کا کوئی حق اس میں نہ ہو' اگر دوسرے ورثہ ہوں گے' ان کا حق بھی اس میں نکلے گا اور یہ سب کچھ زید کی موت کے بعد ہے۔ فقط

عورت کا یہ کہنا کہ "مجھ سے ہم بستر ہو تو اپنی ماں سے ہو" طلاق نہیں ہے' طلاق دے گا تو بھی مہر ضروری ہے

(سوال ۱۲۴۹) ایک عورت نے کسی بات پر اپنے شوہر کو کہا کہ اگر تو میرے ساتھ ہم بستر ہو تو گویا اپنی ماں بہن کے ساتھ ہم بستر ہو' شوہر نے ہم بستر ہونا چھوڑ دیا اور طلاق دینے پر آمادہ ہے' اگر طلاق دیوے تو مہر دینا ہوگا یا نہ؟

(الجواب) اس صورت میں اس شخص کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی عورت کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا اگر اس عورت کو رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے اور اگر طلاق دینا چاہے تو طلاق دے دے' اگر طلاق دے دے گا تو مہر ادا کرنا لازم ہوگا۔[3] فقط

رخصتی کے پہلے شوہر مر جائے تو مہر کتنا دینا ہوگا

(سوال ۱۲۵۰) ہندوستان میں دستور ہے کہ بعض مرتبہ نکاح بالغ وبالغہ کا ہو جاتا ہے اور رخصت کی دوسری

---

(۱) شوہر مہر ادا کر دیتا یا بیوی معاف کر دیتی یہاں ان دونوں صورتوں میں کوئی صورت پائی نہیں گئی' باقی موت تو اس سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے تجب العشرة ان سماها او دونها و يجب لا كثر منها ان سمى الاكثر ويتاكد عند وطؤ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر جلد ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص ۱۰۲' ظفير)
(۲) اگر بال بچہ ہے تو ایک چوتھائی ورنہ نصف شوہر کا ہوگا' بقیہ دوسرے ورثہ کو پہنچے گا وہ ادا کر دے یا ان سے معاف کرالے ظفیر
(۳) ويتاكد (اى المهر) عند وطئ او خلوة صحت الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص ۱۰۲) ظفير

تاریخ مقرر ہوتی ہے، ایسی صورت میں اگر قبل رخصت خاوند فوت ہو جائے تو بیوی کو کتنا دین مہر دیا جاوے گا؟

(الجواب) اس صورت میں مہر پورا واجب ہے جیسا کہ در مختار میں ہے **ویتاکد عند وطئ او خلوة صحت الخ او موت احدهما الخ**[1] فقط

عورت کہتی ہے کہ شوہر یہ مکان مہر میں دے گیا ہے ورثہ انکار کرتے ہیں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۵۱) زید و عمر دو بھائی حقیقی ہیں، یہ علیحدہ علیحدہ شہروں میں مقیم ہیں، عمر اپنے باپ کی جائیداد پر قابض ہے، زید کا اس سے کوئی سروکار نہیں ہے، زید نے اپنا ذاتی مکان دوسرے شہر میں بنالیا ہے زید کی بیوی کا انتقال ہو گیا جس سے ایک لڑکی شادی شدہ موجود ہے زید نے اپنا نکاح ثانی کیا کچھ عرصہ کے بعد زید کا انتقال ہو گیا زوجہ زید کو دو سال بعد بکر نے نکاح کا پیام دیا زوجہ زید نے بکر سے نکاح سے انکار کر دیا اور عظیم کے ساتھ نکاح کر لیا عظیم و بکر کی پہلے سے مخالفت تھی اس نکاح سے اور زیادہ ہو گئی جب زوجہ زید کے نکاح ثانی کی اطلاع عمر و داماد زید کو ہوئی تو وہ دونوں زید کے مکان پر آئے اور اس کی زوجہ سے کہا کہ مکان خالی کر دو کیونکہ تم نے اپنا نکاح کر لیا ہے، اب تمہارا اس مکان پر کوئی حق نہیں رہا سابقہ زوجہ زید نے کہا کہ یہ مکان میرا شوہر میرے مہروں میں دے گیا ہے، میں اس پر قابض ہوں اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) شرعاً شہادت کافی کسی طرف سے بھی نہیں ہے نہ ادائے مہر کی اور نہ مکان کے مہر میں دیئے جانے کی اس لئے کہ ادائے مہر کا گواہ صرف بکر ہے اور ایک شخص اگرچہ ثقہ بھی ہو، اس کی گواہی شرعاً معتبر نہیں ہوتی[2] اور اس پر کوئی حکم شرعاً نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں تو وہ اس وجہ سے بھی مخدوش اور ناقابل اعتبار ہے کہ عداوت اس کی ظاہر ہے اور مکان کا مہر میں ملنے کا بھی ثبوت نہیں ہے، کیونکہ یہ صرف عورت کا بیان ہے لیکن چونکہ قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ ترکہ میت سے اول دیون وغیرہ ادا کر کے جو کچھ باقی رہے وہ ورثاء کو ملتا ہے اور مہر بھی ایک دین بذمہ شوہر ہے اور مہر کا ادا ہونا ثابت نہیں ہے اور عورت مدعی مہر کی ہے، لہذا اس کا مہر اول دلوایا جاوے گا، پس اگر میت نے یعنی زید نے کچھ اور ترکہ سوائے مکان کے چھوڑا ہو تو اس میں سے مہر ادا کیا جاوے گا اور اگر سوائے مکان کے اور کچھ نہ چھوڑا ہو تو پھر مکان سے مہر دیا جاوے گا[3] اور وارثوں کو یہ بھی اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس سے ادا کریں اور مکان بقدر حصہ خود رکھ لیں اور علاوہ مہر کے آٹھواں حصہ عورت کا میراث کے طریق سے ہے اور نکاح ثانی کرنے سے اس کا مہر اور حصہ میراث ساقط نہیں ہوتا۔ فقط

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ ص ۱۰۲، ظفیر

(۲) ونصابها لغير هامن الحقوق سواء كان الحق مالا اوغيره كنكاح و طلاق ووكالة ووصية الخ رجلان الخ اور جل و امراتان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥، ٥١٦ ط.س. ج۵ ص ٤٦٥) ظفیر

(۳) تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة الاول يبداء بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير ولا تقصير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته (سراجی ص ۵ و ٦) ظفیر

مہر کی معافی کے دو گواہ ہیں کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۵۲) ہندہ نے اپنے شوہر خالد کو اس کی بیماری میں اللہ کے واسطے اپنا مہر معاف کر دیا' اس واقعہ کے دو عینی گواہ یہ شہادت دیتے ہیں کہ قادر بخش کہتا ہے کہ میں مہر بخشنے کا گواہ ہوں خالد نے کہا کہ مہر بخش دو ہندہ نے کہا کہ اللہ کے واسطے معاف کیا فاضل کہتا ہے کہ ہندہ نے کہا کہ خدا کے واسطے میرا مہر معاف کیا' آیا یہ شہادت کامل ہے یا ناقص ؟

(الجواب) یہ شہادت تو کافی ہے اگر دونوں گواہ عادل ہوں[1] لیکن مرض الموت میں ہبہ کرنا دین معاف کرنا بحکم وصیت ہے[2] اور وصیت وارث کے لئے درست نہیں ہے اس لئے مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا معتبر نہ ہوگا لیکن اگر دیگر ورثاء راضی ہوں تو وارث کے لئے وصیت درست ہو سکتی ہے اور وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے اس میں بھی اگر ورثاء راضی ہوں تو ثلث سے زیادہ میں بھی جاری ہو سکتی ہے۔[3] فقط

مہر معجّل اور مؤجل وصول میں ایک ہیں یا الگ الگ ؟

(سوال ۱۲۵۳) کیا مہر معجّل اور مؤجل بعد ہم بستری کے ادائیگی کی صورت میں ایک حکم رکھتے ہیں یا نہیں یعنی زوجہ دونوں قسم کے مہر کل لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ویتاکد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما[4] الخ شامی میں ہے افادان المهر وجب بنفس العقد لكن مع احتمال سقوطه بردتها او تقبيلها ابنه او تنصفه بطلاقها قبل الدخول وانما يتاكد لزوم تمامه بالوطئ و نحوه[5] الخ اس روایت سے معلوم ہوا کہ دخول اور وطئ سے مہر مؤکد ہو جاتا ہے احتمال سقوط اور تنصیف کا نہیں رہتا بلکہ پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتا ہے لیکن مہر معجّل تو عورت فوراً وصول کر سکتی ہے اور شوہر کے ذمہ اس کا ادا کرنا فوراً لازم ہے اور مہر مؤجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے اس سے پہلے عورت مہر موجل وصول نہیں کر سکتی۔ کما مر[6]

مہر مثل میں کس کا اعتبار ہوگا

(سوال ۱۲۵۴) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں' اس عورت کا انتقال ہو گیا

---

(۱) ونصابها لغير ها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره الخ رجلان الخ او رجل و امراتان(الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥' ٥١٦ .ط.س.ج٥ص٤٦٥) ظفير
(۲) اعتاقه ومحاباته و هبته ووقفه و ضمانه كل ذلك حكمه كحكم وصيته فيعتبر من الثلث كما قدمنا(درمختار) قوله محاباته اى فى الاجازة والا سيتجار والمهر والشراء الخ(رد المحتار كتاب الوصايا باب العتق فى المرض ج ٥ ص ٥٩٦ .ط.س.ج٦٧٩٦) ظفير(۳) لا لوارثه وقاتله الخ الاباجازة ورثته لقوله عليه السلام لا وصية لوارث الا ان يجيز هاالورثة يعنى عند وجود وارث اخر(الدرالمختار على هامش رد المحتار كتاب الوصايا ج ٥ ص ٦٧٥ .ط.س.ج٦ص٦٥٦) ظفير (٤) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ٢ ص ٤٥٤ ' ظفير (٥) رد المحتار باب المهر ج ٢ ص ٤٥٤' .ط.س.ج٣ص ١٠٢ ظفير (٦) لو كان المهر مؤجلاً ليس لها المنع قبل حلول الاجل ولا بعده(رد المحتار باب المهرج ٢ ص ٤٩٤ .ط.س.ج٣ص١٤٤) ظفير

اس کے بعد پھر زید نے اس کی دوسری بہن سے شادی کیا اس سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں زید کی پہلی بیوی کی پہلی لڑکی سے عمر نے نکاح کیا اس کا انتقال ہو گیا اس کے نکاح سے ۳۵ سال بعد عمر نے اس کی دوسری حقیقی بہن سے مہر مثل پر نکاح کیا عمر کو اپنی پہلی بیوی (زید زوجہ اولیٰ کی بنت اولیٰ) کا مہر یاد نہیں رہا اور نہ رجسٹر قاضی میں درج ہے اور نہ کوئی گواہ باقی ہے' زید کی زوجہ ثانیہ سے جو چار لڑکیاں ہوئیں ان کا مہر ڈیڑھ ڈیڑھ روپیہ ہے عمر کی زوجہ ثانیہ کا مہر مثل کیا ہوگا؟

(الجواب) عمر کی دوسری زوجہ جو کہ حقیقی بہن ہے زوجہ اولیٰ متوفیہ کی تو جو مہر اس زوجہ کا ہے وہی پہلی زوجہ کا مہر مثل ہے پس جب کہ گواہوں سے کوئی مقدار مہر کی ثابت نہیں ہے جو مہر اس زوجہ کا ہے وہی زوجہ سابقہ کا ہوگا اور اگر اس میں جھگڑا ہو تو علاتی بہنوں کے مہر کا اعتبار ہوگا ۔ **وفی الخلاصة ویعتبر باخواتها وعماتها الخ درمختار**[1] (جب یاد نہیں تو اس کی زوجہ ثانیہ کی دوسری بہنوں کا جو مہر ہے وہی مہر مثل قرار پائے گا کیونکہ باپ کے خاندان کا مہر مہر مثل کہا جاتا ہے)

مطلق مہر رواج کے مطابق مؤجل قرار پائے گا اور عورت کے لئے نان ونفقہ کا دعویٰ جائز ہے

(**سوال ۱۲۵۵**) ہندہ بالغہ کا نکاح بہمراہ زید بعوض زرمہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ ہوا کوئی اظہار مؤجل یا معجّل کا نہیں ہوا عام رواج خاندانی ہندہ کا مہر مؤجل ہے اب ہندہ بوجہ ناموافقت شوہر خود جس میں زیادتی شوہر کی ہے مطالبہ مہر کرتی ہے آیا ناموافقت وعلیحدگی خاوند بلا اظہار طلاق جو ہندہ کے نکاح سے پانچ سات ماہ بعد سے بدستور ہے جس کو عرصہ پانچ سال کا ہو گیا ہے حکم اجل رکھتی ہے یا نہیں اور بصورت نہ رکھنے حکم اجل کے صورت موجودہ میں ہندہ مطالبہ مہر کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور ہندہ حسب حیثیت اپنے خاوند کے نان ونفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے یا نہیں؟

اور ہندہ اگر عدالت مجاز میں دعویٰ اور چارہ جوئی اس بات کی کرے کہ یا طلاق دے دے یا حقوق زوجیت ادا کرے تو شرعاً اختیار حاصل ہے یا نہیں اور گناہ گار تو نہ ہوگی؟

(الجواب) ایسی حالت میں مہر موجل سمجھا جاتا ہے اور اجل کی ادائیگی کی موت شوہر ہے یا طلاق'[2] اور جب کہ شوہر حقوق زوجہ ادا نہیں کرتا تو عورت اپنے حقوق ونفقہ کا دعویٰ کر سکتی ہے' شوہر کو چاہیئے اور اس پر واجب ہے کہ یا وہ حقوق زوجہ نان نفقہ وغیرہ ادا کرے ورنہ طلاق دے دے **کما قال اللہ تعالیٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان**[3] اس کا حاصل یہ ہے کہ یا اچھی طرح عورت کو رکھے ورنہ طلاق دے دے

---

(۱) والحرة مهر مثلها الشرعی مهر مثلها الخ من قوم ابيها لا امها ان لم تكن من قومه كبنت عمه و فى الخلاصة و يعتبر باخواتها و عماتها الخ(الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب فى بيان مهر المثل ج ۲ ص ٤٨٧ .ط.س. ج۳ص۱۳۷) ظفير (۲) وان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم بينوا شيئاً ينظر الى المراة والى المهر المذكور فى العقد انه كم يكون المعجل لمثل هذه المراة من مثل هذا المهر فيعجل ذلك معجلا ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف الخ(العالمگيرى كشورى باب المهر ج ۲ ص ۳۳۰ طبع ماجدية ج ص ۱۳۸ باب المهر الباب السابع الفصل الحادى عشر) ظفير (۳) سورة البقرة ركوع ۲۹' ظفير

اور بعد طلاق کے مہر کے وصول کرنے کا دعویٰ عورت کر سکتی ہے اور نفقہ بقدر حالہما یعنی بین بین شوہر کے ذمہ لازم ہے اس کو وہ بذریعہ عدالت بھی لے سکتی ہے اور عورت کی طرف سے یہ چارہ جوئی کہ یا شوہر نان و نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دے دے موافق حکم شریعت کے ہے اس میں اس پر کچھ گناہ نہیں اور نفقہ اوسط درجہ کا بذمہ شوہر لازم ہوتا ہے یعنی عورت اور مرد دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہوتا ہے' مثلاً اگر عورت غریب ہے اور شوہر غنی ہے تو متوسط درجہ کا نفقہ لازم ہوگا۔[1] فقط

مہر میں جب اشرفی ہو تو اشرفی سے کون سی اشرفی مراد ہوگی ؟

(سوال ۱۲۵۶) ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور ایک سوا یک روپیہ اور ایک سوا یک اشرفی سکہ رائج الوقت مہر قرار پایا اشرفی کی قیمت مختلف رہتی ہے تو اب ہندہ کو مہر کس حساب سے دیا جائے گا ؟

(الجواب) بحکم المعروف کالمشروط مہر میں وہ اشرفی مراد ہوگی جو اس وقت یعنی بوقت نکاح مروج تھی اور اگر مختلف وزن اور مختلف قیمت کی اشرفیاں اس وقت مروج تھیں تو جس اشرفی کا زیادہ رواج ہو وہ مراد ہوگی اور اگر یہ معلوم نہیں کہ اس وقت اشرفی کس قیمت کی زیادہ مروج تھی تو جو کچھ عورت کہتی ہے اور اس کا مکذب کوئی نہیں ہے تو اسی کے قول کے موافق اسی اشرفی سے حساب مہر کا کیا جاوے گا۔

شوہر مفلس ہو تو کیا عدالت مہر کم کر سکتی ہے ؟

(سوال ۱۲۵۷) زید کا نکاح بتقرر مہر پانچ صد روپیہ ہمراہ مسماۃ مریم ہو کر کابین نامہ میں باضابطہ پانصد روپیہ بوقت نکاح تحریر ہوا کچھ عرصہ کے بعد فریقین میں تنازعہ ہو کر مسماۃ مریم کی طرف سے دعویٰ پانصد روپیہ زر مہر عدالت میں دائر کیا گیا عدالت ابتدائی سے باعتبار تحریر کابین نامہ دعویٰ ڈگری ہوا لیکن عدالت سیشن و چیف کورٹ سے بلا رضامندی مسماۃ مریم مدعیہ بجائے پانصد روپیہ مہر کے بتیس روپیہ چھ آنے زر مہر کو بوجہ مفلسی و ناداری مدعا علیہ کے قائم رکھ کر باقی رقم مہر کو خارج کر دیا گیا شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) شرعاً وطئ کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے' شامی میں ہے وافادان المهر وجب بنفس العقد لكن مع احتمال سقوطه بردتها الخ [2] وانما يتاكد لزوم تمامه بالوطی و نحوه [3] الخ اور اگر شوہر مفلس بھی ہو تو مہر ساقط نہیں ہو تا بلکہ مؤخر ہو جاتا ہے پس بالکل ساقط کر دینا مہر کا یا کم کر دینا خلاف حکم شرع ہے۔[4] فقط

---

(۱) فتجب النفقة للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها الخ بقدر حالهما به يفتى (درمختار) كذافى الهداية وهو قول الخصاف وفى الولوالجيه وهو الصحيح و عليه الفتوى (رد المحتار باب النفقة ج ۲ص ۸۸۸.ط.س.ج۳ص ۵۷۱) ظفير

(۲) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤.ط.س.ج۳ص ۱۰۲' ظفير

(۳) ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ ط.س.ج۳ص ۱۰۲' ظفير

(٤) قال فى البدائع واذا تاكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك الا الابراء (ايضاً).ط.س.ج۳ص ۱۰۲ ظفير

آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟

(سوال ۱۲۵۸) حضرت فاطمہؓ اور اکثر بنات وازواج مطہراتؓ کا مہر کیا تھا اور اس وقت سکہ رائج الوقت انگریزی سے تخمینہ کتنا ہوتا ہے؟
(الجواب) پانچ سو درہم تھا جو تقریباً سواسو روپیہ ہوتا ہے۔[1] فقط

مہر میں آنحضرت ﷺ کی مطابقت افضل ہے یا حسب حیثیت؟

(سوال ۱۲۵۹) امیر کبیر اگر مہر میں مطابقت کرے حضرات بنات وازواج مطہرات کی تو یہ افضل اور موجب خیر وبرکت ہے یا حسب حیثیت امراء کے لئے مہر افضل اور موجب خیر وبرکت ہے؟
(الجواب) زیادہ مہر کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا کہ وارد ہے لاتغالوا صدقة النسآء الحديث[2] لہذا متابعت بنات مکرمات وازواج مطہرات کی اس بارے میں افضل ہے اگرچہ جائز زیادتی بھی ہے۔[3] (اور بعض اہل علم نے موجودہ دور میں عورت کی بہی خواہی زیادتی ہی میں قرار دی ہے ظفیر)

فاحشہ عورت جو شوہر کے گھر سے بھاگ جائے مہر پائے گی یا نہیں؟

(سوال ۱۲۶۰) ایک عورت بعمر ۲۰ سالہ جس کے ماں باپ کو بخوبی علم تھا کہ یہ بد چلن ہوگئی اسی بد چلنی کی وجہ سے وہ دو ایک مرتبہ گھر سے بھی بھاگی 'اس بدنامی کو مٹانے کی غرض سے اس کا نکاح ایک ناواقف شخص سے بمہر پانچ سو روپیہ کے کردیا' وہ عورت خاوند کے گھر آئی وہاں وہ چند ماہ رہی چونکہ اس کے ماموں کے ساتھ اس کا کچھ تعلق مشاہدہ ہوا' خاوند کے گھر آنے پر بھی اس کا ماموں اس کے پاس آتا جاتا رہا' خاوند نے اس وجہ سے اس کی روک ٹوک نہیں کی کہ یہ اس کا ماموں ہے حالانکہ یہ اس کا سوتیلا ماموں تھا مگر کسی کو بھی اس بات کا گمان نہ ہو سکا لہذا اس کا آنا جانا نہیں روکا گیا' اس عرصہ میں اس کی نوکری کسی دوسری جگہ کی ہوگئی تب اس عورت نے اپنا تمام زیور اور گھر میں جس قدر زیور اور تمامع کپڑے وغیرہ کے لے کر آدھی رات کو وہاں سے بھاگی اور اپنے ماموں کے پاس چلی گئی راستہ میں اس کا ایک چچا بھی ملازم تھا وہاں نہیں اتری اور نہ اپنے ماں باپ کے پاس گئی بعد تجسس بسیار کے پتہ ملنے پر چند آدمی وہاں گئے تو دیکھا دراصل وہ ماموں کے پاس تھی وہاں سوائے اس کے ماموں کے اور کوئی نہ تھا ملی' چنانچہ اس کا باپ اس کو اپنے گھر لے آیا کیا ایسی عورت مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

---

(۱) عن ابی سلمة قال سالت عائشة کم کان صداق النبی ﷺ قالت کان صداقه لا زواجه ثنتی عشرة او قیة و نش قالت اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقیة فتلك خمس مائة درهم رواه مسلم و عن عمربن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو کانت مکرمة فی الدنیا وتقوی عند الله لکان او لکم بها نبی ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نکح شیئا من نسائه ولا انکح شیئا من بناته علی اکثر من اثنتي عشرا وقیة رواه احمد و الترمذی و ابوداؤد (مشکوٰة المصابیح باب الصداق ص ۲۷۷) پانچ سو درہم ایک سو سوا اکتیس تولے چاندی ہوتی ہے حضرت مفتی صاحبؒ کے زمانہ میں اس کی قیمت سواسو روپے ہوتی تھی ہمارے اس زمانہ میں ساڑھے چھ سو روپے سے زیادہ ہوتی ہے واللہ اعلم ظفیر
(۲) مشکوٰة المصابیح کتاب النکاح باب الصداق ص ۲۷۷' ظفیر
(۳) حدیث حضرت عمرؓ پہلے نقل کی جاچکی ہے' دیکھ لیں' ظفیر

(الجواب) ایسی صورت میں وہ مہر پانے کی مستحق ہے۔[1] فقط

مہر موجل جب چاہے وصول نہیں کر سکتی

(سوال ۱۲۶۱) کیا مہر موجل سے یہی مراد ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے بعد خلوت صحیحہ جب چاہے زر مہر وصول کر سکتی ہے اور جب تک یہ دین مہر زوجہ اپنے شوہر سے وصول نہ کرلے کیا شوہر سے علیحدہ رہ سکتی ہے؟

(الجواب) یہ حکم مہر معجّل کا ہے کہ عورت جب چاہے وصول کر سکتی ہے مہر مؤجل کا یہ حکم نہیں ہے اس کے وصول کرنے کا وقت موت یا طلاق ہے۔[2] فقط

شوہر مہر مؤجل ادا کئے بغیر رخصتی کرا سکتا ہے

(سوال ۱۲۶۲) شوہر بلا ادائے دین مہر مؤجل اپنی زوجہ کو رخصت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر مؤجل میں بیشک شوہر بدون ادائے مہر رخصت کرا سکتا ہے۔[3] فقط

لڑکی والا شادی میں خرچ کرنے کے لئے مہر سے کچھ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۶۳) لڑکی والا لڑکے والے سے کچھ حصہ مہر معینہ سے بطور مہر معجّل قبل از نکاح لے سکتا ہے یا نہیں، اس وجہ سے کہ لڑکی کی شادی کے کاروبار میں یعنی ضروری اشیاء میں صرف کرے۔

(الجواب) لڑکی کے سامان کے لئے باپ کو مہر کا کچھ حصہ لیکر اس میں صرف کرنا جائز ہے **کما فی ردالمحتار و فیھا قبض الاب المھر وھی بالغة اولا وجھز ھا او قبض مکان المھر عیناً لیس لھا ان لا تجیز لان ولایة قبض المھر الی الآباء و کذا التصرف فیه الخ**[4] فقط

طلاق کے بعد مہر کی ادائیگی میں لڑکی اور حمل دینا کیسا ہے

(سوال ۱۲۶٤) ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک جلسہ میں طلاق دیکر گھر سے نکال دیا اور بعوض مہر مقررہ کے اپنی ایک دختر تین سالہ اور ایک حمل سات ماہ کا دیا، دختر اور حمل کا مہر میں دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) دختر اور حمل کو مہر میں دینا ناجائز اور لغو ہے مہر پورا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور مہر مال سے ہوتا

---

(۱) زنا کا وبال اور گناہ اس عورت پر ہے، مگر چونکہ شوہر کے پاس رہ چکی ہے اس لئے اس کا پورا مہر شوہر پر واجب الاداء ہے والمھر یتاکد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحیحة وموت احد الزوجین (عالمگیری کشوری باب المھر ج ۲ ص ۳۱٤ طبع ماجدیة ج ص ۳۰۳) ظفیر

(۲) لاخلاف لاحد ان تاجیل المھر الی غایة معلومة الخ صحیح وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضھم یصح وھو الصحیح وھذا لان الغایة معلومة فی نفسھا وھو الطلاق اوالموت(عالمگیری کشوری باب المھر ج ۲ ض ۳۳۱ طبع ماجدیة ج ۳ ص ۸۰۳ الباب السابع الفصل الحادی عشر) ظفیر

(۳) واذا کان المھر مؤجلا اجلا معلوماً قبل الا جل لیس لھا ان تمنع نفسھا لتستوفی فی المھر (ایضاً ج ۲ ص ۳۳۰ .ط.س.ج۳ص۸۱۳) ظفیر

(٤) رد المحتار باب المھر قبیل باب النکاح الرقیق ج ۲ ص ۵۰۸ .ط.س.ج۳ص ۱٦۱، ظفیر

ہے لڑکی اور حمل مہر نہیں ہو سکتا' قال اللہ تعالیٰ ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین الآیة(۵)
فقط

تنخواہ دیتے وقت شوہر نے کہا جو رقم خرچ سے بچ جاوے وہ مہر میں محسوب ہو گی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۶۵) زید اپنی زوجہ کو بارہ سال سے اپنی پوری تنخواہ دیتا ہے جو گھر کے خرچ سے بہت زائد ہے اور زوجہ زید نے اس میں سے ایک معتدبہ رقم پس انداز کر لی ہے' پانچ سال تک زید نے باقی ماندہ رقم کے متعلق کچھ نہیں کہا لیکن پانچ سال بعد زید نے اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا کہ جو رقم تمہارے نفقہ اور ایک بچہ کے نفقہ اور میرے خرچ سے زائد ہو وہ مہر میں شمار ہو گی اس صورت میں باقی ماندہ رقم مہر میں شمار ہو گی یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں مابقی رقم مہر میں محسوب ہو گی لتصریح الزوج به اور رقم نفقہ حسب عرف متعین ہو جاوے گی۔ فقط

مہر شوہر کی جائیداد سے وصول ہو گا یا شادی کرنے والی کی ؟

(سوال ۱۲۶۶) زید بالغ ہے مگر اس کا کوئی ولی وارث نہیں ہے' ایک غیر شخص نے اس کا نکاح ایک بالغ العمر سے ایسی حالت میں کرایا کہ زید بالکل بے حس تھا اور اس کا مرض بتدریج بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ زید کا انتقال ہو گیا زید کو خلوت صحیحہ کا موقع تک نہیں ملا زید کے انتقال کے ایک ہفتہ بعد غالباً اس کی بیوی بھی فوت ہو گئی بیوی کے وارث مہر کے مدعی ہیں کیا شرعاً یہ مہر واجب الاداء ہے' اور ہندوستان میں اس کا کیا دستور ہے اور پنجاب میں کیا کیا یہ مہر اس شخص پر واجب ہے جس نے زید کا نکاح کرایا تھا یا زید کی جائیداد سے وصول ہو گا۔

(الجواب) مہر بذمہ شوہر پورا واجب ہو گیا' زید کی جائیداد سے لیا جاوے گا اور یہ شرعی حکم عام ہے' ہندوستان اور پنجاب میں کچھ فرق نہیں ہے۔(۲) فقط

مہر معاف کرتے وقت کہا معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہارے لڑکوں نے جھگڑا کیا تو لے لوں گی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۶۷) زینب سے عبداللہ نے ایک طویل سفر کے وقت مہر معاف کر دینے کی درخواست کی' زینب نے کہا کہ میں مہر معاف کرتی ہوں لیکن اگر تمہاری پہلی بیوی کے لڑکوں نے تمہارے بعد مجھ سے جھگڑا وغیرہ کیا تو میں عدالت کے ذریعہ سے ضرور اپنا مہر تمہارے ترکہ سے لوں گی ورنہ معاف کرتی ہوں تو آیا یہ

---

(۱) سورۃ النسآء : ٤
(۲) ویتاکد (المہر) عند وطؤ او خلوۃ صحت من الزوج او موت احد ھما (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج۲ ص ٥٥٤) ظفیر

دین مہر عنداللہ وعندالقضاء معاف ہوگیا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں عنداللہ مہر معاف ہوا نہ عندالقاضی کما یصح تعلیق الابراء عن الدین بشرط محض الخ درمختار فقط

نکاح بعد مہر بڑھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا اس کے لئے کوئی وقت مقرر ہے

(سوال ۱۲۶۸) اگر بوقت نکاح زوجین بالغ ہوں اور دین مہر متعین ہو جاوے تو بعد نکاح اس مقدار معینہ دین مہر میں جو وقت نکاح قرار پایا تھا توسیع ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو حسب استدعا زوجہ یا شوہر خود بغیر استدعاء زوجہ بھی توسیع کر سکتا ہے اگر توسیع جائز ہے تو بعد نکاح کس وقت ہمہ وقت یا بعد خلوت صحیحہ ؟

(الجواب) درمختار میں ہے وما فرض الخ بعد العقد الخ او زید علی ما سمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس [1] الخ پس معلوم ہوا کہ مہر کا زیادہ کرنا بعد قبول کرنے عورت کے صحیح و معتبر ہے اور لازم ہو جاتا ہے خواہ عورت کی طلب پر ہو یا خود شوہر زیادتی کر دیوے اور بعد دخول کے ہو یا قبل دخول کے غرض یہ کہ کسی وقت ہو، لیکن وجوب اس زیادتی کا بعد دخول یا موت کے ہے اور اگر قبل دخول و خلوت طلاق ہو جاوے تو وہ زیادتی ساقط ہے اصل مہر کا نصف لازم ہو جاتا ہے۔ هكذا فی الدر المختار والشامی [2] فقط

تجدید نکاح کی صورت میں مہر پھر از سر نو ہوگا اور بیوی دونوں مہروں کی مستحق ہوگی

(سوال ۱۲۶۹) جب کسی کو تجدید نکاح کی ضرورت ہو تو ایجاب و قبول کے وقت مہر سابقہ کا اعادہ کیا جاوے یا از سر نو جداگانہ مہر مقرر کرنے کی ضرورت ہوگی اور اس مہر کی تقرری میں عورت کو اختیار ہوگا یا کیا اور مرد کو ہر دو مہر ادا کرنے ہوں گے یا کیا جب کہ مہر سابقہ بھی ہنوز ادا نہیں کیا ہے ؟

(الجواب) نکاح جدید میں مہر جدید ہوگا اور وہ باختیار عورت ہے جو مقدار وہ کہے وہی ہوگی، اور شوہر کو دونوں مہر ادا کرنے ہوں گے۔[3] فقط

بیوی نے کہا طلاق دے گا تو مہر معاف کر دوں گی شوہر نے قبول کر لیا اس نے معاف کر دیا اور شوہر نے طلاق نہیں دی تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۷۰) زوجہ زید نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر تو مجھ کو طلاق دے دے تو میں تمہارے مہر

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۳ .ط.س.ج۳ص ۱۱۱ .ظفیر(۲) لا ینصف لاختصاص التنصیف بالمقروض فی العقد بالنص بل تجب المتعة فی الاول و نصف الاصل فی الثانی (درمختار) قوله لا ینصف ای بالطلاق قبل الدخول بحر قوله و نصف الاصل فی الثانی ای فیما لو زاد بعد العقد (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۴ .ط.س.ج۳ص ۱۱۳ قبیل مطلب فی حط لمهر) ظفیر(۳) و تجب العشرة ان سماها و یجب الا كثر منها ان سمی الاكثر ویتاكد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج او موت احدهما او تزوج ثانیا (درمختار) فیما لو طلقها بائناً بعد الدخول ثم تزوجها فی العدة و جب كمال المهر الثانی بدون الخلوة والدخول (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ .ط.س.ج۳ص ۱۰۲) ظفیر

بخش دوں'زید راضی ہو گیا مگر عورت نے کہا کہ قسم کھاؤ'زید نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر تو میرے مہر بخش دے تو میں تجھے طلاق دے دوں گا'فوراًاس کی زوجہ نے مہر بخش دیئے اور زید نے طلاق دینے سے انکار کر دیا تو کیا اس صورت میں زوجہ زید مطلقہ مغلظہ ہوئی یا نہیں اور اس کا مہر زید کو معاف ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں اگر شوہر طلاق نہ دے گا تو مہر بھی معاف نہیں ہوگا کیونکہ مہر کی معافی عورت کی طرف سے بعوض طلاق کے تھی'پس جب کہ شوہر نے طلاق نہیں دی تو مہر بھی معاف نہیں ہوا[1]

(کیونکہ یہ معافی معلق تھی ظفیر)

زنا کی وجہ سے مہر ساقط ہوتا ہے یا نہیں اور زانیہ بیوی کو معاف کردینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۲۷۱) ایک عورت منکوحہ شوہر دار نے زنا کیا آیا بوجہ زناکاری کے دین مہر ساقط ہو گیا یا بذمہ شوہر باقی رہا اگر اس عورت زانیہ کے اس خطا کو اس کا شوہر معاف کردے تو مواخذہ قیامت اس پر رہے گا یا نہیں ؟

(الجواب) زنا کی وجہ سے اس کا مہر ساقط اور باطل نہیں ہوا پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور زناکاری اللہ کا گناہ ہے توبہ کرنے سے اور استغفار کرنے سے معاف اور ساقط ہو جاتا ہے اور شوہر کی بھی خیانت اور حق تلفی ہے وہ شوہر کے معاف کرنے سے معاف ہوتی ہے لیکن شوہر کے معاف کردینے سے اللہ کا گناہ معاف نہیں ہوا وہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور جب صدق دل سے اللہ سے توبہ کرلی اور وہ توبہ قبول ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے زنا کا گناہ معاف فرمادیا تو وہ معاف ہو گیا شوہر معاف کرے یا نہ کرے ہاں جو بے حرمتی اور خیانت شوہر کی ہوئی اس کا مطالبہ شوہر کی طرف سے ہو سکتا ہے اور وہ شوہر کے معاف کرنے سے ساقط ہوتا ہے اور شوہر سے بالا جمال بھی معاف کرا سکتی ہے مثلاً یہ کہے کہ جو میں نے تمہار خطاء کی ہو اور قصور کیا ہو وہ معاف کردو'اگر وہ معاف کردے تو جو شوہر کی حق تلفی ہوئی تھی وہ معاف ہو جاوے گی۔ فقط

حالت طلاق میں مہر کا فیصلہ کیا ہوگا ؟

(سوال ۱۲۷۲) زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور حسب رواج مبلغ دو ہزار روپیہ مہر مقرر ہوا چند ماہ بعد نا اتفاقی ہو گئی جس کو تقریباً سات سال ہوئے اب وہ بموجب شرع فیصلہ کرنا چاہتے ہیں آیا حالت طلاق میں مہر وغیرہ کی کیا صورت ہو گی ؟

(الجواب) اگر طلاق بطریق خلع ہو یعنی اس طرح کہ عورت اپنا مہر معاف کردیوے اور شوہر طلاق دیوے تو بعد طلاق کے عورت مطالبہ مہر وغیرہ کا نہیں کر سکتی اور اگر شوہر ویسے ہی بلا عوض مہر وغیرہ کے طلاق دے دیوے تو پھر عورت اگر مدخولہ ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو وہ پورا اپنا مہر لے سکتی ہے۔[2] فقط

---

(۱) قاعدہ ہے اذا فات الشرط فات المشروط ' ظفیر

(۲) ویتاکد المهر عند وطؤ اوخلوة صحت من الزوج او موت احدهما الخ و یجب نصفه بطلاق قبل وطؤ او خلوة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۶ ط.س.ج۳ص ۱۰۲) ظفیر

جب مہر کا پتہ نہ چلے تو کیا طے کیا جائے ؟

(سوال ۱۳۷۳) ہندہ کا انتقال ہو گیا' اب ہندہ کی ماں اور بھائی مسمی زید' بکر' عمرو' وغیرہ اپنی بہن ولڑکی مسمی ہندہ کا دین مہر سو روپیہ مانگتے ہیں اور شوہر ہندہ ڈھائی سو روپیہ بتلاتا ہے مگر تحقیق کسی نہیں معلوم کہ کیا دین مہر مقرر ہوا تھا چونکہ قاضی وکیل و گواہان کا والدین دولہا و دلہن کا انتقال ہو گیا صرف ہندہ کی ماں ہے اس کو بھی یہ تحقیق معلوم نہیں ہے اور شادی دولہا دولہن کی دس سال کی عمر میں ہو گئی تھی اس وقت ہندہ کے بھائیوں کی عمر ٦ سال و ۸ سال تھی بھائیوں کو بھی کچھ پتہ نہیں البتہ ہندہ کی چچازاد بہن جو ہندہ کے باپ کا پھوپھی زاد تھا اس کی لڑکی کا دین مہر کاغذ قاضی میں دو سو روپیہ کے تحریر ہے اور کوئی ہندہ کے حقیقی بہن و پھوپھی نہیں ہے کیا تعداد مقرر کی جائے گی ؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ کی چچازاد بہن کا جو مہر ہے وہی ہندہ کا مہر مثل ہو گا' کما فی الدر المختار و مہر مثلہامہر مثلها من قوم ابيها [1] فقط

مہر مؤجل قبل طلاق یا موت طلب نہیں کر سکتی اور بیوی کو شوہر کے یہاں رہنا ہو گا

(سوال ۱۲۷٤) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے ہندہ کی لڑکی پیدا ہوئی' ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس کی لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں خرچ دے' زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا ہندہ زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے ہندہ یہ عذر شرعی پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں' جب تک مہر ادا نہ کرے گا میں اس کے گھر نہ جاؤں گی' شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا گیا شوہر یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجّل نہیں تھا' رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے اور وقت نکاح بھی معجّل کی صراحت نہیں کی گئی تھی' اگر مہر معجّل ہوتا تو میں ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور برادری میں یہ دستور ہے کہ وقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے لہذا مسماۃ ہندہ کا مہر اس وقت واجب الادا نہیں ہے اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل نہیں ہے البتہ اس وقت وہ مطالبہ کر سکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دے دوں یا میرا انتقال ہو جائے خلاف طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میرے ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے آیا ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہیئے یا نہیں اور کیا وہ قبل طلاق و موت مطالبہ کر سکتی ہے اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہیئے اور زوج کا عذر شرعاً معتبر ہے یا نہیں ؟

(الجواب) زوج اس بارے میں حق پر ہے جب کہ مہر معجّل نہیں تو عورت مہر کا مطالبہ موافق عرف کے قبل طلاق یا موت کے نہیں کر سکتی عالمگیریہ میں ہے وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهذا لان الغاية معلومة فى نفسها وهو الطلاق او الموت [2] الخ

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب فى بيان مهر المثل ص ٤٨٧ ' ج ٢ .ط.س.ج۳ص۱۳۷ 'ظفیر (۲) عالمگیری مصری کتاب النکاح فصل حادی عشر ج ۲ ص ۲۹۸ .ط.س.ج۳ص۳۱۸ ' ظفیر

اور عورت کو اس صورت میں شوہر کے گھر جانے سے انکار کا حق نہیں ہے۔ فقط

اختلاف کی صورت میں مہر کیا ہوگا؟

(سوال ۱۲۷۵) ہندہ اپنے دین مہر کی تعداد سوا لاکھ روپیہ بیان کر کے زوج کے مقابلہ میں دعویدار ہوئی زوج نے یہ جواب دیا کہ تعداد مہر مجھے یاد نہیں مگر میں بعوض دین مہر مذکور اپنی جائیداد جو تقریباً بیس ہزار کی ہے مدعیہ کی بطنی پسر کے نام کرنے کو تیار ہوں' دوران مقدمہ میں زوج کا انتقال ہو گیا اور اس کے پسر نے جو دوسری بیوی کے بطن سے ہے مقدمہ کی جواب دہی کی اور تعداد مہر ہندہ دو سو روپیہ اور پانچ اشرفی بتائی' اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا؟

(الجواب) ایسی حالت میں شرعاً مہر مثل کو دیکھا جائے گا مہر مثل جس کے قول کے مطابق ہوگا اس کے موافق کیا جاوے گا۔ وقالا يقضى بمهر المثل كحال حياة و به يفتى درمختار [1] فقط

مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت سے پہلے نہیں ہو سکتا اور بیوی شوہر کے یہاں رہے!

(سوال ۱۲۷۶) زید کا نکاح ۱۵ جون ۱۹۱۶ء مسماۃ ہندہ کے ساتھ ہوا تھا شادی کے بعد ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی اور زید سے بعد شادی ہندہ کے حمل پڑ گیا اور ۱۵ اپریل ۱۹۱۷ء کو یعنی دس ماہ بعد ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی اور اب تک زندہ ہے ہندہ کی والدہ کی خواہش یہ ہے کہ اس کا داماد اس لڑکی کو اس کے گھر رکھے اور وہاں ہی خرچ دے زید کہتا ہے کہ میں اپنے گھر رکھوں گا ہندہ اپنی والدہ اور دیگر عزیزان کے بھکانے سے اپنے زوج کے گھر آنے سے انکار کرتی ہے اور یہ عذر کرتی ہے کہ وہ اس کے گھر نہیں رہے گی اور نہ زوج کی ماں کے ساتھ رہنے پر رضامند ہے' اب ہندہ یہ شرعی عذر پیش کرتی ہے کہ اگر زید مجھ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اول میرے مہر ادا کرنے ضروری ہیں' جب تک کہ میرے مہر ادا نہ کرے گا میں اس کے گھر نہ جاؤں گی اور نہ زوج کو شرعاً بلا ادائے دین مہر مجھے میری والدہ کے یہاں سے لے جانے کا کوئی حق حاصل ہے چونکہ یہ شرعی مطالبہ زوج کا ہے اس لئے شوہر سے اس کا مطالبہ کیا گیا تو شوہر اس شرعی مطالبہ کے جواب میں یہ کہتا ہے کہ میری زوجہ کا مہر معجّل نہیں تھا' رسید نکاح جو میرے پاس ہے اس میں بلا صراحت لکھا ہے' یہ امر فی الواقع صحیح ہے مہر بلا صراحت ہے اور وقت نکاح بھی معجّل کے صراحت نہیں کی گئی تھی اگر مہر معجّل ہوتا تو میں اس وقت ادا کرنے کا مستحق ہوتا اور نکاح کے وقت بھی تصریح نہیں کی گئی تھی نیز مسماۃ کے لڑکی پیدا ہو چکی ہے اور اس کی عمر اس وقت تقریباً دو سال ہے اب اس کو اس مطالبہ کرنے کا کہ بلا ادائے مہر نہیں جا سکتی کوئی حق حاصل نہیں ہے اور برادری میں یہ دستور ہے کہ بوقت نکاح کوئی مہر نہیں دیتا اور نہ زوجہ قبل طلاق یا موت مطالبہ کرتی ہے اور زوجین میں اس طرح دینا لینا ہے لہٰذا مسماۃ ہندہ کے مہر اس وقت واجب الاداء نہیں ہیں نہ اب اس کو مطالبہ کا کوئی حق حاصل ہے البتہ اس وقت مطالبہ کر سکتی ہے کہ میں اس کو طلاق دے دوں یا میرا انتقال ہو جائے خلاف

---

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۸ . ط.س. ج۳ ص ۱۵۰ . ظفیر

طریقہ دستور برادری اس وقت مطالبہ زوجہ ناجائز ہے اور زوجہ کو میرے ساتھ رہنے میں کوئی حق انکار حاصل نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ حسب شرع شریف ہندہ کو زید کے یہاں جانا چاہیئے یا نہیں اور کیا وہ اس صورت مذکورہ بالا میں قبل طلاق وموت مطالبہ کر سکتی ہے یا نہیں اور زوج کو شرعاً کیا کرنا چاہئیے اور زوج کا عذر عند الشرع معتبر ہے یا نہیں جواب معہ حوالہ کتب شرع شریف درج فرما کر عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور ہوں۔ بینوا توجروا؟

(الجواب) عقد نکاح میں مہر ایک لازمی امر ہے خواہ بوقت ایجاب وقبول زوجین میں تذکرہ مہر نہ کیا گیا ہو یا اس شرط کے ساتھ نکاح ہوا ہو کہ مہر نہ دیا جائے گا تب بھی مہر دینا لازمی ہوگا' مہر دو قسم کا ہوتا ہے ایک معجّل اور ایک مؤجل ہر ایک صورت مہر تصریح بوقت نکاح یا رواج بلاد پر موقوف ہے مہر معجّل کا مطالبہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زوجہ ہر وقت کر سکتی ہے اگر چہ پہلے اپنے نفس کو حوالہ زوج کر چکی ہو اور وہ اپنے نفس کو تسلیم سے روکنے کے لئے عدم اداء مہر معجّل کا عذر کر سکتی ہے صاحبین یعنی امام ابو یوسف وامام محمدؒ کا اس میں خلاف ہے' یہ دونوں فرماتے ہیں کہ بعد خلوۃ صحیحہ اور تسلیم نفس کے زوجہ کو مہر معجّل کی عدم اداء کی وجہ سے کف نفس کا حق حاصل نہیں رہتا' یہی قول معتبر ہے۔

مہر موجل کا مطالبہ زوجہ قبل اجل نہیں کر سکتی نہ تسلیم نفس سے منع کر سکتی ہے تیسری صورت یہ ہے کہ مہر کی کچھ تصریح نہ ہو' ایسی صورت میں کوئی حصہ مہر یعنی ثلث یا نصف وربع وخمس مقرر نہیں کیا جا سکتا بلکہ عرف اور رواج برادری کے موافق اس صورت میں حکم دلایا جائے گا اگر برادری اور عرف میں ایسی صورت میں مہروں کا کوئی جزو دلایا جاتا ہے تو اسی قدر دلایا جائے گا ورنہ نہیں صورت مسئولہ منسلکہ سائل میں یہ امر صاف ہے کہ زوجہ تسلیم نفس کر چکی ہے کیونکہ اس کی لڑکی موجود ہے' اور مہر کی کوئی تصریح نہیں ہے' تو اب عورت کو کوئی حق کف نفس کا باقی نہیں رہتا اور اس کو شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار نہ کرنا چاہئے' زوجہ کا یہ عذر کہ میں والدہ زوج کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی شرعاً قابل پذیرائی ہے وہ والدہ زوج کے ساتھ رہنے پر شرعاً مجبور نہیں کی جائے گی بلکہ زوج ہندہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور وہاں دونوں رہ کر حقوق زوجین باہم ادا کریں' اس وقت عورت کا مطالبہ مہر قابل اعتبار نہیں ہے' کیونکہ سوال میں صاف الفاظ میں مہر کی تصریح نہیں ہے برادری میں یہ رواج ہے کہ قبل طلاق اور موت مہروں کا لینا دینا نہیں ہوتا زمانہ حیات زوجین میں نہ کوئی لیتا ہے نہ کوئی دیتا ہے بلکہ بعد طلاق یا موت مطالبہ کیا جاتا ہے تو اس صورت میں خلاف رواج برادری عورت کو کوئی حق مطالبہ مہر کا نہیں ہے اور نہ اس وجہ سے وہ کف نفس کر سکتی ہے ملاحظہ ہو "بہشتی زیور حصہ چہارم مطبوعہ کانپور ص ۱۹ بیان مہر" ہندوستان میں یہ دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق یا موت یعنی مر جانے کے بعد ہوتا ہے جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مر گیا ہو اور کچھ مال چھوڑ گیا ہو تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کی پیشگی دینے کا دستور ہے' اتنا دینا واجب ہے ہاں

اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا البتہ مہر معجّل بوقت نکاح قرار پائیں اور رواج برادری اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں رواج برادری بمقابلہ تصریح وقبول شوہر متروک سمجھا جائے گا اور مقبولہ زوجین کو ترجیح دی جائے گی، پس خلاصہ یہ ہے کہ زوجہ کو اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہئیے اب انکار کا کوئی حق حاصل نہیں مہروں کا مطالبہ وہ بعد طلاق یا موت کر سکتی ہے، شوہر کو چاہئیے کہ زوجہ کو اپنے ساتھ رکھے اور حقوق زن ادا کرتا رہے صورت مسئولہ میں شوہر کا عذر قابل قبول واعتبار ہے اور اس کا عذر عند الشرع معتبر ہے کما جاء فی کتب الفقه ملاحظہ ہو فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۳۳۸

ولو دخل الزوج بها او خلا بها برضا ها فلها ان تمنع نفسها عن السفر بها حتى تستو فى جميع المهر على جواب الكتاب والمعجل فى عرف ديارنا عند ابى حنيفه وفى منع النفس بقولهما وان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم يبينوا شيئا ينظر الى المراة والى المهر المذكور فى العقد انه كم يكون المعجل مثل هذا المراة من مثل هذا العصر فيجعل ذلك معجلا ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف وان شرطوا فى العقد تعجيل كل المهر يجعل الكل معجلاً و يترك العرف كذافى فتاوى قاضى خان بحر الرائق جلد ثالث مصرى ص ١٩٠ بحث كف نفس فى الفتيا يعنى بعد الدخول لا تمنع نفسها ولو منعت لا نفقة لها زيلعى جلد ثانى مصرى ص ١٥٥ قال ابو يوسف و محمد اذا دخل بها برضا ها او خلابها ليس لها ان تمنع نفسها و ترتب عليه استحقاق النفقة لهما ان المعقود عليه قد صار سلما اليه بالوطاة او بالخلوة ولهذا يتاكد جميع المهر فلم يبق لها حق الحبس كالبائع اذا سلم المبيع بخلاف ما اذا كانت مكرهة الخ مجمع الانهر جلد اول مصر ى ص ٣٥٨ وللمرأة منع نفسها من الوطئ والسفر يو فيهما قدر ما بين تعجيله من مهر ها كلاً او بعضاً ولها السفر والخروج من المنزل ايضاً ولها النفقة لو منعت نفسها كذلك وهذا قبل الدخول وكذا بعده عند الامام لان المهر مقابل لجميع الوطات الموجودة فى الملك فاذا سلمت بعض المعقود عليه لا يسقط حقها فى حبس الباقى كما سلم البائع بعض المبيع خلافاً لهما فيما كان الدخول برضا ها وفى الايضاح انه قول الامام اولى لان التسليم المعقود عليه يحصل بالوطاة الاولى فيسقط حق امتناعها كما يسقط حق البائع فى حبس الجميع بعد تسليمه قيد برضاها لا نها مكرهة فلها المنع اتفاقاً فتاوىٰ قاضى خان برحاشيه فتاوىٰ عالمگيرى ص ٣٥٢ بحث حبس نفس اذا زوجت المرة ولها مهر معلوم كان لهاان تحبس نفسها لا ستيفاء المهر وان كان من موضع يعجل البعض ويترك الباقى فى الذمة اى وقت الطلاق اوالموت كما هو عرف ديارنا كان لها ان تحبس نفسها لا ستيفاء المعجل وهو الذى يقال فى الفارسية دست پيمان و ليس لها ان تطالبه كل المهر فان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم يبينوا شيئاً ينظر الى المرء ة والى المهر المذكور فى العقد انه كم يكون المعجل لمثل هده المرأة مثل هذا المهر فيجعل ذلك معجلاً ولا يقدر ذلك بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الى المتعارف

لان الثابت عرفاً کالثابت شرطاً وان شرطوا فی العقد تعجیل کل المهر یجعل الکل معجلاً و یترک العرف شامی جلد ثانی مصری ص ۳۶۸ بحث منع نفس زوجه اواخذ قدر ما یعجل لمثلها عرفاً ای ان لم یبین تعجیله او تعجیل بعضه فلها المنع لاخذ ما یعجل لها منه عرفا وفی الصیرفیه الفتوی علی اعتبار عرف بلدهما من غیر اعتبار الثلث اذا النصف الخانیة یعتبر التعارف لان الثابت عرفاً کا لثابت شرطاً بتبین الحقائق جلد ثانی مصری ص ۱۵۵ بحث منع نفس اعلم ان المهر مذکور منها ما تعورف تعجیله حتی لا یکون لها ا ن التجسس نفسها فیما تعورف تاجیله الی المیسرة اوالموت اوالطلاق ولو کان حالاً لان المتعارف کالمشروط وذلک یختلف باختلاف البلد ان والا زمان والا شخاص هذا اذا لم ینصا علی التعجیل اوالتاجیل اما اذا نصا علی تعجیل المهر اوتا جیله فهو علی ماشرطا حتی کان لها ان تحبس نفسها الی ان تستوفی کله فیما اذا شرط تعجیل کله و لیس لها ان تحبس نفسها فیما اذا کان کله مؤجلاً لان التصریح اقوی من الدلالة فکان اولیٰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب .

الجواب صحیح عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند یکم رجب ۳۳ھ

بد چلنی کی وجہ سے طلاق میں بھی مہر واجب ہے

(سوال ۱۲۷۷) جو عورت بد چلن ہو اور بد چلنی کی وجہ سے اس کا خاوند طلاق دے دیوے تو مہر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر طلاق بعد دخول یا خلوت کے دی گئی تو پورا مہر شوہر کے ذمہ ادا کرنا لازم[1] ہے شوہر کی طرف سے جو کچھ شادی میں خرچ ہوا وہ مہر میں نہیں شمار ہوگا اور جو زیور عورت کو دیا گیا اس میں اگر نیت مہر میں دینے کی کی گئی اور عورت کی ملک کر دیا گیا' وہ البتہ مہر میں شامل ہوگا۔ فقط

جو روپیہ نکاح کے نام لیا گیا وہ رشوت ہے مہر میں محسوب نہیں ہوگا

(سوال ۱۲۷۸) ایک شخص نے ایک عورت سے اس کے باپ کو کچھ روپیہ دیکر اپنے لڑکے کا نکاح کیا کچھ روز بعد عورت کا شوہر مر گیا پھر اس کے شوہر متوفی کے باپ نے دوسرے شخص سے وہ روپیہ واپس لیکر اس عورت کا نکاح کرا دیا' ایسی صورت میں وہ روپیہ جو شوہر ثانی کی طرف سے دیا گیا اس کے مہر میں محسوب ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) وہ روپیہ رشوت ہے شوہر کے باپ کو وہ روپیہ لینا درست نہیں ہے واپس کرنا چاہئے اور مہر میں وہ روپیہ بدون تصریح اس کے کہ یہ روپیہ مہر کا ہے محسوب نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

(۱) والمهر یتاکد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة و موت احد الزوجین (عالمگیری کشوری کتاب النکاح باب المهر فصل ثانی ج ۲ ص ۳۱٤ .ط.س. ج۳ص ۳۰۳) ظفیر

شوہر قبل خلوت مر جائے تو مہر کا کیا حکم ہے

(سوال ۱۲۷۹) ایک لڑکی بالغہ کا نکاح ہوا مگر قبل خلوۃ صحیحہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ایسی حالت میں اس کے لئے عدت دس دن چار ماہ واجب ہے یا نہیں اگر اس نے قبل دس دن چار ماہ کے نکاح ثانی کر لیا تو نکاح جائز ہو لیا نہیں دین مہر پورا واجب ہے یا نہ ؟

(الجواب) مہر کل واجب ہے کیونکہ شوہر کے مرنے کی صورت میں زوجہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ پورا مہر شوہر کے ترکہ سے دلوایا جاوے گا۔[1] فقط

مہر معجّل میں جب شوہر مفلس ہو تو کیا ہو گا

(سوال ۱۲۸۰) میری زوجہ کو اس کے والدین نے ورغلا کر اپنے گھر روک لیا ہے اور میرے اوپر مہر کا دعویٰ عدالت میں کرا دیا ہے اور بوقت نکاح کے میرے سے ایک اسٹامپ اور قاضی کے رجسٹر پر ایک ہزار کا مہر معجّل درج کرا لیا تھا اور میں ایک نوکری پیشہ آدمی ہوں کوئی کافی جائیداد میرے پاس موجود نہیں ہے کہ میں مہر معجّل ادا کروں، عرصہ ڈیڑھ سال سے بیکار ہوں فاقہ کشی پر نوبت آگئی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے کچھ کمی مہر میں ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں پورا مہر شوہر کے ذمہ واجب الاداء ہے اور مہر معجّل کا مطالبہ عورت ہر وقت کر سکتی ہے[2] باقی مفلسی کی وجہ سے وہی احکام جاری ہوں گے جو مدیون مفلس کے لئے ہوتے ہیں یعنی بعد اس کے کہ حکام کو اس کا مفلس ہو جانا محقق ہو جاوے تو اسکو مہلت دی جاوے گی یا کوئی قسط ادا کے لئے حسب استطاعت شوہر معین ہو گی۔ فقط

عورت سے مہر کے متعلق نہیں پوچھا اور شرع محمدی پر نکاح کر دیا گیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۸۱) نکاح پڑھتے وقت عورت سے اجازت لیکر نکاح پڑھایا گیا لیکن دین مہر کی اجازت لینا عورت سے بھول گئے بلکہ خاوند سے دریافت کیا اس نے شرع محمدی مہر کی اجازت دی اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور مہر کے متعلق کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح صحیح ہو گیا اور مہر کے جس مقدار پر عورت راضی ہو وہ درست ہے اگر عورت اسی مہر پر راضی ہے جو شوہر نے کہا تو وہی صحیح ہے ورنہ جو کچھ عورت کہے اور مرد اس کو قبول کر لیوے وہی مقدار مہر کی لازم ہو گی۔[3] فقط

---

(۱) ویتأکد (ای المهر) عند وطؤ ا و خلوة صحت من الزوج او موت احدهما (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤ ٤٥ .ط.س.ج۳ص۱۰۲) ظفير

(۲) ولها منعه من الوطؤ و دواعيه و السفر بها ولو بعد وطؤ ء خلوة رضيتها الخ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه اواخذ قدر ما يعجل لمثلها عرفاً (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب مهر ج ۲ ص ٤٩٢ .ط.س.ج۳ص۱٤۳ مطلب فى منع الزوجة نفسها لقبض المهر) ظفير (۳) ويصح النكاح وان لم يسم فيه مهر الخ ثم المهر واجب شرعاً ابانة لشرف المحل (هدايه) والمهر هو المال يجب فى عقد النكاح على الزوج فى مقابلة منافع البضع(عنايه على هامش فتح القدير باب المهر ج ۳ ص ۲۰٤ مكتبه حبيبيه كوئٹه ج۳ص۲۰٤) ظفير

جو مکان مہر میں لکھ دیا وہ عورت بیچ سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۸۲) زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کا نکاح حسین بخش کی لڑکی سے کیا اور حسین بخش نے اپنی لڑکی کا مہر دو سو روپیہ مقرر کیا اور زلفو نے اپنے لڑکے محمد حسین کے مہر کے عوض میں اپنی جائیداد میں سے ایک مکان مہر کے عوض میں لڑکے کی بیوی کے نام لکھ دیا' یہ درست ہے یا نہیں اور زلفو اس مکان کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) وہ مکان حسین بخش کی دختر کا ہو گیا' مسمی زلفو کو اس کے فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔[۱] فقط

مہر کا مطالبہ شوہر کے بعد اس کے باپ سے کیسا ہے؟

(سوال ۱۲۸۳) زید بالغ کا نکاح بولایت والد ہندہ کے ساتھ ہوا' زید و ہندہ ہر دو کا کفیل زید کا والد رہا اب زید کا انتقال ہو گیا کوئی جائیداد نہیں چھوڑی' ہندہ مہر اپنا زید کے والد سے شرعاً وصول کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر ہندہ کا بذمہ اس کے شوہر زید کے تھا زید کے والد سے بدون اس کے ضامن ہونے کے ہندہ مطالبہ مہر کا نہیں کر سکتی۔[۲] فقط

اولاد ہونے سے مہر میں کمی تو نہیں ہوئی

(سوال ۱۲۸۴) ایک شخص کی زوجہ بارہ سال سے اپنے والدین کے یہاں ہے اس بیوی سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے شوہر نے ہر چند لانے کی کوشش کی مگر سسرال والوں نے انکار کیا شوہر نے دوسری شادی کر لی سسرال والوں نے مہر و نان نفقہ کی بابت نالش کر دی ہے آیا اولاد ہونے سے عورت کے مہر میں کچھ کمی ہو جاتی ہے اور جب کہ مہر دیا جائے گا تو نان نفقہ بھی دیا جائے گا یا نہیں اور دونوں اولاد والدہ کی ہمراہ ہے اور شوہر کہتا ہے کہ مہر تو میں دوں گا مگر میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے میرا ارادہ ہے کہ میں قسط سے مہر ادا کروں یہ ہو سکتا ہے نہیں؟

(الجواب) اولاد کے ہونے سے مہر میں کمی نہیں ہوئی مہر پورا بذمہ شوہر اس صورت میں لازم ہے[۳] لیکن چونکہ عورت کو اس کے والدین بے وجہ شوہر کے گھر نہیں بھیجتے اس لئے نفقہ عورت کا بذمہ شوہر کے اس صورت میں لازم نہیں ہے۔[۴] اور اولاد کا نفقہ بیشک لازم ہے[۵] اور مہر کے مطالبہ کا حق عورت کو یا اس کے

---

(۱) اس لئے کہ مہر عورت کا حق ہے اور وہی اس کی مالک ہے ثم المهر وجب شرعاً ابانة لشرف المحل (هدايه) ظفير
(۲) وصح ضمان الولی مهر ها الخ و تطلب ایاً شاء ت من زوجها البالغ اوالولی الضامن فان اوی رجع على الزوج ان اد كما هو حكم الكفالة(درمختار) لانه لا يطالب بلاضمان (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۰ و ج ۲ ص ۴۹۱ .ط.س. ج۳ص۱٤۰ مطلب فی ضمان الولی المهر) ظفير
(۳) ومن سمى مهر اعشرة فما زاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات عنها لانه بالدخول يتحقق تسليم المبدل و به تاكد البدل(هدايه باب المهر ج ۲) ظفير
(٤) فاما اذا امتنعت عن الانتقال الخ و اما اذا كان الامتناع بغير حق الخ فلا نفقة لها وان نشرت فلا نفقة لها حتى تعود الى منزله والناشزة هی الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه (عالمگیری مصری باب فی النفقات ج ۲ ص ٤٨٥ ط. ماجدية ج ۱ ص ٥٤٥ الفصل الاول نفقة الزوجة) ظفير
(٥) نفقة الاولاد الصغار على الاب لايشاركه فيها احد (ايضاً فصل نفقة الاولاد ج ۲ ص ٤٩٦ ج۱ ص ٥٦٠) ظفير

ورثہ کو جب کہ مہر مؤجل ہو بعد طلاق کے یا موت کے ہے کذافی الدرالمختار والشامی وغیرھما [۱] اور بعد وجوب کے مہر اگر فی الحال کل ادا نہ ہو سکے تو برضاء زوجہ اور اس کے ورثہ کے قسط وار ادا ہو سکتا ہے لیکن ابھی تو شوہر مہر کے دینے میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مہر مؤجل ہے اور میں نے طلاق نہیں دی تو ابھی مہر کا مطالبہ میرے ذمہ نہیں ہو سکتا ہے اور اگر شوہر کو یہ عذر کرنا نہیں ہے اور فی الحال ادا کرنا ہے تو قسط مقرر کر دیوے۔ فقط

فارغ خطی قبول کرنے والی شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۸۵) زوجین میں بہت زیادہ ناموافقت تھی ایک روز چند اشخاص کو جمع کر کے ان کے روبرو عورت کو فارغ خطی دی اور عورت نے بھی قبول کر لی اور دوسرا شوہر کر لیا اب پہلے شوہر سے مہر لے سکتی ہے یا نہیں حالانکہ پہلے شوہر نے ایک دفعہ بھی جماع نہیں کیا؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار و یسقط الخلع والمبارأة کل حق لکل منھما علی الاخر مما یتعلق بذلک النکاح قوله کل حق، شمل المهر والنفقة والمفروضة و الماضية والکسوة کذلک [۲] الخ پس معلوم ہوا کہ اس صورت میں بعد فارغ خطی کے مہر بذمہ شوہر لازم نہیں رہا اور دعویٰ عورت کا دربار مہر وغیرہ شوہر اول پر باطل ہے۔

مقدار مہر پر بحث اور اس کا فیصلہ

(سوال ۱۲۸۶) اس طرف یورپ میں عام طور سے امیر غریب سب کا مہر چالیس ہزار مقرر کرتے ہیں اور جو مہر ازواج مطہرات اور حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کا ہے اس کو ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں زید جو کہ عربی خواں طالب علم ہے اس کی نسبت پھوپھی زاد ہمشیرہ سے ہوئی ہے اب نکاح کی تجویز ہے اور لڑکی کے والدین چالیس ہزار سے کم پر کسی طرح راضی نہیں زید کہتا ہے کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی ٹھہراتی ہے اس واسطے کہ اول تو شریعت نے اس شخص کو جو ادائیگی مہر کی نیت نہ رکھے حکماً زانی قرار دیا ہے چنانچہ ابن حجر مکیؒ زواجر عن اقتراف الکبائر میں لکھتے ہیں السابعة والستون بعد المائتین ان یتزوج امرأة وفی عزمه انها لا یوفیها صداقها لو طالبته اخرج الطبرانی بسند رجاله ثقات انه ﷺ قال ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المهر او کثر لیس فی نفسه ان یودی الیها حقها فمات ولم یود الیها حقها لقی الله یوم القیامة وھو زان انتھی [۳] اور میں حیثیت موجودہ کے اعتبار سے تقریباً آٹھ دس ہزار سے زائد کا متحمل نہیں اگر میں چالیس ہزار پر راضی ہو جاؤں تو ظاہر ہے کہ میری صحیح نیت ادائیگی کی نہیں ہے ورچالیس ہزار مہر مقرر کرنا دراصل جائز تھا تو اب اس کو لازم اور مثل واجب کے سمجھنا اور سنت کی تحقیر کرنا

---

(۱) الا التاجیل لطلاق او موت (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ .ط.س. ج۳ص ۱۴۴)
(۲) دیکھئے رد المحتار باب الخلع ج ۲ ص ۷۷۷، ۷۷۸ .ط.س. ج۳ص ۴۵۲ مطلب حاصل مسائل الخلع والمبارأة علی اربعة وعشرین وجها) ظفیر
(۳) الزواجر عن اقتراف الکبائر، ظفیر

سخت مذموم ہے، ایسی حالت میں حکم شرعی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدور مسنون سے مہر میں زیادتی نہ کی جاوے اور اگر اس وقت کسی قدر زیادہ بھی ہو جو قلب پر گراں نہ ہو تو یہ بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے تاکہ رفتہ رفتہ عمل بالسنتہ کی نوبت آئے شرعاً جو حکم ہو تحریر کیجئے۔ ؟

(الجواب) اس میں شک نہیں ہے کہ مہر کا کم ہونا بہتر ہے اور حیثیت سے زیادہ ہونا تو کسی طرح مناسب نہیں ہے حضرت عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں الا لا تعالوا صدقة النسآء فانها لو كانت مكرمة فى الدنيا و تقوىٰ عند الله لكان اولىٰ كم بها نبى الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئاً من نسائه ولا انكح من بناته على اكثر من اثنتى عشرة او قية [۱] اس روایت سے بنات وازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کا مہر بارہ اوقیہ ۴۸۰ درہم ہونا معلوم ہوا حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں ساڑھے بارہ اوقیہ وارد ہیں جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں اور یہ باعتبار اکثر ازواج کے ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ ﷺ کا مہر چار ہزار درہم تھا حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا کہ اگر یہ شبہہ کیا جاوے کہ حضرت عمرؓ کا مہر کی مقدار زیادہ بڑھانے سے منع فرمانا آیت کریمہ واتيتم احدهن قنطارا [۲] کے منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیت سے بہت بڑا خزانہ بھی مہر میں مقرر کرنا جائز معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آیت سے جواز مہر کی زیادتی کا معلوم ہوتا ہے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو یہاں تک کہ خزانہ ہو، اور حضرت عمرؓ کے ارشاد سے فضیلت کمی مہر کی معلوم ہوتی ہے پس کچھ تعارض نہ رہا کیونکہ حاصل یہ ہوا کہ اگرچہ مقدار کثیر مہر کی مقرر کرنا جائز اور درست ہے لیکن افضل اور بہتر یہ ہے کہ مقدار مہر کی کم ہو بس یہی جواب صورت مسئولہ میں ہے کہ چالیس ہزار روپیہ یا اس سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے اگرچہ حیثیت شوہر اس قدر نہ ہو اور ادا کرنا دشوار معلوم ہو اور نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن افضل اور بہتر اور موافق سنت کے یہ ہے کہ مہر کی مقدار کم ہو اور حیثیت سے زیادہ تو کسی طرح نہ ہو۔

باقی زید کا یہ خیال کہ مہر مروجہ کے ساتھ نکاح کرنے میں شریعت مجھ کو عاصی اور مرتکب حرام ٹھہراتی ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ فقہاء حنفیہ یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کے وقت مہر کی نفی بھی کردے کہ میں مہر نہ دوں گا تب بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور مہر مثل لازم ہوتا ہے اور مہر مثل وہی ہے جو اس خاندان میں مروج ہو، پس اگر نیت نہ دینے کی ہو تو بدرجہ اولیٰ نکاح صحیح ہو جاوے گا [۳] اور روایت جو زواجر سے منقول ہے اس میں لفظ حقہا کا ہے جو جملہ حقوق کو شامل ہے یہاں تک معاشرت اور نفقہ وغیرہ کو بھی، پس جس شخص کی نیت نکاح میں یہ ہو کہ میں کوئی حق زوجہ کا ادا نہ کروں گا نہ مہر دوں گا نہ نفقہ نہ مسکن نہ لباس نہ صحبت وغیرہ تو اس کے عاصی عند اللہ ہونے میں کیا شبہ ہے اور واضح ہو کہ نیت ادا اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ہو سکا اداء کروں گا ورنہ معاف کرالوں گا تو اس صورت میں لاکھوں روپیہ بھی مہر مقرر ہو تو گنجائش نکل سکتی

---

(۱) مشكوٰة عن احمد و الترمذى وغيرهما، باب الصداق ص ۲۷۷ ، ظفير

(۲) سورة النساء : ۳، ظفير

(۳) وكذا يجب المهر المثل فيما اذا لم يسم مهر او نفى، ان وطئ الزوج اومات عنها (درمختار) قوله اونفى بان تزوجها على ان لا مهر لها (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۰ .ط.س. ج۳ص ۱۰۸/ ۱۰۹) ظفير

ہے بہر حال حاصل یہ ہے کہ زیادتی مہر کے جواز میں تو کلام نہیں ہے اور نہ نکاح کے منعقد ہونے میں کلام ہے اور قبول کرنا زیادہ مقدار مہر کا سبب معصیت بھی نہیں ہے البتہ کمی کرنا مہر کا بہت ثواب اور فضیلت رکھتا ہے اور جملہ اقوام شرفا و غیر شرفا کو اس رسم زیادتی مہر کو جو کہ درجہ مغالاۃ میں ہے ترک کرنا چاہئیے اور کمی مہر کا رواج دینا چاہئیے۔

لاولد عورت کے مہر کے وارث اس کی ماں بہن ہیں یا نہیں اور ان کے معاف کرنے سے معاف ہو گا یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۸۷) میری اہلیہ کا لاولد انتقال ہو گیا والدین اور بہن بھائی موجود ہیں اگر مرحومہ کے والدین اپنا ترکہ مہر بطیب خاطر معاف کر دیں تو میں دین سے سبکدوش ہو سکتا ہوں یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں مرحومہ کے بہن بھائی وارث نہیں ہیں والدین اور شوہر وارث ہیں، پس والدین اگر اپنا حصہ مہر بحق شوہر معاف کر دیں تو شوہر بری الذمہ ہو جاوے گا۔ فقط

معافی صراحتاً ہونی چاہئیے

(سوال ۱۲۸۸) مرحومہ کا ترکہ مہر یا زیور و ظروف ثیاب وغیرہ کے اس کی والدین سے معافی کے لئے کنایۃً مثلاً مطالبہ نہ کرنا یا تصرف میں دخیل نہ ہونا کافی ہے یا صراحتہً الفاظ معافی شرط ہیں ؟

(الجواب) مطالبہ نہ کرنا یا دخیل نہ ہونا کافی نہیں ہے، صراحتہً معافی کے الفاظ کہنا ضروری ہے۔ فقط

مرزائی شوہر سے فسخ نکاح کے بعد عدت و مہر کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۲۸۹) ہندہ اور خالدہ نے اپنے اپنے شوہروں سے جو مرزائی تھے فسخ نکاح کر لیا اس وجہ سے کہ وہ کافر اور مرتد ہیں کیا فی الواقع علماء کا ایسا فتویٰ ہے اور مہر و عدت و وراثت کے متعلق کیا حکم ہے ؟

(الجواب) فی الواقع مرزائیوں کے بارے میں ایسا ہی فتوی ہے ان کا کافر و مرتد ہونا متفق علیہ ہو گیا ہے لہذا کوئی عورت سنیہ مسلمہ ان کے نکاح میں نہیں رہ سکتی علیحدگی ضروری ہے اور مہر و عدت لازم ہے اور وراثت ثابت نہ ہو گی۔[1] فقط

شوہر پاگل ہو تو مہر کا مطالبہ کس سے ہو اور کب ؟

(سوال ۱۲۹۰) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، رخصتی سے پہلے وہ شخص پاگل ہو گیا اور گھر سے نکل

---

(۱) ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد الخ و یثبت لکل واحد منهما فسخ دخل بها اولا و تجب العدة بعد الوطؤ الخ من وقت التفریق الخ و یثبت النسب (درمختار) قوله و یثبت النسب اما الارث فلا یثبت فیه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۸۱، ۴۹۴ .ط.س. ج۳ص ۱۳۱ تا ۱۳۴) ظفیر

گیا جس کو نکلے ہوئے تقریباً چھ سال گزر چکے اب تک کچھ پتہ اس کی موت وحیات کا معلوم نہیں لڑکی کے والدین مہر طلب کرتے ہیں اس صورت میں لڑکے کے ورثہ کے ذمہ مہر واجب ہے تو کس قدر نیز لڑکی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر مؤجل کا حکم شرعاً یہ ہے کہ بعد طلاق یا موت احد الزوجین اس کا مطالبہ عورت یا اس کے ورثہ کر سکتے ہیں پس اس صورت میں کہ زوج مفقود الخبر ہے جب تک اس کی موت کا حکم نہ کیا جاوے اس وقت تک عورت اس کے والدین مطالبہ دین مہر کا نہیں کر سکتے اور مہر اس صورت میں پورا بذمہ شوہر لازم ہے اور اس کی زوجہ چار سال کے بعد عدت وفات دس دن چار ماہ پوری کر کے نکاح ثانی کر سکتی ہے جیسا کہ امام مالکؒ کا مذہب ہے کیونکہ دربارہ نکاح حنفیہ نے بھی امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور میراث پر فتویٰ نہیں ہے اس میں نوے برس کی عمر یا موت اقران وغیرہ پر فتویٰ دیا ہے یا مفوض الی رای الحاکم ہے کما فی الشامی قوله خلافا لمالكؒ فان عنده تعتد زوجة المفقود عدة الوفاة بعد مضى اربع سنين وهو مذهب الشافعي القديم واما الميراث فمذهبهما كمذهبنا في التقدير بتسعين سنةً او الرجوع الى راى الحاكم.[1] فقط

جو بیوی قابل مجامعت نہ ہو اس کا مہر لازم ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۱) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ہوا اور زید ہندہ کے پاس بغرض صحبت تین شب متواتر گیا، معلوم ہوا کہ ہندہ قابل مجامعت نہیں ہے، عضو مخصوص میں برائے نام سوراخ ہے پیشاب بھی بمشکل تمام ہوتا ہے اب زید کہتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں گا ہندہ اپنا مہر مانگتی ہے اس صورت میں زید کو پورا مہر دینا ہوگا یا نصف اس پر ایک شخص مولوی نور محمد نے پورے مہر کا حکم اور فتویٰ لکھا ہے جس پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے جواب ذیل تحریر فرمایا ہے۔

(الجواب) اقول وبیدہ ازمتہ التحقیق صورت مسئولہ میں پورا مہر کسی طرح واجب نہیں کیونکہ فقہانے تصریح کی ہے کہ رتق کی صورت میں خلوۃ صحیحہ متحقق نہیں ہوتی اور رتق کی تفسیر جو فقہانے کی ہے اس کے نیچے صورت مسئولہ بھی داخل ہوجاتی ہے کما فی الدرالمختار من الحسى رتق بفتحتين التلاحم و قرن بالسكون عظم الخ وفى الشامى قوله عظم فى البحر عن المغرب القرن فى الفرج مانع يمنع من سلوك الذكر فيه[2] الخ ص ۳۴۷ ج ۲ اور بحر الجواہر میں رتق کے یہ معنی لکھے ہیں رتق بالفتح ضد الفتق من باب نصر باندهنا رتقاء زنیکه باوی دخول نتوان کرده فى المغرب امراة رتقاء اذا لم يكن لها خرق الا المبال ٥ وه عورت جس کے ساتھ دخول نہ کر سکے اور اس کی صرف پیشاب کا روزن ہی ہو (ص ۱۱۴) اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ عورت مذکورہ پر عند الفقہاء و کذا عند الاطباء رتقاء ہونا صادق آئے گا

---

(۱) رد المحتار کتاب المفقود ص ٤٥٦ مطلب فى الافتاء بمذهب امام مالك فى زوجة المفقود. ط.س. ج٤ ص ٢٩٥، ظفير (٢) رد المحتار باب المهر ص ٤٦٥ ج ٢ مطلب فى احكام الخلوة. ط.س. ج٣ ص ١١٤. ظفير

لہذا رتقا کے ساتھ خلوت کا جو حکم ہے وہی اس عورت کی خلوت کا بھی حکم ہوگا یعنی نکاح کو منعقد تسلیم کیا جائے گا اور اگر خلوت کے بعد زوج طلاق دیکر اس کو جدا کرنا چاہے گا تو نصف مہر دینا پڑے گا كما في الهداية وان كان احدهما مريضاً او صائماً في رمضان او محرماً بحج فرض او نقل او بعمرة او كانت حائضاً فليست الخلوة صحيحة حتى لو طلقها كان لها نصف المهر ج ۲ ص ۳۰۶ خلاصہ یہ کہ رتق و قرن کے ہوتے ہوئے خلوۃ غیر صحیح کو فقہاء نے تسلیم کرلیا ہے اور خلوۃ فاسدہ غیر صحیحہ کے بعد بصورت طلاق نصف مہر واجب ہوجاتا ہے لہذا صورت مسئولہ میں عورت مذکورہ بھی بصورت طلاق نصف مہر کی مستحق ہے اور مجبوب کے مسئلہ کے ساتھ اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ مجبوب کی صورت میں خلوۃ کو فقہاء نے فاسد نہیں مانا بلکہ اس کو خلوۃ صحیحہ تسلیم کرتے ہیں۔ فان هذا من ذاك فقط

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ مہر کا دعویٰ کر سکتا ہے

(سوال ۱۲۹۲) باپ لڑکی کے مرنے کے بعد دعویٰ مہر کا کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) بقدر اپنے حصہ کے باپ مہر کا دعویٰ شوہر سے کر سکتا ہے اسی طرح شوہر اپنا حصہ عورت کے ترکہ سے لے سکتا ہے۔

بیوی کی ہر چیز میں شوہر کا جو حصہ ہے وہ وضع ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۳) جب کہ زید شوہر نے نفقہ اور سکنی ہمیشہ اپنے ذمہ رکھا اور نیز جو چیز باسن وغیرہ مسماۃ کے باپ کے گھر کی تھی یا کوئی جائیداد کہ جس کا مالک بعد وفات مسماۃ کے نصف کا زید ہوا اس کی بھی قیمت لگانی درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) شوہر اپنے نصف حصہ کا حساب کر کے مہر کے معاوضہ میں اس کو لگا سکتا ہے مثلاً عورت کا باپ اپنے حصہ کا مہر لینا چاہتا ہے اور شوہر کا حق اس ترکہ عورت میں ہے جو کہ باپ کے قبضہ میں ہے تو اس کا حساب کر کے جس کا جو کچھ لینا دینا باقی ہے اس کے موافق عملدرآمد ہوگا۔ فقط

مہر میں اختلاف پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۲۹۴) اگر مہر میں اختلاف ہو، خاوند کہتا ہے کہ مہر مثلاً ایک ہزار ہے اور وارث زوجہ کے مہر پانچ ہزار بتاتے ہیں اور خاندان میں مہر مختلف ہو تو کس کا قول معتبر ہوگا؟

(الجواب) اگر گواہ کسی کے پاس موجود ہوں تو اس کے موافق عمل کیا جاوے گا اور اگر گواہ کسی کے پاس نہیں ہیں تو جس کا قول موافق مہر مثل کی ہو اس کے موافق عمل کیا جاوے گا [1] اور مہر مثل وہ ہوتا ہے جو اس

---

(۱) وان اختلفا في قدره حال قيام النكاح فالقول لمن شهد له مهر المثل بيمينه واى اقام بينة قبلت سواء شهد مهر المثل له اولها اولا وان اقاما البينة فبينتها مقدمة ان شهد مهر المثل له و بينته مقدمة ان شهد مهر (جاری ھے)

عورت کے باپ کے خاندان میں مروج ہو ؎اور درمختار میں خلاصہ سے منقول ہے کہ اس کی بہنوں اور پھوپھیوں کے مہر کا اعتبار ہوگا والحرة مهر مثلها الشرعي مهر مثلها اللغوي اى مهر امراة تماثلها من قوم ابيها الخ [1] فقط

مہر جو رسمی طور پر مقرر ہوتا ہے وہ لازم ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۵) مہر معجّل ہندوستان میں محض رسمی طور سے مقرر کیا جاتا ہے نہ کہ مرد کی نیت دینے کی ہوتی ہے اور نہ عورت کے لینے کی نیت ہوتی ہے اس صورت میں مہر لازم ہوتا ہے یا نہیں اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں کسی وارث نے دعویٰ مہر کا کیا ہے یا نہیں؟

(الجواب) عرب میں دستور اکثر اپنی حیات میں مہر کے ادا کر دینے کا تھا اور مہر کی مقدار آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس قدر نہ ہوتی تھی جس کا تحمل شوہر کو نہ ہو یا ادا شوار ہو بہر حال مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو مقدار مہر کی مقرر ہو جاوے وہ شوہر پر لازم ہو جاتی ہے دینے کی نیت ہونا یا نہ ہونا اس پر کچھ اثر نہیں کرتا۔[2] فقط

جس نے غلط تعریف کر کے شادی کرائی اس سے مہر وصول کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹٦) زید نے بکر کو اشتعال دیا کہ مسماۃ زینب بیوہ منکسر المزاج خوبصورت ہے بکر نے اس بیان پر اس سے نکاح کر لیا بعدہ معاملہ مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ زید کی تعریف کے برعکس ہے اور مطلقہ ہے اب بکر اپنی منکوحہ کو طلاق دیتا ہے اگر منکوحہ مہر طلب کرے تو بکر زید سے رجوع کر سکتا ہے کیونکہ زید نے بکر کو دھوکہ دیا ہے؟

(الجواب) اس صورت میں بکر کے ذمہ مہر واجب ہوا بوجہ استمتاع منکوحہ کے تو بکر اس کو زید سے نہیں لے سکتا قال اللہ تعالیٰ ان تبتغوا باموالکم محصنين غير مسافحين [3] پس معلوم ہوا کہ مہر کا ذمہ دار شوہر ہی ہے زید سے اس کو لینے کا حق نہیں ہے اور اس دھوکہ دہی کی وجہ سے زید کے ذمہ ضمان مہر کی لازم نہ ہوگی۔ فقط

پونے تین روپے مہر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۲۹۷) مہر ۲؎ کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر شرعی کم از کم دس درہم کا ہے،[4] جس کے تقریباً پونے تین روپے ہوتے ہیں (دس درہم

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) المثل لهالان البينات لا ثبات خلاف الظاهر وان كان مهر المثل بينهما تخالفا فان حلفا او برهنا قضى به وان برهن احدهما قبل برهانه (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب مسائل الاختلاف فى المهر ج ۲ ص ٤۹۷ .ط.س. ج۳ص۱٤۸) ظفير

(۱) ايضاً مطلب فى بيان مهر المثل ص ٤۸۷ ج ۲ .ط.س. ج۳ص۱۳۷' ظفير

(۲) تجب العشرة ان سماها او دونها و يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر (درمختار) افاد ان المهر و جب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص۱۰۱تا ۱۰۲) ظفير

(۳) سورة النساء : ٤ ظفير (٤) واقله عشر دراهم فضة وزن سبعة مثا قل الخ و تجب العشرة ان سماها اودونها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص۱۰۱تا ۱۰۲) ظفير

ساڑھے اکتیس ماشہ چاندی کے برابر ہے' چاندی کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اس لئے ہر زمانہ میں سکہ رائج الوقت سے مہر شرعی کی مقدار مختلف ہوگی' آج کل ساڑھے چھ روپے تولہ چاندی بکتی ہے تو اس حساب سے اس کی قیمت سترہ روپے زیادہ ہوگی لہذا اس سے کم موجودہ دور میں مہر جائز نہ ہوگا ظفیر)

نابالغ پر مہر لازم ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۲۹۸) نابالغ لڑکے پر مہر واجب ہوتا ہے یا نہیں ؟ یا نابالغ کے باپ پر مہر لازم ہے ؟

(الجواب) مہر نابالغ لڑکے پر لازم ہوا اگر باپ اس کا ذمہ دار ہوگیا تھا تو باپ سے وصول ہو سکتا ہے۔[1] فقط

نابالغ کی بیوی مہر کا دعویٰ کس پر کرے ؟

(سوال ۱۲۹۹) اگر لڑکا لڑکی کو چھوڑ دے تو مہر کا دعویٰ کس پر ہو سکتا ہے ؟

(الجواب) نابالغ لڑکا طلاق نہیں دے سکتا بعد بلوغ کے طلاق دے سکتا ہے مہر کا دعویٰ لڑکے یعنی شوہر پر ہوگا اور اگر باپ ذمہ دار ہوا ہے تو باپ بھی ہو سکتا ہے۔[2] فقط

باپ ضامن ہو تو اس سے مہر کا مطالبہ کیا جائے گا

(سوال ۱۳۰۰) لڑکا نابالغ ہے اور باپ کی اجازت سے مہر مقرر ہوا تھا اور نابالغ کے دستخط بھی کرائے گئے تھے' اس صورت میں مہر کس پر واجب ہے اور کس سے لینا چاہئیے ؟

(الجواب) دستخط ہوئے یا نہ ہوئے لڑکا دراصل ذمہ دار مہر کا ہے اگر باپ ضامن ہوگیا تھا تو اس سے مہر لیا جاوے گا۔[3] فقط

شوہر پر مہر کس عمر میں واجب ہے ؟

(سوال ۱۳۰۱) لڑکے پر کس وقت اور کس عمر میں مہر واجب ہوتا ہے ؟

(الجواب) مہر کے واجب ہونے کے لئے بلوغ لڑکے کا شرط نہیں ہے نابالغ کے ذمہ بھی مہر لازم ہو جاتا ہے۔[4] فقط

---

(۱) اذا زوج ابنته الصغیر امراة و ضمن عنه المهر و كان ذلك فی صحته جاز (الی قوله) ثم للمرأة ان تطالب الولی بالمهر (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۳۹ طبع ماجدیة ج۱ ص ۳۲۶) ظفیر

(۲) لا یقع طلاق (الی قوله) الصبی ولو مراهقا (الدرالمختار ج ۲ ص ۲۱۷ .ط.س. ج۳ ص ۲۴۲ تا ۲۴۳) ظفیر

(۳) من سمی المهر عشرفما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها او مات (الی ان قال) وان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمی (هدایه ج ۲ ص ۳۰۴) اذا زوج ابنه الصغیر امراة و ضمن عنه المهر (الی قوله) للمراة ان تطالب الولی بالمهر (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۳۹ طبع ماجدیه ج۱ ص ۳۲۶) ظفیر

(۴) من سمی مهرا عشر فما زاد فعلیه المسمی هدایة ج ۲ ص ۳۰۳) ظفیر

مہر لازم ہے خواہ حالت ظاہر نہ کی ہو

(سوال ۱۳۰۲) نکاح کے وقت لڑکی کی حالت قاضی صاحب پر ظاہر نہیں کی تو نکاح صحیح اور مہر لازم ہو لیا نہیں؟

(الجواب) حالت ظاہر کی یا نہ کی نکاح ہو گیا اب کچھ نہیں ہو سکتا اور مہر لازم ہو گیا۔[1] فقط

مہر ختم نہیں ہو سکتا

(سوال ۱۳۰۳) اگر نابالغ لڑکے کے مہر توڑنے کی نالش عدالت میں کی جاوے تو مہر ٹوٹ سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) نہیں ٹوٹ سکتا۔[2] فقط

عورت کے معاف کرنے سے مہر معاف ہو جاتا ہے

(سوال ۱۳۰۴) اگر عورت بالغہ پہلی رات کو اپنا زر مہر معاف کر دے تو معاف ہو جاوے گا یا نہیں؟

(الجواب) مہر معاف ہو گیا اگر زوجہ اس معافی کو تسلیم کرلے یا دو گواہ مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں عادلہ گواہ ہوں تو مہر ساقط ہو گیا مطالبہ مہر کا پھر کوئی نہیں کر سکتا اور اگر زوجہ کو معافی سے انکار ہو اور گواہ شرعی موجود نہ ہوں تو مطالبہ زوجہ صحیح ہوگا۔[3] فقط

بغیر خلوت طلاق سے نصف مہر ہوتا ہے

(سوال ۱۳۰۵) اگر زوج اپنی منکوحہ کو نکاح کے بعد بغیر رخصتی کے طلاق دے دے، مہر لازم ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) بدون خلوت صحیحہ اور وطیٔ و جماع کے اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو آدھا مہر لازم ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن و قد فرضتم لهن فريضة فنصف مافرضتم[4] الاية وفي الدر المختار و يجب نصفه بطلاق قبل وطئ او خلوة[5] الخ فقط

مہر میں مکان دینا درست ہے اور اس سے نکاح ہو گیا

(سوال ۱۳۰۶) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک مکان دینا مقرر کیا اور کہا کہ

---

(۱) و ينعقد اى النكاح يثبت و يحصل انعقاده بالا يجاب والقبول (ردالمحتار ج ۲ ص ۳۰۲ ط.س. ج۳ص۹) ظفير
(۲) من سمى مهر اعشر فما زاد فعليه المسمى (هدايه ج۲ ص ۳۰۲) فادان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ ط.س. ج۳ص ۱-۲) ظفير
(۳) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا (الدرالمختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳۲٤ ط.س. ج۳ص۱۱۳) ونصابها بغير ها من الحقوق سواء كان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق الخ رجلان او رجل وامراتان (الدرالمختار كتاب الشهادات ج ۲ ص ۹۱ ط.س. ج۵ص٤٦٥) ظفير
(٤) سورة البقرة : ۱۲ ظفير
(٥) الدرالمختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ٤٥٦ ط.س. ج۳ص ۱۰٤ ظفير

رجسٹری بعد نکاح کے کرادوں گا دو سال ہوگئے رجسٹری نہیں ہوئی اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں اور نیز وہ شخص ٹھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے ان امور سے نکاح میں تو کچھ فرق نہیں آیا؟

(الجواب) نکاح ہوگیا اور جو مکان شوہر نے مہر میں دینا مقرر کیا تھا وہ مہر ہوا اور زوجہ کی ملک ہوگیا رجسٹری اگر نہ کی گئی تب بھی وہ مکان زوجہ کی ملک ہے، شوہر کی رجسٹری نہ کرانے سے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا[1] اور نہ اس وجہ سے کہ شوہر ٹھیٹر میں ملازم ہے اور یک چشم ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔ فقط

مہر مؤجل کے وصول کرنے کی مدت!

(سوال ۱۳۰۷) مہر مؤجل وصول کرنے کی کیا میعاد ہے۔؟

(الجواب) مہر مؤجل فرقت بالطلاق کے بعد یا موت کے بعد ادا کرنا واجب ہوتا ہے ویقع ذلك علىٰ وقت وقوع الفرقة بالموت او الطلاق وروی عن ابی یوسفؒ ما یوید هذا القول کذافی البدائع (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۱) ظفیر

(سوال ۱۳۰۸) زوجہ بعد وصول کرنے مہر کے ملکیت شوہر سے حصہ وصول کرنے کے مستحق ہے یا نہ ؟

(الجواب) بعد حاصل کرنے مہر کے اگر زوج فوت ہوجاوے تو زوجہ کو حصہ پہنچے گا اور قبل الفوت نفقہ وکسوۃ کے سوا استحقاق نہیں ہے۔ فقط

دیوانہ کی بیوی کیا کرے؟

(سوال ۱۳۰۹) ہندہ کا شوہر مسلوب الحواس ہوگیا آیا ہندہ نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں ؟ اور ہندہ اپنے شوہر سے طلاق لے سکتی ہے یا خلع کرسکتی ہے یا نہ اور مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں؟ اور جب کہ شوہر مسلوب الحواس کی جائیداد اس قدر ہے کہ وہ زوجہ کے بار کفالت کی ذمہ دار ہوسکتی ہے تو اس صورت میں زوجہ کو دعویٰ مہر کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مسلوب الحواس اور دیوانہ کی زوجہ دوسرا نکاح نہیں کرسکتی[2] اور دیوانہ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی[3] اور نہ خلع ہوسکتا ہے مہر اگر مؤجل ہے تو شوہر دیوانہ کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد سے اس کی زوجہ مہر لے سکتی ہے فی الحال دعویٰ نہیں کرسکتی کیونکہ مہر مؤجل کا مطالبہ طلاق یا موت کے بعد ہوسکتا ہے صورت مسئولہ میں طلاق تو ہو نہیں سکتی لہٰذا بعد موت شوہر دعویٰ مہر کا ہوسکتا ہے[4] هذا کله فی کتب الفقه فقط

---

(۱) ویجب الاکثر منها ان سمی الاکثر و یتاکد عند وطؤ او خلوة صحت (درمختار) وافادان المهر وجب بنفس العقد الخ (رد المحتار ج ۲ ص ٤٥٤ باب المهر. ط.س. ج۳ص۱۰۲) ان المسمی ان کان غیر النقود بان کا عرضا او حیوانا اما ان یکون معینا باشارة اواضافة فیجب بعینه (رد المحتار ج ۲ ص ٤٧٩ .ط.س. ج۳ص۱۲۹) مطلب تزوجها علی عشرة دراهم او ثوب) ظفیر (۲) ولا یتخیر احدهما ای الزوجین بعیب الاخرفاحشا لجنون و جذا م الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج۲ص ۸۲۲ باب العنین وغیره .ط.س. ج۳ص۵۰۱) ظفیر

(۳) لایقع طلاق المولیٰ علیٰ امراة عبد (الی قوله) والمجنون (الدرالمختار ج ۲ ص ۲۱۷ .ط.س. ج۳ص۳٤۲) ظفیر (٤) ولو کان المهر مؤجلا (الی قوله) و یقع ذلك علی وقت وقوع الفرقة بالموت اوبالطلاق وروی عن ابی یوسف ما یوید هذا القول کذافی البدائع (عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۳۳۱ ج۱ص۳۱۸) ظفیر

بیوی نے مہر معاف نہ کیا تو شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے

(سوال ۱۳۱۰) ایک شخص نے اپنی زوجہ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اور نہ زوجہ سے معاف کرایا تھا کہ زوجہ کا انتقال ہوگیا تو اس وقت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) مہر اس کا بذمہ شوہر واجب الاداء ہے لیکن اگر متوفیہ کے اولاد کچھ نہیں ہے تو نصف ترکہ متوفیہ کا وارث شوہر ہوتا ہے اور نصف باقی ورثہ کو ملتا ہے پس مہر میں سے بھی نصف شوہر کو پہنچا[1] فقط

مہر معاف کرنے کے وقت گواہ ضروری نہیں

(سوال ۱۳۱۱) مہر معاف کرتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) مہر کے معاف ہونے کے لئے کسی گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے[2] لیکن اگر عورت کے ورثہ انکار کریں تو دو گواہوں سے معافی ثابت ہوگی۔[3] فقط

کیا مہر میراث میں داخل ہے

(سوال ۱۳۱۲) کیا مہر بھی میراث میں داخل ہے؟

(الجواب) میراث میں مہر بھی داخل ہے اگر اولاد نہیں تو خاوند کا حصہ نصف مہر وغیرہ ہے۔ فقط

بیماری کے اخراجات مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۱۳) عورت منکوحہ کی بیماری و دیگر ضروریات میں جو روپیہ صرف ہو وہ مہر میں محسوب ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ اخراجات بدون رضامندی عورت مہر میں محسوب نہیں ہوسکتے۔[4] فقط

مہر مقرر کرنے کی وجہ!

(سوال ۱۳۱۴) نکاح میں مہر مقرر کرنے سے کیا فائدہ ہے اور اس کا کیا سبب ہے؟

(الجواب) نص قطعی میں وارد ہے واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنين غير مسافحين[5] الاية اس آیت قطعیہ سے مہر کا ضروری ہونا معلوم ہوا (اس سے عورت کی عظمت و شرافت کو

---

(۱) واما الزوج فحالتان النصف عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والربع مع الولد الخ (سراجی ص ۱۳) ظفير

(۲) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولا (الدرا لمختار على هامش رد المحتار ج ۲ ص ۳٦٤ مطلب فى حط المهر. ط.س. ج۳ص۱۱۳) ظفير (۳) وما سواء ذلك، من الحقوق يقبل فيما شهادة رجلين او رجل وامراتين سواء كان الحق مالا او غير مال مثل النكاح والطلاق الخ (هدايه ج ۳ ص ۱۳۵)

(٤) اعلم ان المذهب الصحيح الذى عليه الفتوى وجوب النفقة للمريضة قبل النقله او بعد ما امكنه جماعها اولاء معها زوجها اولا حيث لم تمتع نفسها اذا طلب نقلتها فلا فرق حينئذ بينها و بين المراة الصحيحه لو موجود التمكن من الاستمتاع كما فى الحائض والفساد الخ (رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۲. ط.س. ج۳ص۵۷۸) ظفير

(۵) سورة النساء ركوع ٤، ظفير

اجاگر کرنا ہے ثم المهر واجب شرعا لشرف المحل' البحر الرائق ج ۲ ص ۱۵۲ ظفیر)

زیورات جو شوہر نے دیئے وہ مہر میں محسوب ہوں گے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۱۵) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی پس مہر مقرر شدہ میں زیورات از وقت نکاح تاوقت طلاق شمار ہوں گے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شوہر نے مہر میں حساب کر کے زیور دیا ہے تو وہ مہر میں محسوب ہوگا اور اگر ہدیۃً وہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کر سکتا ہے۔[1] فقط

مہر کا دعویٰ

(سوال ۱۳۱۶) زید نے اپنی ہمشیرہ مرحومہ ہندہ کے مہر کا دعویٰ عمر شوہر ہندہ پر کیا' عمر نے جواب دیا کہ ہندہ اپنی حیات میں مہر معاف کر چکی ہے اور ثبوت معافی میں چند گواہ پیش کئے حاکم نے گواہوں میں جرح وغیرہ کا نقص نکال کر گواہی رد کر دی اس صورت میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) معافی مہر کا ثبوت شرعی پورا ہو تو دعویٰ مہر کا عورت کے بھائی کی طرف سے مسموع نہ ہوگا مفتی کا کام اسی قدر ہے کہ یہ تحریر کرے کہ اگر دو گواہ عادل معافی مہر کے موجود ہیں تو مہر ساقط ہے[2] اور مطالبہ عورت کے بھائی کا غیر مسموع ہے اور اگر دو گواہ عادل نہیں ہیں یا کوئی امر موجب رد شہادت ان میں موجود ہے تو عورت کے بھائی کا دعویٰ صحیح اور مہر اس کو دلولیا جائے گا باقی قبول یا رد شہادت یہ کام حاکم و قاضی کا ہے۔ فقط

اطاعت نہ کرنے کی صورت میں مہر

(سوال ۱۳۱۷) زید کی بیوی اس کی اطاعت نہیں کرتی اگر زید اس کو طلاق دے دے تو مہر لازم ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) اگر دخول یا خلوۃ صحیحہ ہو چکی ہے تو طلاق کے بعد پورا مہر ادا کرنا لازم ہے۔[3] فقط

مہر مثل سے کیا مراد ہے؟

(سوال ۱۳۱۸) ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا

---

(۱) لو بعث الى امراته شيئاً ولم يذكر جهته عند الدفع غير جهة المهر فقالت هو اى المبعوث هدية وقال هو من المهر او من الكسوة او عارية فالقول له بيمينه(الدر المختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۹ .ط.س. ج۳ص ۱۵۱ مطلت فى ما يرسل الى الزوجة) ظفير

(۲) وما سواء ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامراتين سواء كان الحق مالا او غير مال الخ (هدايه ج ۳ ص ۳۸) ظفير

(۳) يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر و يتاكد عند وطؤ اوخلوة صحت (الدرالمختار على هامش رد المحتار با بالمهر ج ۲ ص ۴۵۴ .ط.س. ج۳ص ۱۰۲) ظفير

بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا جتنا ان کا تھا اتنا ہی میرا ہے بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی بہنوں کے برابر ہے اب عند الشرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کون سا مہر ادا کرنا ہوگا اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔ فقط

(الجواب) درمختار میں ہے و **مهر مثلها الشرعی مهر مثلها اللغوی ای مهر امراة تماثلها من قوم ابيها لا امها الخ سناً و جمالاً** [1] **الخ** اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقربا میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر اور صورت و دینداری وغیرہ میں اس کے مہر کو دیکھنا چاہیئے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں اور اس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے ان میں جو اس کے مماثل ہو عمر و صورت وغیرہ میں جو اس کا مہر ہوگا وہی اس کا مہر ہوگا۔ فقط

مہر مؤجل قرار پایا اب لڑکی کا باپ معجّل کا دعویٰ کرتا ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۱۹) ہندہ کا نکاح زید سے ہوا اور مہر موجل قرار پایا لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں لفظ مؤجل تحریر نہیں ہوا ہندہ لاولد ہے اور اس کا باپ بہت مقروض ہے اس نے ہندہ کو اپنے قبضہ میں کر کے ہندہ کے نصف دین کا دعویٰ عدالت میں کر دیا اس صورت میں مہر مؤجل کا اعتبار ہے یا کیا جب کہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحت ہوتا ہے تو تاقیام نکاح و تاحیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے' ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم و جود اس وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو' اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چل سکتا۔

(الجواب) اعتبار اسی کا ہے جو کچھ دربارہ مہر قرار پایا تھا پس جب کہ مہر موجل قرار پایا تھا تو مؤجل ہی لازم ہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے عرف یہی ہے کذافی عالمگیریہ۔[2] فقط

اگر مرنے والے شوہر کی جائیداد مہر سے کم ہو تو بقیہ ورثہ کے ذمہ ہوگی یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۰) اگر متوفیہ کی جائیداد مہر سے کم ہو تو ورثہ کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری ہے یا نہیں ؟

(الجواب) متوفی کی جائیداد سے مہر لیا جاسکتا ہے [3] اگر متوفی کی جائیداد اس کو کافی نہ ہو تو وارثوں پر ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج۲ ص ٤٨٧ ' باب المهر. ط.س. ج۳ص۱۳۷. مطلب فی بیان مهر المثل ظفیر (۲) ولا خلاف لا جد ان تاجیل المهر الی غایة معلومة الخ وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا کان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت (عالمگیری باب المهر ج ۱ ص ۲۹۸ باب السابع فصل حادی عشر ج ص۳۱۸) ظفیر (۳) تتعلق بترکة المیت حقوق اربعة مرتبة الاول و تجهیزه من غیر تبذیر ولا تقصیر ثم تقضی دیونه من جمیع ما بقی من ماله الخ (سراجی ص ٤)

عورت کی زندگی میں مہر میں کسی کا حق پہنچتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۱) عورت کی زندگی میں اس کے مہر میں کن کن ورثہ کو حصہ پہنچے گا ؟

(الجواب) کسی کو نہیں پہنچتا۔ فقط

موت کے وقت جو مہر معاف کراتے ہیں اس سے معاف ہو تا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۲) شوہر کو دفن کرنے سے پہلے اکثر عورتیں ورثاء متوفی اپنا فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے زوجہ متوفی کو مجبور کرتے ہیں کہ مہر معاف کردے چونکہ وہ وقت نہایت رنج والم و سقوط عقل و ہوش و پریشانی کا ہوتا ہے' ایسے وقت کی معافی مہر معتبر ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ایسے وقت کی معافی صحیح و معتبر ہے۔[1] فقط

معافی کے وقت کسی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۲۳) مہر معاف کرنے کے وقت زوج وزوجہ کے قریبی رشتہ دار باپ 'بھائی کا ہونا ضروری ہے یا نہیں ؟

(الجواب) معافی مہر کے لئے زوج اور زوجہ کے رشتہ داروں کے موجود ہونے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر زوجہ معافی مہر سے انکار کرے تو شوہر کے وارثوں پر دو گواہ عادل معافی مہر کے پیش کرنا ہوگا بدون گواہوں کے بصورت انکار زوجہ معافی مہر ثابت نہ ہوگی۔[2] فقط

مہر مطلق ہو تو کتنے کا مطالبہ زندگی میں کر سکتی ہے ؟

(سوال ۱۳۲٤) اگر مہر بلا صراحت ثابت ہو تو اندریں حال کہ اگر عورت لاولد ہو اور اس کا باپ عیاش اور فضول خرچ اور مقروض ہو اور شوہر نے اس کی سکونت اور خورد ونوش کا بھی انتظام کر دیا ہو اور کسی خاص رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر مہر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کی وہ دعویٰ دار ہے یا خمس وربع کی ؟

(الجواب) مہر مؤجل ہونا اگر ثابت ہو جاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے پر یا طلاق دینے پر کر سکتی ہے کذافی العالمگیریہ وهذا لان الغاية معلومة فی نفسها وهو الطلاق او الموت الخ (باب المهر)[3] ترجمہ اور یہ اس لئے کہ غایۃ اور مدت معلوم ہے اور وہ طلاق ہے یا موت ہے الخ اور در مختار میں ہے الا

---

(۱) وصح حطها لكله او بعضه عنه قبل اولاد(درمختار) بما لحط الا سقاط كما فی المغرب الخ وان لا تكون مريضةمرض الموت (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٤ و ج ۲ ص ٤٦٥ .ط.س.ج۳ص۱۱۳ مطلب فی حط المهر الخ) ظفير

(۲) ونصابها لغير ها من الحقوق سوا لكان الحق مالا او غيره كنكاح و طلاق الخ رجلان الخ او رجل وامراتان (الدرالمختار على هامش رد المحتار ' كتاب الشهادات ج ٤ ص ٥١٥ .ط.س.ج۵ص٤٦٥) ظفير

(۳) عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۹۸ باب المهر الباب السابع فصل حادی، عشر ج٤ ص ۳۱۸ ' ظفير

التاجیل لطلاق او موت فیصح للعرف ص ۳۵۹ شامی[1] جلد ۲ ترجمہ مگر مدت مہر کی بوقت طلاق کے یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے (اس سے پہلے نہ نصف کا دعویٰ کر سکتی ہے نہ ربع و خمس کا ظفیر)

مہر مؤجل ثابت ہو جائے تو یہ کس وقت پانے کی عورت مستحق ہو گی ؟

(سوال ۱۳۲۵) اگر مدعیہ کی طرف سے اس کے دعویٰ کے موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہو سکے اور زید ہی کا قول کہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تسلیم کر لیا جاوے تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے ؟

(الجواب) اگر مہر کے معجّل ومؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو اور عورت کا دعویٰ عدم تصریح کا ثابت ہو جاوے تو عرف کے موافق حکم ہو گا اور جب کہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف و رواج وہاں کا دیکھنا چاہیئے کہ عام طور سے جب کہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے قال فی فتح القدیر بل المعتبر فی المسکوت العرف الخ ص ۹۱ جلد ۲ یعنی بلکہ معتبر اس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو عرف و رواج اس شہر کا ہے (اب اگر وہاں کا عرف موجل ہے تو طلاق یا موت کے بعد مطالبہ کا حق ہے پہلے نہیں ظفیر)

مہر مطلق میں رواج ملنے کا نہیں ہے تو کیا حکم ہو گا ؟

(سوال ۱۳۲۶) اور اگر مہر تو بلا صراحت ثابت ہو کہ امروہہ کے اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جب کہ مہر میں کچھ تصریح اور قید نہ ہو اور عرف و رواج وہاں کا یہ ہے کہ تا قیام نکاح و تا حیات زوجین مہر نہیں دیا جاتا تو اسی کے موافق عمل درآمد ہو گا اور ہندہ کو کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گزرا ہے اور نیز فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں قاضی خاں سے منقول ہے فان لم بینوا قدر المعجل ینظر الی المراۃ والی المهر انه کم یکون المعجل لمثل هذه المراۃ من مثل هذا المهر فیجعل ذلك ولا یتقدر بالربع والخمس بل یعتبر المتعارف فان الثابت عرفاً کالثابت شرطا[2] الخ پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجّل کی تو عورت کو اور اس کے مہر کو دیکھا جاوے گا کہ ایسی عورت کے لئے ایسے مہر میں سے کس قدر مہر معجّل ہوتا ہے اسی قدر اس کو فی الحال دیا جاوے گا چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعین اور تحدید نہیں ہے بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔

---

(۱) دیکھئے رد المحتار مطبوعه استنبول ج ۲ ص ۴۹۳ ، باب المهر. ط.س. ج۳ص ۱۴۴ ، ظفیر
(۲) دیکھئے فتح القدیر باب المهر و عالمگیری جلد اول ص ۲۹۷ ج۱ ص ۳۱۸ باب المهر الباب السابع فصل حادی عشر ، ظفیر

ثبوت رواج کے لئے کیا چاہئیے ؟

(سوال ۱۳۲۷) ہندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ثبوت عرف ورواج کے لئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا عرف ورواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے ہندہ کے باپ کا قول اس بارے میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ عبارت قاضی خاں مذکورہ ینظر الی المراۃ والی المهر الخ سے واضح ہے ' واللہ تعالیٰ اعلم

اگر بیوی شوہر کا مال لے کر بھاگ جائے تو وہ مہر میں وضع کیا جائے گا یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۸) میری دوسری بیوی میری عدم موجودگی میں میری بغیر اجازت اپنے بہنوئی کے ساتھ بہ نیت فعل بد فرار ہو گئی اور اپنے ہمراہ مال وزیور جس میں میری لڑکی کا بھی زیور تھا جو تقریباً پندرہ سو کا تھا لے گئی اور اس کا مہر ایک ہزار کا ہے تو اس صورت میں وہ مہر کی دعویدار ہو سکتی ہے یا مہر ادا ہو گیا ؟

(الجواب) اگر عورت اقرار کرے مال واسباب شوہر کے لے جانے کا اور اس کو مہر میں محسوب کرے تو محسوب ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ فقط

زنا کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو وہ مہر کی مستحق ہو گی یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۲۹) زید اپنی عورت زانیہ کو طلاق دیتا ہے یہ عورت بعد طلاق کے مہر کی مستحق ہو گی یا نہیں ؟

(الجواب) اگر صحبت یا خلوت ہو چکی ہے تو وہ عورت بعد طلاق کے کل مہر پانے کی مستحق ہے[1] (اور اگر صحبت وخلوت نہیں ہوئی تو نصف ظفیر)

بوقت موت قبل خلوت پورا مہر عورت کیوں پاتی ہے ؟

(سوال ۱۳۳۰) بصورت تسمیہ مہر عند النکاح قبل خلوت اگر زوج فوت ہو جاوے تو فقہ کی کتابوں سے کل مہر کا واجب الاداء ہونا معلوم ہوتا ہے فالمسمی عند الوطی اوالموت احدهما سواء کان الموت قبل خلوۃ او بعدہ لیکن اس حکم کا ثبوت کہاں سے ہے آیت قرآنی یا حدیث ہے ؟

(الجواب) موت احد الزوجین کی صورت میں پورا مہر لازم ہونا باجماع ثابت ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے ولا اختلاف للاربعة فی هذا[2] اور وہ حدیث جو عدم تسمیہ مہر و موت قبل دخول کی صورت میں پورا مہر لازم ہونے میں وارد ہے اس اجماع کی دلیل ہے وہ حدیث یہ ہے وعن علقمه عن ابی مسعودؓ انه سئل

---

(۱) ویتاکد عند وطؤ اوخلوۃ صحت من الزوج او موت احدهما (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص۱۰۲) ظفیر

(۲) مشکوٰۃ شریف باب الصداق ص ۲۷۷ ' ظفیر

عن رجل تزوج امراة ولم يفرض لهاشيئاً ولم يدخل بها حتى مات فقال ابن مسعودؓ لها مثل صداق نسائها لا وكس ولا شطط و عليها العدة ولها الميراث فقال معقل بن سنان الاشجعی لم فقال قضى رسول الله ﷺ فی بروع بنت واشق امراة منا بمثل ما قضيت ففرح بها ابن مسعودؓ رواه ابوداؤد والنسائي والدارمی٬ مشكوٰة شريف فقط

عورت مہر مؤجل زندگی میں وصول کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۳۱) زید چوبیس سال سے اپنی زوجہ ہندہ کو نان ونفقہ نہیں دیتا مہر مقررہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ جس میں سے دو ثلث مؤجل اور ایک ثلث معجّل ہے اس میں سے مہر معجّل تو بتدریج وصول ہو گیا اب مہر مؤجل زید کے ذمہ باقی ہے زید اس کی ادائیگی سے پہلو تہی کرتا ہے زید کے کوئی جائیداد بھی ایسی نہیں ہے جو بعد وفات وصول کی امید ہو٬ اب ہندہ مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مہر مؤجل کے وصول کا وقت فقہاء نے موت یا طلاق لکھی ہے یعنی جب کہ مہر مؤجل کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا تو بوقت فرقت وصول ہو سکتا ہے خواہ فرقت طلاق سے ہو یا موت سے۔ قال فی العالمگیریہ لا خلاف لاحد ان تاجيل المهر الى غاية معلومة نحو شهر او سنة صحيح وان كان لا الى غاية معلومة فقد اختلف المشائخ فيه قال بعضهم يصح وهذا لان الغاية معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت الخ كذافى المحيط [۲] عالمگیریہ فقط

والدین کی اجازت کے بغیر عورت مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں اور میاں بیوی کے اختلاف کی صورت میں کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۳۲) زوجہ بالغہ بلا اجازت والدین کے مہر معاف کر سکتی ہے یا نہیں اگر شوہر گواہ پیش کرے کہ زوجہ نے مہر معاف کر دیا ہے اور زوجہ منکر ہو تو اس صورت میں دعوی عورت کا مسموع ہو گا یا نہ ؟

(الجواب) زوجہ بالغہ برضائے خود اپنا مہر معاف کر سکتی ہے [۳] اور شوہر اگر دو گواہان عادل و ثقہ سے معافی مہر ثابت کر دے تو عورت کا انکار معتبر نہیں ہے اور دعویٰ عورت کا دربارہ مہر غیر مسموع ہے۔ [۴] فقط

مہر کی معافی کے بعد عورت پھر مستحق ہوتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۳۳) اگر عورت راضی وخوشی سے شوہر کو مہر معاف کر دے روبرو گواہان کے تو بعد معاف کرنے کے پھر عورت مستحق مہر پانے کی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر عورت مہر معاف کر دے تو مہر معاف ہو جاتا ہے اور بعد معاف کرنے کے پھر عورت کو

---

(۱) مشکوٰۃ شریف باب الصداق ص ۲۷۷٬ ظفیر

(۲) عالمگیری مصری کتاب النکاح باب سابع ج ۲ ص ۲۹۸ ماجدیة ص ۳۱۸. ظفیر

(۳) وصح حطها لكله او بعضه عنه (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٤.ط.س. ج۳ص ۱۱۳ مطلب فی حط المهر والابراء عنه)

(٤) وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين او رجل وامراتين سواء كان الحق مالا اوغير مال مثل النكاح والطلاق الخ (هدايه كتاب الشهادة ص ۱۳۸ ٬ ج۳.ط.س. ج۳ص ٤٦٥)

عند اللہ مہر کا لینا شوہر سے درست نہیں ہے لیکن اگر عورت مہر کے معاف کرنے سے منکر ہو اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل معافی مہر کے نہ ہوں تو قاضی حکم مہر دلوانے کا کر دے گا۔[1] فقط

مہر جب مطلق ہو تو عورت یہ دعویٰ کر سکتی ہے کہ مہر دو ورنہ تمہارے پاس نہ جاؤں گی؟

(سوال ۱۳۳۴) ہندہ کا مہر بوقت نکاح مطلق تھا بلا قید معجّل و مؤجل اب ہندہ اپنے والدین کے یہاں ہے اور اس کی یہ خواہش ہے کہ اپنا مہر وصول کر لوں اور نفقہ وغیرہ کا انتظام ہو جائے تب زوج کے گھر جاؤں اس صورت میں ہندہ وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) ہندہ کو ابھی مہر وصول کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ مہر مطلق میں عرفاً وصول مہر کا وقت موت یا طلاق ہے باقی شوہر اگر فی الحال مہر دے دے کچھ حرج نہیں ہے مگر جبراً ہندہ ابھی اس کو وصول نہیں کر سکتی[2] اور نفقہ ہندہ کا شوہر کے ذمہ اسی وقت لازم ہے کہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے شوہر جہاں رکھے وہاں رہے۔[3] فقط

طلاق بائن کے بعد جب دوبارہ شادی کی تو پہلا مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۳۵) ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے مہر مقررہ پر ہوا تین چار ماہ بعد شوہر نے زوجہ منکوحہ کو طلاق بائن دے دی چند ایام کے بعد بروئے شرع پھر اسی سے نکاح ثانی کر لیا اور مہر دوسری مرتبہ مہر جدید بوعدہ عند الطلب قرار پایا اور مہر اول کی بابت کوئی تصفیہ نہیں ہوا ایسی صورت میں مہر اول قابل ادائیگی رہا یا نہیں؟

(الجواب) وطیٔ یا خلوت صحیحہ کے بعد اگر طلاق دی جاوے تو پورا مہر لازم ہوتا ہے پھر جو دوسرا نکاح ہو گیا اس کا مہر علیحدہ واجب ہے مہر اول بھی ادا کرنا چاہئے اور مہر ثانی بھی ویتا کد عند وطئ او خلوۃ صحت الخ[4] **(درمختار)** فقط

مہر کی کم اور زیادہ مقدار کیا ہے؟

(سوال ۱۳۳۶) مہر شرع محمدی کی مقدار کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کیا ہے؟

(الجواب) شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہیں جو قریب تین پونے تین روپے کے ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد نہیں ہے **ھکذا فی کتب الفقہ**[5] (یہ واضح رہے کہ

---

(۱) قال علیہ السلام البینۃ علی المدعی و الیمین عل من انکر (ھدایہ ج ۳ ص ۱۸۷) ظفیر

(۲) ولھا منعہ من الوطؤ و دواعیہ والسفر بھا الخ لاحد ما بین تعجیلہ من المھر کلہ او بعضہ او قدر ما یعجل لمثلھا عرفاً (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۹۲ .ط.س. ج۳ص۱۴۳ مطلب فی منع الزوجۃ نفسھا لقبض المھر) ظفیر (۳) فیتجب للزوجۃ علی زوجھا ولو صغیر الخ منعت نفسھا للمھر الخ لا خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (ایضاً باب النفقۃ ج ۲ ص ۸۸۶ .ط.س. ج۳ص۵۷۲ مطلب اللفظ جامد ومشتق) ظفیر

(۴) الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۵۴ ' ظفیر

(۵) اقلہ (ای المھر) عشرۃ دراھم الخ و تجب العشرۃ ان سماھا او دونھا و یجب الاکثر منھا ان سمی الاکثر (درمختار) یجب الاکثر ای بالغاما بلغ (رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ۴۵۲ .ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفیر

دس درہم کا صحیح وزن ساڑھے اکتیس ماشے چاندی ہے لہذا چاندی کے بھاؤ کے حساب سے دس درہم کی قیمت متعین کی جائے گی مفتی علامؒ نے تین پونے تین روپے دس درہم کی قیمت ۱۳۴۳ھ میں لکھا ہے اس وقت چاندی سستی تھی اس وقت ۱۳۹۱ھ میں چاندی کا بھاؤ تقریباً سات روپے تولہ ہے' اس حساب سے دس درہم کی قیمت ہمارے زمانہ میں اٹھارہ سوا اٹھارہ روپے ہوگی' اس لئے سوا اٹھارہ روپے سے کم مہر نہیں ہوسکتا ہے اور جس طرح قیمت بڑھے گی روپے کی مقدار بھی زیادہ ہوگی۔ واللہ اعلم' ظفیر)

جو مہر طے ہوا ہے وہی واجب ہے یا زیادہ یا کم؟

(سوال ۱۳۳۷) زید کا نکاح بعمر سولہ سال ہندہ کے ساتھ جس کی عمر تیرہ سال کی تھی ہوا تو کیا وہ تعداد مہر کی جو بوقت نکاح قائم ہوئی وہی واجب ہوئی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جو مقدار مہر کی بوقت نکاح مقرر ہوئی وہی قائم رہے گی اور وہی مقدار بذمہ شوہر واجب ہے لیکن اگر قبل از دخول وخلوت کے شوہر طلاق دے دیوے تو نصف مہر بذمہ شوہر واجب الادا ہوگا۔[1] فقط

مہر کا ایک حصہ دے دیا تو اب طلاق کے وقت پھر کل کی مستحق ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۳۸) وقت نکاح تشریح مہر مؤجل ومعجّل کی نہ تھی اور بعد نکاح کے زید نے ایک جزو مہر کا ہندہ کو ادا کیا تو طلاق کے وقت کل مہر ادا کرنا ہوگا یا کیا؟

(الجواب) طلاق کے وقت کل مہر باقی ماندہ ادا کرنا ہوگا۔[2] فقط

طلاق نہ دینے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۳۹) درصورت طلاق نہ دینے کے کل مہر کا دعویٰ ہوسکتا ہے یا جزو کا یا نہیں ہوسکتا؟

(الجواب) نہیں ہوسکتا۔ فقط

طلاق کی طلب پر شوہر نے کہا کہ مہر معاف کردو تو لڑکی کے باپ نے ذمہ لے لیا اب طلاق دے دی تو مہر کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۴۰) ایک شخص نے اپنے داماد سے کہا کہ تو میری دختر کو طلاق دے دے اس نے کہا کہ اگر وہ مہر معاف کردے گی تو میں طلاق دے دوں گا زوجہ کے باپ نے ضامن ہو کر کہا کہ میں اپنی دختر سے مہر معاف کرادوں گا اس بنا پر شوہر نے طلاق دے دی بعد میں نہ باپ نے معاف کرایا نہ لڑکی نے معاف کیا اس

---

(۱) ولو سمی اقل من عشرة قلها العشرة (الی قوله) ولو طلقها قبل الدخول تجب خمسة عند علمائنا (هدایه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۴) ظفیر

(۲) وبالطلاق یتعجل المؤجل (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۳ ط.س. ج۳ص ۱۴۴) ظفیر

صورت میں شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے یا کیا؟

(الجواب) اس صورت میں طلاق ہو گئی اور بی بی نے اگر مہر معاف نہ کیا تو باپ ذمہ دار ہے اس سے لیوے۔ فقط

جو مہر مؤجل ہے اس میں سے کچھ معجّل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۴۱) ہندہ کا عقد زید کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر (اعے روپیہ ۲۱) اشرفی پانچ دینار کے منعقد ہوا یہ کل مہر سیاہیہ نکاح میں بلفظ مہر مؤجل لکھا ہے متناکحین حی و قائم ہیں اور ہنوز نکاح بھی قائم ہے اب سوال یہ ہے کہ مہر مذکورہ بالا کا کوئی جزو مہر معجّل ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اس کی مقدار کیا ہو گی؟

(الجواب) جب کہ تمام مہر مؤجل قرار پایا ہے تو اس کی کوئی مقدار معجّل نہیں ہو سکتی اور فی الحال مطالبہ کسی جزو کا نہیں ہو سکتا ہے۔[1] فقط

خنثیٰ عورت کو مہر ملے گا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۴۲) جب کہ ہندہ کے کوئی علامت مذکر و مؤنث کی نہیں اور نہ پستان صرف راستہ پیشاب مثل ایک بہت تنگ سوراخ کے ہے ایسی حالت میں اس کا مہر نصف لازم ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ ہندہ خنثیٰ مشکل ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو اس کا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا لہذا مہر بھی لازم نہ ہو گا نہ کل نہ نصف در مختار میں ہے۔[2] فقط

مہر میں قرض شمار ہو گا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۴۳) زوجہ کا مہر قرض میں شمار ہو گا یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ کا مہر دینا بذمہ شوہر ہوتا ہے اور اس کا ادا کرنا تقسیم ترکہ سے مقدم ہوتا ہے (معلوم ہوا کہ قرض میں شمار نہ ہو گا[3] ظفیر)

مزنیہ سے نکاح کیا پھر طلاق دی تو مہر کتنا ملے گا؟

(سوال ۱۳۴۴) زید نے زینب کے ساتھ زنا کیا جب لڑکا پیٹ میں پیدا ہوا تو زینب کا نکاح زید کے ساتھ پڑھا دیا بعد تین روز کے ہم بستر ہو کر تین طلاق دے دی' زینب کو پورا مہر ملے گا یا نصف؟

---

(۱) وان کان لا الی غایة معلومة قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها و هو الطلاق اوالموت (عالمگیری کشوری ج ۳ ص ۳۳۹ .ط.س. ج۳ص۳۱۸ باب المهر الباب السابع فصل حادی عشر) ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب النکاح ج ۲ ص ۳۵٦ .ط.س. ج۳ص ٤ ای ان ایراد العهد علیهما لا یفید ملك استمتاع الرجل بهما لعدم محلیتهما له (رد المحتار ج ۲ ص ۳۵٦ .ط.س. ج۳ص ٤) ظفیر

(۳) افادان المهر وجب بنفس العقد (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص۱۰۲) ظفیر

(الجواب) اس صورت میں زینب کا نکاح زید کے ساتھ صحیح ہو گیا تھا [1] اور صحبت کے بعد طلاق دینے سے پورا مہر زینب کا زید کے ذمہ لازم اور واجب الاداء ہو گیا۔ [2] فقط

شوہر کے اس کہنے سے کہ بغیر میری اجازت کہیں نہ جانا ورنہ مہر نہ دوں گا اور بیوی چلی گئی تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۴۵) زید نے اپنی بی بی ہندہ سے کہا کہ اگر تم بغیر میری اجازت کے اور میری عدم موجودگی میں کہیں گئی تو تمہارا دین مہر میں نہ دوں گا بعد دو ہفتہ کے عدم موجودگی میں اپنے رشتہ دار کے یہاں چلی گئی تو شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اس صورت میں مہر ساقط نہیں ہوا زید کے ذمہ مہر ہندہ کا لازم ہے اور زید کو وہ مہر دینا ہو گا۔ [3] فقط

پہلے ڈھائی سو پر نکاح کیا پھر تجدید نکاح چودہ ہزار سے زیادہ پر کیا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۴۶) مسمی بڈن نے ۲۷ محرم ۳۸ھ کو مسماۃ زہرا بی سے بمعاوضہ مہر مبلغ دو سو پچاس روپیہ مہر مؤجل عقد کیا اٹھارہ روز بعد بتاریخ ۱۵ صفر ۱۹۳۸ھ مسمی بڈن مذکور نے مسماۃ مذکورہ سے چودہ ہزار سات سو پچاس روپیہ مہر مقرر کر کے تجدید نکاح کی یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) منکوحہ سے عقد ثانی کرنا فضول ہے لیکن اضافہ مہر صحیح ہے۔ [4] فقط

رضاعی بھائی بہن میں شادی ہو گئی تو مہر لازم ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۴۷) زید اور فاطمہ نے ایک تیسری عورت کا جو اجنبیہ ہے دودھ پیا زید و فاطمہ کے اولیاء نے دونوں کا باہم عقد کر دیا یہ عقد صحیح ہے یا نہیں بہر حال مہر موطوءۃ کا ناکح پر لازم ہے یا نہیں ؟

(الجواب) نکاح ان دونوں رضیعین (دودھ پینے والوں) کا باہم درست نہیں ہے ان میں تفریق ہونی چاہئے اور

---

(۱) وصح نکاح حبلیٰ من زنا الخ ثم لو نکح الزانی حل له وطؤها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی الحرمات ج ۲ ص ۴۰۱ .ط.س.ج۳ص۴۸) ظفیر

(۲) و تجب العشرة ان سماها او دونها ویجب الاکثر منها ان سمی الاکثر و یتاکد عند وطئ او خلوة صحت من الزوج (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ .ط.س.ج۳ص۱۰۳) ظفیر

(۳) افادان المهر و جبت بنفس العقد الخ وانمایتاکد لزوم تمامه بالوطؤ ونحوه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۴ .ط.س.ج۳ص۱۰۳ ظفیر

(۴) نکاح تو پہلے ہی ہو چکا تھا [illegible] سرا نکاح فضول ہوا البتہ مہر میں اضافہ شوہر کی طرف سے ہو گیا او زید علی ماسمی فانها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس الخ وفی الکافی جدد النکاح بزیادة الف الزمه الالفاده (درمختار) حاصل عبارة الکفای تروجها فی السریا لف ثم فی العلانیته بألفین فی الاصل انه یلزمه سنده الالفان و یکون زیادة فی المهر و عندابی یوسف المهر هو الاول لان العقد الثانی لغو فیلغو ما فیه و عند الامام ان الثانی وان لغالا یلغو ما فیه من الزیادة (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۶۳ ' ۴۶۴ .ط.س.ج۳ص۱۱۱) ظفیر

بصورت وطئ مہر لازم ہے۔[1] فقط

بلا مہر نکاح ہوا اور قبل خلوت طلاق دے دی تو مہر اب کیا ہوگا؟

(سوال ۱۳۴۸) ایک مرد ۱۶ سالہ عمر کا نکاح دختر ۷ سالہ نابالغہ سے ہوا اور بوقت ایجاب و قبول مہر کا ذکر بھی نہیں ہوا اور نہ کابین نامہ میں تحریر ہوا مرد نے بوجہ عدم بلوغ زوجہ زوجہ کو قبل وطئ طلاق دے دی تو اس صورت میں مہر کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) حکم شرعی اس صورت میں ہے کہ جب کہ بوقت نکاح مہر کا تذکرہ اور تسمیہ نہیں ہوا اور طلاق دخول و خلوۃ سے پہلے دی گئی تو مہر کچھ لازم نہیں ہے صرف متعہ یعنی تین کپڑے یا ان کی قیمت لازم ہے۔[2] فقط

بد اطواری کی وجہ سے طلاق دی جائے تو بھی مہر دینا ہوگا

(سوال ۱۳۴۹) زید کا عقد سلمہ کے ساتھ بمعاوضہ زر مہر ایک سو پچھتر روپیہ سکہ عثمانیہ باندھا گیا سلمہ نے بعد عقد ایک سال تک اپنے منہ پر نقاب رکھا ہر وقت ہم بستری اور خدمت گزاری سے ناراض رہتی تھی بعد نقاب اٹھ گیا اس کی ساتھ ہی فحش کلامہ و نافرمانی خاوند کے ساتھ کی زید نے ایسی حرکات سے تنگ آکر خوراکی ماہانہ دیکر اس کی والدہ کے پاس روانہ کر دیا اور زر مہر ماہانہ حسب آمدنی ادا کرنا چاہتا ہے مگر اس کی والدہ زر مہر متفرق حاصل کرنے سے روکتی ہے کہ یکمشت دیا جائے زید میں یکمشت ادا کرنے کی قدرت نہیں ہے ایسی عورت کے ساتھ کیا کیا جائے کیا نان و نفقہ زید کے ذمہ واجب الاداء ہے بداخلاقی و نافرمانی سے تنگ آکر طلاق دی جاوے تو زر مہر کیا عائد ہوگا، سلمہ زر مہر کے حاصل کرنے میں دریغ کرتی ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

(الجواب) مہر اگر مؤجل ہے یعنی فی الحال دینا مہر قرار نہ پایا تھا تو اس کے وصول کرنے کا وقت فقہاء نے طلاق یا موت لکھی ہے قبل طلاق عورت مطالبہ نہیں کر سکتی[3] اور اگر مہر معجّل ہے تو عورت فی الحال اسکا مطالبہ کر سکتی ہے لیکن جب کہ شوہر یکمشت دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو باقساط ادا کیا جاوے گا اور جو عورت شوہر کے مکان سے بلا اس کی اجازت کے ازراہ نافرمانی چلی جاوے اسکا نفقہ ساقط ہے مگر صورت مسئولہ میں چونکہ خود شوہر نے اس کو بوجہ اس کی بداخلاقی کے اس کی والدہ کے پاس بھیجا ہے تو اس صورت میں نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔[4] فقط

---

(۱) فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب رواه الشیخان (الدرالمختار علی هاش رد المحتار کتاب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ .ط.س. ج۳ص ۲۱۳) ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد بالوطؤ لا بغیره (ایضاً باب المهر ج ۲ ص ٤٨١ و ص ٤٨٢ .ط.س. ج۳ص ۱۳۱ مطلب فی نکاح الفاسد) ظفیر (۲) وتجب متعة لمفوضة وهی من زوجت بلا مهر طلقت قبل الوطؤ وهی ورع و خمار و محلفة (درمختار) ولودفع قیمتها اجبرت علی القبول (رد المحتار باب المهر ج۲ ص ٤٦١ ' ٤٦٢ .ط.س. ج۳ص ۱۱۰ مطلب فی احکام للتعة) ظفیر (۳) ویتاکد المهر عند وطؤ اوخلوة الخ (درمختار) واذا تاکد المهر اما ذکر لا یسقط بعد ذلك وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تاکده لا یحتمل السقوط الا بابراء (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص ۱۰۳) ظفیر (٤) فتجب (النفقة) المزوجة بنکاح صحیح الخ علی زوجها الخ ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی و کذا طالبها ولم تمنع (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ج۲ص ۸۸٦ ' ۸۸۹. ط.س. ج۳ص ۵۷۲) ظفیر

خلوت سے پہلے طلاق دینے پر مہر لازم ہوگا یا نہیں؟

(**سوال ۱۳۵۰**) زید نے اپنا عقد ہندہ سے بہ تقرری مہر سوا چالیس روپیہ کے کیا اور قبل وطی اور خلوۃ صحیحہ کے زید نے ہندہ کو طلاق بائن دیکر نکاح سے خارج کر دیا اور مہر دینے سے انکار کرتا ہے اور موضع القرآن سے آیۃ کریمہ **لاجناح علیکم الخ** دلیل میں پیش کرتا ہے اس صورت میں مہر دینا ہوگا یا نہیں؟

(**الجواب**) صورت مذکورہ میں قبل دخول و خلوۃ طلاق دینے سے نصف مہر لازم آتا ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم الایۃ**[1] اور یہ آیت **لا جناح علیکم الایہ**[2] کے بعد ہے اس کی تفسیر کو بھی موضع القرآن میں دیکھ لیں وہ پہلا حکم مہر واجب نہ ہونے کا اس وقت ہے کہ مہر بالکل مقرر نہ ہو اور قبل دخول و خلوۃ طلاق دی جاوے اور جب کہ مہر کی مقدار مقرر ہوئی ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے اور طلاق قبل دخول و خلوۃ واقع ہوئی ہو تو نصف مہر لازم آتا ہے اس آیت **وان طلقتموھن الایۃ** میں اس کا بیان ہے اور کتب فقہ میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔[3] فقط

بیوی سے مہر معاف نہ کرا سکا تو اب کیا کرے؟

(**سوال ۱۳۵۱**) بکر کی زوجہ کا انتقال ہو گیا اور بکر نے نہ تو مہر ادا کیا چونکہ وسعت نہیں تھی اور نہ مہر معاف کرایا اب زوجہ کی والدہ وغیرہ سے بکر مہر معاف کرالیوے تو معاف ہو سکتا ہے یا نہیں جب کہ مرحومہ لاولد ہے (۲) مرحومہ کے مہر کا حقدار کون کون ہے (۳) کوئی ایسی صورت ہے جب کہ وہ واقعی ادائیگی کے قابل نہیں ہے کہ وہ مرحومہ کے قرض مہر سے بچ جاوے اور قیامت میں گرفتار عذاب نہ ہو (۴) اگر کوئی شخص خلوۃ میں اپنی زوجہ سے مہر معاف کرالیوے تو معاف ہو جائے گا یا نہ گواہوں کی ضرورت تو نہ ہوگی؟

(**الجواب**) زوجہ کے مرنے کے بعد زوجہ کے وارثوں سے اگر مہر معاف کرائے گا مہر معاف ہو جائے گا عام اس سے کہ ادائے مہر کی استطاعت ہو یا نہ ہو اور مہر میں خاوند کا بھی حق ہے اس کو معاف کرانے کی ضرورت نہیں[4] (۲) زوجہ کے وارثوں کو مہر اسی طرح پہنچے گا جس طرح کہ زوجہ کا اپنا مملوکہ مال پہنچتا ہے (۳) معاف کرانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں (۴) اگر تخلیہ میں زوجہ سے مہر معاف کرالے تو وہ عند اللہ معاف ہو جاوے گا لیکن اگر جھگڑا قاضی کے یہاں پیش ہوگا تو وہ بغیر گواہ یا اقرار زوجہ کے مہر ساقط نہ کرے گا۔ فقط

بیس برس بعد مہر کے مطالبہ کا حق ہے یا نہیں؟

(**سوال ۱۳۵۲**) زید کہتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو بیس برس ہوئے طلاق دے دی ہے مگر اب تک زید نے دین مہر اپنی زوجہ کا ادا نہیں کیا کیا ایسی صورت میں زید کی زوجہ کو دین مہر کے مطالبہ کا حق شرعاً حاصل ہے

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۳۱
(۲) ایضاً (۳) و یجب نصفه بطلاق قبل وطؤ او خلوة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۲ .ط.س. ج۳ص ۱۰۱) ظفیر
(۴) شوہر کا حصہ بیوی کے ترکہ میں نصف اگر بچے نہ ہوں، ورنہ چوتھائی دیکھئے سراجی وغیرہ

یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید کی زوجہ اپنے مہر کا مطالبہ شرعاً کر سکتی ہے۔ فقط

کیا کوئی مدت ہے جس کے بعد مہر کا مطالبہ جائز نہیں ہوتا

(سوال ۱۳۵۳) کیا شرعاً ایسی کوئی مدت ہے جس کے گزرنے کے بعد مطالبہ مہر کا حق زوجہ کو نہ رہے؟

(الجواب) شرعاً کسی مدت کے گزرنے سے حق کسی وارث کا اور صاحب حق کا ساقط نہیں ہوتا شامی میں ہے **قالوا ان الحق لا یسقط بالتقادم** [1] فقط

جس بیماری میں مہر معاف کیا اسی میں بیوی مر گئی تو معاف ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۵۴) ہندہ مریضہ نے اپنے شوہر کو بدیں مضمون مہر معاف کر دیا کہ میں چونکہ امراض لاحقہ میں مبتلا رہتی ہوں لہذا اپنے مہر بخشتی ہوں بعد اس تحریر کے اس مرض لاحقہ میں دس روز کے بعد انتقال کیا' اب عورت کے وارث مہروں میں شرعاً حصہ پا سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) مرض الموت میں مہر معاف کرنا صحیح نہیں ہے' پس اگر باقی ورثہ مہر کی معافی کو تسلیم نہ کریں تو وہ اپنا حصہ مہر میں سے لے سکتے ہیں' در مختار میں ہے کہ مرض الموت کا ہبہ وغیرہ بحکم وصیت ہے اور بحکم **لا وصیه لوارث** [2] وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں ہوتی مگر یہ کہ باقی ورثہ راضی ہوں۔ فقط

کیا بیوہ نکاح کر لے تو مہر اور ترکہ کی مستحق نہیں رہتی؟

(سوال ۱۳۵۵) زید کا انتقال ہو گیا اس کے پسماندگان دو تین بچہ نابالغ اور ایک بیوی ہے' زید نے اپنی حیات میں چند متولیان مقرر کر دیئے تھے جن کے زیر نگرانی اس کی پسماندگان کی پرورش ہوتی رہی' زید کی زوجہ جوان ہے نکاح ثانی کرنا چاہتی ہے متولیان کہتے ہیں کہ اگر نکاح ثانی کیا تو مہر اور ترکہ کچھ نہ دیا جائے گا' یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید کی زوجہ کا جو کچھ حصہ شرعی زید کی جائیداد میں سے ہے اور مہر اس کا جو بذمہ شوہر واجب ہے وہ بہر حال زوجہ کو دیا جائے گا خواہ وہ عقد ثانی کرے یا نہ کرے اوصیاء اور متولیان کا یہ کہنا کہ اگر اس نے عقد ثانی کر لیا تو اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا غلط ہے اور خلاف شرع ہے' زوجہ بہر حال اپنے حصہ شرعیہ اور مہر کی حقدار اور مالک و مستحق ہے اگر اس کو کچھ نہ دیا جاوے گا تو یہ ظلم اور گناہ کبیرہ ہے اور حق العباد کا مواخذہ ان کے ذمہ رہے گا۔ [3] فقط

---

(۱) دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی کتاب القضا ص ۲۱٤ ' رد الحتار .ط.س.ج۳ص ۷۲۰ کتاب الدعوی مطلب هل ینبغی النهی بعد موت السلطان ظفیر (۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الوصایا ج ۵'.ط.س.ج۳ص ٦٥٦ ظفیر (۳) افادان المهر وجب بنفس العقد الخ واذ تاکد المهر بما یذکر لا یسقط بعد ذلك وان کانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تاکد لا یحتمل السقوط الا بالادعاء کالثمن او تاکد بقبض المبیع (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص ۱۰۲) ظفیر

مقررہ مہر نالش کر کے لے لیا پھر شوہر نے پہلا مہر قائم رکھا تو یہ دوسرا اضافہ مہر عورت لے سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۵٦) مسماۃ امتہ الغنی نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ اپنا دین مہر شوہر سے بذریعہ نالش وصول کر لیا اور بعد کو شوہر نے موافقت پیدا کر کے مسماۃ مذکورہ کا وہی مہر تعداد مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مکرر قائم کر کے تسلیم کر لئے، اب چونکہ شوہر مسماۃ کا انتقال ہو گیا لہذا مسماۃ مذکور شرعاً اپنا دین مہر مکرر ترکہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں عورت پانچ ہزار روپیہ پانے کی ترکہ شوہری سے مستحق ہے، کیونکہ یہ دوبارہ شوہر کا پانچ ہزار روپیہ مہر کا تسلیم کرنا زیادتی مہر پر محمول ہو کر بذمہ شوہر واجب الادا ہو گیا کما یظھر من فروعات باب المھر من الدرالمختار والشامی وما فرض بتراضیھما الخ بعد العقد الخ او زید علی ماسمی فانھا تلزمہ بشرط قبولھا فی المجلس الخ درمختار و فی الشامی وکذا لواقر لزوجتہ بمھر وکالت قد وھبتہ لہ فانہ یصح ان قبلت فی المجلس (1) الخ فقط

عورت نے مہر لے کر زیور بنوالیا اور مطالبہ باقی رکھا اب اس کے مرنے کے بعد کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۳۵۷) ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر طلب کیا، شوہر نے مہر ادا کر دیا مگر مہر دینے کے وقت کوئی گواہ نہ کیا عورت نے مہر کا روپیہ لیکر زیور بنوا کر پہن لیا اور اپنے شوہر سے کہا کہ مہر دے دے شوہر نے کہا کہ میں مہر دے چکا ہوں عورت نے کہا کہ اس کا تو میں نے زیور بنالیا اور وہ زیور تیرے ہی گھر میں ہے مجھ کو اس سے کیا نفع ہوا، مجھ کو دوبارہ مہر دے مگر شوہر نے دوبارہ مہر نہیں دیا، عورت کا انتقال ہو گیا تو شوہر کے ذمہ باقی ہے یا نہیں، اگر باقی ہے تو کس کو دے ؟

(الجواب) اگر عورت کے ورثہ ادائے مہر کو تسلیم نہیں کرتے اور شوہر کے پاس دو گواہ عادل موجود نہیں ہیں تو مہر بذمہ شوہر لازم ہے پس اگر عورت لاولد رہی تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا اور نصف دیگر ورثہ کو پہنچا، شوہر ان کو نصف مہر دے دے۔ فقط

نکاح کے بعد پورا مہر دے دیا مگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو آدھا مہر شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۵۸) ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر بھی دے دیا لیکن رخصت نہیں کی یعنی قبل خلوۃ طلاق دے دی تو نصف مہر واپس لے سکتا ہے، اگرچہ مہر میں جانور ذی روح دیا ہو اور وہ مر گیا ہو یا روپیہ ہو اور خرچ ہو گیا ہو یا کپڑے ہوں وہ پہننے سے گل گئے ہوں ؟

---

(۱) رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٦٣، ط.س. ج۳ ص ۱۰۹ ظفیر

(الجواب) اس صورت میں شوہر نصف مہر واپس لے سکتا ہے اور جو بعینہ واپس نہ ہو سکتا ہو تو اس کی مثل یا قیمت واپس کی جاوے گی فی الدر المختار قبضت الف المهر فوهبته له وطلقت قبل وطئ رجع عليها بنصفه لعدم تعين النقود فی العقود[1] فقط

مرض الموت کی معافی جائز ہے یا نہیں اور مہر معاف کرنے کے گواہ نہیں ہوں تو لڑکا مہر پائے گا یا نہیں؟

(سوال ۱۳۵۹) مسماۃ ہندہ نے مرض الموت میں چند زیورات مسجد میں دیا اور بقیہ زیور اپنے لڑکے خالد نابالغ کو دیا شوہر کو کوئی عذر اپنے حق میں اس وقت نہیں ہوا۔ بعد انتقال کے شوہر نے اپنا حصہ لے لیا' خالد جب بالغ ہوا تو مہر طلب کیا' شوہر کہتا ہے کہ مہر معاف کر دیا مگر نہ کوئی شہادت ہے نہ ثبوت ہے پس ایسی صورت میں خالد مہر پانے کا مستحق ہے یا نہیں' اور مرض الموت میں اگر مہر معاف کرالے تو معاف ہوتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) شوہر کا دعویٰ معافی مہر کا بلا دو گواہ عادل کے مسموع نہ ہوگا[2] اور خالد بقدر اپنے حصہ کے مہر وصول کرے گا اور شوہر کا حصہ ساقط ہو جاوے گا اور مرض الموت کی معافی باطل ہے۔ فقط

مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح ہوا تو مہر کتنا ہوگا؟

(سوال ۱۳۶۰) اگر کسی شخص نے مہر حضرت ام حبیبہؓ پر نکاح کیا اور کوئی تفسیر اس کی نہیں کی گئی تو زوج کو کیا دینا ہوگا' چار سو دینار کی برابر سونا یا اس کی قیمت روپیہ سے یا بوقت عقد چار سو دینار سونے کی جو قیمت ہو وہ دینا ہوگی۔

(الجواب) چار سو دینار سونے کی قیمت بوقت عقد جو ہو وہ دینی ہوگی (ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کے برابر ہوتا ہے ظفیر)

مہر معجّل کا مطالبہ لڑکے سے ہوگا یا اس کے باپ سے؟

(سوال ۱۳۶۱) خاتون نابالغہ دختر عبد الکریم کا نکاح نذیر احمد پسر بشیر احمد سے بولایت والدین بتقرر مہر مبلغ پانچ سو روپیہ نصف معجّل و نصف مؤجل ہوا تو لڑکی کا باپ مہر معجّل کا مطالبہ شوہر سے کر سکتا ہے یا اس کے باپ سے؟

(الجواب) لڑکا اگر بالغ ہے تو دختر کا باپ شوہر سے مہر معجّل کا مطالبہ کر سکتا ہے' اور اگر شوہر نابالغ ہے تو اگر

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۷۴ '.ط.س. ج۳ص ۱۲۳ ظفیر
(۲) ونصابها (ای الشهادة) لغير ها من الحقوق سواء كان احق مالا اوغيره، كنكاح و طلاق و وكالة ووصية الخ رجلان او رجل وامراتان (الدر المختار علی هامش رد المحتار كتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۵ .ط.س. ج۳ص ۷۶۵) ظفير
(۳) عن ام حبيبةؓ كانت تحت عبدالله بن جحش فمات بارض الحبشة فزوجها النجاشی النبی ﷺ وامهرها عنه اربعة الالف درهم (مشكوٰة باب الصداق ص ۲۷۷)

اس کا باپ ضامن ادائے مہر کا ہو گیا ہے تو اس سے مطالبہ مہر کا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔[1] فقط

مہر سے مراد

(سوال ۱۳٦۲) مہر سے کیا مراد ہے؟

(الجواب) مہر وہ مال ہے جو نکاح میں مقرر ہو۔[2] فقط

مہر کتنا ہونا چاہئے؟

(سوال ۱۳٦۳) مہر حیثیت پر ہونا چاہئے یا شرعی؟

(الجواب) ہر طرح درست ہے یعنی جس قدر چاہے مہر مقرر کردے وہ لازم ہو جاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بہت زیادہ نہ کرے (اقله عشرۃ دراهم الخ و يجب الاكثر منها ان سمى الاكثر (درمختار) اى بالغا مابلغ (رد المحتار ج ۲ ص ٤٥۲ ظفیر)

مہر کی ادائیگی ضروری ہے یا معاف کرالینا کافی ہے؟

(سوال ۱۳٦٤) ادائیگی مہر ضروری ہے یا بخشوانا کافی ہے؟

(الجواب) ادائیگی مہر ضروری ہے لیکن اگر عورت خوشی معاف کردے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط

نہ معاف کرایا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳٦۵) اگر منکوحہ بدون وصول اور بدون معاف کرنے مہر کے فوت ہو گئی تو وہ مہر فی سبیل اللہ خرچ کرنا جائز ہے یا ورثہ کو دیا جاوے؟

(الجواب) وہ وارثوں کو پہنچانا چاہئے یعنی شوہر اپنا حصہ وضع کر کے باقی دیگر ورثہ کا حصہ ان کو پہنچادے؟

کنواری کہہ کر ایک ہزار مقرر کیا بعد میں معلوم ہوا کہ کسی کے نکاح میں رہ چکی ہے تو اب مہر کیا ہو گا؟

(سوال ۱۳٦٦) زید نے ہندہ کے ساتھ شادی کی، ہندہ کے باپ نے اپنی لڑکی کو کنواری مجلس نکاح میں

---

(۱) وصح ضمانه الولى مهر هاالخ و تطلب ايا شاء ت من زوجها البالغ اوالولى الضامن (درمختار) و قيد بالضامن لان الكلام فيه ولانه لا يطالب بلا ضمان الخ لان المهر حال يلزم ذمة الزوج (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩٠، ٤٩١ ط.س. ج۳ص ١٤٠) ظفير

(۲) ثم عرف المهر فى العناية بانه اسم المال الذى يجب فى عقد النكاح على الزوج فى مقابلة البضع (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥۲ ط.س. ج۳ص ۱۰۰) ظفير

ظاہر کر کے ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کرایا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ ہندہ منکوحہ عمر تھی اس لئے اب مہر مقررہ ایک ہزار روپیہ کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ زید کے ذمہ ادا کرنا لازم ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مہر مقررہ ہزار روپیہ اس صورت میں واجب ہے کما فی الدرالمختار ولو شرط البکارۃ فوجدھا ثیبا لزمہ الکل و رجحہ فی البزازیہ [1] فقط

نکاح جب ہزار پر ہوا تو وہی دینا واجب ہے گو وہ لکھا نہ گیا ہو

(سوال ۱۳۶۷) ایک شخص نے قبل از نکاح لڑکی کے والد کے مشورہ سے حق مہر کے لئے ایک اسٹامپ پیپر تحریر کرایا جس میں یہ لکھا کہ میں اپنی منکوحہ مسماۃ زینب بی بی کیلئے مبلغ ایک ہزار روپیہ بابت حق مہر علاوہ بتیس روپیہ وزیورات مندرجہ رجسٹر ادا کرنے کا عہد کرتا ہوں' عند الطلب مجھ سے وصول کرنے کا حق رکھتی ہے لیکن بعد از تحریر باہم رنجش ہوگئی اسٹامپ ناپسند کیا گیا اس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں کل بوقت نکاح رجسٹر نکاح میں اس کا حوالہ بالکل نہیں دوں گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا '۲۱ ستمبر ۱۹۱۸ء کو اسٹامپ تحریر ہوا اور ۲۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو نکاح پڑھایا گیا اور ایک ہزار کی رقم درج رجسٹر نہیں ہوئی صرف بتیس روپیہ اور زیورات درج ہوئے' اس صورت میں زوجہ ایک ہزار کی رقم بھی وصول کر سکتی ہے یا نہیں' اقرار نامہ رجسٹری نہیں ہوا؟

(الجواب) اس صورت میں علاوہ بتیس روپیہ وزیورات مذکورہ کے ایک ہزار روپیہ بھی مہر میں داخل ہے اور عند الطلب شوہر کو ادا کرنا لازم ہے کیونکہ زبانی و تحریری اس صورت میں کافی ہے' رجسٹری ہونے کی ضرورت شرعاً نہیں ہے کما فی الدرالمختار و یجب الاکثر منھا ان سمی الاکثر الخ [2] فقط

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت قابل جماع نہیں ہے تو مہر واجب ہوگا یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۶۸) ایک شخص نے اپنا نکاح کیا مبلغ ؎ مہر مقرر ہوا' اور بعوض نان و نفقہ پانچ سو روپیہ کی اراضی مسماۃ کے نام کر دی بعد نکاح کے معلوم ہوا کہ یہ عورت قابل وطی' واولاد کے نہیں ہے' لہٰذا وہ شخص اس کو طلاق دینا چاہتا ہے مہر واجب ہے یا نہیں اور نان و نفقہ کے عوض جو دیا گیا اس کی مالک ہوگی یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں طلاق دینے سے نصف مہر شوہر پر لازم ہوگا [3] اور نان و نفقہ کے لئے جو کچھ شوہر نے اس عورت کو دے دیا وہ اس کی مالک ہوگئی اس کی واپسی اب نہیں ہو سکتی۔

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٧٦ عبارتھا تزوجھا علی انھا بکرا فاذا ھی لیست کذالك یجب المھر (رد المحتار ایضاً .ط.س.ج۳ص ۱٦۲) ظفیر (۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص ۱۰۲ ظفیر (۳) رتقاء وغیرہ عورت سے نکاح جائز ہے حتی کہ خیار فسخ نکاح بھی نہیں ولا یتخیر احد الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون و جذام و برص و رتق و قرن (درمختار) رتق بالتحریك انسداد مدخل الذکر وقرن کفلس لحم ینبت فی مدخل الذکر کالغدۃ و قد یکون عظماء (رد المحتار باب العنین وغیرہ ج ۲ ص ۸۲۲) اگر ایسی عورت ہو تو خلوت کے باوجود نصف مہر ہے کیونکہ اس صورت میں خلوت نہیں ہوتی دیکھئے باب المہر ج ۲ ص ۴۶۵ .ط.س.ج۳ص ۱۰۵ صرف خنثی مشکل سے نکاح منعقد نہیں ہوتا اگر یہ صورت ہے تو یہ الگ بات ہے ظفیر

بعد طلاق مہر مؤجل بھی معجّل ہو جاتا ہے

(سوال ۱۳۶۹) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو ساڑھے تین سال سے روٹی کپڑا اور حق پرورش بچہ کا نہیں دیا نہ حق زوجیت ادا کیا زید ایک مرتبہ چند مستورات کو اپنے ہمراہ لیکر آیا اور ہندہ پر سخت تشدد کیا' بالآخر لفظ تین طلاق چند آدمیوں کے سامنے کہہ کر چلا گیا تو ہندہ اپنا مہر مؤجل وصول کر سکتی ہے یا نہیں' زید عذر کرتا ہے کہ مہر مؤجل تھا معجّل نہ تھا' اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) اگر دو گواہ عادل طلاق کے موجود ہیں یا زید کو اس کا اقرار ہے تو ہندہ مطلقہ ثابت ہو گئی اور مہر اگر مؤجل تھا تو معجّل ہو گیا بعد طلاق کے ہندہ اپنے مہر کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور زید کے اعذار لغو اور باطل ہیں اور نفقہ گزشتہ زمانہ کا ہندہ کو نہیں مل سکتا۔

لڑکی جو قابل وطئ نہ ہو اس کا مہر

(سوال ۱۳۷۰) ایک شخص کا نکاح ایک لڑکی سے ہوا' مگر لڑکی وطئ کے قابل نہیں ہے نکاح ہوا یا نہیں بعد میں باہم یہ فیصلہ ہوا کہ جو کچھ جہیز لڑکی کا تھا وہ لڑکی والے کو مل جاوے اور جو زیورات وغیرہ لڑکے والے کے تھے وہ لڑکے والے کو مل جاویں چنانچہ لڑکی اپنا جہیز لے گئی اور ہمارا زیور دے گئی اب اس کو طلاق دی جاوے یا نہیں اور مہر ہم پر کس قدر لازم ہے ؟

(الجواب) نکاح ہو گیا تھا اور بطریق خلع جو فیصلہ ہو گیا وہ صحیح ہو گیا' لیکن اگر خلع وغیرہ کا لفظ نہیں بولا گیا اور طلاق بھی نہیں دی تو نہ مہر معاف ہوا نہ طلاق پڑی اور جب کہ عورت قابل وطئ کے نہ ہو تو اس سے اگر خلوت بھی ہو تب بھی بعد طلاق کے نصف مہر لازم آتا ہے کیونکہ وہ خلوت صحیحہ نہیں ہے۔ [1] فقط

شوہر کے مرتد ہونے کے بعد بھی اس سے مہر وصول کیا جائے گا

(سوال ۱۳۷۱) ہندہ کا شوہر نو سال سے عیسائی ہو گیا ہے لیکن وہ ہندہ کی خبر نان و نفقہ سے لیتا رہا ہے' اب ہندہ کے اقرباء کہتے ہیں کہ ہم مہر کی نالش کریں گے، آیا بصورت ارتداد شوہر اگر مہر کی نالش ہو سکتی ہے تو کس میعاد تک اور مرتد نے جو روپیہ کثیر ہندہ کو دیا ہے اس کا لینا ہندہ کو جائز تھا یا نہیں اور اب شوہر مرتد ہندہ سے وہ روپیہ واپس لے سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بصورت ارتداد شوہر کے زوجہ مہر لے سکتی ہے [2] اور میعاد اس کی شرعاً کچھ نہیں ہے یعنی کسی مدت کے گزرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور جو کچھ عیسائی نے اس عورت کو دیا اور ہبہ کر دیا وہ اس کی مالک ہو گئی موانع رجوع کے پائے جانے کی صورت میں وہ عیسائی اس دیئے ہوئے مال کو واپس نہیں لے سکتا اور اسلام لانے

---

(۱) والخلوة بلا مانع حسی لخ و رتق والتلاحم الخ وقرن بالسکون عظم و عقل بفتحتین عدة (درمختار) فی البحر عن المغرب القرن فی الفرج مانع یمنع سلوك الذكر فيه (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٦٥ .ط.س. ج۳ص ١١٤) ظفير
(۲) افادان المهر وجب بنفس العقد الخ وانما يتاكد لزوم تمامه بالوطؤ ونحوه الخ لان البدل بعد تاكد لا يحتمل السقوط الا بالابراء. رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س. ج۳ص ١٠٢) ظفير

کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ فقط

حلالہ سے پہلے نکاح کی صورت میں مہر آتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۲) شخصے زوجہ خود راسہ طلاق داد بعدہ قبل از تحلیل نکاح منعقد ساخت و مقاربت و قربان باایام بوجود رسید دریں صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ و مہر لازم است یا نہ؟

(الجواب) دریں صورت نکاح نہ شد، و مہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول و صحبت قال فی الدرالمختار و یجب مہر المثل فی نکاح فاسد الخ بالوطئ[1] الخ فقط

مطلقہ کا مہر شوہر کے ذمہ لازم ہے

(سوال ۱۳۷۳) ایک عورت نافرمان کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور شوہر صرف آٹھ روپیہ کا ملازم ہے تو اس صورت میں شوہر کے ذمہ دین مہر زوجہ کا واجب ہے یا نہیں اور شوہر کی مفلسی کا بھی کچھ لحاظ شریعت میں ہوگا یا نہیں؟

(الجواب) دین مہر زوجہ کا جو مطلقہ ہے، شوہر کے ذمہ لازم و واجب ہے، جس وقت ہو ادا کرے اس دین میں حاکم شوہر کو قید کر سکتا ہے بعد ثابت ہونے افلاس کے رہا کر دیوے، پھر جس وقت وسعت ہوگی ادا کرنا لازم ہے بہر حال دین مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے۔[2] فقط

شوہر نابالغ انتقال کر جائے تو بھی مہر اور عدت ضروری ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۴) شوہر اگر صغیر نابالغ ہو اور اس کی زوجہ ابھی رخصت نہ ہوئی ہو اسی حالت میں شوہر صغیر کا انتقال ہو جائے تو زوجہ کا مہر واجب ہوگا یا نہیں؟ اور زوجہ پر عدت لازم ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) شوہر اگر مر جاوے اگرچہ صغیر ہو،[3] اور اس کی زوجہ رخصت نہیں ہوئی مہر اور عدت لازم ہے (المہر یتاکد باحد معان ثلاثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ و موت احد الزوجین سواء کان مسمی او مہر المثل حتی لا یسقط منہ شیئ بعد ذلک الا بالا براء من صاحب الحق (فتاوی عالمگیریہ جلد ۲ ص ۳۱۴ نو لکشوری) اعدۃ المراۃ فی الوفاۃ اربعۃ اشہر و عشرۃ ایام سواء کانت مدخولا بہا اولا مسلمۃ او کتابیۃ صغیرۃ او کبیرۃ اواسیۃ الخ (ایضاً ص ۵۴۵) فقط

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۸۱ .ط.س.ج۳ص ۱۳۱ مطلب فی نکاح الفاسد، ظفیر

(۲) و من سمی مہر اعشرۃ فما زاد فعلیہ المسمی ان دخل بہا او مات عنہا (الی قولہ) وان طلقہا قبل الدخول و الخلوۃ فلہا نصف المسمی (ہدایہ ج ۲ ص ۳۰۴)ظفیر

(۳) ولو بزوج لا یطاق معہ الجماع (درمختار) ای ولو کان الصغر لصاحب الزوج یعنی لا فرق بین ان یکون الزوج اوالزوجۃ او کل منہما صغیر الخ و تجب العدۃ بخلوۃ وان کانت فاسدۃ لان تصریحہم بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی (رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۶۶ .ط.س.ج۳ص ۱۱۴ مطلب فی احکام الخلوۃ) ظفیر

بعد طلاق مہر اور زیور کس قدر عورت کو ملے گا

(سوال ۱۳۷۵) ایک شخص کی ایک عورت ہے وہ ہمیشہ اپنے شوہر کو ناراض رکھتی ہے جس کی وجہ سے شوہر نے عورت کو اپنے گھر سے نکال دیا عورت نے عدالت میں خرچہ کا دعویٰ کیا، عورت و شوہر میں صلح ہو گئی، خرچہ دینے پر شوہر عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے، ہمارے یہاں یہ دستور ہے کہ نکاح کے وقت کچھ زیور اور مہر زیادہ باندھی جاتی ہے اور مہر اس زمانہ میں کوئی عورتوں کو دیتا نہیں ہے اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ کیا مہر دینا ہوتا ہے جو کہیں منظور کر لو، جن لوگوں کو کبھی ایک ہزار روپیہ ملتا بھی نہیں ان کو ہزار روپیہ کی مہر باندھی جاتی ہے اور ہمارے یہاں یہ بھی دستور ہے کہ عورت کے مر جانے کے بعد اس کے میکے والے زیور شوہر والا جتنا ہوتا ہے واپس کر دیتے ہیں اور بعض آدمی اپنا دیا ہوا لے لیتے ہیں اور شوہر والا شوہر کو دے دیتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر عورت کو طلاق دینا چاہے تو کتنا زیور و مہر پانے کا حق رکھتی ہے؟

(الجواب) اگر طلاق بعد دخول یا خلوۃ صحیحہ کے ہو گی تو پورا مہر شوہر کو دینا لازم ہے اور اگر قبل وطئ و خلوۃ صحیحہ ہو گی تو نصف مہر دینا لازم ہے اور زیور جو مرد کا ہے اور عورت کو عاریۃً دے رکھا تھا وہ واپس لیوے گا اور جو زیور عورت کا ماں باپ کے گھر کا ہے یا شوہر نے اس کی ملک کر دیا تھا وہ عورت کو ملے گا کما فی الدر المختار و یتاکد عند وطئ او خلوۃ صحت الخ و یجب نصفہ لطلاق قبل وطئ او خلوۃ فقط واللہ اعلم فقط

زیادہ مہر کی صورت میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۶) فی زمانناشادی میں بہت زیادہ چالیس ہزار مہر مقرر ہوتا ہے حالانکہ گھر میں فاقہ کی نوبت ہوتی ہے مگر کم معیوب سمجھا جاتا ہے، ایسا نکاح درست ہے یا کیا؟

(الجواب) مہر کا زیادہ کرنا اچھا نہیں سمجھا گیا اور شرعاً پسندیدہ امر نہیں ہے[1] باقی جو کچھ مہر مقرر کر دیا جاوے، اگرچہ وہ شوہر کی حیثیت سے زیادہ ہو وہ مہر لازم ہو جاتا ہے اور نکاح ہو جاتا ہے۔[2] فقط

مہر لینے کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر آنا چاہئیے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۷) شوہر کی ڈگری زوجیت کی اور زوجہ کی ڈگری مہر معجّل کی ہوئی تو زوجہ مہر لے کر شوہر کے گھر آنا نہیں چاہتی، اس صورت میں مہر دینا چاہئیے یا نہیں؟

(الجواب) مہر معجّل کا ادا کرنا ضروری ہے اور بعد لینے مہر معجّل کے زوجہ کو شوہر کے گھر آنے سے انکار کرنا جائز نہیں ہے۔[3] فقط

---

(۱) عن عمر بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا و تقویٰ عند اللہ لکان اولٰکم بہا نبی اللہ ﷺ ما علمت رسول اللہ ﷺ نکح شیئا من نسائہ ولا انکح شیئا من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ او قیہ رواہ احمد و الترمذی وابو داؤد و النسائی و ابن ماجہ والدارمی، مشکوٰۃ باب الصداق ص ۲۷۷، ظفیر

(۲) و تجب العشرۃ ان سماہا او دونہا و یجب الاکثر منہا ان سمی الاکثر و یتاکد عند وطئ او خلوۃ صحت او موت احدہما (درمختار) قولہ یجب الاکثر ای بالغا ما بلغ (رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۵۴ ط.س. ج۳ص ۱۰۲) ظفیر

(۳) ولہا منعہ من الوطؤ لاخذ ما بین تعجیلہ من المہر کلہ او بعضہ (درمختار) واللام بمعنی الی (رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۲، ۴۹۳ ط.س. ج۳ص ۱۴۳ مطلب فی منع الزوجۃ نفسہا بقبض المہر) ظفیر

مہر لازم ہونے کے بعد کبھی ساقط ہوتا ہے یا نہیں

(سوال ۱۳۷۸) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو عدالت میں کہا کہ وہ زانیہ ہے جس پر عورت نے عدالت دیوانی میں طلاق لعان کا دعویٰ کر دیا اور عدالت نے باضابطہ عورت کو حکم دے دیا کہ تم کو طلاق ہو گئی تو اس صورت میں عورت مذکور مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں سید امیر علی صاحب نے جو شرع محمدی لکھی ہے اس کتاب میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ مہر خلوۃ صحیحہ سے جب واجب ہو جاتا ہے تو بعد ازاں وہ عورت کے کسی فعل سے معدوم نہیں ہونا چاہئیے یہ صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) صحیح یہ ہی ہے کہ جب خلوۃ صحیحہ کے بعد پورا مہر لازم ہو جاتا ہے تو پھر وہ عورت کے کسی فعل سے ساقط نہیں ہوتا' در مختار وغیرہا کتب فقہ میں ایسا ہی ہے۔[1] فقط

شوہر کے باپ سے مہر کا مطالبہ درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۷۹) اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد' زوجہ را حق مطالبہ مہر خود از پدر زوج می رسد یا نہ؟

(الجواب) اگر شوہر بحیات پدر خود مفلس بمیرد' زوجہ را مطالبہ مہر از پدر شوہر بدون ضمان او نمی رسد' کذا فی الشامی[2] وغیرہ

شوہر کی موت کے بعد مہر کی ادائیگی اس کے باپ کے ذمہ نہیں ہے شوہر کی جائیداد سے لے سکتی ہے

(سوال ۱۳۸۰) ایک شخص کا لڑکا جب جوان ہوا تو اس کے باپ نے اس کی شادی کر دی' اس کی بیوی کا مہر ... ہزار روپیہ مقرر ہوا' زیور چاندی سونے کا اور پارچہائے ریشمی حسب دستور اس کی بیوی کو چڑھایا گیا' شادی سے ایک سال بعد وہ لڑکا فوت ہو گیا اس کی بیوہ کبھی سسرے کے یہاں کبھی باپ کے یہاں رہتی ہے' اب وہ بیمار ہو کر باپ کے یہاں آگئی کچھ تھوڑا زیور جو ہر وقت پہنا جاتا ہے وہ اس کے پاس ہے اور باقی کل زیور و کپڑے سسرے کے یہاں ہیں اور باپ اس لڑکی کا غریب ہے اس کی بیماری کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا کیا اس کا سسر اپنے لڑکے کے عوض مہر اس کی بیوہ کو دے سکتا ہے یا نہیں' کیونکہ وہ اپنے باپ سے علیحدہ نہیں تھا اور اس کا سسر مہر ادا نہیں کر سکتا تو وہ زیور جو اس کو چڑھایا گیا تھا وہ اپنے مہر میں لے سکتی ہے یا نہیں اور جو زیور لڑکی کے پاس ہے اس کا اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

(الجواب) مہر جو بذمہ شوہر متوفی اس کے ذمہ دار شوہر کا باپ نہیں ہے[3] لیکن اگر وہ تبرعاً اپنے بیٹے کی

---

(۱) واذا تاكد المهر بما ذكر لا يسقط بعد ذلك وان كانت الفرقة من قبلها لان البدل بعد تاكده لا يحتمل السقوط (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص۱۰۲) ظفير

(۲) ولا يطالب الاب بمهر ابنه الصغير الفقير اما الغنى فيطالب ابوه بالدفع من مال ابنه لا من مال نفسه اذا زوجه امراة الا اذا ضمنة كما فى النفقة فانه لا يوخذ بها الا اذا ضمن (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب فى ضمان الولى المهر ج ۲ ص ٤٩١ .ط.س.ج۳ص۱٤۱) ظفير (۳) لان المهر مال يلزم ذمة الزوج ولا يلزم الاب بالعقد اذلو لزمه لما افادا الضمان رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩١ .ط.س.ج۳ص۱٤۱' ظفير

طرف سے اس کا مہر ادا کر دیوے یا زیور وپارچہ کو جو بوقت نکاح چڑھایا گیا تھا مہر میں شمار کر کے ملک عورت کی کر دیوے تو یہ درست ہے، باقی ویسے وہ ذمہ دار مہر کا نہیں ہے، شوہر کی چیز سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے پس اگر اس کی ملک میں کچھ نہ تھا تو عورت کچھ نہیں لے سکتی اور زیور وپارچہ جو چڑھایا گیا تھا اگر وہ عاریۃً سمجھا گیا تھا یعنی عورت کی ملک کرنا مقصود نہ تھا تو اس کا مالک شوہر کا باپ ہے اور اگر اپنے پسر کی ملک کر کے اس کی زوجہ کو دیا تھا جیسا کہ عرف ہے تو وہ ملک شوہر ہے اس میں سے عورت اپنا مہر لے سکتی ہے اور اگر دینے کے وقت بہو کی ملک کر دی تھی تو وہ مالک ہو گئی ہے۔ فقط

مہر معجّل کی وصولی کے لئے بیوی شوہر کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۸۱) مسماۃ ہندہ کا نکاح بالعوض مبلغ ۲۵۰ سکہ کلدار مہر معجّل زید سے ہوا تحریری معاہدہ قبل نکاح روبرو گواہان مابین قرار پایا کہ میں ہندہ کو ہندہ کے گھر رکھوں گا اور خود رہوں گا اگر اپنے گھر ہندہ کو لے جاؤں تو ہندہ کو دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہے میں اسے دست بردار ہوں گا، اب زید ہندہ کو لے جانا چاہتا ہے، ہندہ طالب مہر معجّل ہے تو شرعاً زید کو بغیر ادا کئے مہر معجّل کے ہندہ کے لے جانے کا اختیار ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں ہندہ مہر معجّل کا مطالبہ زید سے کر سکتی ہے اور مہر کی وصولی کے لئے زوج کے گھر جانے سے انکار کر سکتی ہے۔ در مختار میں ہے ولها منعه من الوطئ و دواعيه والسفر بها الخ لا خذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه الخ وفى الشامى قوله والسفر) الاولى التعبير بالا خراج كما عبر فى الكنز ليعم الاخراج [1] فقط

لڑکی کی رضامندی کے بغیر ولی کا مہر خرچ کرنا کیسا ہے؟

(سوال ۱۳۸۲) ولی لڑکی کے مہر میں سے بلا رضامندی لڑکی کے تصرف کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ولی کو بلا رضامندی اختیار تصرف نہیں ہے، اگر باپ یا دادا ولی ہے اور لڑکی نابالغہ ہے تو مہر محفاظت رکھے اور اگر بالغہ ہے تو اس کو سپرد کر دے واللہ تعالیٰ اعلم (لقوله عزوجل ان الله يا مركم ان تؤ دو االامانات الى اهلها الايه) فقط

لڑکی کے ورثہ کب تک اس کے شوہر سے مہر لے سکتے ہیں؟

(سوال ۱۳۸۳) منکوحہ کو طلاق دینے کے ایک سال بعد اگر وہ مر جائے تو اس کے وارث اس کا مہر کس مدت تک لے سکتے ہیں، اور یہ عورت لاولد مری ہے۔

(الجواب) اس کا مہر اس کے ورثہ لے سکتے ہیں اور چونکہ عورت لاولد مری ہے تو نصف مہر شوہر کو پہنچ گیا باقی نصف دیگر ورثہ لے سکتے ہیں اور اس کے لئے کوئی میعاد نہیں ہے۔ فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۲ ط.س. ج۳ ص ۱۴۳، ظفیر

مہر بذمہ شوہر ہے اور اس کے والد کے ساتھ گستاخی گناہ ہے!

(سوال ۱۳۸۴) زید نے اپنے فرزند عمر عاقل بالغ کا نکاح اس کی رضامندی اور اجازت سے بکر کی دختر سے کیا قبل از عقد نکاح زید نے بحیثیت ولی ہونے کے حسب معمول اپنے فرزند عمر کی اجازت اور رضامندی سے بکر کو حق مہر اور دیگر شرائط تحریر کردی' بکر نے اپنے داماد عمر کو اس کے والد زید کی عداوت اور مخالفت پر آمادہ کیا اور عاق بنادیا بکر اپنی دختر کے حق مہر اور دیگر شروط کی بقاء اور ادائیگی شرعاً زید والد عمر سے طلب کرنے کا مستحق ہے یا اپنے داماد عمر سے اور کیا عمر اپنے والد زید کا عاق ہے کیونکہ عمر نے اپنے والد زید کو سخت صدمہ پہنچایا اور گستاخی سے پیش آیا؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ مہر بذمہ شوہر لازم آتا ہے لیکن اگر باپ ذمہ داری کرلیوے اور ضامن ہو جاوے تو باپ سے مہر کا مطالبہ ہوسکتا ہے کما فی الدر المختار ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الخ الا اذا ضمنه علی المعتمد [1] الخ پس صورت مسئولہ میں اگر زید نے ذمہ داری مہر کی اپنے پسر کی طرف سے کرلی ہے تو زید سے مطالبہ مہر کا ہوسکتا ہے اور اگر ذمہ داری نہ کی تھی تو نہیں ہوسکتا اور عمر بسبب افعال مذکورہ کے اپنے باپ کا عاق اور نافرمان ہے اسکو اپنے باپ سے معاف کرانا چاہیئے ورنہ وہ عاصی وفاسق رہے گا۔ فقط

لڑکے کے والد نے مہر کا ذمہ لیا تھا شوہر کے مرنے کے بعد اس سے مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۳۸۵) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کردیا بوقت نکاح مہر مقرر ہوا اور لڑکے کے والد نے کہا کہ اس کا مہر میں ادا کردوں گا 'کیونکہ لڑکا نابالغ تھا اور اس شخص کے تین لڑکیاں اور ایک لڑکا تھا' لڑکا تو باپ کے سامنے فوت ہوگیا' اب تین لڑکیاں زندہ ہیں اور لڑکے کی زوجہ مہر کا دعویٰ کرتی ہے اس کو میراث سے کتنا حق پہنچتا ہے اور مہر کا کیا حکم ہے؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الفقیر الخ الا اذا ضمنه الاب علی المعتمد [2] الخ اس سے معلوم ہوا کہ باپ اگر مہر کا ضامن ہوگیا تو اس سے مہر کا مطالبہ ہوسکتا ہے باقی میراث کا حصہ پسر متوفی کے زوجہ کو کچھ نہیں مل سکتا کیونکہ لڑکا جو باپ کی حیات میں فوت ہوگیا وہ ترکہ پدری سے محروم رہا لہذا اس کی زوجہ بھی اس ترکہ سے محروم ہوگئی۔ فقط

حضرت ام حبیبہؓ کا مہر مقرر ہوا' اب اس کی قیمت کس طرح لگے گی اور کتنی ہوگی؟

(سوال ۱۳۸۶) فیمابین زید وعمر مقدار مہر ام حبیبہؓ میں مباحثہ ہے' زید کہتا ہے کہ مہر چار سو دینار ہے جس کے چار ہزار درہم ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں ایک دینار دس درہم کا تھا اسی حساب سے اب بھی چار ہزار درہم

---

(۱) دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۱. ط.س. ج۳ ص ۱۴۱ ' ظفیر
(۲) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ج ۲ ص ۴۹۱. ط.س. ج۳ ص ۱۴۱. ظفیر

کے روپیہ بنائے جاویں گے جو گیارہ سو کم وبیش ہوں گے عمر کہتا ہے کہ چار سو دینار کے تولہ ماشہ بنا کر اس کی قیمت آج کے نرخ سے سونے کی لگائی جاوے گی جس کے ساڑھے چار ہزار روپیہ ہوں گے' صحیح کیا ہے؟

(الجواب) اب اگر کوئی شخص مہر مثل حضرت ام حبیبہؓ چار سو دینار مقرر کرے[1] تو ظاہر ہے کہ اس کے تولہ بنا کر اس کی قیمت کا حساب کر لیا جاوے گا جو قیمت بحساب تولہ بوقت ادائے مہر ہو گی وہ دی جاوے گی یا اس قدر سونا جو چار سو دینار کا ہوتا ہے دیا جاوے گا پس اگر بوقت ادائے مہر نرخ سونا تیس روپیہ تولہ ہو تو ساڑھے چار ہزار روپیہ ہوں گے' ورنہ جو نرخ ہو گا اس کے موافق حساب کیا جاوے گا۔ فقط

دق کی مریضہ نے موت سے دو ہفتہ پہلے مہر معاف کیا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۳۸۷) ایک عورت جو کئی سال سے مرض دق میں مبتلا تھی اس نے اپنے مرنے سے دو ہفتہ قبل گواہوں کے سامنے شوہر کو معاف کر دیا تو مہر معاف ہو لیا نہیں؟

(الجواب) مرض دق میں جب کہ زیادتی ہونے لگی اور ضعف بڑھنے لگے اور پھر اس میں مر جاوے تو ایسا مرض مرض الموت ہے اور ہبہ وغیرہ تبرعات اس کے بحکم وصیت ہیں لہذا اس صورت میں معاف کرنا اس کا مہر کو صحیح نہیں ہے' کیونکہ وصیت وارث کے لئے بدون رضاء باقی ورثہ کے صحیح نہیں ہے قال فی الدرالمختار وفی القنیۃ المفلوج والمسلول والمقعد مادام یزداد کالمریض[2] الخ وفی الشامی قلت و حاصلہ انہ' ان صار قدیماً بان تطاول سنۃ ولم یحصل فیہ ازیاد فھو صحیح اما لومات حالۃ الا زیادۃ الواقع قبل التطاول و بعدہ فھو مریض[3] الخ جلد ۲ شامی وفیہ ایضاً قبیلہ ان علم ان بہ مرضاً مھلکاً غالباً وھو یزداد الی الموت فھو المعتبر[4] الخ اور یہ ظاہر ہے کہ مریض بمرض دق کو مرنے سے ایک دو ہفتہ پہلے ازدیاد مرض و ضعف لازمی ہے' الغرض مریضہ مذکورہ کا یہ تصرف مرض الموت میں سمجھا جاوے گا اور مرض الموت میں مہر کا معاف کرنا شوہر کے لئے صحیح نہیں ہے۔

قال فی الدرالمختار اعتاقہ و محاباتہ و ھبتہ الخ کل ذلک حکمہ کحکم[5] وصیۃ الخ وفیہ من الوصایا ولا لوارثہ الخ الا باجازۃ ورثتہ لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام لا وصیۃ لوارث الا

---

(۱) عن ام حبیبۃ انھا کانت تحت عبد ابن جحش فمات بارض حبشہ فزوجھا النجاشی النبی ﷺ وامھر ھا عنہ اربعۃ الاف، و فی روایۃ اربعۃ الاف درھم و بعث بھا الی رسول اللہ ﷺ مع شرجبیل بن حسنہ رواہ ابوداؤد والنسائی (مشکوۃ باب الصداق ص ۲۷۷) اہل لغت لکھتے ہیں کہ ایک دینار ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے اس حساب سے چار سو دینار کا وزن ایک سو پچاس تولہ ہوتا ہے اور یہ سونا کا سکہ ہوتا ہے اس وقت سونا سوا دو سو روپے تولہ ہے اس حساب سے اس کی قیمت (۳۳۷۵۰) روپے ہوتی ہے' مفتی علامؒ نے بھی ایک دینار کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہی مان کر جواب میں حساب درج کیا ہے اس وقت چاندی اور سونے کی قیمت ایک اور دس کا فرق نہیں بلکہ بہت زیادہ تفاوت ہے' درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے اس حساب سے چاندی کا وزن گیارہ سو چھیاسٹھ تولہ آٹھ ماشہ ہوتا ہے' اس وقت چاندی سات روپے تولہ ہے اس کی قیمت آٹھ ہزار ایک سو چھیاسٹھ اور دس پیسے ہوتی ہے اس لئے مسئلہ یہی ہے کہ دینار کا وزن جوڑ کر اس کی قیمت لگائی جائے جیسا کہ مفتی علامؒ نے کیا ہے سونے کی قیمت ہر دور میں مختلف ہوتی ہے اس کے حساب سے رقم بنے گی' مفتی علامؒ کے زمانہ میں ساڑھے چار ہزار ہوتی تھی اور اس زمانہ میں (۳۳۷۵۰) ہو گی' ظفیر

(۲) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب طلاق المریض ج ۲ ص ۷۱۶ .ط.س. ج۳ ص ۳۸۵' ظفیر

(۳) رد المحتار باب طلاق المریض ج ۲ ص ۷۱۷ .ط.س. ج۳ ص ۳۸۵' ظفیر

(٤) ایضاً ج ۲ ص ۷۱٦ .ط.س. ج۳ ص ۳۸۷' ظفیر

(۵) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار .ط.س. ج٦ ص ٦۷۹ باب العتق المریض.

ان یجزها الورثته الخ فقط

مہر ضروری ہے کوئی نمائشی چیز نہیں

(سوال ۱۳۸۸) مہر کوئی نمائشی چیز ہے یا نہیں' زید نے بوقت نکاح ایک معقول رقم حق مہر معجّل اسٹامپ پر تحریر کردی' بعد ازاں طلب پر جواب دیا کہ میں نے مہر نمائشی لکھ دیا تھا' نہ ادائیگی کے لئے شرع کا کیا حکم ہے ؟

(الجواب) مہر کوئی نمائشی چیز نہیں' بلکہ شوہر نے جو مقدار مہر معجّل کی مقرر کردی اس کا ادا کرنا فی الحال ضروری و لازم ہے' عورت ہر وقت وہ مقدار لے سکتی ہے [1] اور باوجود استطاعت نہ دینا شوہر کا اس مقدار کو ظلم صریح ہے۔ فقط

جب کسی نے دو بیوی کی تو ان دونوں کی اولاد الگ الگ مہر وصول کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۸۹) مسماۃ کنیز رابعہ زوجہ مولوی محمد شفیع فوت ہوئی چند اولاد بالغہ چھوڑی بعد ایک سال کے محمد شفیع نے دوسری شادی مسماۃ فقیلن سے کی اس سے بھی چند اولاد ہوئی جس وقت محمد شفیع فوت ہوئے اس وقت زوجہ ثانیہ اور ایک بالغ لڑکا موجود تھا اب دونوں بیبیوں کی اولاد والد مرحوم کی اشیاء منقولہ و غیر منقولہ سے دین مہر لینا چاہتی ہے' یہ تو سہل تھا کہ دونوں نصف نصف بحصہ رسد تقسیم کر لیں لیکن ہر ایک وارث پوری تعداد مہر کی لینا چاہتا ہے جس کی دلیل بھی ہر ایک فریق بیان کرتا ہے وارثان کنیز رابعہ کہتے ہیں کہ جس وقت ہماری والدہ فوت ہوئی ہم کو دین مہر کے مطالبہ کا حق حاصل ہو گیا اور ہم اس کے مالک ہو گئے اگرچہ ہم نے والد کے ادب سے مطالبہ نہیں کیا اور اس وقت ہمارے سوا اور کوئی وارث نہ تھا لہٰذا ہم کو کل دین مہر ملنا چاہئیے۔

وارثان بی بی فقیلن کہتے ہیں کہ جب پہلی بی بی کی اولاد نے بیس برس تک مطالبہ دین مہر کا نہیں کیا تو اب ان کو حق دین مہر کے مطالبہ کا نہیں رہا' لہٰذا ہم کو پورا دین مہر ملنا چاہئیے شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے ؟

(الجواب) شرعی مسئلہ یہ ہے کہ پہلا اور پچھلا قرض برابر ہے اور دائن مقدم و دائن مؤخر کا حق برابر ہے اس میں کسی کو ترجیح نہیں ہے اور یہ بھی حکم شرعی ہے کہ کوئی دائن جب تک اپنا دین مدیون سے وصول کر کے اپنے قبضہ میں نہ لاوے اس وقت تک وہ مالک نہیں ہوتا اور یہ بھی مسئلہ شرعیہ ہے کہ شادی سے دائن کا حق ساقط نہیں ہوتا کما فی الشامی ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان [2] بعد اس تمہید کے فیصلہ شرعیہ یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں ہر دو زوجہ کا دین مہر برابر ہے ترکہ متوفی میں سے اول دونوں کا مہر ادا کیا جاوے گا اور باقی ماندہ ورثہ پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے گا اور اگر ترکہ دونوں مہروں کا کافی نہ ہو تو دونوں کو بقدر حصہ تقسیم کیا جاوے گا' مثلاً اگر مقدار دین مہر ہر دو زوجہ مختلف ہے تو زیادہ والی کو زیادہ اور کم والی کو کم حساب کے موافق دیا

---

(۱) افادان المهر وجب بنفس العقد رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٤ .ط.س.ج۳ص۱۰۳' ولها منعه من الوطئ ودواعيه والسفر بها الخ لاخذ ما بين تعجيله من المهر كله او بعضه (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩٠ .ط.س.ج۳ص۱٤۳ مطلب فى منع الزوجة نفسها لقبض المهر' ظفير (۲) دیکھئے الاشباه والنظائر مع الحموى كتاب القضاء والشهادات ص ۲۱٤ ردالمحتار كتاب الدعوى مطلب هل يبقى النهى بعد موت السلطان ط.س.ج۵ص۷۲۰' ظفير

جاوے گا اور تساوی مہر کی صورت میں دونوں کو برابر دیا جاوے گا لیکن کنیز رابعہ کے مہر میں سے ایک چہارم اس کے شوہر کو پہنچا جو کہ بعد شوہر کی وفات کے ان وارثوں کو حسب حصص ملے گا جو کہ بوقت وفات شوہر موجود تھے۔ فقط

اللہ واسطے کہنے سے مہر میں نقصان نہیں آتا اور نہ نکاح میں !

(سوال ۱۳۹۰) بعض لڑکی کا ولی اجازت دیتا ہے کہ نکاح اللہ واسطے پڑھو' قاضی صاحب خطبہ اور ایجاب و قبول اس طور کراتے ہیں کہ مسماۃ زینب دختر عمر الدین بالعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ زر مہر کے تجھے اللہ واسطے بخش دی 'اس نے قبول کرلی' پھر بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب مہر مقرر کیا گیا پھر اللہ واسطے کیسی ہوئی' مہر مقرر نہ کیا جاوے تو ٹھیک ہے' نکاح جائز ہے ورنہ نہیں' اگر لڑکی مر جاوے تو اس کا ولی مہر کا دعویٰ کر سکتا ہے تو پھر وہ مہر کیوں لیتا ہے جب اللہ واسطے بخش دی تھی۔ ؟

(الجواب) اول تو اس لفظ اللہ واسطے کی کہنے کی ضرورت نہیں اور اگر کہا جاوے تو اس سے مہر ساقط نہیں ہوتا اور نکاح میں بھی کچھ نقصان نہیں آتا گویا اس لفظ کا مطلب یہ ہے کہ موافق حکم شریعت کی لوجہ اللہ یہ نکاح کیا جاتا ہے یعنی مقصود رضاء الٰہی ہے۔

ان گواہوں کے بیان سے گیارہ ہزار ثابت ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۹۱) والدہ مرحومہ کا مہر گیارہ ہزار گیارہ اشرفی کا ہے' نکاح کو عرصہ ۴۵ سال کا ہوا چنانچہ ان دونوں کے انتقال کے بعد عاجز نے جائیداد والد پر دعویٰ مہر کیا' ثبوت مہر میں بوقت نکاح جو لوگ گواہ تھے ان میں سے قاضی عبدالرحمٰن صاحب نے گیارہ ہزار دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور قمر الدین خان نے ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا مہر بیان کیا اور بخشی بیگم نے گیارہ ہزار دس اشرفی بیان کی اور دو گواہ میرے والد کا یہ کہنا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ گیارہ ہزار پر میرا نکاح ہوا تھا' اسی قدر میرے لڑکے کا مہر باندھو' اس صورت میں میری والدہ کا مہر گیارہ ہزار ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں' جب کہ حکیم صاحب دس ہزار یا گیارہ ہزار تردید کے ساتھ بیان کر چکے ہیں ؟

(الجواب) وقت نکاح کے گواہوں میں سے ایک گواہ قاضی عبدالرحمٰن کا بیان گیارہ ہزار دس اشرفی کا ہے اور ایک عورت بخشی بیگم کا بیان اس کے مثل ہے اور قمر الدین خان کا بیان ہزاروں روپیہ اور دس اشرفی کا ہے جو کہ مطابق دعویٰ کے نہیں ہے یعنی صاف طور سے اس میں گیارہ ہزار دس اشرفی کا بیان نہیں ہے اور دس ہزار یا گیارہ الخ بیان کرنا بھی بوجہ تردید کے مطابق سابق کے نہیں' پس یہ بیانات مثبت گیارہ ہزار روپیہ دس اشرفی کے شرعاً نہیں ہیں البتہ اقرار والد نذیر احمد کا جو بدیں الفاظ ہوا کہ جس قدر میرا مہر تھا اسی قدر میری دختر کا ہوگا' تو اگر اس موقع پر گیارہ ہزار الخ کی تصریح ہو گئی ہے اور اس اقرار کے سننے والے دو گواہ عادل موجود ہیں تو گیارہ ہزار الخ

مہر ثابت ہو سکتا ہے[1] مگر پہلے خود حکیم صاحب تردید کے ساتھ دس یا گیارہ ہزار بیان کر چکے ہیں لہٰذا اس سے بھی گیارہ ہزار الخ کا ثبوت نہیں ہو سکتا' پس ایسے نزاع کی حالت میں مہر مثل سے فیصلہ ہوتا ہے۔[2] فقط

دعویٰ معافی مہر میں گواہی اور اس سلسلہ میں سوال!

(سوال ۱۳۹۲) دعویٰ معافی مہر کا دائر ہے لیکن اس میں مسماۃ الف کی شہادت بھوپال میں ہوئی اور مسماۃ ب کی شہادت بہت عرصہ کے بعد لاہور میں ہوئی اور مسمی ج کی شہادت مسماۃ الف کی ساتھ ساتھ ہوئی اور گواہان نمبر ۱' ۲' ۳ کی شہادتیں بوجہ اقرار عدم پابندی و بے پردہ ہونے کے مفید ثبوت نہیں اس لئے کل متروکہ سے دین مہر ادا کیا جاوے اس صورت میں نصاب شہادت پورا ہے یا نہیں اور چونکہ مسماۃ الف و ب کی شہادت علیحدہ علیحدہ ہوئی تو اس میں کچھ شرعی نقص ہے یا نہیں؟

(الجواب) معافی مہر کا دعویٰ اس وجہ سے غیر ثابت قرار دیا گیا ہے کہ اس میں ایک مرد اور دو عورتیں شہادت دیتی ہیں مگر دو عورتوں نے علیحدہ علیحدہ ادائے شہادت کیا ہے یعنی دو عورتوں کی علیحدہ علیحدہ شہادت ادا کرنے کی وجہ سے ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت کو نصاب شہادت قرار نہ دیا گیا ہے' اور بسبب عدم نصاب شہادت کے دعویٰ کو غیر مسموع قرار دیا گیا ہے' حالانکہ مذہب حنفیہ میں ایسا کوئی قول نہیں جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ عورتوں کی شہادت میں تفریق شرط قبول ہے' ہاں اتنا صحیح ہے کہ قاضی کو دو عورتوں میں تفریق نہ کرنا چاہئے کما فی الدرالمختار ولا یفرق القاضی بینهما الخ[3] اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ ام شافعی کما قال السبکی اور ام بشر حاکم کے پاس شہادت کے لئے حاضر ہوئیں' اس نے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا چاہا تو ام شافعی نے فتذکر احدهما الاخری کی آیت پڑھ کر سنادی اور حاکم ساکت ہوا[4] اس سے ظاہر ہوا کہ ام شافعی کے استنباط کا دارومدار آیت مذکورہ پر ہے جس کی حقیقت اس سے زائد نہیں کہ اشارہ عدم ضرورت تفریق معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ عدم تفریق ضروری ہے' چنانچہ خود شوافع کے یہاں بھی بوقت ارتیاب قاضی کو تفریق کا اختیار ہے بلکہ مستحب ہے کہ شاہدوں کو بشرط اشتباہ وارتیاب ایک دوسرے سے علیحدہ کرے کما فی الحموی قال التاج السبکی بعد نقل هذه الحکایة وهذا فرع حسن استنباط جید والمعروف فی مذهب ولدها (وهو الشافعی) اطلاق القول بان الحاکم اذا ارتاب بالشهود استحب له التفریق بینهم وکلاهما صریح اشتباه النساء للمنزع الذی ذکرته ولا باس به اه اقول وفی الملتقط من الحکایة المذکورة لیس صریحاً فی ان المذهب عندنا عدم التفریق فی شهادة النساء اذا ارتاب القاضی ص ۳۲۷

---

(۱) ونصابها (ای الشهادة) لغیرها من الحقوق الخ رجلان الخ او رجل وامرأتان (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۵ .ط.س. ج۳ص ۴۶۵ .ط.س. ج۵ص ۴۶۵) ظفیر (۲) وان اختلفا فی المهر ففی اصله الخ یجب مهر المثل (در مختار) قال فی الفتح الاختلاف فی المهر اما فی قدره او فی اصله وکل منهما اما فی الحیوة او بعد موتهما او موت احدهما (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۶ .ظ.س. ج۳ص ۱۴۸ مطلب مسائل الاختلاف فی المهر) ظفیر (۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۶ .ط.س. ج۵ص ۴۶۵' ظفیر (۴) حکی ان ام بشر شهدت عند الحاکم فقال الحاکم فرقوا بینهما فقالت لیس لك ذلك قال الله تعالیٰ ان تضل احدهما فتذکر احدهما الاخری فسکت الحاکم (رد المحتار کتاب الشهادات ج ۴ ص ۵۱۶ .ط.س. ج۳ص ۴۶۵ تفصیلی واقعہ جس میں امام شافعی کا تذکرہ بھی ہے اسکے لئے دیکھئے حمومی علی الاشباه والنظائر کتاب القضاء والشهادات ص ۲۲۱) ظفیر

اس تصریح سے ثابت ہوا کہ قاضی باوجود رضامندی نساء کے بھی بصورت ارتیاب کے تفریق کر سکتا ہے پس اگر خاص عذر سے یا بدون عذر اتفاقاً دو عورتوں کی شہادت علیحدہ علیحدہ لی گئی تو اس میں کیا مضائقہ ہے لہذا محض علیحدہ علیحدہ ادائے شہادۃ امراتین کی وجہ سے نصاب شہادت کو ناقص نہ سمجھا جاوے گا بلکہ اس شہادت سے معافی مہر ثابت ہوگی اور اگر اس توہم پر محض علیحدہ علیحدہ اور مختلف اوقات میں ادائے شہادت ہونے کی بناء پر رد دعویٰ کی قضا ہو تو وہ قضا بھی نافذ نہیں' کما فی الشامی المقلد متی حالف مذهبه لا ینفذ حکمه ج ٤ ص ٤٣٠ فقط

معافی کے بعد مہر کا مطالبہ صحیح نہیں

(سوال ۱۳۹۳) ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا مہر موجود ہے معاف کر دے ورنہ تجھ کو زکوٰۃ دینا پڑے گی' اس نے خیال کیا کہ مہر تو ملنے سے رہا لہذا معاف کر دیا' اب شوہر سے پا سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ عورت نے کسی وجہ سے ہو معاف کر دیا' اور بدون زبردستی و اکراہ کے معاف کیا اگرچہ شوہر کے کہنے سے معاف کیا اور اگرچہ عورت نے بخوف زکوٰۃ مہر معاف کیا اس صورت میں مہر معاف ہو گیا عند اللہ مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتی (للمراۃ ان تهب مالها لزوجها من صداق دخل بها زوجها اولم یدخل (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۹۶) اذا وهب احد الزوجین لصاحبه لا یرجع فی الهبنه قاضی خان ج ٤ ص ۲۸۸ فقط

عورت نے مہر نہیں لیا روپیہ تجارت میں لگا دیا گیا اب عورت مع نفع مہر لے سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ١٣٩٤) اگر شرعاً اس عورت کے مہر ادا نہیں ہوئے اور نقدی میں سے اس کو مہر لینے کا حق ہے اور نقدی تجارت میں لگا دی اور اس میں نفع و نقصان سب کچھ ہوا' آج عورت اپنا مہر مع منافع مانگتی ہے' عورت کو منافع لینے کا حق ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں عورت صرف اپنا مہر ورثہ سے لے سکتی ہے وہ مہر ورثہ کے ذمہ دین ہے لہذا عورت اصل مہر لے سکتی ہے اس کے نفع کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ فقط

لڑکی کے مرنے کے بعد باپ اس کا مہر لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ١٣٩٥) لڑکی کے مر جانے کے بعد اس کے والدین کو اس کے مہر لینے کا حق ہے یا نہیں؟

(الجواب) لڑکی اگر لاولد مر جاوے اور اپنا شوہر اور والدین چھوڑے تو اس کے مہر اور تمام ترکہ میں سے بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث نصف اس کے شوہر کو اور نصف والدین کو پہنچتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ ولکم نصف ما ترك ازواجکم ان لم یکن لهن ولد [٢] فقط

---

(١) الاشباه والنظائر الفن الثانی کتاب القضا والشهادات ص ٢٢١' ظفیر (٢) سورة النساء

خلع کے لئے جو روپیہ غیر نے عورت کے حکم سے اس کے شوہر کو دیا تھا وہ شخص عورت سے وہ روپیہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۹۶) عمر نے زید سے ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ کے امر سے جو لیا تھا رقم لیکر اپنی زوجہ ہندہ کو تین طلاق پر مطلقہ کیا زید نے روپیہ بکر کے واسطے دیا تھا کہ ہندہ کی عدت گزر جاوے گی تو بکر سے نکاح کراؤں گا بکر عدت ہندہ کے اندر فوت ہو گیا نہ عدت پوری ہوئی نہ نکاح ہوا زید اپنا ایک سو ساٹھ روپیہ ہندہ یا اس کے والد سے طلب کرتا ہے، ہندہ انکار کرتی ہے، اپنے خرچہ ومہر ونسب کا دعویٰ کرتی ہے، آیا زید اپنی رقم واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور ہندہ کا دعویٰ بھی چل سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہندہ کے امر سے جو روپیہ زید نے عمر کو طلاق دینے کی غرض سے دیا تو زید اس روپیہ کو ہندہ سے واپس لے سکتا ہے اور طلاق علی المال میں صحیح قول کے موافق عورت کا مہر ساقط نہیں ہوتا، البتہ نصف گزشتہ و مفروضہ ساقط ہو جاتا ہے در مختار میں ہے ویسقط الخلع والمباراة کل حق ثقابت و قتهما لکل منهما علی الاخر الخ قوله کل حق شمل المهر والنفقة المفروضة والماضية [1] الخ شامی و قیل الطلاق علی مال مسقط للمهر کالخلع والمعتمد لا درالمختار و فی الشامی ان النفقة المقضی بها تسقط بطلاق واطلقوه فشمل الطلاق بمال وغیره شامی [2] وفی رد المحتار للشامی وان ارسله بان قال علی الفاتح فانقبلت لزمها تسلیمه الخ شامی [3] فقط

بنات وازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا اور اس سے زیادہ مہر رکھنا مکروہ ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۳۹۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں یہ کہ ازواج مطہرات حضرت رسول اللہ ﷺ بی بی عائشہ صدیقہ وبی بی حفصہ وبی بی خدیجۃ الکبریٰ وغیرہا رضی اللہ عنہا وبنات آنحضرت ﷺ بی بی فاطمہ ورقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد نکاح میں کتنا مہر مقرر کیا گیا تھا دیگر یہ کہ اگر کوئی ان کے مہر سے زیادہ مقرر کرے تو مکروہ ہو گا یا نہیں، بالتفصیل تحریر فرمادیں وسند سے ؟

(الجواب) مکروہ نہیں ہے، البتہ بہت زیادتی مہر میں پسندیدہ نہیں ہے ازواج مطہرات وبنات آنحضرت ﷺ کا مہر بارہ اوقیہ ونصف تھا جس کے پانچ سو درہم ہوتے ہیں، سوائے ام حبیبہؓ کے ان کا مہر چار ہزار درہم نجاشی نے باندھا تھا، مشکوٰۃ [4] (پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے اس کی قیمت چاندی کے بھاؤ سے ہر زمانہ میں لگائی جائے ظفیر)

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب الخلع ص ۷۷۷ ج ۲، ص ۷۷۸ ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۲۵۲......۴۵۳ ظفیر
(۲) ایضا ص ۷۸۰ ج ۲ .ط.س.ج۳ص۴۵۵، ظفیر
(۳) عن عمر بن الخطاب قال الا لاتغالوا صدقة النساء فانها لو کانت مکرمة فی الدنیا و تقویٰ عند الله لکان اولیکم بها نبی الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نکح شیئاً من نسائه ولا انکح شیئاً من بناته علی اکثر من اثنتي عشرة او قیة عن ابی سلمته قال سالت عائشة کم کان صداق النبی ﷺ قالت کان صداقه لا زواجه ثنتی عشرة او قیه و نش قالت اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقیة فتلك خمس مائة درهم رواه مسلم (مشکوٰة باب الصداق ص ۲۷۷) ام حبیبہؓ کے متعلق صراحت ہے امهر ها عنه اربعة الف درهم (ایضاً) ظفیر (۴) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب الا بی الصغیرة المطالبة المهر ج ۲ ص ۵۰۸ .ط.س.ج۳ص ۱۶۱ ظفیر

اولیاء کا قبل نکاح یا بوقت نکاح مہر لینا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۳۹۸) بعض آدمی لڑکے یا ورثاء لڑکے سے لڑکی کا مہر قبل از نکاح یا بوقت نکاح لیتے ہیں اور اپنی حوائج میں صرف کرتے ہیں اور دلیل جواز حدیث انت ومالك لا بيك [1] پیش کرتے ہیں اور قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی لڑکی کے مہر میں بکریئیں چروائی تھیں تو یہ دلیلیں اموال اولاد کے جواز کے لئے درست ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) لڑکی کے باپ کو مہر لینا درست ہے لیکن اپنے صرف میں نہ لاوے اور اگر اپنے صرف میں لایا تو اس کو لڑکی کو دینا ہوگا لاب الصغيرة المطالبة بالمهر درمختار [2] و في الشامي والصغير غير قيد ففي الهندية للاب والجد والقاضي قبض صداق البكر صغيرة كانت او كبيرة الا اذا نهته وهي بالغة صح النهي الخ [3] اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں تحقیق یہ ہے کہ اگرچہ فقہا نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر باپ کی بکریاں چرانے کی خدمت کو مہر مقرر کیا جاوے تو نکاح صحیح ہے اور مہر مثل لازم ہے ومقتضاه وجوب مهر المثل في خدمة وليها و عدم لزوم الخدمة وكذا في مثل قصة شعيب عليه السلام [4] مگر شامی میں کہا ہے کہ اس صورت میں باپ کے ذمہ اس خدمت کی قیمت لڑکی کو دینا لازم ہے ور مختار میں ہے ومفاده صحة تزوجها على ان يخدم سيدها او وليها كقصة شعيب عليه السلام مع موسىٰ عليه السلام [5] اور شامی میں ہے ومفاده صحة الاستدلال بها على الجواز في رعي غنم الاب قالالرحمتي و الظاهر ان وليها يضمن لها حينئذ قيمة الخدمة الخ [6] فقط

انیس روپے ماہانہ والا مہر کتنا مقرر کرے

(سوال ۱۳۹۹) جس شخص کو انیس روپیہ ماہوار کی آمدنی ہو بوقت عقد زیادہ سے زیادہ کس قدر مہر باندھ سکتا ہے ؟

(الجواب) مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم شرعی ہے جس کے پونے تین روپے کے قریب ہوتے ہیں اور زیادہ کی کچھ حد شریعت سے مقرر نہیں کی گئی کما قال اللہ تعالیٰ وان اتيتم احداهن قنطاراً فلاتأخذوا منه شيئاً الخ [7] اس سے معلوم ہوا کہ ہزار ہا روپیہ بھی مہر ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر بہت زیادہ اور حیثیت سے زیادہ مقرر نہ کیا جاوے، آنحضرت ﷺ کی ازوج مطہرات اور بنات طیبات کا مہر پانچ سو درہم یعنی

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب لابى الصغيرة المطالبته المهر ج ۲ ص ۵۰۸ .ط.س.ج۳ص ۱۶۱ ،ظفير
(۲) رد المحتار باب ايضاً مطلب ايضاً ج ۲ ص ۵۰۸ .ط.س.ج۳ص ۱۶۱ ، ظفير
(۳) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۸ .ط.س.ج۳ص ۱۶۱ ، ظفير
(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۳ ص ۴۵۸ .ط.س.ج۳ص ۱۰۷ ، ظفير
(۵) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۹ .ط.س.ج۳ص ۱۰۷ ، ظفير
(۶) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۵۸ .ط.س.ج۳ص ۱۰۷ ، ظفير
(۷) سورة النساء ، ظفير

قریب سواسو روپیہ کے ہوا ہے' پس مناسب اور مستحب طریقہ یہی ہے کہ مہر زیادہ نہ بڑھایا جاوے۔[1] فقط

"مہر معاف کرنے کا حق لڑکی کے باپ کو ہوگا" یہ شرط کیسی ہے؟

(سوال ۱۴۰۰) زید کا نکاح ہندہ بالغہ سے ہوا' اور ہندہ کے والدین نے چند شرائط زید سے لکھوائی ایک شرط یہ ہے کہ مہر کے معاف کرنے کا اختیار ہندہ کے والد کو ہوگا ہندہ کو نہیں' یہ شرط صحیح ہے یا نہیں (۲) بموجب شرط اقرار نامہ ہندہ کا مہر اس کے والدین معاف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(الجواب) یہ شرط لغو ہے' والدین ہندہ کو مہر معاف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے ہندہ کا مہر زید کے ذمہ بدستور واجب ہے' وہی اس کی مستحق ہے' اور وہی معاف کر سکتی ہے' والدین یا کسی کا اس طرح کی شرطیں لگانا اور شوہر کا قبول کرنا شرعاً قطعاً بے معنی ہے۔[2] فقط

جب مہر یاد نہ ہو تو مہر مثل ملے گا یا کیا؟

(سوال ۱۴۰۱) ہندہ کا عقد بقاعدہ شرعی ہوا مگر قاضی کے رجسٹر میں درج نہیں ہے اور نہ مقدار مہر یاد ہے' اس صورت میں مہر مثل دلایا جائے گا اور نکاح ثابت ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا' اور مہر مثل دلوایا جائے گا[3] اور مہر مثل وہ ہے جو اس کی بہنوں اور پھوپھیوں وغیرہن کا مہر ہو۔[4] وباقی الشروط یطلب من کتب الفقه فقط

اپنے لڑکے کی بیوی کو دودھ پلادیا اب وہ مہر کی مستحق ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۰۲) ایک عورت نے اپنے لڑکے کی زوجہ صغیرہ ڈیڑھ سالہ کو دودھ پلادیا' اس صورت میں اگر نکاح باطل ہوا تو مہر کا لین دین ہو گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زوجین کے درمیان حرمت قائم ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا' اور شوہر کے ذمہ نصف مہر واجب ہے اگر پورا مہر ادا کر چکا ہو تو نصف واپس لے سکتا ہے' فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے ولو ان رجلاً تزوج صغیرة فجاء ت ام الزوج من النسب او من الرضاع فارضعت الصغیرة حرمت علیه و یجب علها

---

(۱) پونے تین روپے کم سے کم مہر ۱۳۳۷ھ کی بات ہے اب ۱۳۹۱ھ میں اکیس روپے سے کم نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ چاندی سات روپے تولہ ہے اور دس درہم کا وزن ۳۵ ماشہ چاندی ہے' ہر زمانہ میں اس کی جو قیمت ہو گی وہی کم سے کم مہر کی مقدار قرار پائے گئے' اسی طرح پانچ سو درہم کی قیمت اس دور میں سواسو کے بجائے لگ بھگ سوا نو سو روپے ہو گی' اس لئے کہ پانچ سو درہم کا وزن ایک سو اکتیس تولہ چاندی ہے اس کی جو قیمت ہو گی سکہ رائج الوقت میں وہی حساب آئے گا واللہ اعلم' ظفیر (۲) وصح حطها لکله اوبعضه عنه (درمختار) و قید بحطها لان حط ابیها غیر صحیح لو صغیرة ولو کبیرة توقف علی اجازتها ولا بدمن رضاها ففی هبته الخلاصته خوفها بضرب حتی وهبت مهر مالم یصح لو قادرا علی الضرب اه (رد المحتار باب المهر ج۲ ص ٤٦٤ .ط.س.ج۳ص ۱۱۳ مطلب فی حط المهر والابراء عنه) ظفیر (۳) وان اختلفا فی المهر ففی اصله الخ یجب مهر المثل (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٩١ .ط.س.ج۳ص۱٤۸) وکذا یجب مهر المثل فیما اذا لم یسم مهر اوففی (ایضاً ج ۲ ص ٤٦٠ .ط.س.ج۳ص۱۰۸) ظفیر (٤) والحرة مهر مثل الشرعی مهر مثلها اللغوی ای مهر امراة تماثلها من قوم ابیها لا امها و فی الخلاصته و یعتبر باخواتها و عماتها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی بیان مهر المثل ج ۲ ص ٤٨٧ .ط.س.ج۳ص ۱۳۷) ظفیر

علیه نصف المهر [1] الخ فقط

لڑکی کا باپ مہر مانگتا ہے اور رخصتی نہیں کرتا اور سو روپیہ اوپر سے لیا، کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۰۳) میرا خسر میری بیوی کو نہیں بھیجتا ایک مرتبہ ایک سو روپیہ طلب کئے تھے کہ سُو روپیہ دے دو پھر بھیج دوں گا لیکن روپیہ لیکر بھی نہیں بھیجا اور روپیہ مجھ کو واپس نہیں دیتا، اور مہروں کا دعویٰ کرتا ہے کیا مہر دیئے جائیں گے، جب کہ وہ میری بیوی کو نہیں بھیجتا، اور ان کے یہاں پردہ قطعی نہیں ہے، ایسی صورت میں انکی امامت درست ہوگی یا نہیں؟

(الجواب) اگر مہر مؤجل ہیں تو عورت قبل طلاق اور قبل موت شوہر سے وصول نہیں کر سکتی، فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا خلاف لاحدان تاجیل المهر الی غایة معلومة نحو شهر اوسنة صحیح وان کان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وهو الصحیح وهذا لان الغایة معلومة فی نفسها وهو الطلاق اوالموت [2] الخ اور جو مبلغ سو روپیہ آپ نے اپنے خسر کو دیئے تھے ان کو وصول کر سکتے ہیں۔ اور جس شخص کے گھر کی عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں اور پھرتی ہیں اگر وہ ان کو منع نہیں کرتا تو امامت اس کی مکروہ ہے۔ فقط

مہر دینے کے باوجود عورت کے نام جائیداد لکھ دی شوہر اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۰۴) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور مہر ادا کر دیا اور اس عورت کے نام کچھ جائیداد نان و نفقہ میں تحریر کر دی تو بعد طلاق وادائیگی مہر کے وہ عورت مستحق نان و نفقہ کی شرعاً رہے گی یا نہیں اور وہ جائیداد واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) طلاق کے بعد اگر زمین اور جائیداد دی ہے تو وہ بطور ہبہ عورت کی مملوک ہوگی، اب زبردستی اور قانونی طور سے شوہر واپس نہیں لے سکتا رضامندی سے واپس ہو جائے تو بکراہت لینا جائز ہے۔

جائیداد بعد موت کسے ملے گی

(سوال ۱۴۰۵) اگر عورت مذکورہ شوہر کی حیات میں فوت ہو جائے تو وہ جائیداد اس کے شوہر کو ملنا چاہئیے یا اولاد کو؟

(الجواب) طلاق اور عدت گزرنے کے بعد اگر زوجہ فوت ہوئی تو شوہر کو اس کی میراث سے کچھ نہ ملے گا، اولاد اور دیگر ورثاء شرعی کو میراث پہنچے گی۔ فقط

---

(۱) عالمگیری مصری الباب السابع فی المهر فصل حادی عشر ج ۲ ص ۳۱۸ .ط. ماجدیه ج ۱ ص ۳۴۵، ظفیر

(۲) عالمگیری مصری کتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۴۵ .ط. ماجدیه. ج ۳ ص ۳۱۸

شوہر نابالغی میں فوت ہو جائے تو عورت مہر اور نفقہ کی حق دار ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۰۶) نابالغوں کی شادی ان کے اولیاء نے کر دی تھی' شوہر نابالغی کی حالت میں گزر گیا آیا دلہن حق دار مہر و خرچ ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں زوجہ پورے مہر کی مستحق ہے' شوہر کے ترکہ سے پورا مہر وصول کر سکتی ہے اور خرچ خوراک زمانہ عدت کا واجب نہیں ہے' در مختار میں ہے لا تجب النفقته الخ لمعتدة موت مطلقا [1] الخ درمختار باب النفقہ اور در مختار باب المہر میں ہے ویتاکد عند وطؤا وخلوة صحت من الزوج او موت احدهما [2] فقط

جس معافی کے گواہ نہ ہوں اس کا حکم

(سوال ۱۴۰۷) ایک عورت کا مہر پانچ ہزار مقرر ہوا تھا' جس میں سے اس نے اپنی خوشی سے بحالت صحت اپنے خاوند کو دو ہزار روپیہ معاف کر دیئے جس کا کوئی گواہ شاہد نہیں شرعاً یہ معافی معتبر ہو گی یا کالعدم ہو جائے گی ۔ ؟

(الجواب) اگر زوجہ اس ابراء (معاف کرنے) سے منکر نہیں بلکہ مقر ہے تو شرعاً یہ معافی معتبر ہو گی' زوج کے ذمہ سے مہر کا یہ حصہ ساقط ہو گیا' ہدایہ میں ہے وان حطت عنه من مهر.ها صح الحطلان المهر حقها والحط يلاقيه حالته البقاء .[3] انتہیٰ لیکن اگر زوجہ اقرار نہیں کرتی تو پھر شرعی شہادت کے بغیر اس معافی کا اعتبار نہ ہو گا (اور گواہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہونے ضروری ہیں ظفیر)

زیورات کی شکل میں مہر ادا کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۴۰۸) بقیہ تین ہزار اس طور سے ادا کئے کہ مختلف اوقات میں زائد از ایک ہزار کے زیورات ایک ایک دو دو کر کے بنوا دیئے اور دو ہزار نقد دے یا' کیا بعد میں عورت دعویٰ مہر کر سکتی ہے یا مہر کے جزو کی وصیت کر سکتی ہے ۔ ؟

(الجواب) شوہر نے جس قدر روپیہ اور زیورات وغیرہ مہر کے نام سے دیئے وہ سب مہر میں محسوب ہوں' عورت اس حصہ کے متعلق مہر کا دعویٰ یا وصیت نہیں کر سکتی' شوہر کے قول کا اس بارے میں اعتبار کیا جائے گا اعطا ها مالاً وقال من المهر وقالت من النفقتة فالقول للزوج الا ان تقيم هي البينتة كذاى فتح القدير [4] ومن بعث الىٰ امراته شيئاً فقالت هو هدينة وقال هو من المهر فالقول قوله فى غير المهيا للاكل كالعسل والسمن [5] الخ فتاوىٰ عالمگيريه . فقط

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۲۲ .ط.س.ج۳ص ۶۱۰' ظفیر
(۲) ایضاً باب المهر ج ۶ ص ۴۵۲ .ط.س.ج۳ص ۱۰۲ ' ظفیر
(۳) هدايه باب المهر ج ۲ ص ۳۰۵ ' ظفير
(٤) عالمگیری مصری باب سابع فصل ثانی عشر ج ۱ ص ۳۲۲' ظفیر .ط.ماجدیه ج۱ ص ۳۲۲ (۵) ایضاً

ایک ثلث مہر کے خیرات کی وصیت جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۰۹) عورت نے موت سے ۳۶ گھنٹے پہلے وصیت کی کہ اسکے مہر کا ایک ثلث بمد خیرات دیا جاوے وصیت جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) شرعی حیثیت سے اس کے مہر کا جو حصہ شوہر کے ذمہ ثابت ہو اس کی ثلث میں وصیت جاری ہوگی بقیہ روپیہ ورثاء پر تقسیم ہوگا، جس میں اس کا شوہر بھی شامل ہے لیکن اگر اس کی پچھلی معافی اور شوہر کی ادائیگی ثابت ہو جائے تو یہ وصیت کالعدم ہے۔ فقط

جو مہر مقرر ہو جائے وہ شوہر کے ذمہ ضروری ہے

(سوال ۱۴۱۰) زوجین کے مورث اعلیٰ کا زر مہر سوا لاکھ سوا سوا اشرفی تھا جو بعد انتقال مورث اعلیٰ اب تک اس خاندان میں زر مہر مذکورہ بلا لحاظ آمدنی و استطاعت زوج تبرکاً اور رسماً مقرر کیا جاتا ہے کوئی نیت لینے دینے کی کسی فریق کی نہیں ہوتی اور نہ ادائیگی اس کی بوجہ غربت ممکن ہے، چنانچہ زید و ہندہ جو اس خاندان کے ممبر تھے اس وقت بوقت عقد صرف ۲۶ روپیہ ماہوار کے سوا کوئی جائیداد بیش بہا نہیں رکھتے تھے باتباع طریقہ آباء کے و رواج خاندانی سوا لاکھ روپیہ اور سوا سوا اشرفی مہر باندھ لئے کوئی نیت لینے دینے کی نہ تھی، اور نہ موقع محل سے اس کا استنباط ہو سکتا تھا اب ہندہ کا فرزند عمر بعلت جرم فوج داری ملزم ثابت قرار پایا اور اس کی تنخواہ بپاداش جرم مذکور گورنمنٹ سے مسدود ہو گئی اور جس کو پھر پدر بزرگوار نے اپنی زندگی میں علیحدہ بھی کر دیا تھا اور مرتے دم تک صورت سے بیزار رہا طالب مہر متروکہ ہے علاوہ ازیں زید کے دو اور زوجات ہیں جن کا زر مہر میت کے ذمہ واجب الاداء ہے اور منجملہ ان کے ایک زوجہ سلمٰی متروکہ میت پر قابض بھی ہے (جو بوجہ ناممکن الوقوع ہونے کے قانوناً باطل ہے) اور جو ہندہ کے ساتھ کیا گیا ہے، کیا نکاح صحیح و قائم ہو سکتا ہے، اور بصورت صحت نکاح کیا بلحاظ احکام شرعیہ ایسا معاہدہ واجب التعمیل ہے اور اس کی ذمہ داری متروکہ پر عائد ہو سکتی ہے کیا دوسری زوجہ (سلمٰی) قابض جائیداد کو بھی اس کا زر مہر (دو ہزار و حصہ شرعی) اس متروکہ سے مکمل مل سکتا ہے، کیا بعد ادائیگی زر مہر (سلمٰی) مقبوضہ جائیداد سے بے دخل ہو سکتی ہے کیا ایسے اوصاف والا فرزند متروکہ پا سکتا ہے؟

(الجواب) مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ جس قدر مہر عقد نکاح تراضی طرفین سے مقرر ہو جائے خواہ وہ مقدار کتنی ہی زیادہ ہو مثلاً سوا لاکھ روپیہ اور سوا سوا اشرفی یا اس سے بھی زیادہ ہو وہ ہر مقدار مہر کی شوہر کے ذمہ واجب اور لازم ہو جاتی ہے اور اس کا ادا کرنا ذمہ شوہر واجب اور ضروری ہوتا ہے[1] مثل دیگر دیون کے خواہ نیت لینے دینے کی ہو یا قانوناً یہ معاہدہ باطل ہو یا نہ ہو لیکن شرعاً یہ معاہدہ صحیح اور یہ دین واجب الاداء ہے اور اس معاہدہ کے ساتھ اور اس مقدار مہر پر نکاح زید و ہندہ کا شرعاً بلا شبہ صحیح ہو گیا تھا اور رقم دین مہر کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا جب کہ اس نے اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اس کے مرنے پر اس کے ترکہ میں سے ہر دو زوجہ مسماۃ سلمٰی و ہندہ کا ادا کرنا واجب ہے اور تجہیز و تکفین کے علاوہ دیگر حقوق سے مقدم

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ وان اتیتم احدھن قنطاراً فلا تاخذو منه شیئاً (سورۃ النساء) قنطار مال کثیر کو کہتے ہیں جس کی کوئی حد نہ ہو ظفیر

ہے، (۱) لہذا زید کے ترکہ میں سے بعد اخراجات تجہیز و تکفین کے اول دونوں زوجات سلمی وہندہ کا مہر ادا کیا جاوے اس کے بعد اگر کچھ باقی بچے تو اس کو ورثاء شرعی پر حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جاوے اور اگر ترکہ زید کا دونوں زوجات کے مہر کو کافی نہ ہو تو دونوں زوجات کا مہر حصہ رسد دیا جائے یعنی جس زوجہ کا مہر زیادہ ہو اس کو اس نسبت سے اور جس کا مہر کم ہے اس کو اس نسبت سے مہر کی مقدار دینی چاہیئے۔

---

(۱) ثم تقدم دیونه التی لها مطالب من جهة العباد و یقدم دین صحة علی دین المرض (درمختار) دین الصحة هو ما کان ثابتا بالبینة مطلقا او بالا قرار فی حالة الصحة (رد المحتار کتاب الفرائض ج ۵ ص ٦٦٤ .ط.س.ج٦ ٧٦٠) فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد ولو صداق زوجة المؤجل للفراق (ایضاً کتاب الزکوة ج ۲ ص ۷.ط.س.ج۱ص ۲٦٠) ظفیر

فصل دوم
مسائل جہیز و متفرق مسائل

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا؟

(سوال ۱۴۱۱) محمد خلیل نے اپنی زوجہ رحمت کو طلاق بائن دے دی، بوقت عقد زوجہ کے والد نے اپنی لڑکی رحمت کو جہیز میں برتن وغیرہ دیئے تھے وہ کس کی ملک ہیں؟

(الجواب) وہ اشیاء وسامان جہیز کا رحمت کی ملک ہے محمد خلیل کا اس میں کچھ حق نہیں ہے[1] (پس معلوم ہوا کہ جہیز لڑکی کا حق ہوتا ہے لڑکے کا نہیں ظفیر)

جہیز لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کے باپ کا؟

(سوال ۱۴۱۲) زید نے اپنے پسر کی شادی بکر کی دختر سے کی اور جو برتن بکر نے جہیز میں دیئے، اس کو زید نے اپنے سابق برتنوں میں رکھ لئے بعد چند روز کے زید نے اپنی دختر کی شادی کی اور بکر کے سامنے اس کی دختر کے جہیز کے برتنوں میں سے اپنی لڑکی کو دیئے بکر نے منع نہیں کیا آیا بکر یا دختر بکر زید سے ان برتنوں کو واپس لے سکتی ہے یا نہیں؟ اسی بناء پر بکر دختر کو اس کے شوہر کے یہاں نہیں بھیجتا، کیونکہ نکاح کو فسخ کرانا چاہتا ہے؟

(الجواب) جو ظروف وغیرہ بکر نے اپنی دختر کے جہیز میں دیئے تھے دختر کی ملک ہو گئے ہیں بکر کو ان میں کچھ حق واپس لینے کا نہیں ہے، البتہ دختر بکر زید سے ان ظروف کو لے سکتی ہے[2] اور بکر کا روکنا اپنی دختر کو اس کے شوہر کے گھر بھیجنے سے درست نہیں ہے اور بدون طلاق دینے شوہر کے نکاح سابق فسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ فقط

شوہر فوت ہو گیا تو لڑکی کے باپ نے جو زیور دیا تھا وہ خسر کا ہو گا یا لڑکی کا اور مہر کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۱۳) ایک شخص نے اپنی لڑکی کا عقد عبدالستار کے لڑکے سے بعوض مہر مبلغ پانچ سو روپیہ کر دیا

---

(۱) جهز ابنتة بجهاز سلمها ذلك ليس له الا سترداد منها ولا لوارثة بعده ان سلمها ذلك فى صحتة بل تختص به و به يفتى وكذا لو اشتراه لها فى صغرها (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ .ط.س. ج۳ص ۱۵۵)

(۲) فلا خلاف فى كون الجهاد للبنت لما فى الولوالجية جهز بنتة ثم مات فطلب بقية الورثة القسمة فان كان الاب اشترى لها فى صغرها ما او فى كبرها و سلم لها فى صحتة فهو لها خاصة اه (رد المحتارباب المهرج ۲ ص ۵۰۴ .ط.س. ج۳ص ۱۵۷ مطلب فى دعوى الاب ان الجهاز عارية) ظفير

ایک ماہ کے بعد لڑکا بلا ادائے مہر انتقال کر گیا اب لڑکی کا دوسرا نکاح قرار پایا ہے بیوہ کے باپ نے شادی میں جو زیور اپنی لڑکی کو دیا تھا اس کو عبدالستار بیوہ کا سسر طلب کرتا ہے اور بیوہ اتنا مہر طلب کرتی ہے کیونکہ زیور اگر عبدالستار کا ہے تو بیوہ کا مہر مقررہ اسکو ادا کرنا چاہیئے یا نہیں؟

(الجواب) بیوہ کا جو زیور وسامان اس کی باپ کی طرف سے دیا ہوا ہے وہ بیوہ کی ملک ہے اس میں عبدالستار سسر کا کچھ حق نہیں ہے اور دعویٰ اس کا باطل ہے"[1] اور مہر بیوہ کا بذمہ اس کے شوہر کے ہے 'اگر شوہر کا کچھ ترکہ ہو تو اس میں سے لے سکتی ہے' شوہر کے باپ عبدالستار سے نہیں لے سکتی 'البتہ اگر عبدالستار ذمہ دار ہو گیا ہو تو اس سے لے سکتی ہے۔ فقط

زیور شوہر کے مرنے کے بعد اس کا باپ لے سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۴) زید کے لڑکے بکر کی شادی ہندہ سے ہوئی 'اب زید کی موجودگی میں بکر فوت ہوا 'ایک پسر اور بیوی اور باپ زید کو چھوڑا 'بعد عدت ہندہ نے دوسرا نکاح کر لیا 'زید نے ہندہ کو کچھ زیورات دیئے تھے جو واپس لینا چاہتا ہے اور ہندہ کی جانب سے دین مہر کا دعویٰ کیا ہے 'مہر کی ادائیگی زید کے ذمہ ہے بکر اپنے باپ کے ساتھ رہتا تھا 'زید کے پاس معمولی سامان خانگی کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں ہے 'زید بکر کے لڑکے سے لے سکتا ہے یا نہیں اور ہندہ کو جو زیورات دیئے تھے وہ بھی لینے کا مستحق ہے یا نہیں 'مہر کی معافی معلوم نہیں 'اس میں ہندہ کا قول معتبر ہو گا یا کیا؟

(الجواب) موافق عرف کے جو زیور زید نے اپنے پسر بکر کی زوجہ کو دیا وہ اپنے پسر کو دیا تھا 'لہذا بعد مرنے بکر کے وہ زیور ہندہ سے واپس نہیں لے سکتا 'ہندہ اپنے مہر میں وہ زیور رکھ سکتی ہے[2] اور جب کہ مہر کی معافی کے گواہ نہیں ہیں تو قول ہندہ کا معتبر ہے اور ہندہ نے اگر دوسرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو غیر ہے لڑکے کا محرم نہیں تو حق پرورش ہندہ کا ساقط ہو گیا 'نانی 'دادی 'خالہ وغیرہ میں جو کوئی موجود ہو حق پرورش اس کو ہے اور ولایت نکاح دادا یعنی زید کو ہے۔ فقط

زیور جو ملتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۵) جو زیور وغیرہ شوہر کی جانب سے عورت کو دیا جاتا ہے عورت اس کی مالک ہوتی ہے یا نوشہ؟

---

(۱) ولو دفعت فی تجهیز ما لا بنتها اشیاء من امتعنه الاب بحضرته و علمه وکان ساکتا ورفت الی الزوج فلیس للاب ان یستر د ذلك من ابنه لجریان العرف به وکذا ما انفقت الام فی جهاز ها ما هو معتاد والاب ساکتا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۵ .ط.س. ج۳ص ۱۵۷) ظفیر

(۲) ولو بعث الی امراته شیئاً ولم یذکر جهة عند الدفع غیر جهه المهر الخ فقالت هو ای المبعوث هدیته وقال هو من المهر الخ فالقول قوله بیمینه والبینه لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده و ترجع بباقی المهر (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۹ .ط.س. ج۳ص ۱۵۱) ظفیر

(الجواب) ہمارے شہروں میں یہی عرف ورواج ہے کہ زیورات وغیرہ کا عورت کو مالک بنادیا جاتا ہے اور عورت اس کی مالک سمجھی جاتی ہے پس اس صورت میں عورت اس کی مالک ہے' شوہر کا اس پر کوئی حق نہیں۔

لڑکی کے جہیز اور لڑکے کے لباس کی ملکیت کس کو حاصل ہے؟

(سوال ۱۴۱۶) بوقت نکاح جہیز میں جو اشیاء لڑکی کو دیتے ہیں اور داماد کے واسطے جو لباس مکلّف بناتے ہیں اس کی مالک لڑکی ہے یا نوشہ؟

(الجواب) باپ کی طرف سے جو اشیاء لڑکی کو جہیز میں ملی ہیں ان کی وہ مالک ہے اور لڑکے کو جو کپڑا اور نقد دیا گیا ہے وہ لڑکے کی ملکیت ہے لڑکی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے فقط

جو زیور دیا ہے طلاق کے بعد وہ شوہر واپس لے سکتا ہے یا نہیں اور عورت مہر پائے گی یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۷) زید کا بکر کی بالغ لڑکی کے ساتھ نکاح ہوا' اور زید نے مبلغ للعه ۵۰ روپیہ کا زیور نقرئی و طلائی بکر کی لڑکی کے استعمال کے لئے دیا اور بکر نے اپنی لڑکی کا مہر مبلغ صما روپیہ کا قرار دیا جس کو زید نے قبول کیا بکر نے حسب وعدہ اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا اور نہ کرنے کا ارادہ معلوم ہوتا ہے یہ سبب رنجیدگی کا طرفین کو ہوا اس رنج کو دفع کرنے کے لئے بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ زید منکوحہ کو طلاق دے' چونکہ دولہا اور دلہن کو کوئی موقع تنہائی کا نہیں ملا' تو مہر کتنا دیا جائے گا اور زیور زید کا بیوی سے واپس لینا ضروری ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شوہر اپنی زوجہ کو قبل وطی اور قبل خلوۃ صحیحہ طلاق دے دے تو نصف مہر ادا کرنا واجب ہے در مختار میں ہے و یجب نصفه بطلاق قبل وطؤ او خلوة [1] الخ لہٰذا اس صورت میں مبلغ اڑھائی سو روپیہ دین مہر کے ادا کرنا بذمہ زید واجب ہیں اور جو زیور زید نے زوجہ کی ملک کر دیا ہے تو وہ بعد طلاق واپس نہیں لے سکتا' اور اگر مستعار دیا تھا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر زیادتی شوہر کی ہو تو اس کو زوجہ سے طلاق کے بدلے میں کچھ معاوضہ لینا مکروہ ہے۔

بیوی کو شوہر اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۸) ایک عورت نے اپنی دختر کی شادی ایک شخص سے کر دی اور بوقت عقد یہ شرط کی ایک سال تک یا جب تک شوہر کی ملازمت یا معاش کا انتظام ہو' میں اپنی دختر کو اپنے مکان پر رکھوں گی چنانچہ ایک سال تک زوج نے نہایت تنگ دلی سے زوجہ کی مفارقت گوارہ کی ایک سال کے بعد جب معاش کا بھی انتظام

---

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ٤٥٦ ط.س. ج۳ص ۱۰٤' ظفیر

ہو گیا شوہر نے اپنی زوجہ اپنے پاس وطن سے باہر بلانا چاہا مگر اس کی والدہ بھیجنا نہیں چاہتی تو شوہر کو لے جانے کا حق حاصل ہے یا نہیں اور ایک سال تک نہ لے جانے کا وعدہ پورا کرنا شوہر کے ذمہ واجب تھا یا نہیں اور شوہر کا زوجہ کو سفر میں لے جانا ظلم ہے یا نہیں؟

(الجواب) وطن سے باہر سفر میں اپنی زوجہ لے جانے کے بارے میں فقہاء نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اگر شوہر مہر ادا کر چکا ہے خواہ معجّل ہو یا مؤجل تو وطن سے باہر سفر پر لے جا سکتا ہے بشرطیکہ زوجہ راضی ہو اور شوہر کی طرف سے اطمینان ہو کہ کوئی تکلیف نہ پہنچاوے گا اور اگر مہر ادا نہیں کیا اور زوجہ سفر میں جانے پر راضی نہیں ہے تو شوہر کو جبراً لے جانے کا اختیار نہیں ہے والذی علیه العمل فی دیارنا انه لا یسافر بها جبراً علیها و جزم به البزازی وغیره وفی المختار و علیه الفتویٰ[1] الخ

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ معمول بہ یہ ہے کہ جبراً شوہر اپنی زوجہ کو سفر میں نہیں لے جا سکتا' اور شامی میں ہے کہ فقیه ابو القاسم صغار اورفقیه ابو اللیث سے مروی ہے کہ بدون زوجہ کی رضامندی کے شوہر اس کو مطلقاً سفر میں نہیں لے جا سکتا پس اگر زوجہ راضی ہو تو پھر اس کو سفر میں یا ملازمت پر لے جانا ظلم نہیں ہے[2] اور شوہر نے جو وعدہ ایک برس تک رخصت نہ کرانے کا کیا تھا اور اس کو پورا کیا یہ شوہر کے ذمہ واجب نہ تھا اس وعدہ کا ایفاء مستحسن تھا کما ورد فی الحدیث احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج متفق علیه[3] یعنی جو شرطیں نکاح کے وقت کی گئی ہوں از قسم مہر و نفقہ و رخصت وغیرہ اس کو پورا کرنا احق وانسب ہے۔ فقط

حضرت علیؓ سے آنحضرت نے جہیز کا سامان لیا تھا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۱۹) تواریخ حبیب الٰہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں حضرت علیؓ سے زرہ فروخت کرا کے جہیز میں صرف کیا اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نوشہ سے لیکر جہیز وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں؟

(الجواب) احتمال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے روپیہ لیکر سامان جہیز اس لئے کیا کہ آپ کے پاس کچھ موجود نہ ہو بہر حال اس کے جواز میں کچھ کلام نہیں' والدین دختر اگر شوہر سے ہی سامان جہیز کرا دیویں یا اس سے لیکر سامان نکاح مرتب کریں کچھ مضائقہ نہیں فقہاء جس کو منع فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ شوہر وغیرہ سے روپیہ لیکر خود رکھیں۔[4] فقط

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المهر مطلب فی السفر بالزوجه ج ۲ ص ۴۹۵.ط.س.ج۳ص۱۴۶ 'ظفیر (۲) ثم ذکر من الفقیهین ابی القاسم الصغار و ابی اللیث انه لیس له السفر مطلقا بلا رضا والفساد الزمان (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۵.ط.س.ج۳ص۱۴۶)
(۳) مشکوٰة باب اعلان النکاح ص ۲۷۱ 'ظفیر (۴) حضرت فاطمہؓ کی شادی کے سلسلہ کی تمام روایتوں کے سامنے رکھنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ مہر میں دے دی تھی' گھر میں کوئی سامان نہیں تھا خود سرور کائنات ﷺ بھی اپنی طرف سے وہ سامان نہیں کر سکتے تھے' اس لئے آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ مہر والی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم آئے اس سے ضروری سامان لے لو' خود حضرت علیؓ کا بیان ہے (جاری ھے)

والدین والے جہیز وغیرہ اور سسرال والے زیور وغیرہ کا مالک کون ہے ؟

(سوال ۱۴۲۰) ایک عورت سنت والجماعت جسکا نکاح بموجب شرع محمدی ہوا ہو اور اس کو جہیز اس کے والدین اور بری میں اس کی ساس سسر نے کچھ زیور پارچہ و برتن وغیرہ حسب رواج دیا ہو تو ازروئے شرع کیا مذکورہ بالا اشیاء کا دینا مستعار سمجھا جاتا ہے اس کی مالک کامل عورت ہو جاتی ہے ؟ اگر نہیں تو شوہر یا عورت کے والدین میں سے کون اس کا مالک کامل ہے ؟

(الجواب) جو کچھ عورت کے والدین نے جہیز میں دیا ہے وہ ملک عورت کی ہے والدین عورت کے یا سسرال والے اس کے مالک نہیں ہیں، اور جو کچھ ساس و خسر نے زیور وغیرہ چڑھایا وہ مستعار سمجھا جاتا ہے وہ عورت کی ملک نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (یہ زیور والا مسئلہ دراصل رواج کے اوپر موقوف ہے یا ساس سسر کے قول پر، بعض جگہ عورت کو مالک بنا دیتے ہیں جو زیور کپڑا یا کوئی اور چیز سسرال کی طرف سے لڑکی کو ملتا ہے اس کے متعلق یہ طے ہوتا ہے کہ لڑکی کو بطور ہبہ ہے اور بعض جگہ لڑکی کی ملک نہیں بناتے لہذا فیصلہ رواج پر ہوگا یا سسرال والوں کے بیان پر[1] ظفیر)

زیور اور کپڑا جو لڑکی کو دیتے ہیں وہ کس کی ملک ہے ؟

(سوال ۱۴۲۱) جو چیز از قسم زیور و پارچہ وغیرہ دلہن کو قبل از نکاح و بعد نکاح دیئے جائیں وہ حق زوجہ ہے یا حق شوہر ؟

(الجواب) جو اشیاء ماں باپ کی طرف سے دی جاویں وہ ملک زوجہ ہے اور جو اشیاء شوہر یا اس کے والدین کی طرف سے دی جاویں، اس میں نیت کا اعتبار ہے، جیسی نیت ہو اور جس کے لئے نیت ہو اس کی ملک ہے۔[2] فقط

لڑکی کے ولی کا روپیہ لیکر نکاح کرنا اور اسے مصرف میں لانا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۴۲۲) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنی لڑکی کے نکاح میں داماد کے ولی سے اس شرط پر بات چیت کی کہ اگر تم مجھے بیس تیس روپیہ دو تو میں اپنی دختر کا نکاح

(بقیہ صفحہ گزشتہ) فبعتها من عثمان بن عفان باربع ماته و ثما نین درهما ثم ان عثمان رد الدرع الی علی وجاء بالدرع والدراهم الی المصطفی ﷺ فدعا لعثمانؓ بدعوات کما فی روایه (زرقانی شرح مواهب لدینه ج ۲ ص ۳) آگے علامہ زرقانیؒ نے بھی لکھا ہے یشبه ان العقد وقع علی الدرع وانه ﷺ اعطاها علیاً لا لبیعها واتاه بثمنها (ایضاً ج ۲ ص ٦) ایضاً

(۱) جهز ا بنته بجهاز و سلمها ذلك لیس له الا سترداد منها و لا لورثته بعده ان سلمها ذلك فی صحبته بل تختص به و به یفتی (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۵۰۲ .ط.س.ج۳ص۱۵۵) لو بعث الی امراته شیئاً (الی قوله) فالقول له بیمینه ایضاً ج ۲ ص ٤۹۹ .ط.س.ج۳ص ۱۵۱ مطلب فیما یرسل الی الزوج) ظفیر

(۲) اس کے لئے دیکھئے اس سے پہلے والا حوالہ' ظفیر

تمہارے بیٹے سے کردوں گا ورنہ نہیں، یہ روپیہ لیکر اپنے مصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جواب یہ ہے کہ اپنی دختر کے نکاح میں باپ کا داماد کے ولی سے روپیہ لینا اور بدون لینے روپیہ کے نکاح نہ کرنا جیسا کہ مندرجہ سوال ہے اور اس روپیہ کو اپنے صرف میں لانا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے، اس لئے کہ ولی کا یہ لینا رشوت ہے اور رشوت کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، اور جو رشوت لیتا ہے وہ مرتشی (رشوت لینے والا) کے قبضہ کرنے سے اس کی ملکیت میں نہیں آجاتا بلکہ راشی (رشوت دینے والا) ہی اس کا مالک رہتا ہے پس مرتشی پر لازم ہے کہ اس روپیہ کو واپس کردے اور راشی اس کو واپس لے لے، کما فی الدرالمختار اخذ اهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة و ذكر في الشامي قوله عند التسليم اى بان ابى ان يسلمها اخوه او نحوه حتى ياخذ شيئاً وكذا لوابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما او ها لكالانه رشوة بزازيه، شامی [1] جلد ۲ نیز شامی میں ہے الرشوة يجب ردها ولا تملك شامی [2] جلد ٤ ص ٤٧١ اور فتاویٰ خیریہ میں ہے سئل فی امرأة ابنی الی اقاربها ان يزوجوها الا ان يدفع لهم الزوج كذا فو عد هم به هل يلزم ام لا؟ اجاب لا يلزم ولو دفع فله ان ياخذه قائما او مالكالانه رشوة كما في البزازيه [3] اور طحطاوی میں ہے حرام سے ہے وہ مال کہ عقد نکاح کے درمیان ہو کر کچھ مال لیویں اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے قال لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي [4] فقط

نصف مہر لے کر لوگوں کو کھلانا کیسا ہے؟

(سوال ۱۴۲۳ / ۱) لیکن اس صورت میں لوگ اس کے مکان پر کھاتے نہیں تو لوگوں کے کھلانے کے لئے یہ حیلہ کرتا ہے کہ پہلے عقد کر دیتا ہے اور لڑکی کا ولی لڑکی سے قبل از عقد یہ کہہ دیتا ہے کہ تو بعد عقد کے نصف مہر کی مالک ہو جائے گی عقد کے بعد تو یہ کہنا کہ تم میرے مہر میں سے نصف دے دو، مگر وہ لڑکی اس فقرہ کو نہیں کہتی بلکہ لڑکی کا ولی ہی کہتا اور لیتا ہے، اب اس حیلہ سے لوگوں کو کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) لڑکی کے نام سے اس کا ولی عقد کے بعد نصف مہر لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا عند الحساب، فقط

(الجواب) جواب یہ ہے کہ بحیلہ مذکور اول جو مندرجہ سوال کا ہے کہ نصف مہر وصول کرنا اور اپنے صرف میں لانا اور برات والوں کو اس میں سے کھانا کھلانا درست نہیں، بلکہ حرام ہے اس لئے کہ ولی مذکور اپنی دختر سے قبل از عقد اجازت وصول نصف مہر کی چاہتا ہے کہ ولی دختر کے نام سے وہ مہر وصول کرلے اور اپنے صرف میں لاوے جیسا کہ فحوائے عبارت مندرجہ سوال سے ہویدا ہے اور باقی مہر کی دختر مالک ہو، اور حال یہ ہے کہ

---

(۱) رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۵۰۳ .ط.س. ج۳ ص ۱۵۶، ظفیر

(۲) رد المحتار كتاب القضا مطلب فى الكلام على الرشوت والهديه ج ٤ ص ٤٢١

(۳) فتاوى خيريه ج ۲ ص ۲۸، ظفیر

(٤) ترمذی باب ماجاء فی الراشي والمرتشي ج ۲ ص ۲۱۱ .ط.س. ج۵ ص ۳۶۲، ظفیر

درحقیقت یہ طلب اجازت مہر علی سبیل الہبہ اپنے واسطے ہے کہ عقد میں اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے نہ صورت اور الفاظ کا کما فی الھدایہ العبرة للمعانی لاللصور (اور سکوت ترپین مسائل میں بمنزلہ نطق قرار دیا گیا ہے اس میں سے سکوت دختر بھی ہے) ھکذا فی الفصول العماوی اور دختر دربارہ اجازت دینے کے ساکت رہی لفظ لایا نعم نہ کہا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے پس ایسے موقعہ پر شرعاً سکوت دختر مذکورہ بالا کا بمنزلہ نطق نہ ہوگا اس لئے کہ فقہاء کرام نے جو سکوت بمنزلہ نطق قرار دیا وہ ترپین مسائل میں ہے' اور نہیں ہے یہ عقد ان مسائل میں سے بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے صراحت نہ ولایت سے' اور شمار کیا ہے ان مسائل کو علامہ شامی اور صاحب اشباہ وغیرہ نے من شاء فلیطالع فیھا

اور بالفرض سکوت دختر مذکورہ کا دربارہ ہبہ بمنزلہ نطق قرار دیا جاوے تو بھی ولی مسطور کا مہر موہوبہ کو قبل از عقد یا بعد از عقد وصول کرنا اور اپنے تصرف میں لانا درست نہیں ہے اس لئے کہ اگر وہ لڑکی بالغہ ہے تو اس وجہ سے یہ مہر کا لینا صحیح نہیں ہے کہ قبل عقد موہوب مملوک واہب نہیں ہوتا اس واسطے کہ وجوب مہر کا نفس عقد نکاح سے ہوتا ہے کہ وہ بدل بضع کا ہے (کما صرح بہ فی الہدایہ ص ۳۸۰) نہ قبل از عقد اور ملک واہب کی موہوب پر بوقت ہبہ کے مشروط ہے تا کہ تملیک غیر مملوک لازم نہ آوے اور یہ باطل ہے درمختار میں لکھا ہے شرائط صحتها فی الواھب العقل والبلوغ والملك (درمختار علی ہامش الشامی ج ۲ ص ۷۰۰) اور کفایہ حاشیہ ہدایہ کے باب الوکالت میں لکھا ہے تملیک مالا یملک باطل ہے اور عنایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے التملیك من غیر المالك لا یتصور علاوہ ازیں جب کہ دختر مذکورہ نے قبل عقد مہر اپنا جس کی بعد العقد مالک ہوئے گی ہبہ کیا تو اس میں اضافت تملیک کی طرف اس شئے کے ہوئی کہ آئندہ اس کا وجود ہوگا اور ایسی اضافت صحیح نہیں کما فی الھدایہ واضافه التملیك الی ما سیوجد لا یصح اور اگر وہ دختر نابالغہ ہے تو ہبہ نابالغہ کا صحیح نہیں کما فی عبارت الدرالمختار' بہر حال حیلہ مندرجہ سوال ناجائز ہے اور جو مال بطور ناجائز کے مکسوب ہوگا اس کا کھانا کھلانا ناجائز ہے فتاویٰ ہندیہ میں نگارش ہے اکل الربوا و کاسب الحرام اھدی الیه اواضاف و غالب ماله حرام لا یقبل ولایا کل مالم یخبره ان ذلك اصله حلال ورثه اواستقرضه (عالمگیری ص ۳۴۳ کتاب الکراھیه الباب الثانی فی الھدایا والضیافات)

(۲) جواب سوال دوم کا یہ ہے' مہر کی دو صورتیں ہیں اور ایک مہر مؤجل ساتھ ہمزہ کے اور دوسرا مہر معجّل ساتھ عین کے' پہلی صورت میں تو حق مطالبہ اور قبض مہر کا قبل وقوع فرقت بموت یا طلاق کے منکوحہ ہے نہ اس کے ولی مجاز کو' چنانچہ فتاویٰ ابراہیم شاہی میں مرقوم ہے المھر لا یخلوا ان یکون بشرط التعجیل او سکوت عنه فانه یجب فی الحال معجلا وان کان مؤجلا فلیس لها حق المطالبة اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے لا خلاف لا حدان تاجیل المھر الی غایه معلومة نحو شهر او سنة صحیح وان لا الی غایة معلومة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضهم یصح وھو الصحیح وھذا لان الغایة معلومة فی نفسها وھو الطلاق اوالموت الا یری ان تاجیل البعض صحیح وان لم ینصا علی غایة معلومة الخ عالمگیری ج ۱ ص ۳۱۸' فقط

عورت کو دیئے ہوئے زیور

(سوال ۱۴۲۴) بوقت نکاح عورت کو جو زیور وملبوس وغیرہ دیا جاتا ہے عند الطلاق شوہر کو واپس لینا جائز ہے یا نہیں؟ درصورتیکہ اس کو مالک ومختار بنادیا ہو' ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

(الجواب) درمختار میں ہے ولو بعث الی امراته شیئاً ولم یذکر جهة عند الدفع الخ فقالت هو هدیة وقال هو من المهر فالقول له بیمینه والبینة لها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده و ترجع بها فی المهر الخ او کله ان لم یکن دفع لها شیئاً منه الخ شامی و فیه اوادعت انه ای المبعوث من المهر وقال هو ودیعته فان کان من جنس المهر فالقول لها وان کان من خلافه فالقول له لشهادة الظاهر (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۹' ظفیر) اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر زوجین میں نزاع ہو' زوجہ یہ کہے کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے ہدیہ ہے اور شوہر کہتا ہے کہ وہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور گواہ زوجہ کے معتبر ہیں اور بعد قسم شوہر جو موجود ہے شوہر کو دلایا جاوے گا اور عورت اپنے مہر کا مطالبہ کرے یعنی اگر وصول نہ کیا ہو انتہی بحاصلہ اور دوسری روایت کا حاصل یہ ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ یہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ مہر میں ہے اور شوہر یہ کہے کہ وہ امانت ہے تو اگر وہ اشیاء مہر کی جنس سے ہیں' یعنی جیسے نقد روپیہ اور زیور تو قول زوجہ کا معتبر ہے اور اگر اس کے خلاف سے ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے الخ۔

پس اگر صورت مسئولہ میں شوہر یہ کہتا ہے کہ یہ زیور وغیرہ عاریۃً تھا اور عورت کہے کہ مہر میں تھا تو عورت کا قول معتبر ہے' شوہر اس کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر عورت دعویٰ ہبہ اور ہدیہ کا کرے اور شوہر کہے کہ مہر میں ہے تو قول شوہر کا معتبر ہے اور اگر مہر دے چکا تھا اور شوہر عاریۃً دعویٰ کرے تب بھی قول شوہر کا معتبر ہے کیونکہ عادۃً زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہبہ نہیں سمجھا جاتا' اب عرف یہ ہے کہ جو اشیاء جہیز میں عورت کے والدین کی طرف سے ہے وہ ملک عورت میں ہیں اور جو زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے ہے وہ عاریت ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آٹھواں باب (نکاح کافر)

ارتداد و کفر سے متعلق احکام و مسائل نکاح

ایمان کی بے حرمتی کرنے کا حکم کیا ہے؟

(سوال ۱۴۲۵) ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنے منہ سے نکالے کہ میرا ایمان میرے جوتے کے نیچے ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہو گیا' اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی جیسا کہ درمختار میں ہے وارتدا او احدھما فسخ عاجل [۱] پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط

اس کلمہ سے مرتد ہو گیا تجدید اسلام و تجدید نکاح ضروری ہے

(سوال ۱۴۲۶) ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ فلاں کام شریعت کا ہے' اس نے جواب دیا کہ شریعت کو اپنے مقعد میں ڈال وہ شخص مرتد ہوا یا نہیں' اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی عورت کسی دوسرے سے نکاح کر لیوے یا نہیں؟

(الجواب) اس کلمہ کے کہنے سے وہ شخص کافر و مرتد ہو گیا تجدید اسلام و توبہ واستغفار کرنا اس کو لازم ہے اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی' بعد تجدید اسلام کے تجدید نکاح کرے [۲] اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے تو اس کی عورت عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے کذافی الدرالمختار. [۳] فقط

عورت مرزائی ہو جائے تو نکاح فسخ ہو گیا نہیں؟

(سوال ۱۴۲۷) ایک عورت منکوحہ حنفیہ مرزائی عقیدہ پر ہو گئی' تو اس کا نکاح جو مرد حنفی سے ہوا تھا وہ فسخ

---

(۱) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳ ' ظفیر

(۲) ان مایکون کفرا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف یومر بالاستغفار والتوبه و تجدید النکاح (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ط.س. ج۴ ص ۲۳۰) ظفیر

(۳) وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) و فرق الامام بان الردة منافیه للنکاح لمنا فاتها العصمه والطلاق یستدعی قیام النکاح فتعذ رجعلها طلاقا (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) ظفیر

ہو گیا یا نہیں زوجہ اور اس کے ورثاء نے شوہر سے طلاق لینے کی بھی تدبیر کی تھی۔

(الجواب) اس صورت میں جس وقت وہ عورت مرزائی عقیدہ پر ہو گئی اسی وقت نکاح اس کا فسخ ہو گیا دوبارہ طلاق لینے کی ضرورت نہ تھی کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل [1] الخ (قادیانی کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے تفصیل کے لئے دیکھئے اکفار الملحدین ظفیر)۔

شوہر جب تبدیل مذہب کر لے تو عورت نکاح سے خارج ہو گئی یا نہیں؟

(سوال ۱۴۲۸) میں نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا وہ شخص ایک عورت کو لیکر چلا گیا جس کی کچھ خبر نہیں بلکہ اس نے اپنا مذہب بھی تبدیل کر لیا تو لڑکی یعنی اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

(الجواب) اگر یہ تحقیق ہو جاوے کہ اس شخص نے تبدیل مذہب کر لیا ہے یعنی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب عیسائیوں یا آریوں کا قبول کر لیا ہے تو اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔ در مختار [2] فقط

کلمات کفر سے نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ۱۴۲۹) زید و عمر میں عداوت چلی آتی ہے زید نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر عمر اپنی لڑکی کی شادی زید کے لڑکے سے کر دیوے تو زید اس بات کا حلف اٹھالے گا کہ وہ کبھی عمر کی لڑکی سے عداوت نہ نکالے گا نہ تکلیف دے گا' چنانچہ زید نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھالی اور زید کے لڑکے سے عمر کی دختر کا عقد ہو گیا زید عقد کے بعد جھگڑا فساد کرنے لگا اور لڑکی کو غیر معمولی تکالیف پہنچانے لگا عمر نے اپنی ٹوپی زید کے قدموں پر رکھ دی اور معافی کا خواستگار ہوا زید نے دو مرتبہ یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند کریم آسمان سے اتر آوے اور مجھ سے کہے تب بھی میں معاف نہ کروں گا' عمر نے کہا کہ یہ کلمات کفر کے کیوں زبان سے نکالتے ہو تب زید نے کہا کہ میں کافر ہو گیا اور یہ بھی کہا کہ اگر عمر کے گھر کی طرف قبلہ ہو جاوے تو میں سجدہ نہ کروں اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے' زوجین میں علیحدگی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید نے جو کلمات کفر کہے اس سے اس کا کافر و مرتد ہونا ثابت ہوتا ہے اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے [3] اور اس کا لڑکا چونکہ اپنی زوجہ کو نہ نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اس لئے

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س.ج۳ص۱۹۳ ' ظفیر

(۲) وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء فللموطؤة ولو حکما کل مہر ھالتاکد به لوارتد و علیه نفقه العدة (الدر المختار علی ہامش باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س.ج۳ص۱۹۳) ظفیر

(۳) ما یکون کفر اتفاقا یبطل العمل والنکاح الخ یومر بالا ستغفار والتوبه (ای تجدید الاسلام او تجدید النکاح (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ج ۲ ص ۴۱۴ .ط.س.ج۴ص۲۳۰) ظفیر

بموجب حکم بعض ائمہ قاضی شرعی اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کرنے کا حکم کردے اور فسخ نکاح کرکے دوسرے نکاح کی اجازت دیوے یہ کام کسی ریاست اسلامیہ میں جاکر ہوسکتا ہے، وہاں کا قاضی تفریق کرادیوے۔[1] فقط

مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہوگیا

(سوال ۱۴۳۰) مسماۃ ہندہ کا نکاح بموجب احکام شریعت مسمی زید کے ساتھ تھا بوجہ بدسلوکی زید کے ہندہ بھاگ گئی اور ایک ہندو سکھ کے گھر رہنے لگی اب سنا ہے کہ ایک ماہ سے ہندہ نے ارادۂ مذہب اسلام چھوڑ دیا ہے اور سکھوں کے اکالی پنتھ میں داخل ہوکر اکالن بن گئی ہے یعنی مرتد ہوگئی ہے ایسی صورت میں ہندہ کا نکاح جو زید کے ساتھ تھا وہ قائم رہتا ہے یا نکاح فسخ ہوگیا؟

(الجواب) درمختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل الخ و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النكاح زجراً لها بمهر تيسير كدينار و عليه الفتوىٰ ولو الجيه و افتى مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً و تيسيراً الخ[2] فلكل قاضٍ ان يجدوه بمهر تيسير ولو بدينار ورضيت ام لا و تمنع من التزويج بغيره بعد اسلامها ولا يخفىٰ ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك[3] الخ (اما لو سكت او تركه صريحاً فانها لا تجبر تزوج من غيره لانه ترك حقه بحر[4] ظفير)

اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ احد الزوجین کے مرتد ہوجانے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے اور اگر عورت مرتد ہوجائے تو اس کو حاکم اسلام، اسلام لانے پر اور تجدید نکاح پر ساتھ شوہر اول کے مجبور کرے گا بشرطیکہ شوہر اس کا مطالبہ کرے اور دوسرے شوہر کے ساتھ بعد مسلمان ہونے کے نکاح کرنے سے حاکم عورت کو منع کرے گا اور مشائخ بلخ کا فتویٰ یہ ہے کہ زوجہ کے مرتد ہونے سے زوجین میں تفریق نہیں ہوئی بناءً علیہ ہندہ کو تجدید نکاح پر بعد اسلام لانے کے ساتھ شوہر اول کے تھوڑے سے مہر پر حاکم مجبور کرے جب کہ شوہر اول زید بھی اس کا طالب ہو۔ فقط

اگر دوبارہ مسلمان ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۳۱) اگر ہندہ اپنے فعل بد سے توبہ کرکے پھر اسلام قبول کرلے تو اس کا سابقہ نکاح بہمراہی زید بدستور قائم رہا یا ان کو از سر نو نکاح پڑھانا پڑھے گا۔

---

(۱) بہار میں قاضی شریعت کے یہاں اور دوسرے صوبوں میں شرعی پنچایت کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرسکتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الحیلۃ الناجزہ للتھانویؒ اور کتاب الفسخ والتفریق للرحمانی ظفیر

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۴۰. ط.س. ج۳ص ۱۹۳ ظفير

(۳) رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۴۰. ط.س. ج۳ص ۱۹۴ ظفير

(۴) ایضاً ط.س. ج۳ص ۱۹۴. ظفير

(الجواب) ازسرنو تھوڑے سے مہر پر نکاح مسماۃ ہندہ کا زید کے ساتھ بعد اسلام لانے کے کیا جاوے گا۔

اسلام کے بعد پہلے شوہر سے راضی نہ ہو تو دوسرے سے نکاح ہو گا یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۳۲) اگر ہندہ مذہب اکالی سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لے اور وہ زید سے ازسرنو نکاح کرنے پر رضامند نہ ہو تو عمر برادر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح جائز ہو سکتا ہے اور اس میں زید سے طلاق نامہ لینے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر زید ہندہ کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو ہندہ کا نکاح بعد اسلام لانے ہندہ کے جبراً زید کے ساتھ کیا جاوے گا ہندہ راضی ہو یا نہ ہو اور عمر کے ساتھ نکاح کرنے سے ہندہ کو منع کیا جاوے گا البتہ اگر زید ہندہ کو رکھنا نہ چاہے تو اس صورت میں ہندہ عمر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط

نومسلمہ سے نکاح کیا، عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد عورت کافر مرد کے پاس چلی گئی اب پھر مسلمان شوہر کے پاس آگئی کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۴۳۳) ایک کافرہ عورت نے مسلمان ہو کر کسی مسلمان سے نکاح کر لیا ایک عرصہ تک ساتھ رہنے کے بعد وہ مسلمان اس عورت کو اپنے نکاح ہی میں چھوڑے ہوئے کہیں چلا گیا، چند روز کے بعد یہ عورت ایک کافر کے ساتھ چلی گئی اور ان میں رہ کر ہر قسم کی مذہبی رسوم کفریہ ادا کرتی رہی، ایک عرصہ کے بعد شوہر اول مسلمان واپس آ گیا تو یہ عورت بھی مسلمان ہو گئی اب اس عورت کو اس زوج مسلمان کے ساتھ اسی اول نکاح سے رہنا جائز ہے یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے، یا اس کو استبراء رحم کے لئے عدت گزارنا ہو تو کتنا زمانہ، مسلمان ہوتے ہی فسخ نکاح کا حکم دیکر عدت گزارے، یا تین حیض کے بعد نکاح فسخ سمجھ کر اب سے فسخ نکاح کی عدت گزارے۔

(الجواب) اس صورت میں بھی احتمال ارتداد پر حکم ارتداد عورت مذکورہ کا نہ کیا جاوے گا، لہٰذا نکاح اس کا شوہر اول سے قائم ہے اور وہ عورت دی جاوے گی، اور عدت وغیرہ کچھ لازم نہ ہو گی غایۃ یہ کہ احتیاطاً تجدید نکاح کر لی جاوے۔ کما هو الاحتياط كذافي الشامي [1] فقط

جس لڑکے سے لڑکی کی شادی کی وہ اہل قرآن ہو گیا تو نکاح قائم رہا یا فسخ ہو گیا ؟

(سوال ۱۴۳۴) عمر نے اپنی لڑکی زینب کا نکاح اپنے بھتیجے زید کے ساتھ کر دیا تھا لیکن زید نے بعد بلوغ کے اول مذہب اہل حدیث اختیار کیا بعدہ مولوی عبداللہ چکڑالوی جو کہ اہل قرآن مشہور ہے اس کا متبع ہو گیا اور احادیث شریف کا بالکل منکر ہو گیا ہے، اب زید عمر کو کہتا ہے کہ تم اپنی لڑکی زینب کی شادی میرے ساتھ کرا دو،

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ ط.س. ج ٤ ص ۲۲۲، ظفیر

عمر کہتا ہے کہ تم اہل سنت والجماعت کے دائرہ سے خارج ہوگئی ہو، آیا اس صورت میں عمر کی دختر زینب کا نکاح زید کے ساتھ قائم رہا یا فسخ ہوگیا؟

(الجواب) عمر کی دختر کا نکاح اس صورت میں زید سے فسخ ہوگیا ہے زینب کو زید کے گھر نہ بھیجا جاوے۔[1] فقط

ارتداد سے نکاح جاتا رہا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۳۵) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے والد نے زید غیر کفو سے کردیا تابعد بلوغ کے ہندہ شوہر کے جانے سے انکار کرتی رہی ہر چند اس کو سب نے سمجھایا کہ شرعاً تمہارا نکاح ہوگیا ہے اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے جس پر ہندہ نے بے ساختہ یہ جواب دیا کہ ہم قرآن و حدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہیں؟

(الجواب) یہ کلمہ کفر وارتداد کا ہے اور ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وارتداد احدهما فسخ عاجل[2] الخ پس نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ قائم نہیں رہا بلکہ فسخ ہوگیا۔ فقط

بیوی مرتد ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا یا نہیں؟

(سوال ۱۴۳۶) زہرہ اپنے خاوند بکر سے ناراض ہوکر والدین کے گھر چلی گئی اور مذہب عیسائی اختیار کرلیا اس صورت میں نکاح ہوا یا نہیں جس قاضی نے اس عورت کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے وارتداد احدهما **فسخ عاجل** الی ان قال و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار **و علیه الفتویٰ** ولو الجیته وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقه بردتها زجراً و تیسیراً

پس زہرہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرسکتی، بکر کے نکاح میں رہے گی اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے، لیکن قاضی کو چونکہ علم نہ تھا اور بعض روایات سے فسخ نکاح معلوم ہوتا ہے اس لئے قاضی معذور ہے اور شرعاً اس کی امامت و قضا بلا کراہت جائز و درست ہے آئندہ اس کو احتیاط لازم ہے۔ فقط

---

(۱) من لم یقر ببعض الانبیاء او لم یرض بسنته من سنن المرسلین فقد کفر (عالمگیری مصری باب احکام المرتدین ج ۲ ص ۲۶۳ وارتداد احدما فسخ عاجل(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳، ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص، ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳، ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۳۹ ،، ۵۴۰ .ط.س. ج۳ص۱۹۳، ظفیر

شوہر مرتد ہوگیا تو نکاح فسخ ہوگیا اب اگر پھر مسلمان ہوا تو دوبارہ نکاح کرنا ہوگا

(سوال ۱۴۳۷) زید پہلے ہندو تھا بعد بلوغ کے مسلمان ہوگیا حالت اسلام میں عمر نے اپنی لڑکی بارہ سالہ کا نکاح زید سے کر دیا بعد چند ماہ کے زید پھر ہندو ہوگیا اب تو اس کا نکاح فسخ ہوگیا لیکن بعد ایک سال کے پھر اس نے مسلمان صورت بنالی تو اب اس لڑکی کا نکاح کسی طرح زید سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ وہ شخص مرتد ہوگیا نکاح اس کا فسخ ہوگیا[1] اب اگر وہ شخص پھر مسلمان ہوگیا اور اسلام قبول کرلیا ہے تو اس لڑکی کی رضامندی سے اگر وہ بالغہ ہے پھر نکاح ہونا چاہئے اور اگر نابالغہ ہے گو یعنی پندرہ برس کی عمر اس کی نہیں ہوئی اور نہ کوئی علامت بلوغ کی مثل حیض وغیرہ ظاہر ہوئی تو ولی کی اجازت سے اس کا نکاح دوبارہ کیا جاوے۔[2] فقط

خدا کے انکار سے نکاح فسخ ہوگیا

(سوال ۱۴۳۸) ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے اس پر عورت نے جواب دیا کہ نہ مجھے خدا کی ضرورت ہے نہ خدا کی جنت کی، شرعاً اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس عورت پر حکم کفر وارتداد کا لاحق ہوگیا[3] اور نکاح اس کا فسخ ہوگیا اس کو توبہ کرا کر اور تجدید کرا کر پھر نکاح کیا جاوے۔ فقط

خود کو کافر مرتد کہنے سے نکاح فسخ ہوا یا نہیں

(سوال ۱۴۳۹) ایک مسلمان نے اپنی نسبت یہ الفاظ کہے کہ میں بے ایمان کافر وسور ہوں اور اب تک توبہ بھی نہیں کی یہ شخص مرتد ہوا یا نہ اور نکاح اس کا فسخ ہوگیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں وہ شخص کافر اور مرتد ہوگیا اس کو توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا لازم ہے کیونکہ مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[4] فقط

قرآن کی توہین سے مرتد ہوگیا اور نکاح فسخ ہوگیا

(سوال ۱۴۴۰) محمد بخش اور اس کی بیوی مسماۃ بتول میں رنجش اور مقدمہ بازی ہو رہی تھی کہ مسماۃ بتول نے

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ ص۱۹۳، ظفیر (۲) ذكر في نور العين و يجدد بينهما النكاح ان رضيت زوجة بالعود اليه والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۱۴ .ط.س. ج۴ ص۲۴۶) ظفیر (۳) يكفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق الخ اوانكر وعده ووعيده الخ او قال خدائے حاکمے را نشاید الخ فهذا كله كفر (عالمگیری مصری باب المرتد ج۲ ص ۲۵۸) ان ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح و ما فيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبة (ای تجدید الاسلام) و تجدید النکاح (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ .ط.س. ج۴ ص ۲۳۰ قبيل مطلب في حكم شتم دين مسلم) ظفیر
(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ ص۱۹۳، ظفیر

محمد بخش کوبذریعہ بعض آدمیوں کے بلاکے کہلایا کہ اگر تو مجھے مارپیٹ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تو میں تیرے گھر آجاؤں بشرطیکہ تو مسجد میں جاکر قرآن شریف ہاتھ میں لیکر حلف اداکرے کہ میں کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا' محمد بخش نے جواب میں کہا کہ قرآن اور مسجد کو کچھ نہیں جانتا سینکڑوں ایسی اڑتے پھرتے ہیں والعیاذباللہ۔ اس صورت میں محمد بخش مرتد ہوایا نہیں اور اس کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں الفاظ مذکورہ کہنے سے شخص مذکور مرتد ہوگیا اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے قال فی الدرا لمختار وارتداد احدهما فسخ عاجل [۱] پس شخص مذکور بعد توبہ و تجدید اسلام کے مسماۃ بتول سے دوبارہ نکاح کرے بدون تجدید اسلام و تجدید نکاح کے مسماۃ مذکورہ اپنے شوہر محمد بخش پر حرام ہے۔[۲] فقط

شرک وکفر سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور مسلمان ہونے پر تجدید ہو سکتی ہے

(سوال ۱۴۴۱) اگر کوئی مرد یا عورت شرک یا کفر کرے تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں' اگر ٹوٹ جاتا ہے تو پھر توبہ کرنے کے بعد بغیر عدت کے نکاح درست ہوتا ہے یا کچھ عدت ہے ؟

(الجواب) شرک وکفر کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور پھر تجدید نکاح عدت میں درست ہے۔[۳] فقط

ٹوٹنے کے بعد دونوں میں جب کوئی راضی نہ ہو تو!

(سوال ۱۴۴۲) اگر مذکورہ بالا صورت میں نکاح ٹوٹ گیا اور پھر مرد یا عورت میں سے کوئی آپس میں رضامند نہ ہو تو عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) عورت اگر کلمہ کفر کہے تو تجدید نکاح پر اس کو مجبور کیا جاوے گا اور دوسرے مرد سے اجازت نکاح کی اس کو نہیں ہے۔ کذافی الدر المختار [۴] فقط

کلمہ شرک کہا تو!

(سوال ۱۴۴۳) بے علمی کی وجہ سے یا جان بوجھ کر کسی عورت نے شرک کرلیا اور وہ کسی کو لے بھاگی یا کوئی

---

(۱) ایضاً ظفیر .ط.س.ج۳ص۱۹۳

(۲) ما یکون کفراً اتفاقا یبطل العمل والنکاح الخ یومر بالا ستغفار والتوبة و تجدیدالنکاح (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ج ۲ ص ۴۱۴ .ط.س.ج۴ص۲۴۶) ظفیر

(۳) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ الخ عاجل بلا قضاء (درمختار) وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها کما فی البحر (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س.ج۳ص۱۹۳) ظفیر

(۴) ولو ارتدت بمجئ الفرقة منها قبل تاکده الخ تجبر علی الاسلام و علی تجدیدالنکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتویٰ ولو الجیتة وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتها زجرا و تیسیرا لاسیما التی تقع فی الکفر(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹' ۵۴۰) ظفیر

اس کو بھگالے تو اس عورت کا دوسرے مرد سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) غیر مرد کے ساتھ بھاگنے سے تو نکاح نہیں ٹوٹتا لیکن کلمہ کفر کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے [۱] اور پھر اس کو تجدید نکاح پر مجبور کیا جاوے گا۔ [۲] فقط

بیوی عیسائی ہو گئی تو نکاح باقی رہا یا نہیں

(سوال ۱۴۴۴) ایک عورت بد چلن جو ایک عورت سے ملی ہوئی تھی اس نے اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائی ہو کر انگریز کے پاس رہنے لگی خاوند اس کو رکھنا نہیں چاہتا اس صورت میں اس مرد کا نکاح عورت مذکورہ سے جس نے مذہب تبدیل کر لیا ہے قائم ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں اس شخص کا نکاح عورت مذکورہ سے باطل ہو گیا۔ [۳] فقط

اس کا مہر واجب ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۴۵) عورت مذکورہ کا مہر پہلے شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ عورت مذکورہ مدخولہ شوہر کی ہے تو مہر عورت کا بذمہ شوہر واجب ہے عورت کے مرتدہ ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوا۔ [۴] فقط

میل ملاپ رکھنے والے کا حکم

(سوال ۱۴۴۶) اگر عورت مذکورہ کے والدین اس کے ساتھ میل ملاپ رکھیں تو والدین کے لئے کیا حکم ہے؟

(الجواب) ایسے لوگوں سے مقاطعت لازم ہے جملہ اہل اسلام کو ان سے تعلقات منقطع کر دینا چاہئیے۔ فقط

نکاح کے بعد شوہر قادیانی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۴۷) میرے باپ نے اپنی چھوٹی لڑکی یعنی میری چھوٹی ہمشیرہ کا ایجاب و قبول جبار خاں سے کر دیا تھا مگر رسومات شادی ابھی تک انجام نہیں دی تھی کہ جبار خاں احمدی ہو گیا تو نکاح قائم رہا یا نہیں؟

---

(۱) لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة (ایضاً فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۴۰۲ ط.س. ج۶ ص ۴۲۷ وهكذا كتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع) ظفیر (۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل الخ ولو ارتدت الخ تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرالها' (ایضاً باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ' ۵۴۰ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) ظفیر
(۳) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) ظفیر (۴) وللموطؤة ولو حكما كل مهر ها لتاكد به (درمختار) قوله كل مهر ها اطلقه فشمل ارتداده وارتداد ها (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ ص ۱۹۴) ظفیر

(الجواب) جو شخص احمدی جماعت میں داخل ہوتا ہے یعنی قادیانی ہوجاتا ہے اور قادیانی جماعت میں شامل ہوجاتا ہے وہ مرتد وکافر ہوجاتا ہے اور نکاح اس کا مسلمہ عورت سے باقی نہیں رہتا لہٰذا سائل اپنی ہمشیرہ کو جبار خاں احمدی کے پاس نہ بھیجیں اور اس کو جبار خاں کی منکوحہ نہ سمجھیں اور رخصت نہ کریں دوسری جگہ نکاح کردیں۔[1] فقط

عیسائی ہونے کے بعد نکاح باقی نہیں رہتا

(سوال ۱۴۴۸) میاں بیوی میں تکرار ہو لیبوی عیسائی ہوگئی نکاح باقی رہایا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح باقی نہیں رہا۔[2] فقط

پھر مسلمان ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۴۹) اگر بیوی پھر مسلمان ہوگئی تو شوہر اول کا کچھ حق باقی ہے یا نہیں؟

(الجواب) پھر مسلمان ہونے پر وہ عورت شوہر اول کو ہی دی جاوے گی یعنی اس عورت کو مجبور کیا جاوے کہ شوہر اول سے نکاح کرے درمختار وشامی میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔[3] فقط

شوہر رافضی ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۵۰) میں نے اپنی دختر کا نکاح کرتے وقت خوب تحقیق کرلی تھی، وہ لوگ سنت جماعت تھے، رافضی نہیں تھے اب وہ لوگ عرصہ چھ سال سے رافضی ہوگئے ہیں میری لڑکی سے بھی رافضی ہونے کو کہا اس نے انکار کیا تو سخت تکالیف دی اور میرے گھر پہنچا گئے آیا سنت جماعت لڑکی کا نکاح شیعہ رافضی سے رہ سکتا ہے یا نہیں میں لڑکی مذکورہ کا نکاح سنت جماعت کے ساتھ کرسکتا ہوں یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں آپ اپنی دختر کا نکاح ثانی کردیں، کیونکہ رافضی تبرائی سے نکاح سنی عورت کا منعقد نہیں ہوتا اور اگر بعد نکاح کے شوہر رافضی ہوجاوے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔[4] فقط

---

(۱) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضا (درمختار) ای بلا توقف علی قضاء القاضی وکذا بلا توقف علی مضی عدة فی المدخول بها (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر

(۲) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر

(۳) و تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجرالها بمهر یسیر کدینار و علیه الفتویٰ (درمختار) فلکل قاض ان یجدده بمهر یسیر ولو بدیناررضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیره بعد اسلامها ولا یخفی انه محله ما اذا طلب الزوج ذلك رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۰ .ط.س. ج۳ص۱۹۴) ظفیر

(۴) من سب الشیخین او طعن فیهما کفر ولا تقبل توبتهٔ و به اخذ الدبوسی وابواللیث وهو المختار للفتویٰ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۴ .ط.س. ج۴ص۲۳۶) وارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (ایضاً باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹) ظفیر

شوہر عیسائی ہوا پھر مسلمان ہوا اس کی بیوی کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۴۵۱) ایک شخص مسلمان عیسائی ہو گیا اور چھ ماہ تک عیسائی رہا اب پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی زوجہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جس وقت وہ مرد عیسائی ہوا اس کی زوجہ اسی وقت اس کے نکاح سے خارج ہو گئی پس اگر اب عدت اس کی جو کہ تین حیض ہیں گزر گئی ہے تو وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر چاہے پہلے شوہر سے بھی نکاح کر سکتی ہے لیکن یہ اس کی مرضی پر ہے مجبور نہ کی جاوے گی۔[1] فقط

عیسائی عورت مسلمان ہو گئی تو عیسائی شوہر سے اس کا نکاح باقی نہیں رہا

(سوال ۱۴۵۲) ہندہ نے مذہب عیسوی کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا بکر اس کا شوہر ہنوز کافر مذہب عیسوی پر قائم ہے اور کہتا ہے کہ میں اہل کتاب ہوں' میرا نکاح قائم ہے جب تک میں اس کو طلاق نہ دوں' اور ہندہ کو خلع لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے ؟ ہندہ مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور خلع لینے کی ضرورت ہے یا نہیں ؟ اور اگر نکاح کر سکتی ہے تو کب تک کر سکتی ہے ؟

(الجواب) بکر کا قول غلط ہے مرد کتابی کا نکاح عورت مسلمہ سے نہیں ہو سکتا اور نہ باقی رہ سکتا ہے' البتہ ہندہ بفور اسلام اس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی بلکہ تین حیض گزرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہو جاوے گی اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر اسلام لے آیا تو جدائی نہ ہوئی' بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کر سکتی ہے۔[2] فقط

جس کا شوہر عیسائی ہو جائے وہ دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۵۳) جما عیسائی ہو گیا اس سے مجھ سائل کی ہمشیرہ کا نکاح ہوا تھا تین سال ہوئے کہ اس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا دو سال سے اس کا پتہ نہیں میرا اور میری بہن کا مذہب سنی ہے تو وہ اپنا نکاح سنی مرد سے کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) جما سے اس کا نکاح فسخ ہو گیا' اب مسماۃ مذکورہ اپنا نکاح کسی مسلمان سنی مرد سے کر سکتی ہے' **هكذا فى الدر المختار**[3] فقط

---

(۱) و يجدد بينهما النكاح ان رضيت زوجة بالعود اليه والا فلا تجبر (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤١٤ .ط.س.ج٤ص٢٤٧) ظفير

(۲) ولو اسلم احدهما اى احد المجوسيين اوامراة الكتابى الخ لم تبن حتى تحيض ثلاثا او ثلاثة اشهر قبل اسلام الاخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب (درمختار) قوله لم تبن الخ افاد بتوقف البينونة على الحيض ان الاخر لو اسلم قبل انقضائها فلا بينونة بحر فاذا مضت هذه المدة صارم مصيبها بمنزلة تفرية القاضى (ر د المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ٥٣٦ و ص ٥٣٧' ج ۲ .ط.س.ج۳ص ۱۹۱) ظفير

(۳) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (درمختار) اى بلا توقف على قضاء القاضى و كذا لا توقف على مضى عدة فى المدخول بها (رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ٥٣٩ .ط.س.ج۳ص ۱۹۳) ظفير

شوہر مرزائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۵۴) زید کا نکاح زینب سے ہوا بعد نکاح زید عقائد مرزائیہ کا پیرو ہو گیا اور بجز مرزائیوں کے سب مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، یا زید پہلے ہی سے عقائد مرزائیہ کا تھا مگر زینب کے ساتھ نکاح کرنے کے باعث اپنے اس عقیدہ کو پوشیدہ رکھتا تھا بعد نکاح ظاہر کیا، دونوں صورتوں میں زید کا نکاح زینب سے رہ سکتا ہے یا نہیں اور زینب بلا طلاق نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) ہر دو صورت مذکورہ میں زینب کا نکاح زید سے فسخ ہو گیا اور زینب اگر مدخولہ ہے تو بعد عدت گزارنے کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر مدخولہ و موطؤہ نہیں ہے تو بلا عدت گزارنے کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضاء الخ و فی رد المحتار قوله و علیه نفقة العدة ای لومد خولاً بها او غیرها لا عدة علیها وافادوجوب العدة سواء ارتد اوارتدت الخ شامی [1] جلد ثانی ص ۳۹۲ فقط

بیوہ ہندو عورت اگر مسلمان ہو جائے تو اس پر عدت نہیں

(سوال ۱۴۵۵) ایک عورت ہنود سال دو سال سے بیوہ ہے، اگر مسلمان ہو کر فوراً کسی مسلمان سے نکاح کرلے تو درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) وہ عورت ہندونی بیوہ مسلمان ہو کر فوراً نکاح کر سکتی ہے اس پر عدت اسلام کی کچھ لازم نہیں ہے۔ [2] فقط

کافرہ عورت مسلمان ہونے کے بعد عدت گزار کر شادی کرلے تو جائز ہے

(سوال ۱۴۵۶) زید جو قوم سے چمار نا مسلم ہے اس کی زوجہ ہندہ نے بکر مسلمان سے تعلق ناجائز پیدا کر لیا اور عرصہ تک اس کے پاس رہی اس کے بعد ہندہ نے مسلمان ہو کر بکر کے ساتھ نکاح کر لیا زید کو جب معلوم ہوا تو بکر کی عدم موجودگی میں ہندہ کو اسکے گھر سے نکال کر لے گیا اب بکر دعویدار ہے کہ ہندہ میری منکوحہ مجھ کو دلائی جاوے اس صورت میں ہندہ شرعاً کس کو ملے گی۔؟

(الجواب) درمختار میں ہے ولو اسلم احدهما ثمه ای فی دار الحرب ویلحق بها کالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلثة اشهر قبل اسلام الاخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب [3] الخ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کافر کی زوجہ مسلمان ہو جاوے تو تین حیض آنے کے بعد یا اگر اس کو حیض نہ آتا ہو

---

(۱) ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص ۱۹۳، ظفیر
(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶، ج ۲ ص ۵۳۷ ط.س. ج۳ص ۱۹۱، ظفیر
(۳) الدرالمختار علی هامش (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶ ط.س. ج۳ص ۱۹۱) ظفیر

تو تین ماہ گزرنے کے بعد وہ عورت اس کافر کے نکاح سے خارج ہوتی ہے پھر کچھ تعلق زوجیت کا درمیان اس کافر کے اور اس کی زوجہ کے نہیں رہتا پس زید جب کہ مدت مذکورہ میں اسلام نہ لایا تو اس کی زوجہ ہندہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور بکر سے اگر نکاح مدت مذکورہ کے بعد ہوا تو صحیح ہو گیا' اور اگر عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً نکاح کر لیا تو وہ صحیح نہیں ہوا تین حیض آنے کے بعد یا تین ماہ گزرنے کے بعد پھر نکاح ہونا چاہیئے۔ فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہو جائے تو عدت کے بعد اس سے نکاح کرنا چاہیئے

(سوال ۱٤٥٧) ہندہ کافرہ شوہر دار ہے زید سے اس کی آشنائی و محبت ہو گئی ہے زید نے اس کو مسلمان کرا کر اسی وقت عقد کر لیا' یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس بارے میں حکم یہ لکھا ہے کہ اسلام کے بعد تین حیض عورت کو پورے کرا کر اس سے نکاح صحیح ہو سکتا ہے اور تفصیل اس کی در مختار شامی میں ہے الحاصل بفور اسلام جو اس عورت سے نکاح کیا گیا وہ صحیح نہیں ہوا۔[1] فقط

کافرہ کو اس کا شوہر بطور خود طلاق دے چکا ہے اگر اب وہ عورت مسلمان ہو کر فوراً نکاح کر لے تو جائز ہے

(سوال ۱٤٥٨) ایک عورت کافرہ کہ جس کے خاوند نے عرصہ پانچ چھ سال کا ہوا اپنے طریق پر طلاق دے دی ہے' وہ اب مسلمان ہونا چاہتی ہے اور ایک مسلمان کے ساتھ نکاح پر راضی ہے کیا وہ مسلمان ہوتے ہی نکاح کر سکتی ہے یا کیا؟

(الجواب) مسلمان ہوتے ہی اس سے نکاح کر لینا صحیح ہے۔ فقط

نو مسلمہ کا نکاح عدت کے بعد کیا جائے ؟

(سوال ۱٤٥٩) ایک جوان عورت ہمارے یہاں آ کر مسلمان ہوئی اور خاوند اس کا مسلمان نہیں ہوا جس کو عرصہ بیس یوم کا ہوا' اس عورت کو شوہر کی خواہش بے حد ہے' اسی کی طرف سے ہر وقت یہ تقاضا ہے کہ میرا نکاح بہت جلد کر دیا مجھ کو برداشت نہیں ہے اگر شرعاً جائز ہو تو اس کا نکاح کر دیا جاوے ؟

(الجواب) در مختار میں یہ لکھا ہے کہ ایسی عورت تین حیض گزرنے کے بعد نکاح کر سکتی ہے' اس سے پہلے

---

(۱) ولو اسلم احدهما ای احد المجوسیین او امرأة الکتابی ثمه ای فی دار الحرب الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثة اشهر قبل اسلام الاخر (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ ' ۵۳۷ .ط.س. ج۳ ص ۱۹۱) ظفیر

(۲) اس لئے کہ پانچ سال سے مطلقہ ہے اس پر عدت نہیں ہے ظفیر

نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ جیسا کہ عدۃ کے اندر نکاح کر دینے سے وہ نکاح باطل ہو جاتا ہے ایسا ہی یہ نکاح جو تین حیض سے پہلے ہوگا باطل ہوگا [۱] قال اللہ تعالیٰ ولا تعزموا عقدۃ النکاح حتی یبلغ الکتاب اجلہ [۲] لہٰذا اس حکم کا خلاف شرعاً نہیں ہو سکتا۔ فقط

شوہر مسلمان ہو مگر عیسائی بیوی مسلمان نہ ہوئی تو کیا شوہر اس کی بہن مسلمہ سے نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۱٤٦۰) زید کا مذہب عیسائی تھا، اب مسلمان ہو گیا اور اس کی زوجہ فاطمہ اس کے ساتھ مسلمان نہ ہوئی بلکہ اسلام لانے سے انکار کر دیا، زید نے بعد اسلام لانے کے فاطمہ کی بہن حقیقی سے نکاح کر لیا چونکہ وہ پہلے اسلام لے آئی تھی یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور زید کے اسلام لانے سے نکاح زید اور فاطمہ کا ٹوٹ گیا تھا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح زید و فاطمہ کا قائم ہے، فسخ نہیں ہوا، درمختار میں ہے ولو اسلم الزوج وھی مجوسیتہ فتھودت او تنصرت بقی نکاحھا کما لو کانت فی الابتداء کذلک الخ [۳] اور شامی میں ہے اما اذا اسلم زوج الکتابیتہ فان النکاح یبقی [۴] الخ اور جب کہ نکاح زید کا فاطمہ کے ساتھ قائم ہے تو نکاح زید کا فاطمہ کی بہن زینب سے صحیح اور جائز نہیں ہوا، زید کو چاہئیے کہ زینب کو فوراً علیحدہ کر دے اور فاطمہ کو اپنی زوجیت میں رکھے، دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین الایۃ [۵] فقط

مرتد ہو کر عورت مسلمان ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱٤٦۱) ایک مسلمان عورت اپنے خاوند کی تکلیفوں کو برداشت نہ کر سکی مجبوراً عیسائی ہو گئی جس کو ایک سال گزر چکا اس کا خاوند اب تک مسلمان ہے اس نے طلاق نہیں دی اب وہ عورت مسلمان ہو کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) اصل مسئلہ یہ ہے کہ زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے اور بعد اسلام لانے کے وہ عورت دوسرے مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے لیکن اگر عورت محض خاوند سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے مرتد ہو اور کفر کو اختیار کرے تو اس میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت میں

---

(۱) ولو اسلم احدھما ای احد المجوسیین اوامراۃ الکتابی ثمہ ای فی دار الحرب الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثہ اشھر قبل اسلام الاخر (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٦ ط.س. ج۳ص ۱۹۱) ظفیر
(۲) سورۃ البقرۃ. ۳۰، ظفیر (۳) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۵ ط.س.ج۳ص ۱۸۹، ظفیر (٤) رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳٤ ط.س.ج۳ص ۱۹۱، ظفیر
(۵) سورۃ النساء، ظفیر

عورت کو جبراً مسلمان کر کے شوہر اول سے ہی اس کا نکاح کیا جاوے۔[1] فقط (یہ اس وقت ہے جب پہلا شوہر اس کا طالب ہو لیکن اگر وہ خاموش ہے یا صراحتاً اس کو چھوڑ رکھا ہے تو پھر یہ عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔[2] ظفیر)

کافرہ کو مسلمان کر کے شادی کر لی جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱٤٦٢) زید نے ایک خاکروب کی بیوی سے آشنائی پیدا کی چند روز کے بعد رسوائی ہوئی اور برادری نے تنبیہ کی اور توبہ کرائی اور پھر چند روز بعد اس کی بیوی کو بھگا کر لے گیا اور دس بارہ روز میں اس کو مسلمان کرا کر لے آیا اور اس سے عقد شرعی کر لیا تو یہ عقد مسلمان ہونے کے بعد جائز ہو لیا نہیں' اور وہ بخشا جائے گا یا نہیں' اور ان دونوں کا ایمان رہا یا نہیں' اور جو توبہ کر کے توڑ دے اور پھر کرے تو مقبول ہوگی یا نہیں ؟

(الجواب) وہ مسلمان ہو گئی مگر تین حیض گزرنے سے پہلے اس سے نکاح کرنا درست نہیں ہے اور توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور بخشش کی امید ہے اور کبیرہ گناہ مثلاً زنا کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا اور اسلام نہیں جاتا اور توبہ کے توڑنے کے بعد پھر توبہ کرے تو بھی توبہ قبول ہوتی ہے۔[3] فقط

میاں بیوی ساتھ مسلمان ہو گئے تو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں

(سوال ۱٤٦٣) اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہو گئے معہ اپنے بچوں کے تو ان کو اب حالت اسلام میں نکاح جدید کی ضرورت ہے یا وہ ہی کافی ہوگا ؟

(الجواب) مسئلہ یہ ہے کہ اگر خاوند بی بی دونوں مسلمان ہو جاویں تو ان کو تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے' پہلا نکاح ان کا باقی ہے' البتہ احتیاطاً بعد اسلام کے اگر پھر ان کا نکاح کر دیا جاوے تو یہ اچھا ہے اسلم المتزوجان بلا سماع شھود او فی عدة کافر معتقدین ذلك اقرا علیه[4] فقط

مسلمان میاں بیوی عیسائی ہو گئے پھر دونوں مسلمان ہو گئے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱٤٦٤) ایک مرد اور عورت دونوں عیسائی ہو گئے چند یوم کے بعد لڑکی مسلمان ہو گئی پانچ یوم بعد

---

(۱) وارتداد احدھما ای الزوجین فسخ فلا ینقص عدد اعا جل بلا قضاء الخ لو ارتدت لمجئ الفرقة الخ تجبر علی الاسلام و علی تجدید النکاح زجراً لھا بمھر یسیر کدینار و علیه الفتویٰ وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة بردتھا زجرا و تیسیرا (درمختار) فلکل قاض ان یجدده بمھر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیره بعد اسلامھا (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٤٠ ط.س. ج۳ص۱۹۳) ظفیر (۲) ولا یخفی ان محله ما اذا طلب الزوج ذلك اما لو سکت او ترکه صریحاً فانھا لا تجبر و تزوج من غیره لانه ترك حقه (رد المحتار باب ایضاً). ط.س. ج۳ص۱۹٤ ظفیر (۳) ولو اسلم احدھما ای احد المجوسین اوامراة الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلاثه اشھر قبل اسلام الاخر اقامة لشرط الفرقة مقام السبب ولیست بعدة لدخول غیر المدخول بھا (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٣٦' ٥٣٧. ط.س. ج۳ص۱۹۱) ظفیر

(٤) الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٣٢. ط.س. ج۳ص۱۸٦' ظفیر

لڑکا بھی مسلمان ہو گیا ان کا نکاح رہایا نہیں ؟

(الجواب) ان کا نکاح نہیں رہا پھر نکاح ہونا چاہئیے در مختار میں ہے و فسد ان اسلم احدھما قبل الاخر الخ [1] فقط

کافر میاں بیوی دونوں مسلمان ہو جائیں تو پھر دوبارہ نکاح کرانا ضروری ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱٤٦٥) زید و ہندہ دونوں کافر تھے لیکن اب مسلمان ہو گئے اب ان کا نکاح ہونا چاہیئے یا نہیں ؟

(الجواب) زوجین کافرین اگر دونوں مسلمان ہو جائیں نکاح ان کا باقی رہے گا۔ کذافی الدر المختار [2] فقط

زوجین میں کوئی کافر ہو جائے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہو گا یا شوہر کی ؟

(سوال ۱٤٦٦) اگر زوجین میں سے کوئی کافر ہو جائے تو نکاح جدید عورت کی رضامندی سے ہو گا یا محض شوہر کی خواہش پر اور سابقہ مہر کے علاوہ مہر جدید عورت کی رضامندی کے مطابق ہو گا یا نہیں ؟

(الجواب) کافر ہو جانا احد الزوجین کا موجب فسخ نکاح ہے پھر اگر تجدید نکاح کی جاوے تو عورت کی رضامندی سے ہو گی اور مہر بھی حسب خواہش عورت جدید ہو گا، [3] البتہ اس صورت میں کہ عورت کی طرف سے ارتداد سرزد ہو جو موجب فسخ نکاح ہو فقہا نے لکھا ہے کہ زجراً اس عورت کو مجبور کیا جاوے گا شوہر اول سے نکاح کرنے پر بمہر جدید ۔ کذا فی الدرالمختار واقرہ الشامی [4] فقط

غالی شیعہ کافر ہیں یا مسلمان ؟

(سوال ۱٤٦٧) جو فرقہ شیعہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے افک کا قائل اور معتقد ہو اور نیز اس امر کا بھی معتقد ہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اکثر صحابہ مرتد و کافر ہو گئے ہیں العیاذ باللہ وہ فرقہ مرتد کا ہے یا فائق ؟

(الجواب) فرقہ مذکورہ جس کے عقائد وہ ہیں جو مذکور ہوئے باتفاق اہل سنت و جماعت کافر و مرتد ہے کما فی رد المحتار جلد ثالث باب المرتد ص ۲۹٤ نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشةؓ

---

(۱) الدرالمختار علی هاش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ٥٤١ ط.س. ج۳ص۱۹٦ لان ردة احدهما منا فیة للنکاح ابتداء فکذا بقاء (رد المحتار ایضاً) ظفیر

(۲) والثانی ان کل نکاح حرم بین المسلمین لفقد شرطه کعدم شهود یجوز فی حقهم اذا اعتقدوه عند الامام و یقرون علیه بعد الاسلام الخ اسلم المتزوجان بلا سماع شهود الخ اقراء علیه (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۱، و ج ۲ ص ۵۳۲ ط.س. ج٤ص۱۹۳) ظفیر

(۳) وارتداد احدهما فسخ فی الحال الخ ولو ارتد هو لا تجبر المراة علی التزوج البحر الرائق باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۲۳۰، ۲۳۱ ط.س. ج٤ص۱۹۳ ولا تجبر بکر بالغة علی النکاح ای لا ینفذ عقد الولی بغیر رضا ها الخ انها حرة مخاطبة فلا یکون للغیر علیها ولایة (ایضاً باب الولی ج ۳ ص ۱۱۸ ط.س. ج۳ص٥٨) ظفیر

(٤) فشمل ارتداد المراة الخ لکنها تجبر علی الاسلام والنکاح مع زوجها الاول لان الجسم یحصل بهذا الجبر الخ ولا یخفی ان محله ما اذا طلب الاول ذلك اما اذا رضی بتزوجها من غیر فهو صحیح لان الحق له وکذلك لو لم یطلب تجدید النکاح واسقر ساکتا لا یجدده القاضی (البحر الرائق باب نکاح الکافر ج ۳ ص ۲۳۰ ط.س. ج۳ص ۲۱٤) ظفیر

او انکر صحبة الصدیقؓ اواعتقد الالوهیة فی علیؓ اوان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الکفر الصریح المخالف للقرآن الخ [1] شامی و فی المرقاة شرح المشکوة قلت وهذا فی حق الرافضة والخارجة فی زماننا فانهم یعتقدون کفر اکثر الصحابة فضلاً عن سائر اهل السنة و الجماعة فهم کفرة بالاجماع بلا نزاع [2] اور مظاہر حق میں ہے کہ شیعہ تکفیر صحابہ اور قذف عائشہ صدیقہؓ کوکہ اعظم موجبات کفر سے ہے سبب رفع درجات کا جانتے ہیں اور صرف استحلال معصیۃ کفر ہے چہ جائیکہ کفر کو موجب رفع درجات کا گنیں انتہی' مظاہر حق

شیعہ کی عورت منکوحہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۶۸) کیاان کی عورتوں منکوحہ کے ساتھ بلا طلاق نکاح جائز ہے اور وہ اہل سنت کا عقیدہ رکھتی ہیں ؟

(الجواب) اوپر معلوم ہوا کہ روافض مذکورہ کافرومرتد ہیں لہذا مسلمہ سنیہ عورت کا نکاح ان کے ساتھ صحیح نہیں ہوااوران کی عورتوں سے بدون طلاق سنیوں کا نکاح صحیح ہے۔ فقط

شیعہ سنی لڑکی کا نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۴۶۹) ایسے فرقہ کے نکاح میں اہل سنت والجماعت کی لڑکیاں آسکتی ہیں یا نہیں ؟

(الجواب) نہیں آسکتی ہیں۔فقط

جو سنی لڑکیاں شیعوں کے عقد میں ہوں ؟

(سوال ۱۴۷۰) سنیوں کی جولڑکیاں ان کے نکاح میں ہیں کیابر تقدیر تکفیران کا نکاح فسخ ہوگیا نہ ؟

(الجواب) جبکہ عقائدان روافض کے بوقت نکاح بھی ایسے ہی تھے تو مسلمہ سنیہ عورت کا ان کے ساتھ نکاح منعقد ہی نہیں ہوالہذا فسخ کی حاجت نہیں ہے۔

شیعہ لڑکی سے نکاح ؟

(سوال ۱۴۷۱) اس فرقہ کی لڑکیوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت کا نکاح درست ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درست نہیں کیونکہ مابین کافرو مسلم مناکحت صحیح نہیں ہے۔فقط

---

(۱) رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۵ '۴۰۶ .ط.س.ج۴ص۲۳۷ ' ظفیر
(۲) دیکھئے شامی باب المرتد ج ۳ ص ۴۰۵ '۴۰۶ .ط.س.ج۳ص۲۳۷' ظفیر

ان کی خوشی وغم میں شرکت

(سوال ۱۴۷۲) اہل سنت والجماعۃ کو اس فرقہ کی شادی وغمی اور انکے جنازہ وغیرہ کی شرکت درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) ایسے فرقوں کے بارے میں حدیث شریف میں ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم وغیرہ الفاظ وارد ہیں لہذا انکی غمی وشادی میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط

کافر کی بیوی مسلمان ہوگئی اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۷۳) ہندہ کافرہ تھی اب مسلمہ ہوگئی ہے اور اس کا شوہر بدستور کافر ہے کیا ہندہ کا نکاح کسی مسلمان سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) کتب فقہ میں اس صورت کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ عورت مسلمہ تین حیض کے بعد یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ کے بعد پہلے شوہر کے نکاح سے جدا ہوگی اس کے بعد اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو سکتا ہے' تین حیض یا تین ماہ گزرنے سے پہلے اس عورت کو دوسرا نکاح درست نہیں ہے کذافی الدرالمختار لو اسلم احدھما ای احد المجوسیین اوامراۃ الکتابی الخ لم تبن حتی تحیض ثلاثا او تمضی ثلثۃ اشھر قبل اسلام الاخر اقامۃ شرط الفرقۃ مقام السبب' قولہ اقامۃ شرط الفرقۃ وھو مضی ھذہ المدۃ مقام السبب وھو الاباء الخ (۱) فقط

مسجد کو برا کہنے والا کیسا ہے؟

(سوال ۱۴۷۴) اگر کوئی شخص اپنی ثروت کے گھمنڈ سے یہ کہے کہ میں مسجد پر پیشاب کرتا ہوں اور امام کو گالیاں دے' ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور جو اشخاص اس کے مددگار ہیں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب کریں اور ان سے طہارت کریں ان کے لئے کیا حکم ہے اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں؟

(الجواب) ایسے شخص کے لئے شریعت میں کفر کا خوف ہے توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق وفاجر کے مددگار ہوں وہ بھی عاصی وفاسق ہیں توبہ کریں اور آئندہ ایسے حرکات سے باز آویں اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہو اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔ فقط

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۶' و ج ۲ ص ۵۳۷ ط.س. ج۳ ص ۱۹۱' ظفیر

شریعت کا منکر مرتد ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱٤۷٥) اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے تمہاری شرع تمہارے گھر میں، آیا وہ شخص مرتد ہو گیا یا نہیں اور اس کی زوجہ مطلقہ ہو گئی یا نہیں؟
(۲) ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب کے ساتھ کچھ مسائل شرعیہ کا تذکرہ ہو رہا تھا ناگاہ ایک شخص نے آکر بطور بغض کے علماء کی بہت ہی حقارت واستہزاء وتوبیخ کنی کرنی شروع کی ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرعی ہے؟
(الجواب) اقول و بالله التوفيق . قال فی ردالمحتار وفی الخلاصة وغيرها اذا كان فی المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلى المفتی ان يميل الى الوجه الذی يمنع التكفير الخ [۱] ص ۲۸٥ باب المرتد و فيه عن جامع الفصولين وعلىٰ هذا ينبغی ان يكفر من شتم دين محمد ﷺ ولكن يمكن التاويل بان مراده اخلاقه الردية و معاملته القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغی ان لا يكفر حينئذٍ والله تعالىٰ اعلم ص ۱۸۹ ج ۳ شامی وقد سئل فی الخيرية عمن قال له الحاكم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتى مفت بانه كفر و بانت زوجته فهل يثبت كفره بذلك فاجاب بانه لا ينبغی للعالم ان يبادر بتكفير اهل الاسلام الى آخره [۲] وفی الدرالمختار والفاظه تعرف فی الفتاویٰ بل افردت بالتاليف مع انه لا يفتی بالكفر بشیٔ منها الا فيما اتفق المشائخ عليه كما سيجیٔ قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیٔ [۳] منها الخ و نقل عبارته فی الشامی وفی اخره فعلى هذا فاكثر الفاظ التكفير المذكورة لا يفتی بالتكفير فيها ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیٔ منها [٤] اه كلام البحر باختصار شامی ص ۲۸٥ فقط

یہ کہنا کہ رواج پر فیصلہ کرو کیسا ہے؟

(سوال ۱٤۷٦) وکیل مدعی علیہ نے مدعی سے کہا کہ تم شرع محمدی مانتے ہو یا نہیں تو مدعی نے کہا جس طرح رواج ہے تم اس طرح کرو، یہاں شرع کا کیا کام اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟
(الجواب) مسلمان کو شرع محمدی کا نہ ماننا اور یہ کہنا کہ رواج کے موافق کرو، یہاں شرع کا کیا کام ہے سخت گناہ ہے جس میں خوف کفر کا ہے، اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہئیے اور تجدید ایمان کرنی چاہئیے۔ [٥] فقط

---

(۱) رد المحتار باب المرتد مطلب ما يشك فی انه ردة ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج٤ ص ۲۲٤ ، ظفير
(۲) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۹ ، ظفير
(۳) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ و ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج٤ ص ۲۳۰ مطلب فی حكم من شتم دين مسلم.
(٤) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج٤ ص ۲۲٤ ، ظفير
(٥) رد المحتار باب المرتد تحت قوله و الطوع ج ۳ ص ۳۹٤ .ط.س. ج٤ ص ۲۲٤ ، ظفير

بلاارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۷۷) ایک شخص کی زبان سے بے ساختہ بلاارادہ اپنی زوجہ کی نسبت یہ لفظ نکل گیا کہ یہ تو میرا خدا ہے والعیاذباللہ تعالیٰ، آیا یہ شخص مرتکب کفر ہوا یا نہیں اور نکاح قائم رہا یا نہ؟

(الجواب) شامی میں ہے کہ اگر خطاءً بلاارادہ کلمہ کفر زبان سے نکل جاوے تو کافر نہیں ہوتا ومن تکلم بهامخطئاً او مکرها لا یکفر عند الکل[1] الخ لہٰذا اس صورت میں حکم کفر کا اس شخص پر نہ کیا جاوے اور نہ اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگی لیکن احتیاطاً تجدید نکاح کرلیوے اور توبہ واستغفار کرے۔ فقط

آریہ اور عیسائی ہونے سے نکاح ختم ہوجاتا ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۴۷۸) اگر کوئی مسلمان منکوحہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر آریہ یا عیسائی ہوجائے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجین میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا فوراً نکاح کو فسخ کرتا ہے کما فی الدرالمختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[2] پس جبکہ کوئی عورت مسلمہ آریہ یا عیسائی ہوگئی نکاح اس کا اس کے شوہر سے فوراً فسخ ہوگیا اگر وہ پھر اسلام لاوے گی تو تجدید نکاح ضروری ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ عورت اگر مرتد ہوجائے تو اس کو مجبوراً مسلمان کیا جاوے اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر اس کا نکاح کیا جاوے۔[3] فقط

قرآن وحدیث کو کوئی شیطان کہے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۷۹) ایک مسلمان قرآن وحدیث پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے اور قرآن وحدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے، ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

(الجواب) پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث شریف پر عمل کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہیں غیر مقلد تو نہیں ہے جو سلیقہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار اور خلاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعویٰ ان کا تو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن وحدیث کے نہیں

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ط.س. ج۳ص۱۹۳، ظفیر

(۲) و تجبر علی الاسلام وهو علی تجدید النکاح زجرا بمهر یسیر کدینار و علیه الفتوی (درمختار) لکل قاض ان یجدده بهر یسیر ولو بدینار رضیت ام لا وتمنع من التزوج بغیره بعد اسلامها ولا یخفی ان محله ما اذا طلب الزوج (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۰ ط.س. ج۳ص۱۹۴) ظفیر

(۳) وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلاق بها اخلاق بالایمان اتفاقا کترك السجود لضم و قتل نبی والا ستحفاف به و بالمصحف والکعبة وکذا مخالفة او انکا رما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلك دلیل علی ان التصدیق مفقود (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ ط.س. ج٤ص۲۲۲) ظفیر

ہیں کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم ابو حنیفہؒ کا خلاف کرتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفی کی جو عین مطابق قرآن وحدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی متبع سنت کو برا کہنا نہایت مذموم وقبیح ہے اور بہر حال قرآن وحدیث اور فقہ کو شیطانی کتاب کہنا والعیاذ باللہ کفر صریح وارتداد قبیح ہے۔[1] فقط

خدا اور رسول کو جو گالی دے اس کا نکاح رہایا ختم ہو گیا

(سوال ۱۴۸۰) ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا اور رسول کے واسطے مجھ کو نہ مار اس پر اس کے خاوند نے خدا اور رسول کی شان میں سخت گالیاں دیں وہ کافر ہوایا نہیں اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے۔؟

(الجواب) وہ شخص کافر ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے[2] اور اولاد کی پرورش بھی وہی کرے گی (ان اخبرت بردة زوجها لها التزوج باخر بعد العدة (رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵٤۱ ظفیر)

قرآن کی توہین باعث ارتداد ہے نکاح فسخ ہو گیا

(سوال ۱۴۸۱) زید نے اپنی دختر مریم نابالغہ کا نکاح عمر سے کر دیا عمر محض بے علم جاہل فاسق وفاجر تارک صلوٰۃ وصوم وزانی ہے مریم کو ایذاء پہنچاتا ہے' بارہا قرآن شریف بوقت تلاوت پھینک دیا' اگر زید مریم کو اب پھر عمر کے یہاں بھیجے تو مریم ارادہ خودکشی کا رکھتی ہے اور عمر ارادہ مریم کے مارنے یا فروخت کرنے کا رکھتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) قرآن شریف کا ازارہ استخفاف پھینک دینا کفر وارتداد ہے' ایسی حالت میں اس کی زوجہ مریم اس کے نکاح سے خارج ہو گئی پس مریم عمر کے گھر نہ بھیجی جاوے اور دوسرا نکاح اس کا بعد عدت کے درست ہے۔[3] فقط

---

(۱) وکل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولة الا الکافر بسبب بقی من الانبیاء فانه یقتل حد اولا تقبل توبتہ مطلقا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۰۰ .ط.س.ج٤ص ۲۳۱)

(۲) اجمع المسلمون ان شاتمه (ﷺ) کافر و حکمه القتل ومن شك فی عذابه و کفره کفر (رد المحتار ایضاً) وارتداد احدهما فسخ عاجل بلا قضا فللموطوة کل مهر ها الخ و علیه نفقتة العدة الخ والو لد یتبع خیر الا بوین دینا (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۱ .ط.س.ج۳ص ۱۳۹) ظفیر

(۳) لان الشارع جعل بعض المعاصی امارة علی عدم وجوده الخ کما لو سجد لصنم او وضع مصحفافی قار ورة فانه یکفر الخ (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۲ .ط.س.ج٤ص ۲۲۲) ان ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیه خلاف ایضاً ج ۳ ص ۳۹۹) ظفیر

حرام کو حلال سمجھنے والا مسلمان ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱٤۸۲) فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس میں تفصیل یہ ہے کہ جو شامی باب المرتد میں مذکور ہے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا بر عکس کافر نہیں ہے بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب مذکور کے موقع مذکور میں منقول ہیں ان کا ملاحظہ فرمالیویں [1] (ماحصل یہ ہے کہ جو چیز بذات خود حرام ہو اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اُس کا حلال سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے ظفیر)

شوہر کے ظلم سے جو عورت قادیانی ہوئی پھر مسلمان اس کی شادی !

(سوال ۱٤۸۳) ہندہ زوجہ زید نے مذہب قادیانی اختیار کرلیا علماء نے حکم ارتداد جاری کر کے فسخ نکاح کا حکم کیا' اب جب کہ ہندہ اپنے عقائد کفریہ سے تائب ہوگئی اس سے تجدید نکاح کے لئے کہا گیا جس کے جواب میں ہندہ نے کہا کہ بوجہ ناراضگی اپنے شوہر کے کہ مجھ کو نان ونفقہ نہیں دیتا تھا اور نہ طلاق دیتا تھا مذہب قادیانی اختیار کیا تھا لہذا اگر مجھ کو اسی شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کیا جاوے گا تو میں پھر اس مذہب کو اختیار کرلوں گی اور کسی قادیانی سے عقد کرلوں گی' اس صورت میں ہندہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اقول و بالله التوفيق . ارتداد سے بچانے کے لئے روایت شامی وظاهره ان لها التزوج بمن شاء ت [2] پر عمل کیا جاوے اور یہ مسئلہ جو محتالہ کے لئے ہے کہ جبراً اس کو مسلمان کر کے شوہر اول کے ساتھ تجدید نکاح کیا جاوے یہ دار الاسلام میں ہو سکتا ہے نہ کہ دار الحرب میں کما ہو ظاہر۔ فقط

قرآن پاک کو گالی دی تو نکاح فسخ ہوا یا نہیں ؟

(سوال ۱٤۸٤) ایک شخص نے بحق قرآن عزیز مجمع عام میں بغیر ازارتفاع موانع شرعیہ گالی گلوچ دی' والعیاذباللہ تعالیٰ تو کیا یہ شخص شرعاً کافر ہوا یا نہیں اور تجدید نکاح و تلقین وغیرہ امور شرعیہ بھی ضروری ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس کے ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے تجدید اسلام و تجدید نکاح اس کو ضروری ہے۔ [3] فقط

---

(۱) والا صل ان من اعتقد الحرام حلالا فان كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر وان كان لعينه فان كان دليله قطعي كفر والا فلا وقيل التفصيل فى العالم اما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وانما الفرق فى حقه ان ما كان قطعي كفر به والا فلا فيكفر اذا قال الخمر ليس بحرام(رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳ .ط.س. ج٤ ص۲۲۳ مطلب فی منكر الاجماع) ظفير

(۲) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤۲۰ .ط.س. ج٤ ص۲۵۳ ' ظفير

(۳) اذا انكر الرجل اية من القرآن الخ او عاب كفر الخ رجل يقرا القرآن فقال رجل اين چه بانك طوفان است فهذا كفر (عالمگیری مصری موجبات الكفر ج ۲ ص ۲٦٦) ما يكون كفر اتفاقا يبطل العمل والنكاح الخ يؤمر بالا ستغفار والتوبة و تجديدالنكاح(الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤١٤ .ط.س. ج٤ ص۲٤٦) ظفير

حکم خدا اور رسول سے انکار میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

(سوال ۱٤۸۵) ایک عالم نے زید کو شادی کے موقع پر رقص و سرور سے منع کیا کہ شریعت میں لہو و لعب سرور و سماع بالخصوص رقص وغیرہ حرام ہے تو اس پر زید کے ایک عزیز نے مجمع عام میں با آواز بلند یہ کہا کہ ہم خدا اور رسول کے حکم سے بالکل منکر ہیں اور نہیں مانتے وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں اس کا نکاح باطل ہے یا نہیں مسلمانان کو اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئیے؟

(الجواب) اس صورت میں وہ شخص جس نے کلمہ مذکورہ کہا مرتد ہو گیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی[۱] تجدید اسلام وتجدید نکاح اس کو لازم ہے اور اگر وہ توبہ نہ کرے اور از سر نو اسلام قبول نہ کرے تو مسلمانان کو اس کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہئیے اور اس کو بالکل علیحدہ کر دینا چاہئیے۔ فقط

شوہر عیسائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا عدت بعد شادی کر سکتی ہے

(سوال ۱٤۸٦) زید تنہا عیسائی ہو گیا' اور اس کی زوجہ و دیگر اہل کنبہ بدستور اسلام پر مستقیم رہے تو اس کی زوجہ کو چھ سال بعد نکاح ثانی کرنے کے لئے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(الجواب) زید جب کہ عیسائی ہو گیا اور اس کی زوجہ مسلمان رہی تو نکاح اسکا فوراً فسخ ہو گیا بعد عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[۲] فقط

شوہر جب غالی شیعہ ہو جائے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱٤۸۷) ہندہ نابالغہ کا نکاح بکر سے ہوا بکر اور اس کے والدین اس وقت سنی تھے ہندہ کے بالغہ ہو جانے کے بعد وہ رافضی ہو گئے جو ہر وقت اصحاب ثلاثہ و حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اصحاب عشرہ مبشرہ پر لعن و تبرا کرتے رہتے ہیں ابھی تک ان کی یہی حالت ہے کہ اعلانیہ اصحاب و ازواج مطہرات کو برا کہتے ہیں اور امامت کو نبوت سے افضل کہتے ہیں' ہندہ اب والدین کے گھر ہے تو ہندہ و بکر کا نکاح قائم و جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بکر جس وقت رافضی غالی ہو گیا اور رفض اس کا حد کفر کو پہنچ گیا تو نکاح ہندہ کا اس سے فسخ ہو گیا کما فی الدرالمختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[۳] الخ وفی الشامی نعم لاشك فی تكفير من قذف السيدة عائشةؓ او انكر صحبة الصديق او اعتقد لا ولوهية فی علی او ان جبرئيل غلط فی الوحی او نحو ذلك من الكفر الصريح[٤] الخ فقط

---

(۱) وارتداد احدهما فسخ عاجل(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۳ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح الخ يؤمر بالا ستغفار والتوبته و تجديد النكاح (ايضاً باب المرتد ج ۲ ص ٤١٤ .ط.س. ج٤ ص ٢٤٦) ظفير

(۲) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ ص ۱۹۳) ظفير

(۳) ايضاً باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹ .ط.س. ج۳ ص ۱۹۳ ' ظفير

(٤) رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ٤٠٥ ' ٤٠٦ .ط.س. ج٤ ص ۲۳۷ 'ظفير

چماری مسلمان ہوئی شادی کی پھر ہندو کے گھر لے جائی گئی اب پھر مسلمان ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۴۸۸) پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے اس کا خاوند کسی اور مقدمہ میں قید ہو گیا تھا پانچ ماہ تک چماری ہندوؤں کے گھر رہی حلال حرام کو مباح جانا اب پھر دوبارہ مسلمان ہو گئی آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہو گیا یا کیا اس چماری کا نکاح دوسرے شخص سے جائز ہے یا نہیں یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہئیے؟

(الجواب) جو امور سوال میں درج ہیں ان سے چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا اگر درحقیقت وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو مرتد نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم ہے[1] بدوں اس کے طلاق دینے کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہو گی اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا اور اسلام سے منحرف ہو گئی تھی اور اسلام کا انکار کر دیا تھا تو نکاح سابق اس کا فسخ ہو گیا اب دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہے۔[2] فقط

کلمہ کفر سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

(سوال ۱۴۸۹) ہندہ کا نکاح زید سے چھ سات برس ہوئے ہوا تھا زید نے اتنے عرصہ میں کسی قسم کا حق ہندہ کا ادا نہیں کیا، زید کو نہ مجامعت پر قدرت ہے نہ نان و نفقہ دیتا ہے بلکہ زید کو عادت اغلام کرانے کی ہے جس کی وجہ سے مجامعت پر قدرت نہیں رہی اور والدین کے بھکانے کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا زیادہ تکلیف پہنچنے کی وجہ سے اکثر اوقات ہندہ کی زبان سے کلمہ کفر کے بھی جاری ہو جاتے ہیں تو ہندہ بوجہ کلمہ کفر کے عقد نکاح سے باہر ہو گئی یا نہیں، اگر نہیں ہوئی تو ایسی صورت فرمائیے کہ ہندہ زید سے علیحدہ ہو جاوے؟

(الجواب) بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے البتہ اگر کلمہ کفر زوجین میں سے کسی کے زبان سے ایسا نکل گیا ہے جو باتفاق کفر ہے[3] تو اس سے نکاح فوراً فسخ ہو جاتا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کلمہ کفر ایسا ہو کہ اس میں گنجائش تاویل کی نہ ہو، اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر سے زبردستی سے اگر طلاق کا لفظ کہلا دیا جاوے تب بھی طلاق پڑ جاتی ہے بقوله عليه الصلوة والسلام ثلث جدهن جدو هزلهن جد الحديث[4] فقط

---

(۱) لا يخرج الرجل من الايمان الا حجوده ما ادخله فيه ثم يتقن انه ردة يحكم بها وما يشك انه ردة لا يحكم بها اذا الاسلام لثابت لا يزول بالشك الخ فينبغي للعالم اذا رفع اليه هذا ان لا يبادر بتكفير اهل الاسلام (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳. ط.س. ج۴ ص ۲۲۴) ظفير

(۲) وارتداد احدهما اى الزوجين فسخ عاجل بلا قضاء (الدرالمختار على هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ج ۲ ص ۵۳۹) ظفير. ط.س. ج۳ ص ۱۹۳

(۳) الكفر شئ عظيم فلا اجعل المومن كافر امتى وجدت رواية انه لا يكفر وفى الخلاصة وغير ها اذا كان فى المسئلة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلى المفتى ان يميل الى الوجه الذى يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص: ۳۹۳. ط.س. ج۴ ص ۲۲۴) ظفير

(۴) مشكوة باب الخلع والطلاق فصل ثانى ص ۲۸۴، جد کے بعد یہ الفاظ ہیں النكاح والطلاق والرجعة (رواه الترمذى و ابو داؤد (ايضاً) ظفير

نواں باب

بیویوں میں عدل و مساوات اور حقوق الزوجین

دو بیویوں میں مساوات

(سوال ۱۴۹۰) میرے دو بیویاں ہیں میں اپنی ہر بیوی کے مکان سکونتی میں دس دس شب ہر ماہ سونا چاہتا ہوں جس میں تخلیہ بھی بسہولت ممکن ہے' اب مہینہ میں دس شب اور باقی ہے ان میں' میں اپنی بیوی شادی شدہ کے مکان کے باہر سونا چاہتا ہوں مگر بلا تعلق تخلیہ اگر اس کی نوبت ہو تو مساوی حقوق ہونا چاہئیے یا کیا' جہاں میں دس شب اور سونا چاہتا ہوں وہ نا کتخدا ہیں' اور دوسری بیوی ان صفات میں نہیں ہیں ؟

(الجواب) زوجات اگر متعدد ہیں تو سب برابر ہیں اور سب کا حق برابر ہے باکرہ اور ثیبہ اور پہلی اور نئی سب برابر ہیں اور مساوات شب باشی میں ہونی چاہئیے' جماع شرط نہیں ہے پس وہ دس شب جو باقی رہے یا توان کو بھی نصفانصف کرنا چاہئیے یا دونوں کے پاس رات کو نہ رہو کسی علیحدہ مکان میں رہو۔[1] فقط

کیا دو بیویوں کے زیور اور خرچ میں بھی مساوات ضروری ہے جب کہ ایک صاحب اولاد ہو اور دوسری نہ ہو

(سوال ۱۴۹۱) اگر زید کے دو زوجہ ہیں تو دونوں میں زیور وغیرہ میں کمی زیادتی کرنا یا دونوں کو برابر خرچ دینا جب کہ ایک صاحب اولاد بھی ہے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) دونوں زوجہ میں خرچ اور نفقہ میں مساوات کرے کمی بیشی نہ کرے[2] البتہ جو صاحب اولاد ہے اس کو اولاد کا نفقہ علیحدہ دیویں۔ فقط

عمر چاہتا ہے کہ سفر میں چھ چھ ماہ دونوں بیویوں کو رکھے قرعہ نہیں ڈالے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۴۹۲) عمر کا روزگار پہاڑ پر ہے اور اس کی دو زوجہ ہیں' عمر چاہتا ہے کہ چھ مہینہ ایک زوجہ کو پاس رکھے اور چھ مہینہ دوسری کو' عمر ایسی بیوی کو سفر میں رکھنا چاہتا ہے جس کا خرچ کم ہو' اور قرعہ اندازی نہیں کرتا

---

(۱) یجب و ظاهر الآیة انه فرض ان یعدل فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة و فی الملبوس والماکول والصحبة لا فی المجامعة الخ و البکر والثیب والجدیدة والقدیمة والمسلمة والکتابیة سواء لا طلاق الآیة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶'۵۴۷' ۵۵۰ .ط.س.ج۳ص ۲۰۱......۲۰۲) ظفیر

(۲) یجب و ظاهر الآیة انه فرض نهر ان یعدل ای ان لا یجوز فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول واللصحبة الخ (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶ ' ۵۴۷.ط.س.ج۳ص ۲۰۱......۲۰۲) ظفیر

یہ کیسا ہے؟

(الجواب) عمر کو اختیار ہے کہ سفر میں جس زوجہ کو چاہے پاس رکھے قرعہ اندازی نہیں ہے' البتہ بہتر اور مستحب ہے اگر قرعہ نہ کرے گناہ گار نہیں' کما مر فی الدرالمختار ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فله السفر بمن شاء والقرعة احب تطیباً لقلوبهن الخ[1] فقط

کیا خرچ اور تحفہ و ہدیہ میں بیویوں کے اندر مساوات نہ کرنے سے شوہر گناہ گار ہوگا

(سوال ۱۴۹۳) ایک شخص کی دو زوجہ ہیں وہ ان میں مساوات اور برابری نہیں کرتا زوجہ ثانیہ کو خرچ وغیرہ کم دیتا ہے اور تحفہ وغیرہ سفر سے لاتا ہے زوجہ ثانیہ کو نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں نے فتوی منگالیا ہے کہ تحفہ و ہدیہ میں مساوات ضروری نہیں ہے اگر اس میں سے زوجہ ثانیہ کو کچھ دے دے تو اس کی خوشی ہے' کیا یہ طرز عمل درست ہے یا نہیں' کیا وہ شخص گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) عدل کرنا دو زوجہ میں ضروری ہے' تارک اس کا عاصی آثم تارک فرض ہے اور فاسق ہے قال اللہ تعالیٰ فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة[2] الایة وفی الدرالمختار یجب وظاهر الاية انه فرض ان یعدل ای ان لا یجوز فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول[3] الخ پس معلوم ہوا کہ دو زوجہ کے درمیان ہر ایک امر میں کھانے اور کپڑے اور پاس رہنے میں مساوات کرے حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دو زوجہ ہوں اور وہ ان میں مساوات اور عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں آوے گا کہ اس کی ایک کروٹ ساقط ہوگی وعن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال اذا کانت عند الرجل امراتان فلم یعدل بینهما جاء یوم القیمه و شقه ساقط رواه الترمذی وغیره[4] فقط

مجامعت ہر ماہ ضروری ہے یا نہیں اور نفقہ سے بے پروائی کیسی ہے؟

(سوال ۱۴۹۴) بیوی کی روٹی کپڑے کی خبر نہ لینا کیسا ہے؟ اور سفر و مجبوری وغیرہ کی وجہ سے مقاربت نہ ہوتی ہو تو کیسا ہے؟ یہ جو مشہور ہے کہ (ہر ماہ میں) صحبت نہ کرنے سے ایک خون کا گناہ ہوتا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

(الجواب) زوجہ کے نان نفقہ کی خبر نہ لینا گناہ ہے آئندہ خبر گیری رکھنی چاہئیے اور بحالت سفر و مجبوری عدم مقاربت کی وجہ سے کچھ گناہ شوہر پر نہیں ہوا' اور یہ غلط ہے کہ ترک وطی سے ایک خون کا گناہ ہر ماہ میں ہوتا ہے

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۵۱ .ط.س.ج۳ص۲۰۶' ظفیر

(۲) سورة النساء رکوع ۱ ' ظفیر

(۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶ '۵۴۷ .ط.س.ج۳ص۲۰۱ ' ظفیر مشکوٰة باب القسم فصل ثانی ص ۲۷۹ ' ظفیر

(۴) فتجب (النفقه) للزوجه بنکاح صحیح الخ علی زوجها لا نها جزاء الاحتباس الخ و لوصغیر (الدرالمختار علی رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۸۸۶ .ط.س.ج۳ص۵۷۲) ظفیر

یہ بالکل غلط اور باطل ہے۔[1] فقط

زدوکوب کی وجہ سے بیوی شوہر کے گھر نہ جائے تو کیا کیا جائے ؟

(سوال ۱٤۹۵) زید نے اپنی زوجہ کو مہر میں چند رقمیں اور ایک مکان دے دیا اور بعد از ایک سال اس کو زدو کوب کر کے اشیاء مذکورہ چھین کر نکال دیا' ایک سال تک وہ اپنی والدہ کے یہاں رہی اب زید اس کو لے جانا چاہتا ہے اور بوجہ زدوکوب جانے سے انکار کرتی ہے' شوہر اس کو لے جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر زوجہ زید کو شوہر کے مکان پر جانے سے خوف ہو تو اس کو وہاں جانے پر مجبور نہ کیا جاوے گا۔ فقط

سفر میں بیویوں کے درمیان عدل و حقوق زوجیت نہ ادا کرنے کا گناہ ہوگا یا نہیں ؟

(سوال ۱٤۹٦) زید نے پہلے اپنے وطن اصلی اور جائے پیدائش میں مسماۃ ہندہ سے نکاح کیا' پھر ایک دور دراز شہر میں مسماۃ عائشہ سے نکاح کیا' اور وہیں مستقل قیام رکھتا ہے وطنی بیوی کی طرف اس کا قطعی میلان نہیں ہے البتہ نان نفقہ کے مصارف ادا کرتا رہتا ہے ایسی حالت میں جب کہ برسوں اپنی بیوی کی طرف رخ نہیں کرتا گناہ گار ہوگا یا نہیں ہندہ یہ بھی خواہش کرتی ہے کہ اگر زید شوہر اپنے پاس بلائے تو فوراً چلی جائے لیکن زید اس لئے بلانے میں تامل کرتا ہے کہ اگر بلائے گا تو عدل نہ کر سکے گا پس اگر زید ہندہ کو اسی شہر میں جس میں مستقل قیام رکھتا ہے بلالے اور سوائے نان نفقہ کے اور مکان کے کسی قسم کا تعلق نہ رکھے تو ایسی حالت میں اس کو ایسا کرنا جائز ہوگا یا نہیں' بحالیکہ وہ ہندہ سے مواخذہ نہ کرنے کا اقرار اور وعدہ لے چکا ہو یا اب لے لے' اگر زید ہندہ کو باوجود اس کی خواہش کے اپنے پاس نہ بلائے تو اس فعل سے گناہ گار ہوگا یا نہیں ؟

(الجواب) قال فی الدرالمختار ولو اقام عند واحدة شهراً فی غیر سفرٍ الخ قوله فی غیر سفر اما اذا سافر باحدهما لیس للاخری ان تطلب منه ان یسکن عندها مثل اللتی سافر بها و عن الهندیتة شامی ص ٤۰۰ جلد ثانی ثم قال فی الدر المختار ولا قسم فی السفرد فعاً للحرج الخ قال فی الشامی لانه لا یتیسر الا بحملهن معه و فی الزامه ذلك من الضرر مالا یخفی[2] الخ

ان عبارات سے واضح ہوا کہ سفر میں جس زوجہ کے ساتھ چاہے رہ سکتا ہے اس پر شوہر ماخوذ نہ ہوگا لیکن اگر اصلی وطن کی زوجہ کو اپنے پاس بلائے گا تو پھر عدل اس پر لازم ہے' ہاں اگر ہندہ اپنا حق ساقط

---

(۱) لا فی المجامعة کالمحبة بل یستجب و یسقط حقها بمرة و یجب دیانة احیانا ولا یبلغ مدة الایلاء الا بر ضاها و یومر المتعبد بصحبتها احیانا و قدره الطحطاوی بیوم و لیلتة من کل اربع لحرة و سبع لامة ولو تضررت من کثرة جماعه لم تجز الزیادة علی قدر طاقتها (درمختار) قال فی الفتح واعلم ان ترك جماعها مطلقا لا یحل له صرح اصحابنا بان جماعها احیانا واجب دیانتة لکن لا یدخل تحت القضاء والا لزام الا الوطاة الاولی ولم یقدروا فیه عدة و یجب ان لا یبلغ به مدة الایلاء الا برضاها و طیب نفسها به (رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ٥٤۷' ٥٤۸ .ط.س.ج۳ص۲۰۲) ظفیر

(۲) رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ٥٥۱ .ط.س.ج۳ص۲۰۵' ظفیر

کر دیوے اور دوسری زوجہ کو دے دیوے تو پھر پاس رکھ کر بھی عدل نہ کرنے میں زید گناہ گار نہ ہوگا قال فی الدرالمختار ولو ترکت قسمها ای نوبتها لضرتها [1] صح الخ اور عبارت شامی لانه لا يتيسر الخ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ زید کو اپنے پاس بلانا ہندہ کو لازم نہیں ہے اور نہ بلانے سے وہ گناہ گار نہ ہوگا (جب شوہر نے مستقل قیام غیر شہر میں اختیار کر لیا اور وہیں بود و باش اس طرح اختیار کر لی کہ وطن اصلی آنے کا کبھی نام بھی نہیں لیتا تو پھر یہ سفر کے حکم میں کس طرح رہا، وطن اصلی کے حکم میں ہو گیا فقہاء نے سفر کے سلسلہ میں لکھا ہے ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فله السفر بم شآء منهن والقرعة احب تطيبا لقلوبهن (درمختار) اسی طرح شامی لکھتے ہیں لانه لا يتيسر الا بحملهن معه و فی الزامه ذلك من الضرر مالا يخفى نه ولانه قد يثق باحداهما فی السفر و بالا خری فی الحضر والقرار فی المنزل (ج ۲ ص ۵۵۱) اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے وہ سفر مراد ہے جو مہینہ پندرہ دن کے لئے ہو اور دوسری بالکل نظر انداز نہ ہو۔

دوسرے دوسری بیوی کے جو حقوق ہیں اس کی ادائیگی بھی ضروری ہے اس کو کالمعلقہ بنا کے رکھنا یہ ظلم ہے، مجامعت کبھی کبھی دیانتاً واجب ہے، و تجب ديانته احيانا لا يبلغ مدة الايلاء الا برضاها ويؤمر المتعبد لصحبتها احيانا وقدره الطحاوی بيوم و ليله من كل اربع (درمختار) قال فی الفتح واعلم ان ترك جماعها مطلقا لا يحل له صرح اصحابنا بان جماعها احيانا واجب ديانة (رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۷) والله اعلم ظفیر

شوہر کی اطاعت ضروری ہے یا والدین کی؟

(سوال ۱۴۹۷) عورت پر شوہر کی فرماں برداری زیادہ ضروری ہے یا والدین کی [2] (۲) جو عورت شوہر سے نفرت رکھتی ہو اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(الجواب) شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری عورت کے لئے زیادہ ضروری ہے اور مقدم ہے دیگر اقرباء سے [3] (۲) ایسی عورت عاصی اور گناہ گار ہے۔ [4] فقط

بیوی کو شوہر باپ کے گھر جانے سے روکے اور بیوی جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۴۹۸) اگر کوئی شخص اپنی اہلیہ کو یہ حکم دے کہ تو سسرال میں ہرگز نہ جانا اور اس شخص کا باپ آکر

---

(۱) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۵۱ ط.س. ج۳ص۲۰۶، ظفیر
(۲-۳) عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ لو كنت امر احد ان يسجد لاحد لامرت المراة ان تجسد لزوجها رواه الترمذی (مشكوٰة باب عشرة النساء ص ۲۸۱) ولا يمنعها من الخروج الی الوالدين فی كل جمعته ان لم يقدرا علی اتيانها (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۴ ط.س. ج۳ص۶۰۲) ظفیر
(۴) قيل لرسول الله ﷺ ای النساء خير قال التی تسره اذا نظر وتطيمعه اذا امروا ولا تخالفه فی نفسها ولا مالها بما يكره رواه النسائی (مشكوة باب عشرة النساء ص ۲۸۳) ظفیر

اس کو سمجھا بجھا کر لے جاوے تو اس سے نکاح پر کیا اثر پڑے گا اور شوہر کو اس پر کیا کرنا چاہئیے ؟

(الجواب) اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا یعنی نکاح میں کچھ خلل نہیں آیا لیکن عورت کو خلاف حکم شوہر ایسا نہ کرنا چاہئیے تھا، اب شوہر کو بعد علم کے عورت پر کچھ سختی نہ کرنی چاہئیے اگر کوئی اندیشہ اور شبہہ اس کو سسرال جانے میں نہیں ہے اور اگر ہے تو آئندہ کو روک دے اور جو کچھ اس کے باپ نے کیا کہ اس کی زوجہ کو میکہ سے لے آیا اس پر کچھ مواخذہ نہ کرے۔[۱] فقط

جب بیوی کو اس کے والدین نہ آنے دیں تو شوہر کیا کرے

(سوال ۱۴۹۹) عرصہ ڈیڑھ سال سے زیادہ ہوا میرے سالے کے ضرب لگنے کی اطلاع پہنچی جس پر میں زوجہ کو لیکر وہاں پہنچا میری سسرال نے زوجہ ام کو بحیلہ صحت رکھ لیا، اور اب ہرگز نہیں بھیجتے چند مرتبہ میں خود اور ایک مرتبہ میرے والدین لینے کے لئے گئے مگر تب بھی نہیں بھیجا اس صورت میں شرعی فتویٰ کیا ہے ؟

(الجواب) بے وجہ لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجنے کا والدین کو کچھ حق نہیں ہے والدین دختر بسبب روکنے اپنی دختر کے گناہ گار ہیں، ان کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس بھیجیں اور لڑکی کو لازم ہے کہ اس بارے میں وہ والدین کی اطاعت نہ کرے اور شوہر کی فرماں برداری کرے کیونکہ اس بارے میں شوہر کی اطاعت زوجہ کو کرنا مقدم ہے۔[۲] فقط

بیوی جب شوہر کی بات نہ مانے تو کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵۰۰) عورت اپنے خاوند کی مرضی کے خلاف چلے اور اس کے کہنے پر عمل نہ کرے تو اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے ؟

(الجواب) عورت کے ذمہ اپنے خاوند کی اطاعت ان امور میں جو شرعاً ممنوع نہ ہوں ضروری اور لازم ہے اگر وہ اپنے خاوند کی اطاعت نہ کرے گی تو گناہ گار ہوگی اور اگرچہ والدین کی اطاعت ضروری ہے مگر عورت پر خاوند کا حق زیادہ ہے۔[۳] فقط

والدین جب لڑکی رخصت نہ کریں اور وہ نہ جائے تو کیا حکم ہے

(سوال ۱۵۰۱) عورت کے والدین اگر عورت کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں تو اس کے لئے کیا حکم

---

(۱) لا یمنعها من الخروج الی الوالدین و قیل یمنع ولا یمنعها من الدخول الیها فی کل جمعته و غیر هم من الاقارب فی کل سنته هو المختار اه و عن ابی یوسف فی النوادر تفید خروجها بان لا یقدر علی ایتانها فان قد لا تذهب وهو حسن (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۴ '۹۱۵ .ط.س. ج۳ص ۶۰۲......۶۰۳) ظفیر

(۲) الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض و بما انفقوا من اموالهم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ الله والتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجرو هن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا (سورة النساء رکوع ۶) قالو اللزوج ان یسکنها حیث احب ولکن بین جیران صالحین (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۴ .ط.س. ج۳ص ۶۰۲) ظفیر (۳) لیس لها ان تخرج بلا اذنه اصلا (رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۴ .ط.س. ج۳ص ۱۴۶) ظفیر

ہے عورت اپنے والدین کی ترغیب سے خاوند کے پاس نہ جاوے تو کیا حکم ہے؟
(الجواب) والدین کو یہ جائز نہیں ہے کہ بلا کسی اندیشہ کے وہ اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے پاس نہ بھیجیں البتہ اگر کوئی خوف ہو تو روک سکتے ہیں۔ فقط

بیوی والدین اور شوہر میں جھگڑا نہ کرائے

(سوال ۱۵۰۲) خاوند اگر کوئی بات بطور مذاق اپنی بیوی سے کہے اور عورت اپنے والدین سے شکایت کرے جس کی وجہ سے اس کے والدین جھگڑا فساد کرنے پر آمادہ ہوں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے عورت ہر ایک بات اپنے خاوند کی والدین سے جا کر کہے جس سے رنجش پیدا ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟
(الجواب) جھگڑے سے ہر حال میں بچنا چاہئے یعنی عورت کو ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے اس کے شوہر اور والدین میں نزاع پیدا ہو۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا کہیں جانا کیسا ہے؟

(سوال ۱۵۰۳) عورت اپنے خاوند کی بلا اجازت کسی رشتہ دار یا گھر یا میکے یا تماشہ میں جاوے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟
(الجواب) عورت کو بلا اجازت والدین کے یا کسی اپنے رشتہ دار کے گھر جانا درست نہیں ہے، اور مرد کو بھی مطلقاً روکنے کا حکم نہیں ہے بلکہ گاہ گاہ رشتہ داروں سے علی قدر مراتب ملنے دینا چاہئے۔[1] فقط

خاوند کو چھوڑ کر باپ کے پاس عورت کا جانا کیسا ہے؟

(سوال ۱۵۰۴) عورت اپنے خاوند کے پاس لیٹی ہوئی ہے، خاوند کے سوجانے پر اٹھ کر چلی جائے اور باپ کے پاس لیٹ کر پیر ہاتھ دبوائے اور باپ اس کو اپنے پاس سے جدا نہ کرے اور خاوند کے پاس نہ جانے دے جس سے اس کے خاوند کو بدگمانی پیدا ہو، اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟
(الجواب) والد کی طرف ایسا گمان نہ کرنا چاہئے (لیکن والد کو بھی اس طرز عمل سے بچنا لازم ہے، جس سے شوہر کو بدگمانی یا تکلیف ہو،[2] ظفیر)

---

(۱) لا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعه ان لم یقدر واعلی اتیانها علی ما اختارها فی الاختیار ولو ابوها زمنا مثلاً فاحتاجها فعلیها تعاهده ولو کافر اوان ابی الزوج ولا یمنعها من الدخول علیها فی کل جمعه و فی غیر هما من المحارم فی کل سنه و یمنعهم من الکینونه و فی نسخه من البیتوته ومن القرار عندها به یفتی و یمنعها من زیادة الاجانب و عیادتهم والولیمه(الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۵۱٤ ' ۵۱۵. ط.س. ج۳ ص۶۰۲......۶۰۳) ظفیر (۲) ویمنعهم من الکینونه و فی نسخه من البیتوته(درمختار) قوله یمنعهم الظاهران الضمیر عائد الی الابوین والمحارم قوله من البیتوته یویده ما مر من التعلیل بان النفقه فی المکث وطول الکلام (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۵ .ط.س.ج۳ص۶۰۳) ظفیر

عورت کا شوہر کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے

(سوال ۱۵۰۵) لڑکی کے والدین لڑکی کو خاوند کے ساتھ کھانانہ کھانے دیں اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے ؟
(الجواب) خاوند کے ساتھ کھانا عورت کو شرعاً درست ہے عورت کے والدین کو اس سے روکنا نہ چاہئیے۔ فقط

عورت شوہر کی اجازت کے بغیر باہر جاسکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۰۶) ایک عورت ہندہ جس کا شوہر کہیں باہر گیا ہوا ہے آیا وہ بلا اجازت شوہر باہر جاسکتی ہے یا نہیں ؟ اگر جاسکتی ہے تو کن کن صورتوں میں جاسکتی ہے ؟ فقط بینوا توجروا
(الجواب) ہندہ مذکورہ کو اپنی ضرورتوں اور ماں باپ سے ملنے کے لئے و دیگر اقارب محارم سے ملنے کے لئے اور حج اگر فرض ہے اور محرم ساتھ جانے والا بھی موجود ہے تو باہر جانا درست ہے کما فی الدر المختار فلا یخرج الا لحق لها او علیها اوزیادة ابویها کل جمعة اوالمحارم کل سنة او لکونها قابلةً او غاسلةً و فی الشامی وکذا فیما لو ارادت حج الفرض بمحرم وکان ابوها زمناً مثلاً لا یحتاج الی خدمتها الخ او کانت لها نا زلة الخ و لم یسأل لها الزوج عنها من عالم فتخرج بلا اذنه فی ذلک کله [1] الغرض ضروریات دینی و دنیوی میں اس کو نکلنا اور باہر جانا درست ہے۔ فقط

بیوی کو مار پیٹ کرنا برا ہے

(سوال ۱۵۰۷) ایک شخص اپنی بیوی منکوحہ کو از حد تکلیف جبر و تشدد و مار پیٹ کرتا ہو اور وہ عورت اپنی جان کی حفاظت کی وجہ سے بلا اجازت شوہر والدین کے یہاں چلی گئی اور اس کے والدین اس کو بھیجنے سے انکار کریں تو وہ عورت یا اس کے والدین خطاوار ہیں یا نہیں ؟
(الجواب) اس صورت میں شرعاً خطاوار اور آثم شوہر ہے کہ بے وجہ عورت کو زدو کوب کرتا ہے اور سخت تعزیر ناحق کرتا ہے، ایسی حالت میں عورت کا اپنے والدین کے گھر جانا اور رہنا نافرمانی اور نشوز نہیں ہے' کیونکہ یہ جانا عورت کا ناحق نہیں ہے بلکہ حق پر ہے۔ [2] فقط

بیوی کو نصیحت کرنا اور اس کے لئے بد دعا کرنا یا روٹی کپڑا بند کرنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۵۰۸) زید کی بیوی اگر باوجود نصیحت کرنے اور سمجھانے کے نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو زید کو یہ جائز ہے کہ رات کو سونا چھوڑ دے یا کپڑا روٹی نہ دے اور یہ بد دعاء کرے کہ اللہ پاک یا تو اس کو نیک

---

(۱) دیکھئے رد المحتار باب المهر ج ۲ ص ۴۹۴ .ط.س. ج۳ ص ۱۴۵' ظفیر
(۲) ولو قالت انه یضربنی ویو ذینی فمره ان یسکتی بین قوم الصالحین فان علم القاضی ذلک زجره و منعه عن التعدی فی حقها ولا یسال الجیران عن صنعیه فان صدقوهما منعه عن التعدی فی حقها ولا یترکها ثمه (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۴ .ط.س. ج۳ ص ۶۰۲) ظفیر

کر دے یا اسکو اٹھا لے' یہ جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) سمجھانا اور نصیحت کرنا تو عمدہ ہے لیکن نہ ماننے پر رات کو سونا چھوڑنا یا روٹی کپڑا نہ دینا یا کم دینا درست نہیں ہے اور دعاؤں میں صرف اسی پر اکتفاء کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت فرمادے اور نیک کرے موت کی دعا نہ کرے۔[1] فقط

ساس بہو میں نہ بنے تو دونوں کو علیحدہ رکھنا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۵۰۹) زید کی زوجہ اور زید کی والدہ میں سخت نا اتفاقی رہتی ہے بہو ساس کی دشمن اور ساس بہو کی دشمن ہے زوجہ زید علیحدہ رہنا پسند کرتی ہے آیا زید کس صورت سے علیحدہ ہو کر رہے کہ والدین کے حقوق بھی ادا کرتا رہے ؟

(الجواب) زید کو اس حالت میں یہ کرنا چاہئیے کہ اپنی زوجہ کو لیکر علیحدہ رہے اور والدین کی خدمت اور فرماں برداری کرتا رہے اور جو کچھ ان کا حق ہے ادا کرے تاکہ دارین میں فلاح پاوے۔[2] فقط

والدین کے کہنے سے حقوق شوہر میں کوتاہی یا حقوق اللہ میں درست ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۱۰) اگر والدین لڑکی کو جماع سے روکیں اور وہ شہوت کی وجہ سے نہ رکے لیکن والدین کے خوف سے غسل نہ کرے جس کی وجہ سے اکثر نمازیں قضاء ہوں عورت گناہ گار ہوگی یا والدین اس کے' اور ایسا خوف و لحاظ جس سے نمازوں کے قضاء ہونے کی نوبت آئے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس میں والدین عاصی و گناہ گار ہیں اور عورت کو ان کی فرماں برداری اور ان کا خوف کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں گزرا (لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق (مشکوٰة کتاب الامارة ص ۳۲۱' ظفیر)

پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں مگر والدین راضی نہیں ادھر مساوات نہیں رکھ سکتا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵۱۱) کمترین کا نکاح عرصہ چار سال چھ ماہ پیشتر ایک لڑکی سے ہوا جہاں پر میں خوش نہیں تھا مگر

---

(۱) والتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا (سورة النساء) اس سے معلوم ہوا کہ شب باشی چھوڑنا جائز ہے مگر ہو اسی گھر میں اس کے ساتھ نہ ہو ' ظفیر

(۲) و تجب لها السکنی فی بیت خال عن اهله الخ و اهلها الخ و بیت منفرد من دار له غلق زاد فی الاختیار و العینی و مرافق و مفاده لزوم کنیف و مطبخ و ینبغی الافتاء به کفاها لحصول المقصود الخ یشترط ان له یکون فی الدار احدمن رحماء الزوج یوذیها (درمختار) فی البدائع ولو ارادان یسکنها مع ضرتها او مع حمائها کامه واخته و بنته فابت فعلیه ان یسکنها فی منزل منفرد لان اباء ها دلیل الاذی والضر الخ وذکر الخصاف ان لها ان تقول لا اسکن مع والدیك واقر بائك فی الدار فافر دلی دارا' قال صاحب الملتقط هذه الروایته محمولة علی الموسرة الشریفة وما ذکرنا ان افراد بیت فی الدار کاف انما هو فی المراة الوسط (رد المحتار باب النفقته ج ۲ ص ۹۱۲ و ج ۲ ص ۹۱۳. ط.س. ج۳ص ۵۹۹......۶۰۰) ظفیر

والدین کے دباؤ سے وہ نکاح ہو گیا اور میں اس وقت بالغ تھا نکاح کے ابتداء ہی سے مجھے اپنی منکوحہ سے محبت پیدا نہیں ہوئی اور میرا ارادہ نکاح ثانی کر لینے کا ہوا جس کو والدین پر بھی ظاہر کیا مگر وہ راضی نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے اجازت دی والدین بہت دباؤ دیتے رہے کہ میرے تعلقات اپنی بیوی سے اچھے پیدا ہو جائیں اور میں خود اکثر اپنی طبیعت کو بہت مجبور کرتا تھا مگر کوئی خوشگوار اثر نہ ہوا گو اپنی صورت میں اس کے ساتھ تعلقات زن و شوی رکھا گیا اور اس طرح دو سال کا عرصہ گزر گیا مگر کوئی اولاد وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوئی عرصہ دو سال کے بعد اپنی حسب منشاء والدین کی مرضی کے خلاف دوسرا نکاح کر لیا جس کے ساتھ خداوند کریم نے مجھے محبت بھی عطا فرمائی اور مجھے جو چاہتا تھا اللہ پاک نے عنایت فرمایا اور اب میرا ارادہ پہلی بیوی کو طلاق دینے کا تھا کیونکہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں مجھ سے اس کے رہے سہے تعلقات بھی ضائع ہو جاویں گے' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں نے بہت چاہا کہ اسے طلاق دے دوں مگر والدین نہایت سخت ناراض تھے اور انہوں نے ہرگز ہرگز اس بات کی اجازت نہ دی' انہوں نے فرمایا کہ اگر تم اس کو طلاق دیتے ہو تو ہم تم سے اپنی زندگی بھر نہیں ملیں گے آخر میں نے ملتوی کر دیا مگر اس حالت میں مجھے اس سے محبت بالکل نہیں اور نہ میرے اس کے تعلقات اچھے رہے اور اسی طرح دو سال تقریباً اور گزر گئے اور میرے اور اس کے تعلقات میں کوئی اچھا اثر پیدا نہیں ہوا اب میں چاہتا ہوں کہ اسے طلاق ہو جاوے تو وہ بھی اپنے آرام میں ہو جاوے اور مجھے بھی اس سخت مواخذہ سے نجات ہو مگر والدین کسی طرح نہیں مانتے وہ اپنی اس ضد پر ہیں کہ اگر تم اسے طلاق نہیں دیتے تو ہم ملتے ہیں ورنہ ہم تم سے دور' اب دراصل بات یہ بھی ہے کہ میری پہلی بیوی طلاق لینے پر خوش نہیں ہے اور میری یہ حالت ہے کہ میں دو کا خرچ اور تعلقات وغیرہ کے برداشت کے قابل نہیں اور میں دونوں کو رہنے بھی دوں تو از روئے قوانین خداوندی میں دونوں کے ساتھ مساوات کا سلوک نہ کرنے سے ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہوں اور اگر طلاق دیتا ہوں تو والدین کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہوں اب مجھ کو کیا کرنا چاہئیے؟

(الجواب) بہتر تو یہ ہے کہ والدین کی بھی اطاعت کی جائے و اران کی مرضی کے خلاف نہ کیا جاوے اور زوجہ اول کے حقوق بھی ادا کئے جائیں اور اگر طبیعت اور خواہش کے خلاف ہو مگر طبیعت پر جبر کر کے اور اللہ کے خوف سے ہر دو زوجہ میں عدل و مساوات کی جاوے' باقی محبت قلبی اگر ایک سے زیادہ اور ایک سے کم ہو یا بالکل نہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں ہے اور جماع و صحبت میں بھی مساوات شرط نہیں ہے مگر البتہ شب باشی یعنی رات کو پاس رہنے میں دونوں کو برابر رکھے ایک شب ایک زوجہ کے پاس سوئے تو دوسری رات دوسری کے پاس اسی طرح کھانے کپڑے میں برابری کرے [1] لیکن اگر ایک زوجہ اپنے حقوق معاف کر دیوے تو پھر عنداللہ مواخذہ سے بری ہے' الغرض یہ صورت تو ایسی ہے کہ ماں باپ کی بھی خوشی ہو جاوے اور بیوی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔

اور اگر اس طرح نہیں کر سکتا اور ایک زوجہ کے حقوق بالکل ادا نہیں کر سکتا اور جس قدر مساوات و

---

(۱) یجب و ظاہر الآیۃ انہ فرض ان یعدل ای ان لا یجور فیہ ای فی القسم بالتسویۃ فی البیتوتۃ و فی الملبوس والماکول والصحبۃ لا فی المجامعۃ کالمحبۃ من یستجب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۶ '۵۴۷ ط.س.ج۳ص ۲۰۱) ظفیر

عدل ضروری ہے وہ نہیں کر سکتا اور نہ وہ زوجہ اپنے حقوق معاف کرتی ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس کو طلاق دی جاوے [۱] اور ماں باپ کے راضی کرنے کی دوسری صورت کی جاوے طلاق دینے کے بعد ان کی منت خوشامد کی جاوے اور ہر طرح فرماں برداری کی جاوے اگر بالفرض وہ پھر بھی راضی نہ ہوں تو تم پر مواخذہ شرعی نہیں البتہ زوجہ کے حقوق ادا نہ کرنے اور اس سے معافی کی صورت نہ ہونے میں سخت مواخذہ ہے کہ اس کی مکافات کسی طرح نہیں ہو سکتی اور والدین کی اطاعت اسی حد تک ضروری ہے کہ کسی معصیت کا ارتکاب اس میں نہ ہو اور در صورت اللہ کے حکم کی نافرمانی کے ارتکاب کے والدین کی خوشی کی پیروی نہ کرنی چاہیئے کیوں کہ حکم شرعی یہ ہے کہ **لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق** [۲] یعنی کسی مخلوق کی فرماں برداری اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہے پس والدین کی اطاعت کی وجہ سے حق تلفی زوجہ کی جائز نہیں ہو سکتی حاصل یہ ہے کہ حقوق زوجیت کی رعایت مقدم ہے یا اپنے نفس پر جبر کر کے اس زوجہ کے حقوق ظاہری ادا کئے جاویں یا اس سے معافی لی جاوے ورنہ اس کو طلاق دی جاوے۔

باپ بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دے دو تو کیا کرنا چاہیئے ؟

(**سوال ۱۵۱۲**) اگر والدین ہیچ شخصے بسبب ہیچ رنجش ادنی بفرزند خود ارشاد فرمایند کہ اہلیہ خور اطلاق بدہ و اگر طلاق نمی دہی تا پردہ مدار، ورنہ ماازتو بیزار خواہد شد یم و تو از ما، دریں صورت طلاق دہیدانہ و بے پردہ کردن زوجہ راچہ حکم دارد ؟

(**الجواب**) طلاق دادن دریں صورت لازم نیست و ندادن طلاق در عقوق شمار نخواہد شد [۳] و بے پردہ کردن زوجہ خود را معصیت است و در معصیت طاعت کسے جائز نیست **لا طاعۃ لمخلوق فی معصیہ الخالق** [۴]
فقط

شوہر سے والدین کی خوشنودی کے لئے بے رخی کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

(**سوال ۱۵۱۳**) اگر لڑکی اس خیال سے اپنے خاوند سے بے رخی برتے اور کہنا نہ مانے اور اس کے گھر جانے سے انکار کرے کہ میرے والدین مجھ سے ناراض ہو کر ہمیشہ کو ملنا چھوڑ دیں گے اور میرے لئے بد دعاء کریں گے ایسے خیالات و توہمات سے لڑکی کو شوہر کے خلاف کرنا جائز ہے یا نہیں اور والدین کی بد دعاء کا اثر ہو گا یا نہیں ؟

(**الجواب**) عورت کو ایسے خیالات اور توہمات پر اپنے شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت کو نہ چھوڑنا چاہیئے اس

---

(۱) و یجب لوفات الامساك بمعروف ایضاً کتاب الطلاق ج ۲ ص ۵۷۲ درمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الطلاق .ط.س. ج۳ص ۲۲۹ ، ظفیر
(۲) مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۱، ظفیر
(۳) عن ابن عمران النبی ﷺ قال ابغض الحلال الی اللہ الطلاق رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق ج ۲ ص ۲۸۳) ظفیر (٤) مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ ۳۲۱، ظفیر

صورت میں والدین ناحق پر ہیں ان کی بد دعاء کا خیال نہ کرے اور شوہر کی خوشنودی کو مقدم رکھے۔[1] فقط

شوہر کے حکم کی مخالفت کا والدین حکم دیں تو عورت کیا کرے؟

(سوال ۱۵۱۴) اگر والدین دختر کو کہیں کہ تو اپنے زوج سے بے رخی سے پیش آ اور ہمارے کہنے کے موافق کام کر اور شوہر کا کہنا نہ مان، اس کی راحت و تکلیف کا کچھ خیال نہ کر ایسی حالت میں والدین کا کہنا ماننا چاہئیے یا نہیں؟

(الجواب) یہ حکم والدین کا ماننے کے لائق نہیں ہے اور خلاف حکم شرع ہے موافق حدیث مذکور **لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**[2] کے اس بارے میں والدین کی اطاعت اور فرماں برداری جائز نہیں ہے اگر لڑکی اس بارے میں والدین کے کہنے کے مطابق کرے تو گناہ گار ہوگی۔ فقط

عورت کے لئے شوہر کا حکم مقدم ہے یا والدین کا؟

(سوال ۱۵۱۵) عورت کے ذمہ والدین کا حکم ماننا ضروری اور مقدم ہے یا شوہر کا؟

(الجواب) علی قدر مراتب دونوں کی اطاعت ضروری ہے جو امور متعلق حق شوہری کے ہیں ان میں شوہر کے اطاعت ضروری ہے اور جو امور متعلق والدین کی خدمت و راحت کے ہیں ان میں والدین کی اطاعت لازم ہے،[3] یہ نہیں کہ ایک کی وجہ سے دوسرے کے حقوق ادا نہ کرے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت درست نہیں **کما ورد لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**[4] فقط

جب بیوی اور ماں میں ملاپ نہ رہے اور ماں علیحدہ ہونے کو راضی بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

(سوال ۱۵۱۶) بکر باہر رہتا ہے، زوجہ اور والدہ بکر مکان پر رہتی ہیں اور دونوں میں جھگڑا رہتا ہے، بکر چاہتا ہے کہ والدہ اور زوجہ کو الگ الگ کر دے مگر والدہ الگ ہونے سے راضی نہیں ہے تو بکر کو کیا کرنا چاہئیے؟

(الجواب) الگ الگ ہی رکھنا چاہئیے، البتہ اگر دونوں موافقت سے رہیں تو والدہ کا کہنا کرے اور جب کہ اکٹھے رہنے میں فساد ہے تو زوجہ کو علیحدہ کر دے بشرطیکہ والدہ کو تکلیف نہ ہو اور اگر تکلیف ہو تو والدہ کی رفع تکلیف مقدم ہے زوجہ کو ان کے پاس رکھے۔ فقط

---

(۱) عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ المراۃ اذا صلت خمسها و صامت شهر ها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنه شاء ت رواه ابو نعیم فی الحلیه (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص ۲۸۱) ظفیر

(۲) دیکھئے مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۲۱ ' ظفیر

(۳) ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعه ان لم یقدر ا علی ایتا نها الخ ولو ابوها زمنافاحتا جها فعلیها تعاهده ولو کافراو ان ابی الزوج (درمختار) لرجحان حق الوالد (ردالمحتار باب النفقه ج ۲ ص ۵۱۵ .ط.س.ج۳ص ۶۰۲) ظفیر

(۴) مشکوٰۃ کتاب الامارۃ ص ۳۶۱' ظفیر

اپنی بیوی کو اس کی رضا کے بغیر شوہر اپنے گھر لے جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۱۷) زید نے ایک لڑکی سے بلا کسی شرط کے نکاح کیا لڑکی رخصت ہو کر مکان آگئی کچھ روز کے بعد پھر لڑکی والد کے یہاں چلی گئی اب اس کے والدین یہ چاہتے ہیں کہ زید زوجہ کو اس کے والدین کے پاس اسی شہر میں رکھے اپنے وطن میں نہ لے جائے آیا زید اپنی زوجہ کو اپنے ہمراہ وطن لے جاسکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) درمختار میں ہے ویسافر بها بعد اداء كله مؤجلاً و معجلاً اذا كان ماموناً عليه والا يود كله او لم يكن ماموناً لا يسافر بها و به يفتى الخ (۱)

اس کا حاصل یہ ہے کہ اپنی زوجہ کو ادائے تمام مہر کے بعد سفر میں لے جاسکتا ہے جب کہ عورت کو کچھ اندیشہ ایذاء دہی وغیرہ کا شوہر کی طرف سے نہ ہو اور اگر مہر ادا نہیں کیا یا اطمینان نہیں تو نہیں لے جاسکتا لیکن یہاں سفر کے متعلق نہیں پوچھا گیا ہے بلکہ اپنے گھر میں لے جانے کے متعلق سوال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے وطن لے جائے گا اور اس میں بیوی کو انکار کا حق نہیں ہے للزوج ان يسكنها حيث احب ولكن بين جيران صالحين (رد المحتار باب النفقه ج ۲ ص ۹۱۴) ظفیر فقط

جائے ملازمت پر بیوی کو اس کی رضا کے بغیر لے جانا کیسا ہے ؟

(سوال ۱۵۱۸) زید باشندہ کاکوری ضلع لکھنؤ کا حیدر آباد میں ملازم ہے' تعارف و قرابت سابقہ کی وجہ سے زید کا نکاح عمر کی دختر کے ساتھ حیدر آباد میں ہوا اور کوئی شرط کسی قسم کی مہر و آمدورفت وغیرہ کے نسبت نہیں ہوئی بعد نکاح عمر نے اپنی دختر کو زید کے ساتھ متعدد مرتبہ زید کی جائے ملازمت مختلف اضلاع خطہ متوسطہ پر اس کی ہمراہ روانہ کیا نکاح کے چھ سال کے بعد مسماۃ ہندہ اور خود ہندہ کے والد کو یہ عذر ہوا کہ زید کے ساتھ سفر دور دراز جائے ملازمت زید پر جانا منظور نہیں 'کیونکہ ان کا بیان ہے کہ زید کو شرعاً ایسا حق نہیں ہے کہ وہ ہندہ کو سفر میں اپنے ساتھ لے جاوے مطالبہ مہر باعث انکار سفر نہیں' قابل دریافت یہ امر ہے کہ ایسی حالت میں زید کو اپنی زوجہ ہندہ کو اپنی جائے ملازمت و سکونت پر لے جانے کا شرعاً حق حاصل ہے یا نہیں 'اگر ہندہ عذر اذیت و تکلیف دہی پر جانے سے انکار کرے تو شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) قال في الدرالمختار ناقلا عن النهر والذى عليه العمل فى ديارنا انه لا يسافر بها جبراً عليها و جزم به البزازى وغيره و فى المختار و عليه الفتوىٰ الخ درمختار (۲) وفى الشامى و بعد ايفا المهر اذا اراد ان يخرجها الى بلاد الغربة يمنع من ذلك (۳) الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جائے ملازمت پر لے جانا زوجہ کا بدون اسکی رضا کے نہیں چاہئیے' خصوصاً جب کہ اس کو خیال ایذاء رسانی و تکلیف پانے کا ہو۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب فى السفر بالزوجة ج ۲ ص ۴۹۵ .ط.س. ج۳ص۱۴۶' ظفیر
(۲) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب المهر مطلب فى السفر بالزوجة ج ۲ ص ۴۹۷. ط.س. ج۳ص۱۴۶' ظفیر
(۳) رد المحتار باب و مطلب ايضاً ج ۲ ص ۴۹۵ .ط.س. ج۳ص۱۴۶' ظفیر

شوہر کے ذمہ بیوی کے کیا لوازم ہیں اور شوہر کا کوئی مالی حق بیوی پر ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۱۹) معمولی روزمرہ کے کپڑا اور غذا حسب استطاعت شوہر اور مہر معین کے علاوہ شوہر پر بیوی کا اور بھی کوئی حق واجب ہے مثلاً عید بقر عید کے لئے عمدہ کپڑے قیمتی‘ بیماری میں قیمت دواء‘ فیس طبیب‘ تیمار داری وغیرہ کا خرچ اور رشتہ داروں کے گھر جانے کا سفر خرچ اور تحفہ کی قیمت‘ اگر شوہر بیوی کو اسی کے اصرار سے اپنے ساتھ سفر میں رکھے تو سفر خرچ کس کے ذمہ ہوگا اور زیور بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں اگر اشیاء مذکورہ میں سے کچھ شوہر کے ذمہ واجب نہیں تو اشیاء مذکورہ کو مہر میں محسوب کر سکتا ہے اگر بیوی اس پر راضی نہ ہو تو شوہر اس کو رشتہ داروں میں جانے سے اور غیر محرم کو خط لکھنے اور ملنے سے روک سکتا ہے یا نہیں‘ مہر عند اللہ بیوی خود شوہر سے لے گی یا اس کے ورثاء کیا شوہر کا بھی کوئی حق مالی بیوی پر ہے یا نہیں جسکو شوہر بیوی سے لے سکے گا ؟

(الجواب) در مختار میں ہے کما لا یلزم مداواتها ای ایتا نه لها بدواء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد ولا الجامعتة الخ شامی [1] ج ۲ ص ٦٤٦ وایضاً فی الشامی تنبیه قد علم مما ذکرانه لا یلزمه لها الفهوة والدخان وان تضررت بترکهما لان ذلك ان کان من قبیل الدواء او من قبیل التفکه فکل من الدواء والتفکه لا یلزم کما علمت [2] الخ ج ۲ ص ٦٤٩

الحاصل شوہر کے ذمہ سوائے نفقہ معمولی یعنی کپڑے و کھانے وغیرہ ضروریات خانہ داری کے اور کوئی چیز مثل قیمت دواء واجرت طبیب اور عید کے خاص قیمتی کپڑے اور اقرباء کے گھر جانے کا سفر خرچ واجب نہیں ہے اگر یہ اشیاء بہ نیت مہر ادا کرے اور زوجہ اس کو منظور کرے تو وہ روپیہ مہر میں محسوب ہو جاوے گا اور اگر شوہر اپنے ساتھ سفر میں لے جاوے تو وہ سفر خرچ بذمہ شوہر ہے اس کو مہر میں محسوب نہیں کر سکتا۔

اور نیز در مختار میں ہے ولایمنعها من الخروج الی الوالدین فی کل جمعتة [3] (ترجمہ) اور شوہر منع نہ کرے زوجہ کو والدین کے گھر جانے سے ہر جمعہ میں‘ اور غیر محرم سے ملنے اور خط لکھنے سے منع کر سکتا ہے اور منع کرنا ہی چاہئیے [4] مہر مؤجل کے وصول کا وقت طلاق یا موت ہے‘ اگر شوہر نے اس کو طلاق دے دی تو بعد طلاق کے وہ عورت خود اپنا مہر لے سکتی ہے یا شوہر مر گیا تو اس کے ترکہ میں سے لے سکتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے ورثاء لیں گے ان ورثاء میں خود شوہر بھی داخل ہے اس کا حصہ ساقط ہو جاوے گا شوہر کا کوئی مالی حق عورت کے ذمہ بسبب نکاح کے نہیں ہے کہ جس کو شوہر بی بی سے وصول کرے قال اللہ تعالیٰ واحل لکم ما ورآ ذلکم ان تبتغوا باموالکم [5] مردوں کو حکم ہے کہ مال خرچ کر کے عورتوں کو

---

(۱) رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۸۹ .ط.س. ج۳ص ۵۷۵ ‘ ظفیر

(۲) رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۸۹۳ .ط.س. ج۳ص ۵۸۰ ‘ ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۱٤ .ط.س. ج۳ص ٦۰۲ ‘ ظفیر

(٤) و یمنعها من زیارة الاجانب و عیادتهم والولیمة و ان اذن کانا عاصیین و فی البحر له منعها من الغزل و کل عمل ولو تبرعا لا جنبی ولو قابلة او مغسلة لتقدم حقه علی فرض الکفایة و من مجلس العلم(رد المحتار باب النفقة ج ۲ ص ۹۱۵ .ط.س. ج۳ص ٦۰۲) ظفیر (۵) سورة النساء ‘ ظفیر

طلب کریں اور ان کا حق ادا کریں نہ یہ کہ شوہر زوجہ سے کچھ مال لیوے البتہ اگر مال کے عوض خلع ہوا ہے تو وہ مال شوہر زوجہ سے لے گا۔ فقط

زمانہ حمل میں کب تک مجامعت جائز ہے؟

(سوال ۱۵۲۰) شرعاً اپنی زوجہ سے حالت حمل میں کس وقت تک مجامعت درست ہے، سات آٹھ ماہ کی حاملہ سے مجامعت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اپنی زوجہ سے مجامعت کرنے میں حالت حمل میں کچھ حرج نہیں ہے، ساتویں آٹھویں نویں ماہ میں بھی مباشرت درست ہے، شرعاً کچھ ممانعت نہیں ہے، لیکن جس حالت میں مضرت ہو اس حالت میں بچنا بہتر ہے شرعی ممانعت کچھ نہیں ہے۔[1] فقط

---

(۱) ولو تضررت من كثرة جماعه لم تجز الزيادة على قدر طاقتها (رد المحتار. ط.س. ج۳ص۲۰۳) فعلم من هذا كله انه لا يحل له وطؤها بما يودى الى اضرارها الخ (ردالمحتار باب القسم ج ۲ ص ۵۴۸، ۵۴۹) ظفير

دسواں باب احکام الرضاع

آدمی کا دودھ پینے پلانے سے متعلق احکام و مسائل

مدت رضاعت کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۲۱) صحیح مدت رضاعت کیا ہے کسی صورت میں کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مدت رضاعت کہ جس مدت میں بچہ کو دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے اور اس مدت میں بچے کو دودھ پلانا مباح ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اڑھائی برس ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک دو برس ہیں اور فتویٰ اکثر علماء کا دو برس پر ہے لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتویٰ ہے' علامہ شامی نے لکھا ہے کہ الغرض دونوں قولوں پر فتویٰ دیا گیا ہے' پس خلاصہ یہ ہے کہ اگر اڑھائی برس کی عمر کے اندر بچہ کو دودھ پلایا جاوے گا تب بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی اور اڑھائی برس کی عمر تک دودھ موافق قول امام اعظمؒ درست اور جائز ہے' لیکن احتیاط یہ ہے کہ دو برس کے بعد بند کر دیا جائے۔ (۱) واللہ اعلم

اپنے بھائی کو کوئی عورت دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۲۲) عورت اپنے حقیقی بھائی کو دودھ پلا سکتی ہے یا نہیں ؟

(الجواب) مدت رضاعت میں پلا سکتی ہے (۲) (مگر یہ یاد رکھے کہ آئندہ اس بھائی کی اولاد سے اس کی اولاد کی شادی جائز نہ ہوگی وہ دودھ کے رشتہ سے رضاعی لڑکے کے حکم میں ہوگا' اپنے دودھ پلانے کا چرچا لوگوں سے کردے تاکہ آئندہ کوئی غلطی نہ ہونے پائے' پھر کوئی مجبوری ہو تو دودھ پلائے خواہ مخواہ یہ شوق نہ کرے (۳) ظفیر)

---

(۱) هو حولان و نصف عنده وحولان فقط عندهما هو الاصح فتح به يفتى كما فى تصحيح القدورى عن العون لكن فى الجوهره انه فى الحولين و نصف ولو بعد الفطام محرم و عليه الفتوىٰ واستدلو ا. القول الامام بقوله تعالىٰ و حمله وفصاله ثلثون شهرا اى مدة كل منهما ثلثون الخ و يثبت التحريم فى المدة فقط الخ ولم يبح الارضاع بعد مدة لانه جزء آدمى والا نتفاع به بغير ضرورة حرام على الصحيح (درمختار) و حاصله انهما قولان افتى بكل منهما (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٤' ۵۵۵ .ط.س. ج۳ص ۲۰۹) ظفير

(۲) ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء ادمى والا نتفاع به بغير ضرورة حرام(الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵ .ط.س. ج۳ص ۲۱۱) ظفير

(۳) والواجب على النساء ان لا يرضعن كل صبى من غير ضرورة واذا ارضعن فليحفظن ذلك وليشهر نه و يكتبنه احتياطاً (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ .ط.س. ج۳ص ۲۱۲).ظفير

غیر کا بچہ ہونے کی صورت میں مدت رضاعت دو سال ہے یا زیادہ ؟

(سوال ۱۵۲۳) اگر کسی غیر دودھ پلانے والی کے بچہ سپرد کیا جاوے ویسے ہی اس بچہ کے دودھ پلانے سے دودھ اتر آیا تو اس کے لئے بھی دو سال دودھ پلانے کی قید ہے یا کچھ وسعت ہے ؟

(الجواب) اس کے لئے بھی دودھ پلانے میں دو سال کی قید ہے' اس سے زیادہ مدت تک موافق روایت مفتی بہا کے دودھ پلانا اس کو جائز نہیں ہے اور یہ صاحبین کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابو حنیفہؒ اڑھائی سال تک دودھ پلانے کی اجازت دیتے ہیں۔[1] فقط

دو ڈھائی سال کے بعد دودھ سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۲٤) اگر کسی شخص نے کسی عورت کا دودھ بطور دوا کے یا یوں ہی پیا تو اس عورت سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس کی اولاد سے اس کی شادی ہو سکتی ہے یا نہیں' اور دودھ کی مدت کتنے دنوں رہتی ہے۔ ؟

(الجواب) مدت رضاع دو برس یا اڑھائی برس ہے علی اختلاف القولین پس اگر اس مدت کے بعد کوئی لڑکا کسی عورت کا دودھ پیوے تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔[2] فقط

چار سالہ لڑکا کا دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۲۵) ایک عورت نے اپنا دودھ نکال کر پیالہ میں رکھا تھا اس کا بھتیجہ جس کی عمر چار سال کی تھی آکر دودھ پی لیا اس کا نکاح اپنی چچی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہ ہو گی کیونکہ مدت رضاعت دو یا اڑھائی سال ہے اس سے زیادہ عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی' کذا فی الدر المختار وغیرہ'[3] پس نکاح مذکورہ صحیح ہو گیا۔ فقط

خمس رضاعات کی ناسخ

(سوال ۱۵۲٦) آپ ناسخ حدیث خمس رضاعت کا کس حدیث یا آیت کو مقرر کریں گے اور علامہ نووی جو کہ قول عائشہؓ ثم نسخ بخمس معلومات کو آیت منسوخ تلاوت قرار دیتے ہیں' علامہ کے پاس اس کی ناسخ کون سی آیت یا حدیث ہے یا صرف بقول عائشہؓ وھی فیما یقرا من القران کے ساتھ حجت پکڑتے ہیں۔

---

(۱) ھو حولان و نصف عندہ و حولان نقط وھو الا صح فتح و بہ یفتی(الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٤ .ط.س.ج۳ص ۲۰۹) ظفیر

(۲) و یثبت التحریم فی المدۃ فقط و علیہ الفتوی (درمختار .ط.س.ج۳ص ۲۱۲) اما بعد ھا فانہ لا یوجب التحریم (ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٥) ظفیر

(۳) وھو حولان و نصف عندہ و حولان فقط عندھما الخ و یثبت التحریم فی المدۃ فقط (درمختار) اما بعد ھا فانہ لا یوجب التحریم(رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٥ .ط.س.ج۳ ص ۲۰۹) ظفیر

(الجواب) خمس معلومات کا موافق عشر معلومات کے منسوخ ہونا خود اس سے ظاہر ہے کہ مصاحف میں نہیں ہیں اور اگر وہ آیات قرآن شریف میں سے ہوتی تو لامحالہ مابین الدفتین مکتوب ہوتی اسی لئے علی قاریؒ وہی فیمایقرء پر لکھتے ہیں یعنی ان بعض من لم یبلغه النسخ کان یقرء علی الرسم الاول اس سے معلوم ہوا کہ جنکو نسخ معلوم نہ تھا وہ پڑھتے تھے اور نسخ اس کا معلوم و مشہور و متواتر ہے والا لکان مکتوباً فی المصاحف و من ادعی انه کان من قبیل منسوخ التلاوة لا منسوخ الحکم فعلیه البیان و کیف یدعی بقاء الحکم والحال ان قوله تعالیٰ و امهاتکم اللاتی ارضعنکم یدل باطلاقه علی ان المحرم مطلق مسمی الارضاع لا خصوص الرضعات فقط

دو برس سے زیادہ کے بچہ کو دودھ پلانا کیسا ہے؟

(سوال ۱۵۲۷) بچہ بہت لاغر ہے بجز عورت کے دودھ کے اور کوئی غذا اس کے ہضم نہیں ہوتی اور اس کی عمر دو برس سے زیادہ ہے تو اس کو عورت کا دودھ پلانا جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) درست نہیں۔ در مختار[1] فقط

حولین کاملین اور حمله و فصاله ثلثون شهرا میں تطبیق

(سوال ۱۵۲۸) قرآن شریف میں حولین کاملین مدت رضاعت کے بارے میں آیا ہے جس سے دو سال مدت رضاعت معلوم ہوتی ہے اور دوسری جگہ حمله و فصاله ثلثون شهرًا وارد ہوا ہے جس سے اڑھائی سال معلوم ہوتے ہیں دونوں میں وجہ تطبیق کیا ہے اور کس پر عمل کیا جاوے۔ فقط

(الجواب) امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اڑھائی برس کا ہے اور صاحبینؒ کا مذہب دو برس کا ہے اور فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے اور دلائل فریقین کی مطولات میں ہیں اور وجہ تطبیق بھی کتب میں مذکور ہے اس تحریر مختصر میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔[2] فقط

ثبوت رضاعت میں رویت کا اعتبار ہے یا علم کا ......؟

(سوال ۱۵۲۹) ثبوت رضاعت کے لئے نصاب شہادت کم از کم دو مرد خواہ ایک مرد اور دو عورتیں قرار دی

---

(۱) ولم یبح الارضاع بعد مدته لانه جزء آدمی (درمختار) لو استغنی فی حولین حل الارضاع بعد هما الی نصف فلا ا ثم عند العامة خلافا لخلف بن ایوب الخ مستحب الی حولین و جائز الی حولین و نصف (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۵) ظفیر

(۲) هو حولان و نصف عنده و حولان فقط عندهما هو الاصح فتح به و یفتی کما فی تصحیح القدوری عن العون لکن فی الجوهرة انه فی الحولین و نصف ولو بعد الفطام محرم و علیه الفتویٰ و استدلوا لقول الامام بقوله تعالیٰ و حمله و فصاله ثلثون شهر ا ای مدة کل منهما ثلثون غیران النقص فی الاول قام بقول عائشةؓ لا یبقی الولد اکثر من سنتین و مثله لا یعرف الا سماعا ولا یة مؤولة لتو زیعهم الا جل علی الاقل والا کثر لم تکن دلالتها قطعیة (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٤) ظفیر

گئی ہیں اور شہادت میں رویت کا اعتبار کیا گیا ہے' حالانکہ رضاعت کے لئے رویت رجال غیر ممکن ہے کیونکہ مرد کو عورت کا بدن دیکھنا حرام ہے پس جب کہ رویت نہ ہوگی تو رضاعت کیونکر ثابت ہوگی ثبوت رضاعت میں محض رویت ہی کو دخل ہے یا سماعت کو بھی دخل ہو سکتا ہے جب کہ نکاح وغیرہ کا ثبوت سماعت سے ہو سکتا ہے؟

(الجواب) رضاع کو ان اشیاء میں سے نہیں شمار کیا گیا ہے کہ اس میں تسامع پر شہادت معتبر رکھی گئی ہو' اور شبہہ کا جواب یہ ہے کہ بعض محارم مشہودہ ہو سکتے ہیں جن کو دیکھنا درست ہے اور بعض اجانب کی نظر اتفاقاً پڑ جاتی ہے جو کہ موجب مواخذہ نہیں ہے علاوہ بریں شاہد کو علم رضاع ہونا کافی ہے یعنی یہ کہ فلاں بچہ شیر خوار فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے جو کہ خبر متواتر وغیرہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے' اس مشاہدہ کی ضرورت نہیں ہے کہ بچہ کے منہ میں پستان کو دیکھ کر گواہی دی جاوے اور پستان کے منہ میں ہونے سے بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ دودھ بچہ کے پیٹ میں گیا یا نہیں لہذا اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے' الغرض شہادت کے لئے علم اس بات کا کہ فلاں بچہ فلاں عورت کا دودھ پیتا ہے کافی ہے' چنانچہ در مختار میں لفظ اشہد کہنے کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔ فکانہ یقول اقسم باللہ لقد اطلعت علی ذلک وانا اخبر بہ[1] الخ فقط

مدت رضاعت کے بعد دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

(سوال ۱۵۴۰) زید نے ہندہ کا دودھ بعد عمر شیر خوارگی پستان سے چوس کر نکالا اور باہر ڈال دیا اس وجہ سے کہ ہندہ کا بچہ مر گیا تھا اور دودھ چڑھا ہوا تھا پھر زید نے ہندہ سے نکاح کر لیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) بصورت مذکورہ دودھ پستان سے چوس کر نکال دینے اور باہر ڈال دینے سے کچھ حرج نہیں ہے اور اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی اور بعد مدت شیر خوارگی اگر اندر پیٹ کے بھی چلا جاوے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی[2] مگر پینا دودھ کا ایسے وقت حرام ہے[3] اور نکاح اس سے درست ہے' یعنی زید کا نکاح اس صورت میں ہندہ سے صحیح ہے۔ فقط

رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں

(سوال ۱۵۳۱) زینب اور زید نے آگے پیچھے ایک عورت کا دودھ پیا' اب زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) زینب اور زید نے جب کہ ایک عورت کا دودھ پیا ہے اگرچہ آگے پیچھے پیا' دونوں بہن بھائی رضاعی

---

(۱) الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الشہادات ج ۲. ط.س. ج۵ ص ۴۶۲' ظفیر
(۲) واذا مضت مدۃ الرضاع لم یتعلق بالرضاع تحریم لقولہ علیہ السلام لا رضاع بعد الفصال (ہدایہ کتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۳۹) ظفیر
(۳) وھل یباح الارضاع بعد المدۃ قد قیل لا یباح لان اباحۃ ضروریۃ لکونہ جزء الادمی (ایضاً ج ۲ ص ۳۳۰) ظفیر

ہو گئے زینب کی لڑکی زید کی بھانجی رضاعی ہے، پس زید کا نکاح زینب کی دختر سے جائز نہیں ہے۔[۱] فقط

سوتیلی نانی نے دودھ پلایا!

(سوال ۱۵۳۲) عمر کا ایک نواسہ ہے اس کو عمر کی دوسری بیوی نے جو اس لڑکے کی سوتیلی نانی ہوتی ہے دودھ پلایا تو اس لڑکے کا نکاح اپنے چچا یعنی بکر کی لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اس کی حقیقی خالہ کی لڑکی ہے، اور اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر ڈھائی برس سے کم کی عمر میں دودھ پیا ہے تو حرمت رضاعت ثابت ہے اور نکاح درست نہیں۔[۲] فقط

صرف چھاتی سے منہ لگانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۳۳) زید کی والدہ کا انتقال مدت رضاعت میں ہو گیا تھا زینب نے اپنی چھاتی زید کے منہ میں دی لیکن دودھ بالکل نہیں اترا، اس صورت میں زید کا نکاح زینب کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر یہ یقین ہے کہ زینب کے دودھ نہیں اترا، اور زید کے حلق میں کوئی قطرہ نہیں گیا تو زید کا نکاح زینب کی دختر سے درست ہے۔[۳] فقط

شوہر کو دودھ پلانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا!

(سوال ۱۵۳٤) ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلا دیا تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا، قال فی الدرالمختار مص رجل ثدی زوجته لم تحرم[٤] فقط

دودھ پلانے والی کی تمام اولاد، دودھ پینے والے کے رضاعی بھائی بہن ہیں

(سوال ۱۵۳۵) زید نے ہندہ کا دودھ ایام شیر خواری میں پیا تو سب اولاد ہندہ کی زید کی بہن بھائی ہو جاویں گے یا صرف وہ لڑکی یا لڑکا جس کا دودھ زید نے پیا ہے زید کے بھائی بہن ہوں گے؟ کیونکہ زید کا نکاح ہندہ کی

---

(٤١) حرم علی المتزوج ذکر اکان او انثی نکاح اصله و فرعه علا او نزل و بنت اخیه واخته و بنتها ولو من زنا (درمختار باب المحرمات ج ۱ ص ۱۸۷ .ط.س. ج۳ص۲۸) و فیه فیحرم منه ای بسبب الرضاع ما یحرم من النسب (کتاب الرضاع ج ۵ ص ۲۱۳ .ط.س. ج۳ص۲۱۳) ظفیر (۲) و فیه فیحرم منه ای بسبب ما یحرم من النسب (الدرالمختار ج ۱ ص ۲۱۳ .ط.س. ج۳ص۲۱۳) هو حولان و نصف عنده و حولان فقط عندهما (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٤ .ط.س. ج۳ص۲۰۹) ظفیر (۳) وفی القنیه امراة کانت تعطی ثدیها صبیه واشتهر ذلك بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلك الا من جهتها جاز لا بنها ان یتزوج بهذه صبیه (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٦ .ط.س. ج۳ص۲۱۳) ظفیر
(٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٦٩ .ط.س. ج۳ص ۲۲٥ ، ظفیر

نواسی سے ہوا ہے خلوت ہنوز نہیں ہوئی' زید کہتا ہے ہے کہ یہ ہندہ کی نواسی ہندہ کی اس لڑکی سے ہے کہ جسکا دودھ میں نے نہیں پیالہذا یہ میری بھانجی نہیں ہوئی' میں نے تو ہندہ کے لڑکے بکر کا دودھ پیا ہے اگر یہ لڑکی ہندہ کی پوتی ہوتی یعنی بکر کی لڑکی تو میری بھتیجی ہوتی' اس واسطے یہ مجھ پر حرام نہیں ہے چونکہ بکر سب اولاد ہندہ سے چھوٹا ہے ہندہ کی نواسی پہلی لڑکی سے ہے' ہندہ کے چھ اولاد ہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں سب اولاد ہندہ کی زید کی بہن بھائی رضاعی ہیں پس ہندہ کی نواسی کے ساتھ نکاح زید کا حرام ہے' اور عذر زید کا غلط ہے اور بسبب جہالت کے ہے کہ وہ مسئلہ شرعیہ سے واقف نہیں' در مختار میں صریح موجود ہے ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها ای التی ارضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ باب الرضاع اور شامی میں ہے قوله وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنة مثلاً و کان کل منهما فی مدة الرضاع [1] الخ و فیه ایضاً فی البحر عن اخر المبسوط لو کانت ام البنات ارضعت احد البنین و ام البنین ارضعت احدی البنات لم یکن للابن المرتضع من ام البنات ان یتزوج واحدة منهن [2] الخ فقط

تھوڑا دودھ بھی باعث حرمت رضاعت ہے !

(سوال ۱۵۳۶) زینب کہتی ہے کہ میری بہن حلیمہ اپنے زمانہ حمل میں بیمار تھی اور اس ہی بیماری کے زمانہ میں اس کے لڑکی سلیمہ پیدا ہوئی چونکہ وہ نہایت کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی میری لڑکی اس سے کئی ماہ قبل پیدا ہو چکی تھی تو اس لئے کہ دودھ اتر آئے میں نے اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھچوادیا' تاکہ دودھ اتر آنے کے بعد سلیمہ جو نہایت کمزور تھی دودھ پی سکے' دو ہی مرتبہ سلیمہ سے دودھ کھچوایا گیا یہ نہیں معلوم کہ دودھ اس کے پیٹ میں پہنچایا یا نہیں حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض اتر آنے دودھ کے دیا گیا ہے رضاعت کی غرض سے نہیں دیا گیا جو اسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے کیا اس طرح دو مرتبہ دودھ کھینچنے سے ہندہ سلیمہ کی رضاعی بہن ہوئی یا نہیں یہ قول صرف زینب کا ہے اور اسکی والدہ بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں ہے' زینب کا شوہر کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت اپنی زوجہ سے سن کر دیتا ہوں آیا دو عورتوں کی شہادت اس بارے میں کافی ہو سکتی ہے' اور کسی امام کے نزدیک چوسنے کی کوئی حد بھی مقرر ہے یا نہیں اور وقت ضرورت دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ دینے کی اجازت ہے یا نہیں۔ فقط

(الجواب) اقول و بالله التوفیق . حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت رضاعت میں اگر قلیل لبن یعنی دودھ کسی عورت کا بھی شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور بظن غالب اگر بچہ کا دودھ پینا معلوم ہو جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے' پس صورت مسئولہ میں جب کہ دودھ حلیمہ کا ہندہ سے کھچوادیا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کی ہندہ شیر خوار بچی کے منہ میں دی گئی گو غرض اس سے دودھ پلانا نہ تھا' صرف کھنچوا کر

---

(۱) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۱ ط.س. ج۳ ص ۲۱۷ ' ظفیر
(۲) رد المحتار ج ۲ ص ۵۶۱ ۲۱۷' ظفیر

پستان پیا حلیمہ کا ہلکا کرنا تھا کہ سلیمہ جو ضعیف ہے دودھ پی سکے لیکن ظاہر ہے کہ ہندہ نے دودھ کھینچ کر کلی تو نہیں کر دیا بلکہ وہ دودھ ہندہ کے پیٹ ہی میں گیا اور جب کہ حلیمہ کی پستان میں دودھ اترا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی بظن غالب اس نے دودھ پیا اور ظن غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے لہذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے و يثبت به وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه اوانفه لا غير فلو التقم الحلمة ولم يدرادخل اللبن في حلقه ام لا لم يحرم (درمختار) قال العلامة الشامي قوله فلو التقم الخ تفريع على التقييد بقوله ان علم وفي القنية امراة كانت تعطى ثديها صبيةً و اشتهر بذلك بينهم ثم تقول لم تكن في ثدى لبن حين القمتها ثدى ولم يعلم ذلك الامن جهتها جاز لا بنها ان يتزوج بهذه الصبية الخ [1]

شامی کی اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اگر مرضعہ کے پستان میں دودھ نہ ہو تو اس وقت پستان منہ میں لینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر دودھ پستان میں بھرا ہوا ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے اور بچہ دودھ کھینچنے والا قوی ہو تو دودھ پیٹ میں جانے میں کچھ شبہ نہیں معلوم ہوتا البتہ اگر یہ واقعہ اس طرح دودھ پلانے کا مسلم نہ ہو تو پھر صرف دو عورتوں کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کما في الدرالمختار والرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل و عدلتين الخ قوله حجة اى دليل اثباته وهذا عند الا نكار لا نه يثبت بالاقرار مع الاصرار كما مر [2] وفي الشامي وان قل اشاربه الى نفي قول الشافعي الخ وروى عن ابن عمر رضی اللہ عنہ انه قيل له ان ابن الزبير رضی اللہ عنہ يقول لا باس بالرضعة والرضعتين فقالوا قضاء الله خير من قضائه قال تعالىٰ امهاتكم اللاتى ارضعنكم واخواتكم من الرضاعة [3] الخ (شامي باب الرضاع) فقط

صحیح مدت رضاعت کیا ہے؟

(سوال ۱۵۳۷) عموماً لڑکی کو پونے دو برس اور لڑکے کو سوا دو برس تک دودھ پلایا جاتا ہے مگر شرعاً صحیح کیا ہے کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک مولود کو عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے بعض عورتیں بچہ کی طاقت یا اور کسی وجہ سے پانچ چھ برس تک بھی اپنا دودھ پلاتی ہیں شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) مدت رضاع مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے دو برس ہے اس سے زیادہ مدت تک بچہ کو دودھ پلانا درست نہیں ہے درمختار میں ہے وحولان فقط عندهما وهوالاصح فتح و به يفتى كما في تصحيح القدورى عن العون الخ ولم يبح الارضاع بعد مدته لانه جزء ادمى والا نتفاع به بغير ضرورة حرام الخ فقط [4]

---

(۱) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶ ط.س. ج۳ص ۲۱۳ ' ظفیر
(۲) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۸ ط.س. ج۳ص ۲۲۴ ' ظفیر
(۳) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶ ط.س. ج۳ص ۲۱۲ ' ظفیر
(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۴ و ج ۲ ص ۵۵۵ ط.س. ج۳ص ۲۰۹ ' ظفیر

رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۳۸) زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ زید کی بیوی کے ماموں کے لڑکے کو میں نے دودھ پلایا ہے لہذا زید کی بیوی کو اس سے پردہ کرنا نہ چاہئیے' اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک عورت کی شہادت سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(الجواب) درمختار میں ہے حجتہ حجۃ المال وھی شھادۃ عدلین او عدل وعدلتین[1] الخ اس سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں رضاعت ثابت نہیں لہذا پردہ ضروری ہے۔ فقط

جس عورت کا دودھ پلایا گیا اس کی نواسی سے شادی جائز نہیں؟

(سوال ۱۵۳۹) زید نے اپنے لڑکے بکر کو دودھ پلانے کے لئے مسماۃ زینب کو ملازم رکھا اب بکر کا عقد مسماۃ مذکورہ کی نواسی کے ساتھ قرار پایا ہے تو ایسی صورت میں جب معاوضہ دودھ پلائی زید نے ادا کر دیا بکر کے ساتھ عقد میں کوئی نقص شرعی تو نہیں ہے؟

(الجواب) بکر مسماۃ زینب کا پسر رضاعی ہو گیا اور زینب کی دختر بکر کی بہن رضاعی ہوئی اور اس کی لڑکی یعنی زینب کی نواسی بکر کی بھانجی رضاعی ہوئی اور حدیث شریف میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[2] پس جیسے بھانجی نسبی سے نکاح حرام ہے بقولہ تعالیٰ وبنات الاخت[3] اسی طرح بھانجی رضاعی سے بھی نکاح حرام ہے اور معاوضہ دے دینے سے حرمت رضاعت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ فقط

زید نے جب پھوپھی کا دودھ پیا تو اس کی کسی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا

(سوال ۱۵٤۰) زید و بکر دونوں برادر حقیقی ہیں' زید بکر سے بڑا ہے' زید نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا ہے تو زید کا اس لڑکی سے کہ جس کے ساتھ زید نے دودھ پیا ہے نکاح جائز ہے کہ نہیں' اور اگر اس لڑکی سے جائز نہیں تو ان دونوں لڑکیوں سے کہ جو اور ہیں کہ جن کے ساتھ زید نے دودھ نہیں پیا نکاح جائز ہے کہ نہیں' اور بکر سے تو نکاح ہو سکتا ہوگا؟

(الجواب) زید نے جس عورت کا دودھ پیا ہے اس عورت کی تمام لڑکیاں زید پر حرام ہیں' خواہ اس لڑکی نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو'[4] اور البتہ بکر کا نکاح ان تینوں لڑکیوں میں سے ہر ایک کے ساتھ درست ہے لیکن جس ایک کے ساتھ نکاح کرے گا پھر اس کی موجودگی میں اس کی کسی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ فقط

---

(۱) الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٦٨ .ط.س.ج۳ص ۲۲٤ ' ظفیر
(۲) دیکھئے الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٧ .ط.س.ج۳ص۲۱۳ ' ظفیر
(۳) سورۃ النساء رکوع ٤' ظفیر (٤) و یثبت به الخ امومیته المرضعنه للرضیع و یثبت ابوۃ زوج مرضعنه اذا کان لبنها منه له الخ فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب رواہ الشیخان (الدرالمختار علی ہامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٧ .ط.س.ج۳ص۲۱۳......۲۱۳) ظفیر

رضاعی باپ کے اس بیٹے سے جو دوسری بیوی سے ہے اپنی بیٹی کی شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۴۱) مسمی فخر الدین مسماۃ مریم بی بی کا رضاعی باپ ہے اور فخر الدین کی دوسری زوجہ سے جو مرضعہ نہیں ہے ایک بیٹا محمد نام ہے اور مریم کی جو شیر خوار ہے ایک مسماۃ نوربی بیٹی ہے پس عند الشرع کیا محمد کا نکاح نوربی سے درست ہے یا نہیں؟

(الجواب ۱) صورت مسئولہ میں لبن الفحل کے ساتھ جو تعلق تحریم کا ہے وہ نہیں پایا جاتا' نہ ثدی واحدہ پر دونوں جمع ہوئے ہیں' بدیں وجہ یہ صورت تحریم کی نہیں ہے پس نوربی کا نکاح محمد سے درست ہے۔

(الجواب ۲) جب کہ فخر الدین مریم بی بی کا رضاعی باپ ہوا تو محمد جو بیٹا فخر الدین کا دوسری زوجہ سے ہے مریم بی بی کا بھائی رضاعی علاتی ہوا' اور مریم بی بی کی دختر محمد کی بھانجی ہوئی پس بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [1] نکاح محمد کا مریم بی بی کی دختر سے ناجائز ہے' اور جواب اول صحیح نہیں ہے' در مختار میں ہے ویثبت ابوۃ زوج مرضعته اذا کان لبنھا منه [2] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک بیوی نے جب دودھ پلایا تو دوسری بیوی کی اولاد سے بھی حرمت ثابت ہوگی

(سوال ۱۵۴۲) ہدایت خاں وعنایت خاں دو بھائی ہیں' عنایت خاں کی دو زوجہ ہیں' ایک موضع امنہور اوالی' دوسری موضع اٹکاوالی' دونوں بیوی سے ایک ایک لڑکی ہوئی اور ہدایت خاں کے ایک لڑکا ہے' ہدایت خاں کے لڑکے نے عنایت خاں کی بیوی امنہور اوالی کا دودھ پیا ہے' تو ہدایت خاں کے لڑکے کا نکاح عنایت خاں کی لڑکی سے جو موضع اٹکاوالی زوجہ کے بطن سے ہے جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) در مختار میں ہے ویثبت به وان قل الخ امومة المرضعة للرضیع و یثبت ابوۃ زوج مرضعة اذا کان لبنھا منه له [3] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ مرضعہ کا شوہر یعنی عنایت خاں ہدایت خاں کے پسر کا رضاعی باپ ہوا تو بقاعدہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [4] عنایت خاں کی دوسری زوجہ کی دختر بھی ہدایت خاں کے پسر کے لئے حرام ہوگئی اور نکاح ہدایت خاں کے پسر کا عنایت خاں کی دختر از بطن زوجہ اٹکاوالی سے حرام ہے۔ فقط

جس لڑکی کے منہ میں عورت نے اپنا دودھ ڈالا اس سے اس لڑکے کی شادی جائز نہیں

(سوال ۱۵۴۳) ہندہ کا زید ایک لڑکا ہے اور خالدہ ایک لڑکی ہے' ہندہ نے اپنی دختر خالدہ کی رضاعت کے

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳ ' ظفیر
(۲) ایضاً ط.س. ج۳ ص ۲۱۳ ' ظفیر
(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ ' ظفیر
(۴) ایضاً ط.س. ج۳ ص ۲۱۳ ' ظفیر

زمانہ کا دودھ زینب نامی مرضعہ کے منہ میں ڈالا جب کہ زینب کی عمر دو برس کی تھی، زینب وزید کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) جب کہ زینب کے منہ میں ہندہ نے اپنے پستان کا دودھ ڈالا اور وہ دودھ اگرچہ قطرہ دو قطرہ ہو، زینب کے حلق اور شکم میں گیا تو زینب ہندہ کی دختر رضاعی ہو گئی اور زید کی بہن رضاعی ہوئی لہذا زید کا نکاح زینب سے درست نہیں ہے۔ لانہ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب [1] فقط

ایک لڑکی نے منہ میں چھاتی لے لی مگر دودھ جانے کا یقین نہیں ہے کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵٤٤) مسماۃ زینب نے مسماۃ عظیمہ کی دختر کو سہواً اپنی چھاتی منہ میں دے دی قریب ایک منٹ کے منہ میں رہی مگر دودھ نہیں اتارا، لڑکی روتی رہی چھاتی اچھی طرح نہیں دبائی، جس وقت زینب نے دیکھا کہ میری لڑکی نہیں ہے، اسی وقت چھاتی چھوڑالی جب تک زینب کا بچہ ایک سال سے کم ہوتا ہے اس وقت تک دودھ زیادہ رہتا ہے پھر کم ہو جاتا ہے، اس وقت زینب کی لڑکی بعمر پونے دو سال تھی یہاں تک کہ بعد سال کے زینب کا بچہ چھاتی منہ میں لیکر عرصہ تک دباتا ہے جب دودھ بر آمد ہوتا ہے، بعد چار سال کے زینب کے لڑکا پیدا ہوا اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے ہوا، کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) شک سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی، پس اگر دودھ پیٹ میں جانا عظیمہ کی دختر کے مشکوک و مشتبہ ہے اور قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زینب کے پستان میں اتنی دیر میں دودھ نہیں اترا تو وہ لڑکی زینب کی دختر رضاعی نہیں ہوئی اور نکاح زینب کے پسر کا اس لڑکی سے درست ہے هکذا فی الدر المختار والشامی [2] فقط

بچہ جیسے دودھ پیتا تھا قے کر دیتا تھا تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵٤۵) زید وعمر بحیثیت حقیقی بھائی ہونے کے صاحب اولاد ہیں، زید کے لڑکے کو جس کی عمر چار پانچ ماہ کی تھی، بسبب نہ ہونے شیر زوجہ زید کے اس امر کی کوشش کی گئی کہ اس کی پرورش بکر کی عورت کے دودھ سے کی جائے جس کے ایک لڑکی ہم عمر زید کے لڑکے کے تھی زید کے لڑکے نے قدرتاً اس طرف ارادہ نہیں کیا بلکہ متنفر رہا، جب کہ زید کے لڑکے کا منہ بکر کی زوجہ کے پستان سے لگا دیا اور چند قطرہ اراد تاً اس کے منہ میں ڈالے گئے اس لڑکے نے استفراغ کیا اور دودھ ڈال دیا، اسی طرح چند مرتبہ ہو، جب اس کو زبردستی دودھ

---

(۱) ویثبت به الخ وان قل ان علم وصوله لجوفه من فمه او انفه الخ فیحرم منه ای بسبب ما یحرم من النسب رواه الشیخان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٦ و ج ۲ ص ۵۵۷ .ط.س. ج۳ ص ۲۱۲ ' ظفیر

(۲) فلو التقم الحلمته ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا (درمختار) وفی القنیه امراة کانت تعطی ثدیها صبینه واشتهر ذلك بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدی لبن حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلك الا من جهتها جاز لا بنها ان یتزوج بهذه الصبیة اه و فی الفتح لو ادخلت الحلمته فی فم الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمته بالشك الخ (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٦ ' ۵۵۷ .ط.س. ج۳ ص ۲۱۲) ظفیر

پلاتے تھے تو وہ دودھ ڈال دیتا تھا اب بکر کی دوسری لڑکی پیدا ہوئی ہے آیا زید کے لڑکے مذکور کا عقد بکر کی اس دوسری لڑکی سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوگئی اور زید کا لڑکا بکر کی زوجہ کا پسر رضاعی ہو گیا، بکر اور اس کی زوجہ کی تمام اولاد اس بچہ کے بہن بھائی رضاعی ہو گئے لہذا زوجہ بکر کی کسی دختر سے نکاح زید کے اس پسر کا درست نہیں ہے جیسا کہ عبارات کتب فقہ ذیل سے مستفاد ہے ۔و يثبت به وان قل ان علم وصوله بجوفه من فمه اوانفه الخ درمختار و ايضاً فيه هو مص من ثدى ادمية الخ والحق بالمص الوجود والسعوط الخ و فى رد المحتار ثم اجاب بان المراد بالمص الوصول الى الجوف من المنفذين الخ و فى المصباح الوجود بفتح الواوالد واء يصب فى الحلق والسعوط كرسول دواء يصب فى الانف [1] الخ ص ٤٠٣ شامى ج ٢ وفى الدرالمختار ولا حل بين رضيعى امرأة لكونهما اخوين وان اختلف الزمن والاب ولاحل بين الرضيعة وولد مرضعتها اى اللتى ارضعتها [2] الخ فقط

خالد کے جس بھائی نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا ہے اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے ہو سکتا ہے

(سوال ١٥٤٦) زید وہندہ بہن بھائی حقیقی ہیں، مسماۃ ہندہ نے اپنے لڑکے بکر کے ساتھ زید کے لڑکے کو دودھ پلایا، خالد کی دو تین بہنیں ہیں، اب بکر کا نکاح خالد کی بہن سے ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) بکر کا نکاح خالد کی بہن کے ساتھ جس نے ہندہ کا دودھ نہیں پیا درست ہے كما فى الدرالمختار و تحل اخت اخيه رضاعاً [3] الخ البتہ خالد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے نہیں ہو سکتا۔

دودھ پینے والے بھائی کی بہن سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے نکاح جائز ہے

(سوال ١٥٤٧) ہندہ اور سلمیٰ دو حقیقی بہنیں ہیں، سلمیٰ کے تین بیٹے ہیں دو بڑے ایک چھوٹا، ہندہ کے دو لڑکیاں ہیں ایک بڑی، ایک چھوٹی، سلمیٰ نے ہندہ کی چھوٹی لڑکی کو دودھ پلایا، اور ہندہ نے سلمی کے چھوٹے لڑکے کو اپنا دودھ پلایا تو اس حالت میں ہندہ کی چھوٹی لڑکی سلمیٰ کے چھوٹے لڑکے کی رضاعی بہن ہوئی، آیا سلمیٰ کے دو سابق بڑے لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی سابق بڑی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(الجواب) یہ قاعدہ ہے کہ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہو جاتے ہیں کما فی ہذا الشعر، از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند الخ پس جب کہ ہندہ کی چھوٹی لڑکی نے سلمی کا دودھ پیا تو سلمی کی تمام اولاد یعنی تینوں بیٹے اس دختر ہندہ کے بھائی رضاعی ہو گئے، اور چونکہ سلمیٰ کے چھوٹے پسر نے ہندہ کا دودھ پیا تو ہندہ کی

---

(١) دیکھئے رد المحتار باب الرضاع ج ٢ ص ٥٥٦ .ط.س.ج٣ص ٢١٢ ' ظفیر
(٢) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ٢ ص ٥٦١ .ط.س.ج٣ص ٢١٧ ' ظفیر
(٣) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ٢ ص ٥٦١ .ط.س.ج٣ص ٢١٧ ' ظفیر

دونوں دختر اس پسر خورد ہندہ کی بہنیں رضاعی ہوئی لہٰذا ہندہ کی دختر خورد کا سلمیٰ کے کسی پسر سے نکاح درست نہیں ہے، اور سلمیٰ کے پسر خورد کا نکاح ہندہ کی کسی دختر سے صحیح نہیں ہے، لیکن سلمیٰ کے دو سابق لڑکے ہندہ کی بڑی دختر کے بھائی رضاعی نہیں ہیں ان دونوں لڑکوں میں سے کسی ایک کا نکاح ہندہ کی بڑی دختر سے درست ہے۔ کما فی الدر المختار وتحل اخت اخیه رضاعاً[1] فقط

زید کا دادا اس کی رضاعی ماں سے نکاح کر سکتا ہے

(سوال ۱۵۴۸) زید نے ہندہ کا دودھ پیا، اب زید کا دادا ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید کے دادا کو ہندہ سے نکاح کرنا جائز ہے ہندہ زید کی مادر رضاعی ہے لیکن زید کے باپ اور دادا کو اس سے نکاح کرنا درست ہے کما فی الشامی یحل لها ابو اخیها واخو ابنها وجد ابنها الخ[2] فقط

جب زید کی ساس نے اس کی بچی کو دودھ پلایا تو کیا بیوی کے مرنے کے بعد زید کی شادی سالی سے درست ہوگی

(سوال ۱۵۴۹) زید کی زوجہ ہندہ نے انتقال کیا اور زید مذکور سے اس نے ایک لڑکی شیر خوار چھوڑی، ہندہ کی ماں نے اس لڑکی کو اپنا دودھ پلایا اب زید مذکور اپنی حقیقی سالی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں یہ ہندہ کی رضاعی بہن تو نہ ہوگی، جس زمانہ میں نانی نے نواسی کو دودھ پلایا تھا، زید کی سالی ڈھائی برس سے زیادہ عمر کی تھی؟

(الجواب) ہندہ کی لڑکی کو جب کہ ہندہ کی ماں نے بحالت شیر خوارگی دودھ پلایا تو وہ لڑکی ہندہ کی ماں کی رضاعی بیٹی ہوگئی اور زید کی سالی کی بہن رضاعی ہوئی تو زید کی دختر بھی بہن رضاعی ہوئی پس اس صورت میں نکاح زید کا اس سالی سے درست ہے کما فی الدر المختار.[3] فقط

چھوٹے لڑکے نے دودھ پیا تو کیا اس کے بھائی کی اولاد سے دودھ پلانے والی کے لڑکے کی شادی جائز ہے

(سوال ۱۵۵۰) میری والدہ نے میرے ماموں کے چھوٹے لڑکے کو دودھ پلایا تھا، اس وقت ماموں کے بڑے لڑکے کی بیٹی بیوہ ہے، اس سے میرا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) ماموں کا چھوٹا لڑکا جس نے تمہاری والدہ کا دودھ پیا تھا وہ تو تمہارا رضاعی بھائی ہو گیا، اس کی اولاد تم

---

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵٦۱. ط.س. ج۳ص۲۱۷، ظفیر

(۲) ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵٦۰. ط.س. ج۳ص۲۱٦، ظفیر

(۳) وقس علیه اخت ابنه و بنته الخ فهؤلاء من الرضاع حلال للرجال (درمختار) بان تقول انما حرمت علیه اخت ابنه و بنته نسباً لکونها بنته او بنت امراته وهذا المعنی مفقود فی الرضاع (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۹. ط.س. ج۳ص۲۱۵) ظفیر

پر حرام ہے لیکن ماموں کا بڑا لڑکا جس نے دودھ نہیں پیا اس کی لڑکی سے تمہارا نکاح درست ہے۔[1] فقط

شوہر والی زانیہ کے رضاعی بیٹے سے زانی کی پوتی کی شادی درست ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۵۱) زید نے ہندہ شوہر دار سے زنا کیا' ہندہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی بابت ہندہ نے اعتراف کیا کہ یہ زید کی لڑکی ہے' اسی دفعہ کا دودھ ہندہ نے زید کے حقیقی بھائی بکر کے نواسہ خالد کو پلایا' اس صورت میں عائشہ کا نکاح جو زید کی پوتی ہے اور بکر کی نواسی اور خالد کی خالہ زاد بہن ہے' خالد کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) حدیث شریف میں ہے **الولد للفراش وللعاهر الحجر**[2] لہذا عورت متزوجہ شوہر دار کی جو اولاد ہوگی وہ شوہر سے ثابت النسب ہوگی اور عورت کے اس کہہ دینے سے کہ یہ لڑکی زید کی ہے نسب اس کا شوہر ہندہ سے منتفی نہیں ہوا پس زید سے نسب اس لڑکی کا ثابت نہیں ہے اور زید خالد کا باپ رضاعی نہیں ہے لہذا خالد کا نکاح مسماۃ عائشہ زید کی پوتی سے درست ہے کہ ان میں کوئی وجہ حرمت کی نہیں ہے' کیونکہ لبن زنا سے اولاً حرمت رضاعت مختلف فیہا ہے اور شامی نے کہا کہ زنا وجہ عدم حرمت ہے اور ثانیاً جب کہ ہندہ کی دختر کا نسب شوہر ہندہ سے شرعاً ثابت ہے تو لبن زنا ہونا بھی متحقق نہ ہوا۔[3] فقط

صورت مسئولہ میں کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۵۲) محمد کی لڑکی نے حالت رضاع میں محمد کے چچا کی زوجہ کا دودھ پیا ساتھ چچا زاد بھائی کے یعنی محمد کا چچا زاد بھائی علی محمد اور محمد کی لڑکی مسماۃ مختاور دونوں نے چچا کی زوجہ کا جو کہ علی محمد کی والدہ ہے دودھ پیا' جس کا نام راجن ہے' اتفاق سے میاں محمد نے راجن سے جو چچا کی زوجہ تھی نکاح کر لیا جس کی وجہ سے میاں محمد مسماۃ مختاور اور علی محمد کا باپ ہوا' آیا علی محمد کا نکاح مختاور کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہیں؟

(الجواب) علی محمد کا نکاح مختاور کی چھوٹی بہن سے جو محمد کی زوجہ سابقہ سے ہو صحیح ہے **لقول الفقهاء و تحل اخت اخيه رضاعاً و كذا اخت اخته**[4] فقط

جس لڑکے کو دودھ پلایا اس کے بھائی سے مرضعہ کی لڑکی کی شادی جائز ہے

(سوال ۱۵۵۳) بکر کی زوجہ نے زید کے لڑکے کو دودھ پلایا' دوسری دفعہ بکر کے لڑکا اور زید کے لڑکی پیدا ہوئی' آیا ان دونوں کا نکاح باہم جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) اس لئے کہ اس سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوا' و يثبت به الخ وان قل الخ امومينه المرضعه للرضيع و يثبت ابوة زوج مرضعته (رد المحتار باب الرضاع ص ۵۵۶' ۵۵۷.ط.س.ج۳ص۲۱۲) ظفیر

(۲) مشکوٰۃ(۳) والو طؤ بشبهه كالحلال قيل وكذا الزناء والا وجه لا فتح (درمختار) وذلك حيث قال و لبن الزنا كالحلال فاذا ارضعت به بنتا حرمت على الزانى وآباء ه و ابناء ه وان سفلوا و فى التجنيس عن الجرجانى و يعم الزانى التزوج بها كالمولودة من الزانى لانه لم يثبت نسبها من الزانى الخ (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۵ غ ۵۱۶.ط.س.ج۳ص۲۲۱) ظفیر

(۴) الدرالمختار على هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۱.ط.س.ج۳ص۲۱۷' ظفیر

(الجواب) دوسری دفعہ جو زید کے دختر اور بکر کے پسر پیدا ہوا ان دونوں کا نکاح باہم صحیح ہے کما فی کتب الفقه و تحل اخت اخیه رضاعاً الخ درمختار [1] فقط

پستان سے پانی منہ میں جائے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۵٤) بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منہ میں دیا جب زید نے پستان چوسا تو بکر کی ماں کے پستان میں جلن معلوم ہوئی اس نے زید کو علیحدہ کر کے پستان کو دبایا تو اندر سے پانی نکلا اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے اس صورت میں بکر کی ماں زید کی رضاعی ماں ہو سکتی ہے یا نہیں زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ؟

(الجواب) باب الرضاع درمختار میں ہے هو مص من ثدی ادمیة ولوبکراً او میتة اوایسة [2] الخ اور عالمگیریہ میں ہے دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونه اصفر تثبت حرمة الرضاع لانه لبن تغیر لونه [3] الخ اور شامی میں ہے وفی القنیة امراة کانت تعطی ثدیها صبیة واشتهر ذلك بینهم ثم تقول لم تکن فی ثدی لبن حین القمتها ثدی ولم یعلم ذلك الآمن جهتها جاز لا بنها ان یتزوج بهذه الصبیة [4] الخ وفی الفتح لو ادخلت الحلمة فی فم الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك [5] الخ

روایت قنیہ اور فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی اس صورت میں زید کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے۔ فقط

رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵۵۵) زید کی دو بیویاں ہیں ایک کا بکر نے دودھ پیا اور ایک کا زبیدہ نے ایسی حالت میں بکر کے لڑکے کا عقد زبیدہ کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اس صورت میں زید بکر اور زبیدہ دونوں کا رضاعی باپ ہے اور دونوں بھائی بہن رضاعی از جانب پدر ہیں پس زبیدہ بکر کے لڑکے کے رضاعی پھوپھی ہوئی لہذا نکاح ان دونوں میں درست نہیں ہے درمختار میں ہے ویثبت ابوة زوج مرضعته اذا کان لبنها منه له [6] الخ فقط

---

(۱) ایضاً ظفیر .ط.س.ج۳ص۲۱۷

(۲) الدرالمختار کتاب الرضاع ج ۲ ص ۲۱۲ .ط.س.ج۳ص۲۰۹ ' ظفیر

(۳) عالمگیری مصری کتاب الرضاع ج ۱ ص ۳۲۲ .ط.ماجدیه ج۳ص۳٤٤' ظفیر

(٤) ردالمحتار المعروف بالشامی ج ۲ ص ٥٥٦ کتاب الرضاع ' ظفیر

(٥) رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٦ .ط.س.ج۳ص۲۱۲ ' ظفیر

(٦) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥۷ .ط.س.ج۳ص۲۱۲ ' ظفیر

دادی کا جب دودھ پیا تو پھوپھی کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں !

(سوال ۱۵۵۶) زید نے اپنی دادی کا دودھ اس وقت پیا ہے' جب کہ اس کی دادی کا لڑکا سوا دو برس کا تھا اور پینے کی یہ حالت ہے کہ دودھ خشک ہو گیا تھا' زید نے اپنی دادی کی چھاتی چوسی دودھ قدرے اتر آیا اور صرف تین چار روز وہ دودھ پیا اب زید چاہتا ہے کہ اپنی پھوپھی کی لڑکی سے جس کا نام ہندہ ہے شادی کروں' پس فرمایئے کہ عقد ہو سکتا ہے یا نہیں' اگر نہیں ہو سکتا تو کیا تدبیر ہے اور اگر شادی کر لیوے تو گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ۔؟

(الجواب) زید نے جب کہ مدت رضاعت میں اپنی دادی کا دودھ پیا اگرچہ دو ایک قطرہ ہی پیا ہو پس زید اپنی دادی کا رضاعی بیٹا ہو گیا اور ہندہ کا رضاعی بھائی ہو گیا پس ہندہ کی دختر زید کی بھانجی ہوئی اور رضاعی بھانجی سے مثل نسبی بھانجی کے نکاح قطعی حرام ہے [1] اور گناہ کبیرہ ہے اور وہ ایسا ہی ہے جیسا اپنی بیٹی بہن اور ماں خالہ وغیرہ سے نکاح کیا جاوے والعیاذ باللہ تعالیٰ لہذا وہ نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا کوئی حیلہ اور تدبیر اس نکاح کے حلال ہونے کی نہیں ہے۔ فقط

جس بچہ نے دادی کی چھاتی چوسی اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں ؟

(سوال ۱۵۵۷) زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع کیا اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا' اس کی دادی کی عمر اس وقت ستر اسی سال کی تھی اس کے پستانوں میں کسی نے اس وقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا اور نہ اس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اس وقت دودھ تھا اب دادی کا انتقال ہو گیا اور نہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا' اس صورت میں زید اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں ؟

(الجواب) اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا تو اس کا قول معتبر ہوتا' لیکن جب کہ اس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر منہ میں لینا اور چوسنا محقق ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جو کہ اس کی رضاعی بھتیجی ہے نکاح نہ کرے' لیکن قاعدہ کے موافق چونکہ دودھ پیتے دیکھنے کا اور دودھ اترنے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دو گواہ کے ثابت نہیں ہوتی' اس وجہ سے زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے حکم ایسا ہی ہے [2] اور احتیاط اول صورت میں ہے۔

﴿مسائل رضاعت﴾

(سوال ۱۵۵۸) عورت اگر بلا رضامندی شوہر کے دودھ پلاوے صحیح ہے یا نہیں ؟

---

(۱) و یثبت به وان قل الخ امومیۃ المرضعۃ للرضیع الخ فیحرم منه ای بسببه ما یحرم من النسب (الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۹ ط.س. ج۳ص ۲۱۲) ظفیر

(۲) فلو التقم الحلمۃ ولم یدرادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم لان فی المانع شکا (درمختار) و فی الفتح لوادخلت الحلمه فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمه بالشك (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۶ ' ۵۵۷ ط.س. ج۳ص ۲۱۲) ظفیر

(الجواب) عورت کو نہ چاہئیے کہ بدوں اجازت شوہر کے کسی کے بچہ کو دودھ پلاوے، لیکن اگر پلاوے گی حرمت رضاعت ثابت ہو جاوے گی۔[1] فقط

شک کی صورت میں حرمت ثابت ہو گی یا نہیں؟

(سوال ۱۵۵۹) اگر رضاعت مشکوک ہو تو کیا حکم ہے؟

(الجواب) اگر رضاعت میں شک ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ کذافی الدرالمختار[2] فقط

امام شافعیؒ کے یہاں مدت رضاعت!

(سوال ۱۵٦۰) مدت رضاعت مذہب شافعیہ میں کتنی ہے؟

(الجواب) رضاعت کی مدت دو برس یا ڈھائی برس علی اختلاف القولین ہے (امام شافعیؒ کے نزدیک مدت رضاعت صرف دو سال ہے۔[3] ظفیر)

شہادت نہ ہونے کی صورت میں!

(سوال ۱۵٦۱) جس کے لئے شہادت نہیں وہ مشکوک ہوتا ہے یا نہیں؟

(الجواب) اگر شہادت رضاعت کی نہ ہو، حرمت رضاعت ثابت نہ ہو گی۔[4] فقط

نانی کا جس نے دودھ پیا اس کی شادی ماموں کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

(سوال ۱۵٦۲) ایک شخص نے اپنی نانی کا دودھ بشمول اپنی ہم عمر خالہ کے پیا ہے، آیا یہ شخص اپنی ماموں کی بنت سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، ماموں عمر میں زیادہ ہے یعنی رشتہ رضاع سے پہلے کا پیدا ہے اور خالہ جو اس وقت رضاعی ہمشیرہ ہے یہ اپنے بھائی سے تیسرے درجہ کی ہے؟

(الجواب) شریعت کا یہ قاعدہ ہے کہ جس عورت کا کوئی بچہ شیر خوار دودھ پیوے اس عورت کی تمام اولاد اس بچہ کی بہن بھائی رضاعی ہو جاتے ہیں تقدم و تاخر کا اعتبار نہیں، اگلی پچھلی اولاد مرضعہ کی سب اس بچہ رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں اور اس اعتبار سے والدہ نسبی بھی بہن رضاعی ہو گئی اور ماموں و خالہ سب بھائی بہن رضاعی ہوئے پس ماموں کی دختر سے اس رضیع کا نکاح درست نہیں ہے ولا حل بین رضیعی امرأة لکونہما اخوین وان اختلف الزمن والاب ولا حل بین الرضیعته وولد مرضعتها[5] الخ (درمختار) جملہ وان اختلف الزمن سے یہ صاف طور سے ثابت ہے کہ مرضعہ کی پہلی پچھلی اولاد سب رضیع کے بھائی بہن رضاعی ہیں۔ فقط

---

(۱) یکرہ للمراۃ ان ترضع صبیا بلا اذن زوجها الا اذا خافت هلاکه (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ .ط.س. ج۳ص۲۱۳) ظفیر

(۲) فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لا لم یحرم (درمختار) لو ادخلت الحلمة فی فم الصبی و شکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشك (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵٦، ۵۵۷ .ط.س. ج۳ص۲۱۲) ظفیر

(۳) ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابی حنیفة وقالا سنتان وهو قول الشافعی (هدایه کتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۲۹)

(٤) وانما یثبت بشهادة رجلین او رجل وامراتین الخ (هدایه کتاب الرضاع ج ۲ ص ۳۳۳) ظفیر

(۵) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵٦۱ .ط.س. ج۳ص۲۱۷، ظفیر

کوئی بیوی کا دودھ بیماری کی وجہ سے پیئے تو کیا حکم ہے؟

(سوال ۱۵۶۳) کسی شخص کو ایسی بیماری ہو گئی کہ بغیر کسی عورت کے دودھ پیئے ہوئے اچھا نہیں ہو سکتا تو اس حالت میں اگر وہ شخص اپنی زوجہ کا دودھ پی لے تو جائز اور حلال ہے یا حرام اور دودھ پینے سے نکاح میں کچھ فرق تو نہیں آوے گا۔؟

(الجواب) مص رجل ثدی زوجته لم تحرم [1] کسی مرد نے اپنی زوجہ کے پستان چوسی اور دودھ پیا اس کی زوجہ اس پر حرام نہ ہوگی، درمختار باب الرضاع وفیها ایضاً ولا یبح الارضاع بعد مدته [2] یعنی مباح نہیں ہے دودھ پینا بعد مدت رضاع یعنی زمانہ شیر خوارگی کے، ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اپنی زوجہ کا دودھ پینا مرد کو جائز نہیں ہے اور یہ کہ دودھ پینے سے اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوگی اور تداوی کے لئے اس وقت اس کا استعمال درست ہے کہ اس میں شفا بقول طبیب حاذق مسلمان ثابت ہو اور کوئی دوسری دوا اس کے قائم مقام نہ ہو۔ [3] فقط

جس لڑکی نے دو سال دس مہینہ کی عمر میں دودھ پیا اس سے شادی جائز ہے

(سوال ۱۵٦٤) زید نے چھ مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا اور ایک لڑکی مسماۃ کریمہ نے بھی دو برس دس مہینہ کی عمر میں ہندہ کا دودھ پیا تھا تو زید کا کریمہ سے عقد تزویج درست ہے یا نہیں؟

(الجواب) مدت رضاعت اڑھائی برس یا دو برس ہے، امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اولیٰ ہے [4] اور صاحبین اور دیگر ائمہ کا مذہب دوسرا ہے، بہر حال اڑھائی برس سے زیادہ عمر میں اگر کسی بچہ نے کسی عورت کا دودھ پیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ [5] لہذا اس صورت میں زید کا نکاح کریمہ سے صحیح ہے۔ فقط

رضاعی باپ اور رضاعی بیٹے کی بیوی کے متعلق ابن الہمام کا قول

(سوال ۱۵٦۵) حلیلہ اب وابن رضاعی کو فقہاءؒ حرام تحریر فرماتے ہیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مذکور ہے، اور صاحب فتح القدیر اس کے خلاف تحریر فرماتے ہیں چنانچہ فتح القدیر میں ہے و مقتضی الحدیث ان ما کانت اباً من الرضاعة او بنتاً او اختاً او بنت اخ الخ تحرم فاثبات کل حلیلة من الاب والا بن من الرضاعة قول بلا دلیل بل دلیل یفید حلها وهو قید الاصلاب فی الایة

(الجواب) قوله ما یحرم من النسب معناه ان الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب فشمل زوجة الابن والاب من الرضاع لانها حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع وهو اقول اکثر اهل العلم کذافی المبسوط بحر وقد استشکل فی الفتح الاستدلال علی تحریمها بالحدیث

---

(۱) ایضاً ص ٥٦٩، ج۲، ط.س. ج۳ص ۲۲۵ ظفیر (۲) ایضاً ج ۲ ص ٥٥٥، ظفیر
(۳) ولا یجوز التداوی بالمحرم الخ (درمختار) قیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواءً اخر کمار خص للعطشان و علیه الفتوی (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٥. ط.س. ج۳ص ٥۱۱) ظفیر
(٤) هو حولان و نصف عنده حولان فقط عندهما هو الا صح (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٤. ط.س. ج۳ص ۲۰۹) ظفیر (٥) و یثبت التحریم فی المدة فقط (درمختار) اما بعد ها فانه لا یوجب التحریم (رد المحتا باب الرضاع ج ۲ ص ٥٥٥. ط.س. ج۳ص ۲۱۱) ظفیر

لان حرمتها بسبب الصهریته لا النسب الخ شامی [1]

اس عبارت نیز تمام کتب فقہ کی عبارت سے حرمت حلیلہ (بیوی) اب وابن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور مقتضائے نص قرآنی ولا تنکحوا ما نکح اباء کم [2] الایتۃ بھی یہی ہے باقی امام ہمام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث محققین ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا علاوہ بریں جب کہ قول اکثر اہل علم کا یہی ہے اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ وصہریہ کو رضاعاً بھی حرام فرمایا ہے تو اس صورت میں احوط وارجح باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے قال فی الدر المختار و حرم الکل مما مر تحریمہ نسباً و مصاهرة و رضاعاً [3] الا ما استثنی فی بابہ فقط

بیوی کا دودھ پینے کا کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵۶۶) زید صاحب اولاد نے اپنی زوجہ کا دودھ قصداً پی لیا شرعی مقررہ ایام میں یعنی ایام رضاعت میں یعنی دو برس کے اندر کیا اس صورت میں زید پر وہ زوجہ حرام ہو جاوے گی اور وہ دودھ زید کے لئے حلال تھا یا حرام ؟

(الجواب) زید جو کہ صاحب اولاد ہے اس کو یہ کہنا کہ اس نے مدت رضاعت میں دودھ پیا غلط ہے مدت رضاعت میں دودھ پینے کے یہ معنی ہیں کہ دودھ پینے والا بچہ ہو اور اس کی عمر دو برس یا ڈھائی برس سے کم ہو الغرض زید صاحب اولاد نے اگر اپنی زوجہ کا دودھ پی لیا خواہ عمداً خواہ غیر عمداً تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی لیکن عمداً اگر پیا تو گناہ گار ہوا توبہ کرے کیونکہ وہ جزانسان ہے استعمال اس کا بلا ضرورت حرام ہے در مختار میں ہے مص رجل ثدی امراته لم تحرم [4] الخ (ترجمہ) کسی شخص نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو اس کی زوجہ اس پر حرام نہیں ہوئی ولم یبیح الارضاع بعد مدته لا نه جزء ادمی والا نتفاع به بغیره ضرورة حرام [5] الخ باب الرضاع درمختار۔ فقط

خوشدامن نے داماد سے کہا کہ میں نے تم کو دودھ پلایا ہے کیا حکم ہے ؟

(سوال ۱۵۶۷) زید کی خوشدامن کہتی ہے کہ میں نے تم کو طفلی میں دودھ پلایا ہے زید نے اپنے ساتھ ایک آدمی لیکر پھر دریافت کیا کہ سچ بتاؤ پھر اس نے یہی کہا جب زید نے منکوحہ کو علیحدہ کرنا چاہا تو خوشدامن نے انکار کر دیا کہ میں نے تو غصہ کی حالت میں کہہ دیا تھا اور جھوٹ کہہ دیا تھا اور زید کی والدہ کہتی ہے کہ میں کچھ نہیں جانتی کہ کب دودھ پلایا تھا اب رضاعت ثابت ہے کہ نہیں ؟

(الجواب) کتب فقہ میں لکھا ہے کہ بندون دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی پس صورت مسئولہ میں حجت شرعیہ رضاعت کی موجود نہیں ہے لہذا حکم علیحدگی کا مابین زوجین کے نہ کیا جاوے گا۔ [1] فقط

قد تم الجزء الثامن من فتاویٰ دار العلوم دیوبند

---

(۱) ردالمحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۵۷ ط.س. ج۳ ص ۲۱۳، ظفیر
(۲) سورة النساء ٤، ظفیر (۳) الدرالمختار علی هامش رد المحتار فصل فی المحرمات ص ۲۳۸ ج ۲ ط.س. ج۳ ص ۱۳، ظفیر (٤) الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب الرضیع ج ۲ ص ۵۶۹، ط.س. ج۳ ص ۲۲۵ ظفیر (۵) ایضاً ج ۲ ص ۵۵٥، ط.س. ج۳ ص ۲۱۱ ظفیر
(۱) والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلین او عدل و عدلتین لکن لا تقع الفرقة الا بتفریق القاضی لتضمنها حق العبد (درمختار) وما فی شرح الرهبانیة عن النتف من انه لا تقبل شهادة المرضعته عند ابی حنیفة واصحابه فالظاهر ان المراد اذا کانت وحدها (رد المحتار باب الرضاع ج ۲ ص ۵۶۸ ط.س. ج۳ ص ۲۲٤) ظفیر